یادگار سلور جوبلی

جلد جہانگیر و ایران

حصہ دوم

مرتبہ

صمصام شیرازی (رئیس الاحرار)

([illegible])

ناشر

[illegible]

24126

1

اگر

آپ جاگیردار، والی سمستان، دیسمکھ اور زمیندار ہوں

تو

یادگار سلور جوبلی

جلد جاگیرداران حصہ سوم

جو زیر ترتیب ہے اور جسکے مستقبل قریب میں اشاعت کی توقع ہے

میں

اپنے خاندانی حالات اور تصاویر درج کروا سکتے ہیں

مزید تفصیلات کے لئے مخاطب فرمائیے

مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی

چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن

فون نمبر (۲۹۶۲) تار کا پتہ ''ڈائرکٹری''

یادگار سلور جوبلی

جلد جاگیرداران

حصہ دوم

اڈیٹر

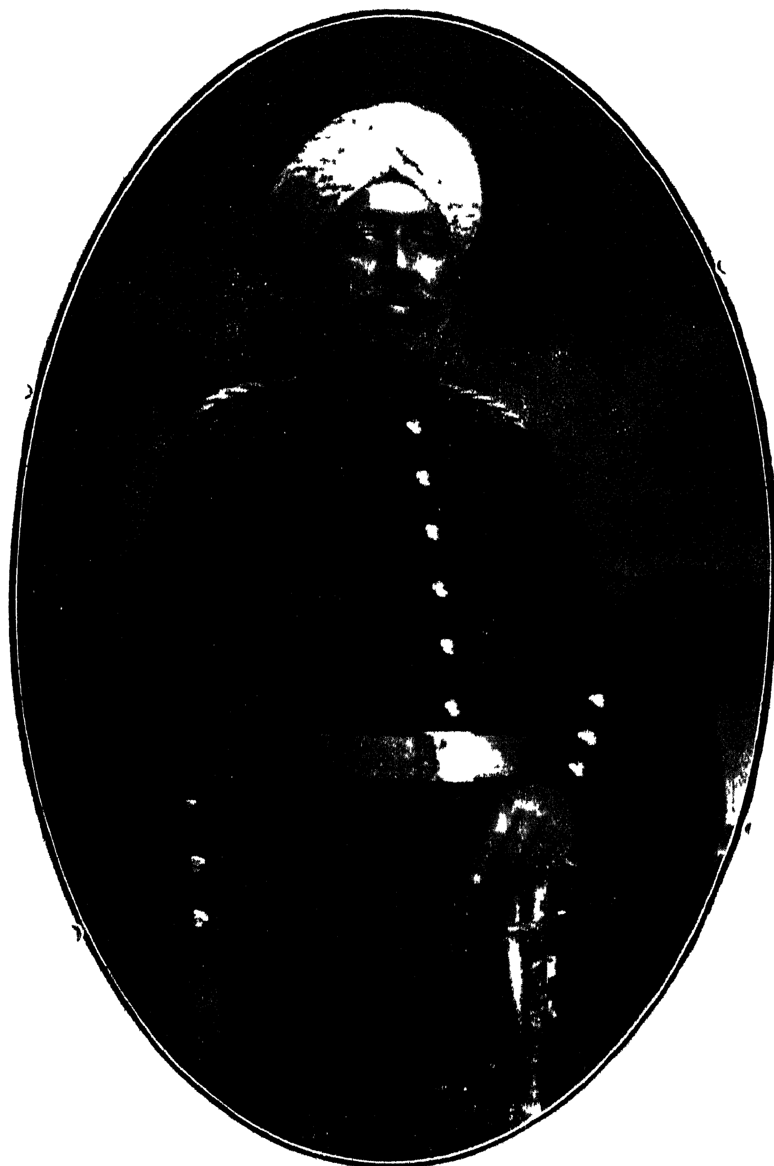
صمصام شیرازی

اِنتساب

امیرِ اعظم نواب مہدی جنگ بہادر خلف نواب شاہ یار جنگ مرحوم اُس عالیشان خاندان "شاہ یار الملکی" کے معزز رکن ہیں جس کو تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت اور اہمیت حاصل ہے۔ آپکی دور اندیشی، بزرگی، رحمدلی منصف مزاجی اور خیر خواہی ملک و مالک کی وجہ امرائے دکن میں آپ خاص امتیاز رکھتے ہیں آپ کے اخلاق و اوصاف کا ہر شخص گرویدہ ہے حسن خلق اور حسن سلوک آپ کا لایق صد ستایش ہے۔ وضع امیرانہ اور خودداری کے آپ مالک ہیں آپ کے سینہ میں انسانی ہمدردی کا سمندر موجزن ہے آپ نہایت حلیم الطبع، صابر اور مستقل مزاج امیر ابن امیر ہیں۔ میں جو آپ کی بزرگی، معارف پروری، علم دوستی کا قائل ہوں۔ اپنے اس تاریخی شاہکار یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم کو مثل حصہ اول کے آپ کے اسم گرامی سے معنون کرنے کی مسرت حاصل کرتا ہوں۔

صمصام شیرازی
اڈیٹر
مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ

مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی
چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن



نواب مہدی جنگ بہادر، خلف نواب شاہ یار جنگ مرحوم امیر اعظم



الحاج مولوی غلام محمود صاحب فرسی
رائد معتمد مالگزاری سرکار عالی

شکریہ

مولوی غلام محمود صاحب قریشی ایچ۔ سی۔ ایس زائد معتمد مالگزاری سرکار عالی ایک سچّے اور پکّے مسلمان، مدبّر، ذی فہم اور نصفت شعار حاکم ہیں ہر شخص آپ کے حسنِ سلوک کا رہینِ منّت ہے۔ آپ کی ذات آنے والی نسلوں کے لئے بہترین نمونہ اور آپ کے زرّین کارنامے اُن کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتے رہیں گے۔ آپ سا ہمدرد، خیر خواہ لایق حاکم صدیوں کے بعد دنیا پیدا کرتی ہے۔ آپ کی ذات مغتنمات سے ہے۔ میں آپ کے حسنِ سلوک کا دلدادہ ہوں آپ کی ذات سے اس کتاب کی اشاعت میں مجھے بڑی مدد ملی ہے۔ آپ کی عملی سرپرستیوں نے مجھے اپنا بنا لیا ہے اس لئے مجھے لازم ہے کہ آپکی خدمت میں اپنے بے انتہا تشکر و امتنان کا اظہار کروں۔

صمصام شیرازی
اڈیٹر
مورخہ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۲ھ

مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی
چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن

شکریہ

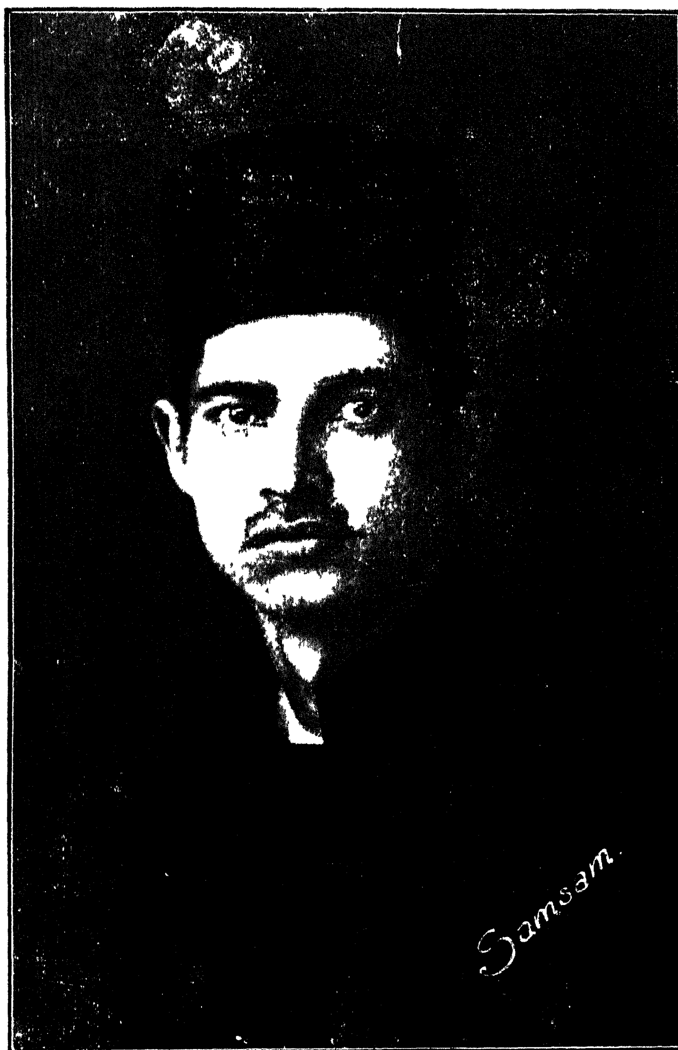
رائے ایکناتھ پرشاد صاحب ناظم کورٹ آف وارڈز سرکار عالے ایک خوش خلق، منصف مزاج، علم دوست، منتظم اور بے تعصب راجہ ہیں۔ آپ کی خداداد قابلیت ولیاقت فہم و فراست کا ہر کوئی معترف اور آپ کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آپ کے حسنِ خلق اور حسنِ سلوک کی وجہ ہر شخص آپ کا مدّاح نظر آتا ہے۔ آپ کے الطاف و عنایات میرے بھی شاملِ حال ہیں۔ اس کتاب کی تیاری میں آپ نے جو معاونت فرما کر علمی سرپرستی کا ثبوت دیا ہے اس کا میں بدل مشکور ہوں۔

صمصام شیرازی
اڈیٹر
مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ

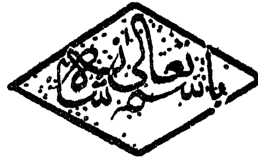
دی مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی
چادرگھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن



رائے الکا بھم پرساد صاحب
ناظم کورٹ آف وارڈز سرکار عالی



صمصام سبزواری
ډاکټر مسعود عالم ډائرکټری و مؤلف داد گار سلور خودای (دا ره جلد)



گل ہمین پنج روز و شش باشد
وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

الحمد للہ والمنتہ کہ ہم نے جو کتاب بھی شائع کی وہ مرغوبِ طبع ناظرین ہوئی اور انکی حوصلہ افزا قدردانیوں نے ہمارے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو بلند تر کردیا۔

طبقہ جاگیرداران، دولت عالیہ آصفیہ (حیدرآباد دکن) کیساتھ ایک امتیازی خصوصیت رکھتا ہے انکی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کا ایک ایک قطرہ خانوادہ آصفی کیساتھ جذبات عقیدت و جان سپاری سے معمور ہے۔ چشم بد دور سرزمین حیدرآباد دکن نہ صرف معدنیات کی کان ہے بلکہ جاگیرداروں کا بھی مخزن ہے۔

دنیا مانتی اور اچھی طرح جانتی ہے کہ کسی ملک کی ترقی اور فلاح و بہبود کا راز اسی میں مضمر ہے کہ ملک کے اُن دلسوز معاونوں، جان بازوں، سرفروشوں کے حالات ہمیشہ اہل ملک پیش نظر رکھیں جنھوں نے ملک کی بہبودی و فلاح کی خاطر اپنے خون کے آخری قطرہ سے تک دریغ نہیں کیا اور ملک پر اپنی عزیز جانوں کو قربان کردیا اپنے خون سے ملک کے باغ کو سینچا اور اسکی آبیاری کی۔ گزشتہ بہادروں کے کارنامے اور

ماسلف نسلوں کی سرگذشتیں ہی بعد میں آنیوالی نسلوں کے دلوں میں جرأت، حمیت، ہمت، مردانگی و فرزانگی اور دماغوں میں روشنی پیدا کرتی ہے۔

تاریخ حقیقت کی آئینہ دار اور پرانی باتوں کو یاد دلانے والی ہوتی ہے گذشتہ تذکرے نہ صرف دلچسپی ہی کا باعث ہوتے ہیں بلکہ آنیوالی نسلوں کیلئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ اگرچہ آج ہم اپنے ملک کے جان نثاروں اور جان بازوں کے ناقابل فراموش زرین کارناموں کو فراموش کرچکے ہیں لیکن تواریخ انکے حیرت انگیز اور زریں کارناموں سے مملو ہیں۔ حیدرآباد دکن کے جاگیرداروں نے جو غیر معمولی کارہائے نمایاں اور ملک کی جو گرانقدر خدمات انجام دئے ہیں وہ اپنے آپ نظیر ہیں ملک کی فلاح و بہبودی کی خاطر انہوں نے اپنی جان عزیز کھٹکا اور دیگر مشہور و معروف معرکوں کے مواقع پر خطرہ میں ڈالکر زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرکے انہیں پارہ پارہ کیا اور داد شجاعت حاصل کی۔ انکی حیرت انگیز شجاعت کو دیکھکر دنیا حیران رہگئی۔ اہل ملک تو اہل ملک غیر ممالک والے بھی انکی دلیری، بہادری، جان نثاری اور خیر سگالی کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت اقدس و اعلیٰ شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ کی مبارک و مسعود سلور جوبلی کے موقع پر ایک جامع اور بیش بہا تاریخی ذخیرہ موسوم بہ یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ اول قدردانان علم تاریخ کی خدمت میں ہماری جانب سے پیش ہو چکا ہے جسمیں مملکت حیدرآباد دکن کے معزز طبقہ جاگیرداران کے حالات خاندانی نہایت دلچسپ پیرایہ میں شرح و بسط کیساتھ معہ تصاویر درج ہیں جس کو حیدرآباد دکن اور بیرون مملکت کی پبلک اور گورنمنٹ عالیہ آصفیہ اور برٹش گورنمنٹ نے بنظر پسندیدگی و قدردانی ملاحظہ فرمایا۔ ان ہی حوصلہ افزائیوں اور قدردانیوں کی بدولت آج ہم اس کا نقش دوم پیش کر رہے ہیں جو امرائے ہر سہ پائیگاہ جاگیرداران اور سمستانوں کے حالات خاندانی و تصاویر سے مزین ہے امید ہے کہ اس حصہ کی حصہ اول سے زیادہ قدر کیجائیگی۔

صمصام شیرازی
اڈیٹر

اُمرائے پائیگاہ

بابِ اوّل



نواب محمد معین الدین خان اعانت جنگ
معین الدولہ بہادر امیر پائیگاہ



نواب محمد ظہیر الدین خان ظہیر یار جنگ بہادر
نائب امیر پائیگاہ

امیر پائیگاہ

نواب معین الدولہ بہادر

حسب ونسب

اس رفیع الشان خاندان کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثانی تک پہنچتا ہے۔ آپکی چند پشتوں میں خواجہ ابراہیم سلطان بلخ علیہ الرحمہ ہوئے ہیں۔ جن کے سلسلہ میں حضرت گنج شکر شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز ہیں حال امرائے پائیگاہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیسویں پشت میں ہیں۔ اس خاندان کے ایک معزز رکن ملا جلال الدین ملک العلما عہد اکبر شاہ میں موضع کھڑی ضلع لاہور سے نقل مقام کر کے بلدہ شکوہ آباد میں متوطن ہوئے اُنکے فرزند محمد فیروز تھے جنکے فرزند بہاوالدین عالمگیر غازی کے عہد میں خدمت صدارت و امانت خزانہ سرکار اکبر آباد پر مامور ہوئے۔ انکے فرزند محمد ابوالخیر خاں تھے اب ہم اس عظیم الشان خاندان کے حالات محمد ابوالخیر خاں سے درج کرتے ہیں جس خاندان کے چشم و چراغ ہمارے امرائے پائیگاہ ہیں۔

محمد ابوالخیر خاں امام جنگ

آپ محمد بہاؤالدین خاں کے فرزند اور ملا جلال الدین ملک العلما کے پوتے تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد خطاب خانی اور منصب سے سرفرازی پائے۔ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی جوہرشناس نظروں نے منصب دوہزاری اور پانچسو سوار اور جاگیر سے ممتاز فرمایا اور چند ہی روز بعد حسب الطلب حاضر دکن ہو کر اصل و اضافہ چارہزاری، دوہزار سوار و خطاب بہادری علم و نقارہ سے مباہی ہوئے۔ ۱۱۵۵ھ میں بابو نایک سردار مرہٹہ کو (جو واسطے چوتھ حیدرآباد کے آیا تھا) شکست دیکر مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ من بعد فوجداری بگلانہ اور نیابت صوبہ داری خاندیس سے بھی ممتاز ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں خطاب "شمشیر بہادر" اور نیابت صوبہ خجستہ بنیاد عطا ہوئی۔ نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد میں امام جنگ خطاب اور پالکی جھالردار سے سرفراز ہوئے۔ آخر میں مرض فالج و لقوہ سے شہر برہانپور میں ۱۶ / ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو راہی خلد بریں ہوئے آپکو دو صاحبزادے تھے (۱) ابوالفتح خاں (۲) ابوالبرکات خاں (امام جنگ ثانی الذکر بحین حیات والد خود عین عنفوان شباب میں جنگ کے موقع پر برہانپور میں عالم بقا کو سدھارے۔

ابوالفتح خاں (تیغ جنگ) "شمس الامراء"

آپ ابوالخیر خاں کے فرزند اور محمد بہاؤالدین خاں کے پوتے تھے۔ آپنے اپنے والد کے حین حیات ہی میں منصب و خطاب خانی سے سرفرازی پائی اور والد کے انتقال کے بعد آصفجاہ ثانی نواب میر نظام علی خاں کی پیشگاہ سے تیغ جنگ خطاب عطا ہوا۔ جب مراتب حسن عقیدت کی انتہا کو پہنچ گئے تو آصفجاہ ثانی نے شریک بزم و رزم فرما کر اضافہ منصب پنجہزاری، تین ہزار سوار، علم و نقارہ و پالکی جھالردار اور خطاب شمس الدولہ سے مفتخر فرمایا بعد ازاں خطاب شمس الملک شمس الامراء، اور دس ہزار سواران پائیگاہ سے سرفراز ہوئے۔ ان



نواب محمد ابوالفتح خان تیغ جنگ شمس الدولہ شمس الملک
شمس الامرا اول



نواب محمد ابوالفتح فخرالدین خان امام جنگ
خورشید الدوله خورشید الملک شمس الامراء (ثانی)
امیر کبیر (اول)

سواروں کے گھوڑے اشرفی راس ایکہزار روپیہ قیمت کے تھے حتیٰ اینکہ آپ نے منصب نہ ہزاری و سراپائے جواہر مع لشکن ولڑی سے جوکہ خاصہ مرشدزادوں کا ہے ممتاز ہوے۔ رکن الدولہ مدار المہام کے انتقال کی وجہ سے آصفجاہ ثانی نے خدمت مدار المہامی آپ کو دینا چاہا۔ مگر آپ نے منظور نہ فرمایا بلکہ ارسطو جاہ کے لئے سفارش فرمائی۔ آخر پانگل کے سفر میں (جو مہم سرینگ پٹن کے لئے ہوا تھا) ۲۵/ ربیع الثانی ۱۲۰۵ھ کو بمقام پانگل سیاح عالم بقا ہوے۔ وہاں سے جنازہ دوش بدوش لاکر بیرون درگاہ حضرت برہنہ شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز دفن کیا گیا۔

"امیر کبیر اول"
محمد فخر الدین خاں
"شمس الامراء ثانی"

آپ ابوالفتح خاں کے فرزند اور ابوالخیر خاں کے پوتے تھے آپکی ولادت ۱۱۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے وقت بلدہ حیدرآباد میں تھے۔ حسب الحکم حضور راہی قلعہ پانگل ہوے اور منظور نظر خاقانی کی وجہ سے جہاندار جاہ کو استقبال کے لئے حکم ہوا۔ بعد حصول شرف ملازمت و نظر الطاف خسروانہ بیحد مبذول ہوے۔ آپ اپنے والد کے عین حیات ہی میں خطاب محمد بہاؤ الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ اور (۵ہم) ہزار کی ذات جاگیر سے سرفراز تھے اور والد کے انتقال کے بعد ۱۲۰۵ھ میں خطاب ابوالخیر خاں شمس الملک شمس الامراء اور کل مناصب دہ ہزاری دہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار، مورچل و ہمہ لوازمہ سراپا لشکن وغیرہ اور تمامی محالات سے جو تخمیناً چالیس لاکھ روپیہ کے تھے ممتاز و مفتخر ہوئے اور اکثر سواری عماری میں آصفجاہ ثانی کی خواصی میں اعظم الامراء کے برابر نشست فرماتے تھے اور جنگ کھرلہ سے واپسی کے بعد آپ کی پہلی شادی آپکے اہل قرابت میں حضرتہ امیر النساء بیگم سے ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔ چونکہ عنایت بے غایتِ حضور پرنور آپکے

حال پر زیادہ تھی۔ اس لئے آصفجاہ ثانی نے اپنی صاحبزادی علیا حضرت بشیر النساء بیگم صاحبہ کو ۱۲۱۸ھ میں آپ سے منسلک فرمادیا اور عہد سکندر جاہ بہادر میں اکثر تقاریب شادی و بسم اللہ خوانی میں سکندر جاہ بہادر آپ کے گھر تشریف لاتے تھے اور ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت میں باضافہ منصب شش ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ و نشان فیل و عماری و پالکی جھالر دار و ماہی مراتب رسالہ سواران پائیگاہ قدیم و پلٹنہائے بار و توپ خانہ آتشبار و شتر نالاں برق کردار سے ممتاز اور ۱۲۴۴ھ میں خطاب امیر کبیر سے سرفراز ہوئے۔ اور ۱۲۴۶ھ میں چند ماہ عہدۂ جلیلہ مدار المہامی سے ممتاز رہ کر ۱۲۷۴ھ میں راہی فردوس ہوئے جہاں نما وغیرہ آپکے احداثات سے ہیں اور تالیف سے سنتہ شمسیہ ہے۔ آپ کو خداوند عالم نے پانچ فرزند عطا فرمائے تھے (۱) محمد فرید الدین خاں بہادر (۲) محمد سلطان الدین خاں بہادر بشیر الملک (۳) محمد بدر الدین خاں بہادر (معظم الملک) (۴) محمد رفیع الدین خاں بہادر (عمدۃ الملک امیر کبیر ثانی) (۵) محمد رشید الدین خاں (اقتدار الملک وقار الامراء امیر کبیر ثالث)

نواب محمد فرید الدین خاں

آپ نواب محمد فخر الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ شمس الملک شمس الامراء امیر کبیر اول کے خلف اکبر اور نواب ابو الفتح خاں تیغ جنگ شمس الملک شمس الامراء کے پوتے تھے۔ آپ ۱۲۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور عین عنفوان شباب میں انتقال فرمایا۔

نواب محمد سلطان الدینخاں

آپ نواب محمد فخر الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ شمس الامراء امیر کبیر اول کے فرزند دومی اور نواب ابو الفتح خاں تیغ جنگ شمس الملک شمس الامراء کے پوتے تھے۔ آپ ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ سبقت جنگ محتشم الدولہ اور بشیر الملک کے خطابات سے سرفراز تھے اور آپکی شادی



نواب محمد رفیع الدین خاں نامور جنگ
عمدۃ الدولہ عمدۃ الملک شمس الامرا (ثالث)
امیر کبیر (ثانی)



نواب محمد سلطان الدین خاں سیف جنگ
محتشم الدولہ بشیر الملک مرحوم

حضرتہ سلطانی بیگم صاحبہ صبیہ نواب میر فرخندہ علی خاں آصفجاہ رابع غفران منزل سے ہوئی۔ آپ نے (۲۲) سال کے سن میں انتقال کیا اور اپنے بعد دنیا میں دو یادگار (۱) نواب محمد وزیرالدین خاں (۲) نواب محمد مظہرالدین خاں چھوڑ گئے نواب محمد رفیع الدین خاں نامور جنگ عمدۃ الدولہ عمدۃ الملک شمس الامراء ثالث جوان دو صاحبزادوں کے چچا ہوتے تھے لاولد تھے اس لئے ان دونوں صاحبزادوں کو آپ نے مثل اپنی اولاد کے تعلیم و تربیت دلوائی۔

نواب محمد بدرالدین خاں

آپ نواب محمد فخرالدین خاں امام جنگ خورشیدالدولہ شمس الملک شمس الامراء امیر کبیر اول کے فرزند سوم اور نواب ابوالفتح خاں تیغ جنگ شمس الامراء کے پوتے تھے جو رفعت جنگ معظم الدولہ معظم الملک کے خطابات سے سرفراز تھے۔ آپ کی شادی حیدرالدولہ کی صبیہ سے ہوئی۔ اپنے والد کے حین حیات ہی میں آپ نے لاولد دنیائے فانی سے کوچ فرمایا۔

نواب محمد رفیع الدین خاں

"امیر کبیر ثانی"

"شمس الدولہ ثالث"

آپ نواب محمد فخرالدین خاں امام جنگ خورشیدالدولہ شمس الملک شمس الامراء امیر کبیر اول کے فرزند چہارم اور نواب ابوالفتح خاں تیغ جنگ شمس الملک رئیس الامراء کے پوتے تھے۔ آپ ۱۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی تعلیم حاصل فرمائی۔ کمسنی ہی میں آپ نامور جنگ عمدۃ الدولہ عمدۃ الملک کے خطابات سے مفتخر ہوئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۵ ہر ذیحجہ الحرام ۱۲۷۹ھ کو خاندانی خطابات شمس الامراء امیر کبیر ثانی بمعہ لوازم اعزازی ممتاز ہوئے۔ بوقت رحلت نواب افضل الدولہ آصفجاہ خامس مغفرت مکان چونکہ آصفجاہ سادس غفران مکان نہایت کمسن تھے لہذا آپ نواب سالار جنگ مختار الملک مرحوم کے شریک رہکر ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ کو ریجنٹ نائب حضور مقرر ہوئے اور ۲۱ / ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ کو

دنیائے ناپائیدار سے لاولد قضا کر گئے۔

چونکہ آپکو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اپنے برادر مرحوم نواب محمد سلطان الدین خاں کے دونوں فرزند نواب محمد وزیر الدین خاں اور نواب محمد منظہر الدین خاں کو اپنی آغوش میں لیکر ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی اور انکے ساتھ پدرانہ سلوک فرمایا آپکی جملہ جائداد و املاک و علاقہ جات ان دونوں صاحبزادوں پر تقسیم ہوئے۔

نواب محمد وزیر الدین خاں

آپ نواب محمد سلطان الدینخاں سبقت جنگ محتشم الدولہ بشیر الملک کے خلف اکبر نواب محمد فخر الدینخاں امام جنگ خورشید الدولہ شمس الملک شمس الامراء امیر کبیر اول کے پوتے۔ نواب محمد رفیع الدین خاں نامور جنگ عمدۃ الدولہ عمدۃ الملک شمس الامراء امیر کبیر ثانی کے بھتیجے اور نواب میر فرخندہ علی خاں آصفجاہ رابع غفران منزل کے نواسے تھے۔ آپ سیف جنگ محتشم الدولہ کے خطاب مستطاب سے سرفراز اور نہایت دلچسپی سے اپنے علاقہ کے انتظام میں مشغول رہتے تھے ۱۲۹۸ھ میں لاولد ناکتخدا آپ نے قضا کی۔

نواب محمد منظہر الدین خاں مرحوم

"سر آسمانجاہ"

"بشیر الدولہ"

آپ نواب محمد سلطان الدین خاں سبقت جنگ محتشم الدولہ بشیر الملک کے فرزند اصغر نواب محمد فخر الدینخاں امام جنگ خورشید الدولہ شمس الملک شمس الامراء امیر کبیر اول کے پوتے نواب محمد رفیع الدین خاں نامور جنگ عمدۃ الدولہ عمدۃ الملک شمس الامراء امیر کبیر ثانی کے بھتیجے اور نواب میر فرخندہ علی خاں آصفجاہ رابع غفران منزل کے نواسے تھے ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ کمسنی ہی میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ آپ نے اپنے عم محترم نواب محمد رفیع الدین خاں کے زیر نگرانی اعلےٰ تعلیم حاصل کی اور

پرورش پائی۔ انکے بعد ان کے تمام ملک و املاک و جائداد کے وارث قرار پائے۔
جب کہ نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ آصفجاہ خامس مغفرت مکاںؒ کا انتقال ہوا تو نواب میر محبوب علی خاں آصفجاہ سادس غفران مکاںؒ کی کمسنی کی وجہ گورنمنٹ ہند نے ایک ریجنسی قایم کی جسمیں نواب تراب علی خاں سر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنتہ مرحوم اور شمس الامراء مرحوم ریجنٹ مقرر ہوے اور سلطنت کے چار صیغوں کے چار امراء بنام صدر المہامان نامزد کئے گئے۔ چنانچہ صیغہ عدالت کی صدر المہامی پر آپکا انتخاب عمل میں آیا۔ مگر آپکی فیاض طبیعت اور اولوالعزمی نے خدمت متعلقہ کی تنخواہ جو تقریباً پنتیس ہزار سالانہ تھی لینا گوارہ نہ کیا۔ ان ہی ایام میں آپکی شادی حضرت پرورش النساء بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ ۱۸۷۵ء میں جبکہ سر سالار جنگ اعظم یورپ گئے تھے۔ آپ نے باتفاق میر پرورش علی خاں مکرم الدولہ مرحوم اپنے صیغہ عدالت کے کام کے علاوہ مدار المہامی کے خدمات کو بھی انجام دیا۔ پرنس آف ویلز (شاہ ایڈورڈ ہفتم) جب ہندوستان تشریف لائے تو آپ نے بہ حیثیت وکیل حیدرآباد (بوجہ ناسازی مزاج عمدۃ الملک) بمبئی پہنچکر خیر مقدم فرمایا۔ ۱۲۹۳ھ میں ہمراہ رکاب حضرت غفران مکاںؒ دہلی تشریف لے گئے دربار میں شرکت کی عزت حاصل ہوئی جہاں آپکو ایک یادگاری تمغہ بھی ملا۔ ۱۳۰۰ھ میں جبکہ سالار جنگ اعظم کا انتقال ہوا تو کونسل آف ریجنسی کا انعقاد ہوا جس کے آپ بھی ایک رکن مقرر ہوے ۱۳۰۱ھ میں جب حضرت غفران مکاںؒ کلکتہ تشریف لے گئے تو آپ نے بکمال خوبی امور سلطنت کا انتظام کیا۔ اسی سال کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد بھی ہوا اس کے بھی آپ ایک رکن مقرر ہوے ۱۳۰۲ھ میں بہ تقریب دربار سالگرہ مبارک خطاب عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر کبیر آسمانجاہ سے سرفرازی پاے اور اسی سال آپ نے ہمراہ رکاب حضرت غفران مکاںؒ نیلگری کا بھی سفر فرمایا

۱۳۰۴ھ میں گولڈن جوبلی کے موقع پر منجانب غفران مکانؒ بہ طریق وکیل آپ لندن گئے
نہر سوئز اور قاہرہ ہوتے ہوئے خدیو مصر سے ملاقی ہوئے۔ پیرس، جینوا وغیرہ شہروں کی
سیر کرتے ہوئے ۱۴/ مئی ۱۸۸۷ء کو وارد لندن ہوئے۔ جہاں آپ کا نہایت تپاک
سے خیر مقدم کیا گیا۔ پرنس اور پرنسس آف ویلز ڈیوک اور ڈچز آف کناٹ نے آپکی
خاطر داری اور مہمانی بہ طریق احسن فرمائی۔ اس موقع پر خدمت مدار المہامی بہ جو نواب لائق علی خاں
سالار جنگ عماد السلطنت کے استعفی کی وجہ خالی تھی سرفراز کئے گئے۔ چنانچہ پرنس آف ویلز
نے مبارکباد دی اور اثناء گفتگو میں فرمایا کہ اس سبب سے آپکا قیام لندن میں زیادہ نہ رہیگا
جس کے جواب میں آپ نے کہا کہ حضرت غفران مکانؒ نے ٹیلگراف دیا ہے کہ جوبلی ہوتے
ہی فوراً حیدرآباد کی واپسی کا ارادہ کرو۔ لندن سے واپس آنیکے پیشتر ملکہ معظمہ نے اپنے
دست خاص سے آپکو جوبلی مڈل عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حیدرآباد پہنچکر ۱۳۰۴ھ میں
مدار المہامی کا جائزہ حاصل فرمایا۔ ۱۳۰۵ھ میں عظیم الشان دربار منعقد ہوا جس میں آپکو پیشگاہ
حضرت غفرانمکانؒ سے خلعت خاص اور سات عدد جواہر بیش بہا، سرپیچ، طرہ، ہار، کنٹھی
بازو بند، بجبند، دست بند عطا ہوئے۔ اس کے تیسرے روز ایک دربار رزیڈنسی میں بھی
مسٹر ہاؤل رزیڈنٹ وقت نے ترتیب دیا جسمیں آپکو خطاب کے۔ سی۔ آئی۔ ای منجانب
ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ عطا ہوا صاحب عالیشان نے اس موقع پر آپ کا جام صحت نوش
کرتے ہوئے آپ کے پبلک خدمات کی بہت تعریف کی آپنے اپنے زمانہ مدار المہامی میں
امور رفاہ عام و توفیر آمدنی کے ذرائع اعلیٰ درجہ کے تجویز فرمائے۔ چنانچہ بجٹ نقشہ
داخل مخارج خوبی سے مرتب کئے گئے۔ صیغہ کروڑگیری میں مفید اصلاحیں اور ترمیمات
کی گئیں۔ ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی کے اسباب مہیا کئے، مجلس آبرسانی مقرر ہوئی

جس سے ملک اور اہل ملک کو بیحد فائدہ پہنچا جب آپ وایسرائے کی ملاقات کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے تھے تو وایسرائے نے علم طب کو یوروپین طرز پر ترقی دینے کے لئے جسکی آپ نے کارروائی فرمائی تھی اس کی نسبت مبارکباد دی ۱۳۱۱ھ میں آپ نے باخذ رخصت مدارالمہامی سے علیحدگی اختیار کی ۲۶ صفر ۱۳۱۶ھ کو اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب محمد معین الدین خاں امانت جنگ معین الدولہ بہادر کو چھوڑ کر راہی روضہ رضواں ہوئے

آپ نہایت وجیہہ، خلیق، اولوالعزم، کشدہ رو، پاک طینت، رقیق القلب نواب تھے حسن عقیدت میں بنظیر مجالس وعظ و سماع وغیرہ امداد منعقد فرماتے تھے اور نہایت مودبانہ شریک رہتے۔ نیازات واعراس میں سالانہ ایک لاکھ روپیہ کا صرفہ تھا سوائے ممالک محروسہ سرکار عالی کے حرمین شریفین اجمیر شریف اکبرآباد وغیرہ میں بصرف زرکثیر سرائیں اور خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ ایک تالاب موسوم بہ عمدہ ساگر آپ نے ایک لاکھ کے گرانقدر صرفہ سے بنوایا آپ کے پاس علماء مشائخین، امراء و شرفاء بلدہ مدعو ہوا کرتے تھے سپاہ پائیگاہ کی آراستگی اور باقاعدہ بنانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ انگلش پارٹی کی مہمانداری وغیرہ اعلےٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے عمارات اور اُنکی تزئین کا آپ کو بیحد شوق تھا، ہمیشہ عمارات کو یوروپین طرز پر آراستہ کرنیکا آپ کو بیحد خیال تھا۔ چنانچہ سرورنگر کا بنگلہ، آسمان گڈہ کی کوٹھی، بشیر باغ، اکبر باغ وغیرہ اعلےٰ درجہ کے سنوارے گئے آپ کے علاقہ کی آمدنی تقریباً بیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ اب اس سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ کے بعد آپ کے علاقہ کے کل انتظامات واہتمامات آپ کی محل محترمہ پادشاہزادی حضرتہ پرورش النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کے زیر حکومت ۱۳۲۳ھ تک برابر بوجہ احسن انجام پاتے رہے۔

امیر پائیگاہ

نواب محمد معین الدین خان بہادر

"معین الدولہ"

آپ نواب محمد مظہر الدین خاں رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر سر آسمانجاہ مرحوم کے خلف الصدق اور نواب محمد سلطان الدین خاں سنقت جنگ محتشم الدولہ بشیر الملک کے پوتے ہیں، ذیقعدۃ الحرام ۱۳۰۸ھ روز دوشنبہ بوقت شب بمقام سرور نگر پیدا ہوئے۔ آپ کی رسم تسمیہ خوانی نہایت دھوم سے ادا ہوئی۔ بعد ازاں آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ ۱۳۱۶ھ میں آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا تو حضرت غفران مکاں نے خاص طور پر آپ کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت اور جائیداد و املاک کی نگرانی آپ کی والدہ حضرت پادشاہ زادی پرورش النساء بیگم صاحبہ مرحومہ نے فرمائی۔ جب ۱۳۲۳ھ میں شاہزادی صاحبہ نے بمقام لالہ گوڑہ انتقال فرمایا تو حضرت غفران مکاں نے پائیگاہ سر آسمانجاہ مرحوم کی نگرانی آپ کے سپرد فرمائی اسی سال دربار چہل سالہ کی تقریب کی خوشی میں حضرت غفران مکاں نے آپ سے بابا شرف الدین کی پہاڑی کے باغ کی نذر قبول فرمائی۔ ۱۳۲۵ھ میں حضرت غفرانمکاں نے آپ کو ایک تلوار اور ایک موٹر مرحمت فرمائی۔ مسٹر راس مسعود المخاطب بہ نواب مسعود جنگ مرحوم کی تحریک پر آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی کے نام پاویلین کے لئے دس ہزار کا گرانقدر عطیہ منظور فرمایا یہ پاویلین علی گڑھ میں "نواب معین الدولہ بہادر س پاویلین" آپ کے نام نامی سے قائم ہے۔ ۱۳۲۰ھ میں آپ کو بارگاہ خسروی سے تلوار کی جوڑیاں اور کئی اشیاء نادرہ سرفراز ہوئیں اور اسی سال بمصالح انتظامی آپ کے پائیگاہ کی نگرانی بوساطت صدر المہام پائیگاہ حضور پُرنور نے بہ نفس نفیس قبول فرمائی۔ اور آپ کے ہاں قدم رنجہ فرمائی کے موقع پر ۱۳۳۱ھ میں آپ سے آسمان گڑھ (موجودہ عثمان گڈھ) کی نذر قبول فرما کر آپ کو معزز و ممتاز فرمایا

اسی سال آپ بغرض شکار عازم کشمیر ہوئے ۱۳۳۳ھ سے آپ نے بہ تعمیل فرمان خسروی محکمہ
مال کا تجربہ حاصل کرنا شروع کیا اور بلدہ کے سواء اورنگ آباد اور نظام آباد میں اس شغل کو
جاری رکھا۔ ۱۳۳۷ھ میں بتقریب دربار سالگرہ ہمایونی آپ کو اعانت جنگ اور ۱۳۴۱ھ
میں معین الدولہ کے خطابات عطا ہوئے۔ آپ ایک بلند ہمت صائب الرائے امیر
آپ ایک شہسوار اور نادر انداز شکاری ہیں۔ آپ کو حضور پر نور سے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ
کو صیغۂ مصنوعات و تجارت کی کرسئ صدارت اور رکنیت باب حکومت کی عزت حاصل
ہوئی۔ جہاں سے غرّہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو آپ کا تبادلہ صدر المہامی افواج آصفیہ
منصب جلیلہ پر ہوا۔ مسائل ملکی میں آپ ہمیشہ غریبوں کے دلسوز، معاون اور کمزوروں
عالی حوصلہ ممد ثابت ہوئے ہیں ۱۳۴۵ھ میں آپ نے خدمت سے علیحدگی اختیار فرمائی
اور حسب فرمان حضور پر نور آپ کی پائیگاہ کو آپ کی نگرانی میں دیدیا گیا۔ اور آپ امیر پائیگاہ
مقرر ہوئے۔ آپ ایک اچھے شہسوار، ٹینس پولو کے بہترین کھلاڑی ہیں معین الد...
کرکٹ ٹورنمنٹ زبان زد ہر خاص و عام ہے جو ہر سال نہایت شاندار پیمانہ پر سکندرآباد
میں منعقد ہوا کرتا ہے اور متعدد ٹیمیں ہندوستان کے ہر حصہ سے اس ٹورنمنٹ میں شرکت
کی غرض سے حیدرآباد آتی ہیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا
ہے شکار میں آپ اپنی نظیر ہیں کبھی آپ کا نشانہ خطا نہیں کرتا۔ آپ اردو کے ایک
بہترین شاعر بھی ہیں معین آپ کا تخلص ہے مقامی اخبارات اور ہندوستان کے جرائد میں
کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرتا ہے۔ آپ بلند پایہ شعراء میں سے ہیں جن پر اردو زبان کی...
بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ آپ نے میدان شاعری میں جو جولانیاں دکھائیں اور اپنے د...
جواہر پاروں سے اردو ادب پر جو احسان فرمایا ہے وہ مدت العمر بھولا نہیں جا سکتا۔ آپ...

اسی سال آپ بغرض شکار عازم کشمیر ہوئے ۱۳۳۳ھ سے آپ نے بہ تعمیل فرمان خسروی محکمۂ مال کا تجربہ حاصل کرنا شروع کیا اور بلدہ کے سواء اورنگ آباد اور نظام آباد میں اس شغل کو جاری رکھا۔ ۱۳۳۷ھ میں بتقریب دربار سالگرہ ہمایونی آپ کو اعانت جنگ اور ۱۳۴۱ھ میں معین الدولہ کے خطابات عطا ہوئے۔ آپ ایک بلند ہمت صائب الرائے امیر ہیں آپ ایک شہسوار اور نفادر انداز شکاری ہیں۔ آپ کو حضور پرنور سے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ کو صیغۂ مصنوعات و تجارت کی کرسئ صدارت اور رکنیت باب حکومت کی عزت حاصل ہوئی۔ جہاں سے غرّہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو آپ کا تبادلہ صدر المہامی افواج آصفیہ کے منصب جلیلہ پر ہوا۔ مسائل ملکی میں آپ ہمیشہ غریبوں کے دلسوز، معاون اور کمزوروں کے عالی حوصلہ ممد ثابت ہوئے ہیں ۱۳۴۵ھ میں آپ نے خدمت سے علٰحدگی اختیار فرمائی اور حسب فرمان حضور پرنور آپ کی پائیگاہ کو آپ کی نگرانی میں دیدیا گیا۔ اور آپ امیر پائیگاہ آسمانجاہ مقرر ہوئے۔ آپ ایک اچھے شہسوار، ٹینس پولو کے بہترین کھلاڑی ہیں معین الدولہ کرکٹ ٹورنمنٹ زبان زد ہر خاص و عام ہے جو ہر سال نہایت شاندار پیمانہ پر سکندرآباد میں منعقد ہوا کرتا ہے اور متعدد ٹیمیں ہندوستان کے ہر حصہ سے اس ٹورنمنٹ میں شرکت کی غرض سے حیدرآباد آتی ہیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا ہے شکار میں آپ اپنی نظیر ہیں کبھی آپ کا نشانہ خطا نہیں کرتا۔ آپ اردو کے ایک بہترین شاعر بھی ہیں معین آپ کا تخلص ہے مقامی اخبارات اور ہندوستان کے جرائد میں آپکا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرتا ہے۔ آپ بلند پایہ شعراء میں سے ہیں جن پر اردو زبان کی شاعری بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ آپ نے میدان شاعری میں جو جولانیاں دکھائیں اور اپنے دماغی جواہر پاروں سے اردو ادب پر جو احسان فرمایا ہے وہ مدت العمر بھولا نہیں جاسکتا۔ آپ کی

مہتمم بالشان ہستی علم و عمل صداقت اور نیکی کا ایک دریا ہے جس سے چھوٹی بڑی نہریں نکل کر علمی اور ادبی دنیا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہیں آپ کا کلام آورد سے پاک اور آمد سے مالامال ہے جمیع اصناف سخن پر آپ کو کامل قدرت ہے۔ اسلوب بیان اور سلاست زبان و عروض کے لحاظ سے آپ کے اشعار خاص معیار اور درجہ رکھتے ہیں۔ زبان کی سلاست اور بیان کی لطافت آپ کے کلام معجز نظام سے مترشح ہے۔ یہ سب آپ کی طبیعت کی نزاکت اور تبحر علم کا نتیجہ ہے۔ غزل گوئی جو شاعری میں مشکل اور اس میں واقعہ نگاری و تسلسل بیان کو قائم رکھنا مشکل تر ہے، آپ کے نزدیک نہایت آسان ہے۔ اس سے آپ کی کہنہ مشقی اور قادرالکلامی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ہم ذیل میں آپ کی صرف دو غزلیں بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند بغرض تفنن طبع ناظرین درج کرتے ہیں امید قوی ہے کہ ان کے ملاحظہ کے بعد ہر منصف مزاج شاعر آپ کے اعلےٰ درجہ کے شاعر ہونے کا مقر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا۔

غزل

خلوت میں آج تذکرۂ مدعی سہی — اس میں خوشی ہے آپ کی اچھا یہی سہی
برہم مزاج یار ہوا عرض وصل پر — کمبخت دل نے بات بھی کھوئی رہی سہی
کچھ تو لگاؤ ہم سے رہے بانئ ستم — مانا کے دوستی نہ سہی دشمنی سہی
جب کام ہی نہ آئے کسیکے تو کام کیا — ہونے کو آپ حور سہی یا پری سہی
دشمن سے آپ وعدہ خلافی نہ کیجئے — کچھ اس کا غم نہیں مرے حق میں کمی سہی
میرا ہی دل ہے اُف بھی نہ لائی زبان پر — سو بار چوٹ اُس نگہ ناز کی سہی



نواب محمد لطف الدین خان بہادر



نواب محمد افتخار الدین خان بہادر

بیکار زندگی ہے اگر کچھ نہیں لگاؤ　　　ممکن نہ ہو جو وصل فقط دل لگی سہی
ایفا کریں وہ وعدۂ فردا امید کیا　　　ہر چند آج صلح سہی آشتی سہی
در پردہ وہ عدوئے دل و جاں ہے اے معین
ظاہر میں رسم و راہ سہی دوستی سہی

دیگر

کدورت پائمالوں سے ابھی تک یار باقی ہے　　　ملا کر خاک میں بھی شوخیٔ رفتار باقی ہے
ہمیں توبہ کئے مے سے زمانہ ہو گیا لیکن　　　ابھی سر میں ہوائے خانۂ خمار باقی ہے
دکھا کر حسن بے پردہ مٹا بھی دو کہیں جھگڑا　　　کہ اب تک اختلاف کافر و دیندار باقی ہے
شب وعدہ ہوئی آخر مگر اللہ رے شوخی　　　وہی حجت وہی جھگڑا وہی تکرار باقی ہے
اجل بالیں پہ دم آنکھوں میں جان ارماں لبوں پر　　　قیامت ہے ابھی تک وعدۂ دیدار باقی ہے
خلش یاد مژہ کی چھیڑ دیتی ہے مرے دل کو　　　ابھی تک چور تجھ میں زخم دامن دار باقی ہے
رہی محفل کی رونق ساقیٔ مخمور کے دم تک　　　نہ کوئی مست ہے باقی نہ اب ہشیار باقی ہے
ابھی سے کیوں کمی کرنے لگا اے پنجۂ وحشت　　　ابھی تو جیب و داماں میں ہمارے تار باقی ہے
اشارے غیر سے ہوتے ہیں کیا کیا سیر گلشن میں　　　حیا بھی تجھ میں کچھ اے نرگس بیمار باقی ہے
دم عرض تمنا ہے وہی ضد اس جفا جو کی　　　دل بیتاب کا میرے وہی اصرار باقی ہے
سر مقتل نظر آتے نہیں اغیار اے قاتل
مگر اک چاہنے والا معین زار باقی ہے

اس سے ناظرین کرام بخوبی اندازہ فرما چکے ہوں گے کہ آپ کے کلام میں کس قدر شستگی برجستگی

بے تکلفی اور لطافت ہے ہر مصرع سلک گوہر شاہوار اور ہر شعر آپ کا حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

مادر وطن حیدر آباد دکن (صانہا اللہ عن الشرور والفتن) جس قدر بھی آپ کی ذات عالی صفات پر فخر کرے کم ہے امرائے حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں آپ کی ایک نمایاں حیثیت ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات وجامع حسنات سے ہر کسی کو فیض پہنچتا رہتا ہے۔ ذات حضور پُرنور بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی سے آپ کو خاص عقیدت ہے۔ وفا شعاری جاں نثاری اور ملک ومالک کی بہی خواہی آپ کا خاندانی مسلک ہے۔ آپ اوضاع امیرانہ کے پابند دارائے جاہ جلال اور منبع فضل وکمال۔ جود وسخا میں یکتا، عالی حوصلہ، زندہ دل شجیع ووجیہ علم دوست، شرفا نواز، غربا پرور جلیل القدر امیر ابن امیر ہیں۔ جس طرح آپ علم ودولت جود وسخاوت شان وشوکت اور زور وشجاعت کی دولت سے مالا مال ہیں اسیطرح دولت اولاد سے بھی سرفراز ہیں بفضلہ تعالی آپ کو پندرہ[۱۵] صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں نواب[۱] محمد ظہیر الدینخاں بہادر، نواب[۲] محمد لطیف الدینخان بہادر، نواب[۳] محمد افتخار الدینخاں بہادر، نواب[۴] محمد مظہر الدینخاں بہادر نواب[۵] محمد زین العابدین خاں بہادر نواب[۶] محمد افسر الدین خان بہادر نواب[۷] محمد بشیر الدین خاں بہادر نواب[۸] محمد اقبال الدین خاں بہادر۔ نواب[۹] محمد احمد الدین خاں بہادر۔ نواب[۱۰] محمد وجیہہ الدین خاں بہادر۔ نواب[۱۱] محمد بہاؤ الدین خاں بہادر۔ نواب[۱۲] محمد بدر الدین خاں بہادر۔ نواب[۱۳] محمد جلال الدین خاں بہادر۔ نواب[۱۴] محمد غازی الدین خاں بہادر نواب[۱۵] محمد وارث الدین خاں بہادر،

آپ کے صاحبزادہ اکبر نواب محمد ظہیر الدین خاں بہادر ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اعلیٰ پیمانہ پر نظام کالج میں تعلیم حاصل کی بعد ازاں ۱۳۴۳ف میں جامعہ عثمانیہ سے بی، اے کی ڈگری لی امرائے پائیگاہ میں آپ سب سے پہلے امیر

نواب محمد لطف الدین خان اطاف حسن اطف الدوله مرحوم
اصدر یادگاه

نواب لطف الدولہ مرحوم

آپ کے خاندانی حالات کا ذکر تفصیل سے بضمن تذکرہ نواب محمد معین الدین خاں اعانت جنگ معین الدولہ بہادر کیا گیا ہے یہاں مکرر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اس لئے ہم آپ کے حالات کی ابتدا نواب محمد رشید الدین خاں مرحوم امیر کبیر ثالث شمس الامراء رابع سے کرتے ہیں۔

امیر کبیر ثالث

نواب محمد رشید الدینخاں مرحوم

"شمس الامراء رابع"

آپ نواب محمد فخر الدین خاں امیر کبیر اول کے پانچویں فرزند اور نواب محمد ابوالفتح خاں کے پوتے تھے ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۲۴۶ھ میں بہادر جنگ اقتدار الدولہ سے مخاطب ہوئے ۱۲۵۵ھ میں آپ کی شادی حضرتہ عصمت النساء بیگم صاحبہ صبیہ نواب میر اکبر علیخاں سکندر جاہ آصف جاہ ثالث مغفرت منزل سے ہوئی ۱۲۵۶ھ میں اقتدار الملک کے خطاب سے سرفرازی پائے ۱۲۸۰ھ میں وقار الامراء (اول) ہوئے اور ۱۲۹۵ھ میں عہدۂ نائب السلطنۃ اور شمس الامراء امیر کبیری سے سرفرازی پائے۔ آخر الامر ۱۹ محرم الحرام ۱۲۹۹ھ کو آپ نے

رحلت کی اور اپنے بعد دو فرزند (۱) نواب محمد محی الدین خاں سر خورشید جاہ مرحوم (۲) نواب محمد فضل الدین خاں سر وقار الامراء مرحوم ثانی چھوڑ گئے۔

نواب محمد محی الدین خاں مرحوم

"امیر کبیر رابع"

"خورشید جاہ شمس الامراء خامس"

آپ نواب محمد رشید الدین خاں مرحوم (امیر کبیر ثالث) کے خلف اکبر اور نواب میر اکبر علیخاں سکندر جاہ آصف جاہ ثالث مغفرت منزل کے نواسے تھے ۱۲۵۷ھ میں پیدا ہوئے ۲۰ رجب المرجب ۱۲۶۱ھ کو آپ کی تسمیہ خوانی نہایت تزک و احتشام سے ہوئی جس میں نواب میر فرخندہ علیخاں ناصر الدولہ آصف جاہ رابع غفران منزل نے شرکت فرما کر اقراء اپنی زبان خاص سے پڑہائی۔ ۷ جمادی الاول ۱۲۶۶ھ کو پیش گاہ نواب غفران منزل سے تیغ جنگ کے خطاب سے سرفرازی پائے اور عہد نواب میر تہنیت علیخاں افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکاں میں غرہ ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ کو خورشید الدولہ کے خطاب سے مفتخر ہوئے۔ اس کے کچھ دنوں بعد یعنے ۲ شعبان ۱۲۷۶ھ کو خورشید الملک خورشید الامراء کے خطاب سے ممتاز کئے گئے۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۲۷۵ھ کو آپ کی شادی صاحبزادی حضرتہ حسین النساء بیگم صاحبہ صبیہ نواب میر تہنیت علیخاں افضل الدولہ آصفجاہ خامس مغفرت مکاں سے نہایت دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ غرہ شوال ۱۲۷۸ھ کو خورشید جاہ خطاب اور ماہی مراتب عماری، مورچل وغیرہ سے مفتخر و ممتاز ہوئے ۱۳۰۰ھ میں شمس الامراء امیر کبیر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ اپنی جوانی میں نہایت حسین و شکیل جوان تھے۔ جوں جوں آپ کی عمر ترقی کرتی گئی۔ ویسے ویسے آثار رشد و اعتلا نمایاں ہوتے گئے۔ آپ اپنے دادا کے انتہا درجہ کے لاڈلے اور پیارے تھے آپ کی طبیعت فطرتاً جوہر شناس و دوربین اور دور اندیش واقع ہوئی تھی۔ آپ کو امور انتظامی میں بڑا ملکہ تھا۔ تاریخ دانی بھی خوب



نواب محمد رشید الدین خان بہادر جنگ
اقتدار الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا
شمس الامرا (رابع) امیر کبیر (ثالث)



نواب محمد محی الدین خان فتح جنگ خورشید الدولہ
خورشید الملک شمس الامرا سر خورشید جاہ کے سی۔ آئی۔ ای مرحوم
امیر کبیر (رابع)

تھی۔ سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق تھا۔ آپ سے مشہور مقامات ہند شاذ و نادر ہی چھوٹے ہوں گے، علاوہ بڑے بڑے شہروں کی سیر کے آپ نے سرحدی مقامات مثلاً کوئٹہ سبی اور چمن وغیرہ کی بھی سیر و سیاحت کی۔ حیدرآباد کے امراء میں آپ بلحاظ اعزاز و وقعت ممتاز تھے بزرگان دین کے ساتھ آپ کو کمال درجہ عقیدت اور محبت تھی۔ چنانچہ اکثر سفر محض زیارت بزرگان دین کی غرض سے آپ نے کئے ہیں۔ آپ کی داد و دہش کی بڑی دھوم تھی۔ چنانچہ آپ نے حجاز ریلوے کے لئے پچیس ہزار روپیہ چندہ عطا فرمایا صوم و صلواۃ کے سختی سے پابند تھے مستعدی، جفاکشی، پابندی وضع میں اپنی آپ نظیر تھے۔ جو مجلسیں انتظام سلطنت وغیرہ کے لئے بحکم اعلیحضرت منعقد ہوتی تھیں۔ ان سب میں آپ بلحاظ قدامت ضروریات سے شریک کئے جاتے تھے اور اہم معاملات میں آپ کی رائے مقدم سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ سنہ ۱۳۰۱ھ میں کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت پر ممتاز فرمائے گئے۔ اور بعدہٗ مجلس امراء کے رکن ہوئے اکثر امور سلطنت میں رائے لینے کی غرض سے پیشگاہ اعلیحضرت میں آپ کی یاد ہوا کرتی تھی اکثر معزز یورپین آپ کے ہاں مہمان کئے جاتے تھے۔ اور ویسرائے بھی بحین دورہ حیدرآباد دکن آپ کے یہاں مدعو ہوتے تھے۔ گورنمنٹ انگلیشیہ میں بھی آپ کی وقعت تھی۔ ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ کی گولڈن جوبلی سنہ ۱۸۸۷ء میں مسٹر ماؤل رزیڈنٹ کے ذریعہ آپ کو نائٹ کمانڈر آف دی موسٹ امیننٹ آرڈر آف دی انڈین امپائر کا خطاب گورنمنٹ ہندوستان و برطانیہ عظمی سے عطا ہوا علم و تجربہ ذاتی رعب و داب کے باعث اوس وقت کے موجودہ امراء پائیگاہ میں آپ بے مثل تھے۔ آخر الامر ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ اور اپنی یادگار دنیا میں دو صاحبزادے چھوڑ گئے (۱) نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم اور (۲) نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم۔

نواب محمد حفیظ الدین خاں مرحوم
"ظفر جنگ"

آپ امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء خورشید جاہ کے ۔سی۔ آئی۔ ای مرحوم کے خلف اکبر نواب محمد رشید الدین خاں اقتدار الدولہ اقتدار الملک وقار الامراء [illegible]ت کے پوتے اور نواب میر تہنیت علیخاں افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت [illegible]ت کے نواسے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے عربی۔ فارسی و[illegible] کی اچھی تعلیم اور ملکی و مالی امور میں بھی کافی مہارت حاصل فرمائی۔ آپ فارسی اور عربی میں [illegible] سیاق و سباق سے ماہر تھے سنہ ۱۲۹۱ھ میں جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و [illegible] و ظفر جنگ سے ممتاز ہوئے سنہ ۱۳۰۱ھ میں تقریب دربار حکمرانی شمس الدولہ کے خطاب [illegible] و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا ۱۳۰۴ھ کے دربار نوروز میں خطاب شمس الملک واصل و اضافہ منصب پنجہزاری و چار ہزار سوار و نقارہ و پالکی جھالردار سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ آپ عہد صاحبزادگی میں حضرت غفران مکان کے سیر و شکار میں ایک مدت تک شریک رہے۔ اور نوازشات سلطانی و الطاف خاقانی بیحد آپ پر مبذول رہتے تھے سنہ ۱۳۰۱ھ کے سفر کلکتہ میں حضرت غفران مکان کے ہمراہ رکاب تھے۔ اور سنہ ۱۳۱۵ھ کے جشن ڈائمنڈ جوبلی ملکہ معظمہ وکٹوریہ میں منجانب حضرت غفران مکان لندن بھیجے گئے۔ جہاں آپ کا [illegible]ناک استقبال کیا گیا۔ آپ شریک دربار اور مختلف فنکشن میں شریک رہے۔ اعلیٰ مرتبہ شہزادگان کو آپ سے بہت خلوص تھا اور اس وقت کے بعض شہزادگان ممالک یورپ سے آپ کے خاص روابط تھے۔ انگریز سوسائٹی میں آپ کا بہت وقار اور عظمت تھی۔ ایک عرصہ دراز تک آپ انگلینڈ میں بغرض تعلیم رہے۔ علاوہ بریں مشہور مقامات ہندوستان کی بھی سیر آپ نے فرمائی۔ سنہ ۱۳۱۹ھ میں جب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر پیشکار مدار المہامی کی خدمت

سے سرفراز ہوئے تو آپ وزیر فوج کی خدمت سے ممتاز ہوئے چنانچہ اس اہم خدمت کو آپ نے نہایت مستعدی اور جفاکشی سے انجام دیا۔ آپ انتہا درجہ کے لایق، مُدبّر، ذکی، متحمّل، بردبار، غریب پرور، شریف نواز، مستعد، جفاکش، نکتہ سنج، دقیقہ رس، باریک بین فیاض طبیعت، سیر چشم، علم دوست، قدر داں اہل علم و ہنر نواب تھے۔ آپ کو علم نجوم و علم جفر میں اچھی مہارت حاصل تھی حیدرآباد میں شروع آپ ہی نے آبزرویٹری (رصدگاہ کاس لوچن) قایم کی۔ عالم جوانی یعنے (۴۳) کے سن میں ۱۳۲۴ھ کو آپ نے دنیا سے قضا کی اور اپنی یادگار دنیا میں دس صاحبزادے اور (۶) صاحبزادیاں چھوڑ گئے۔ (۱) صاحبزادہ نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم (امیر پائیگاہ) (۲) نواب محمد اکرم الدین خاں بہادر (۳) نواب محمد وحید الدین خاں بہادر (۴) نواب محمد نجیب الدین خاں بہادر (۵) نواب محمد عظیم الدین خاں بہادر (۶) نواب محمد یاور الدین خاں بہادر (۷) نواب محمد سعید الدین خاں بہادر (۸) نواب محمد ضیاء الدین خاں بہادر (۹) نواب محمد فیاض الدین خاں بہادر (۱۰) نواب محمد رحیم الدین خاں بہادر۔

نواب محمد لطف الدینخاں مرحوم
"لطف الدولہ"

آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے خلف اکبر اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی۔ آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ ۱۰ ر رمضان ۱۳۰۰ھ کو بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ ۱۵ ر ماہ مذکور کو آپ کے جد نامدار نے ماہوار میوہ خوری مقرر فرمائی۔ آپ کی عربی و فارسی تعلیم و تربیت کا انتظام مولوی رفیع الدین اور مولوی محمود صمدانی کے تفویض فرمایا گیا عربی فارسی سے فارغ ہو کر آپ نے حسب ضرورت انگریزی سے واقفیت حاصل کی آپ

اعلیٰ درجہ کے مورخ اور مختلف علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے بدو شعور سے آپ کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ اور آپ نے لطف تخلص سے دنیائے شعر و سخن میں کافی شہرت حاصل فرمائی۔ آپ کے پدر گرامی قدر نے وفات پائی تو ۱۳۲۴ھ کو حضرت غفران مکاںؒ نے آپ کو مرحوم کا جانشین اور علاقہ پائیگاہ نواب سر خورشید جاہ مرحوم کا نگرا نکار متقرر فرمایا ۲۰ رماہ مذکور کو راجہ راجگان راجہ مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ پیشکار و مدار المہام وقت آپ کے پاس بغرض ادائی رسم تعزیت تشریف لائے۔ پائیگاہ کی عنان حکومت آپ کے ہاتھ میں آئی تو نہایت توجہ کے ساتھ آپ آئین حکمرانی پر کاربند رہے ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو آپ نے اپنے برادر خرد نواب محمد اکرم الدین خاں بہادر کے زیر صدارت ایک کمیٹی مقرر فرماکر اپنے علاقہ کے نظم و نسق کی جانب پہلا قدم اٹھایا اور تنقیح حسابات کے بعد مفید نتائج اخذ فرمائے اس سال آپ نے سکہ حلبی میں حساب رکھنے کے طریقہ کو موقوف فرماکر سکہ حالی میں ملازمین پائیگاہ کو تنخواہ ایصال کرنے کا حکم دیا دوسرے سال حسب اجازت حضرت غفرانمکاں آپ اپنے علاقہ کا دورہ فرمانا شروع کیا۔ اور تعلقہ جات شاہ آباد و گنجوٹی کو خصوصیت کیساتھ ملاحظہ فرمایا۔ غرۂ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ تک آپ پائیگاہ خورشید جاہی پر کارفرما رہے اور اس عرصہ میں اپنی بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کا کافی ثبوت دیتے رہے حضور پرنور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ کنگ کوٹھی مبارک پر باریاب ہوکر آپ نے نذر پیش کرکے عزت حاصل کی اور اس کے بعد سے حضور پرنور آپ کی جانب التفات خاص مبذول فرماتے اور عطیات سلطانی سے آپ کو بہرہ اندوز فرماتے رہے ہیں بہ تقریب سالگرہ مبارک ۱۷ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ کو لطافت جنگ اور ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ کو لطف الدولہ کے خطابات عطا ہوئے حضور پرنور کرات و مرات آپ کی دعوت قبول

فرما کر آپ کو معزز و ممتاز فرما چکے ہیں۔ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ کو معین المہام افواج کے منصب جلیلہ پر سرفراز فرمائے گئے اور جب باب حکومت کا انعقاد ہوا تو آپ کو اس کی رکنیت کی عزت حاصل ہوئی۔ نیز صدر المہام افواج کے ذمہ صیغہ جات طبابت و علاج حیوانات وغیرہ کا بھی اضافہ ہوا غرہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو آپ کا تبادلہ صدر المہامی تعمیرات پر ہوا۔ ۹ تیر ۱۳۳۶ف تا یکم امرداد ۱۳۳۷ف بہ وظیفہ تعدادی (/////) سکہ عثمانیہ ماہانہ حسب مراسلہ معتمدی فینانس نشان (۱۰۰-۵۱۸) مورخہ ۲۲ مہر ۱۳۳۶ف اس خدمت سے سبکدوش رہ کر ۲ امرداد ۱۳۳۷ف کو خدمت صدر المہامی عدالت و امور مذہبی سرکار عالی پر مامور ہوئے اور اس صیغہ کی کرسی صدارت پر تا دم آخر زینت افروز رہے ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کو آپ چھ ماہ کی رخصت پر علاج کی غرض سے ولایت تشریف لے گئے اور بعد صحت وطن واپس ہو رہے تھے کہ جہاز وائسرائے آف انڈیا میں عدن کے قریب ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ روز سہ شنبہ کو آپ کا انتقال ہوگیا۔

اس سانحہ جانگداز کی تاریخ مولف نے یوں کہی ہے۔ جو اخبار رہبر دکن مورخہ یکم خورداد ۱۳۴۶ف میں بھی شائع ہوئی ہے۔

پھر لطف الدولہ چوں پیک اجل از حق رسید		بین راہ یورپ و ہندوستان صد حیف وائے
یوم شنبہ بد و ہم از مہ غم شانزدہ		کز جہان سوئے عدم گشتہ روان صد حیف وائے

مصرع سال وفاتش گفت ایں صمصام زار

رفت لطف الدولہ از دار جہان صد حیف وائے
۱۳۵۶

آپ وجیہ، خلیق، اولوالعزم، خندہ رو پاک طینت نواب تھے مستعدی، جفاکشی، پابندی وضع اور بلحاظ قدامت میں آپ لاثانی امیر اور لطف و عطا میں مشہور و معروف نواب تھے۔

آپ اپنی یادگار میں تین (۳) صاحبزادے چھوڑ گئے (۱) صاحبزادہ نواب حمایت الدین خان بہادر

محمد ..... الدین خاں بہادر (۳) صاحبزادہ نواب محمد الدین خاں بہادر۔ ازراہ

..... اقدس و اعلیٰ نے نواب لطف الدولہ مرحوم کے فرزندوں اور دختروں کو

..... اور صاحبزادی کے اعزاز سے مفتخر فرمایا۔ اور بارگاہ جہاں پناہی سے نواب محمد حمایت الدین

خاں بہادر کو حمایت نواز جنگ کا خطاب بتاریخ ۷ رمضان ۱۳۵۷ھ سرفراز فرمایا گیا۔ اور بتقریب

ولادت نواب مفخم جاہ بہادر ۱۳۵۸ھ صاحبزادہ نواب احمد الدین خاں بہادر کو احمد یار جنگ اور

نواب محمد الدین خاں بہادر کو محمد نواز جنگ کے خطابات سے حضرت اقدس و اعلیٰ نے مفتخر و ممتاز

فرمایا۔ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تعلیم میں اون کی والدہ کو خاص دلچسپی ہے اور بحکم شاہی

صاحبزادہ صاحبان جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

صاحبزادہ نواب حمایت نواز جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام محمد حمایت الدین خاں ہے آپ نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم سابق صدر المہام عدالت و امور مذہبی سرکار عالی و امیر پائیگاہ کے خلف اکبر نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے پوترے ہیں بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ روز سہ شنبہ آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے ازراہ خسروانہ آپ کو اپنے زیر سرپرستی لیکر خطاب صاحبزادہ سے مفتخر فرمایا۔ آپکی ابتدائی تعلیم اولاً آپ کی والدۂ ماجدہ (جن کو آپ کی تعلیم سے خاص دلچسپی اور شغف ہے) کے زیر نگرانی قابل اور لائق اساتذہ سے گھر پر ہوئی ازاں بعد بحکم بندگانِ عالی مدظلہم العالی جاگیردار کالج میں شریک ہوکر تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت حسب فرمان خسروی دیوان واقع باغ لنگم پلی ہی پر ہو رہی ہے الحاج مولوی مرزا مصطفےٰ بیگ صاحب حسب فرمان خسروی آپکے نگرانکار و اتالیق مقرر ہوے ہیں۔ ۷ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ کو آپ خطاب مستطاب "نواب

... محمد احمد الدین خاں بہادر (۳) صاحبزادہ نواب محمد الدین خاں بہادر ۰ ارامرا
... اقدس و اعلیٰ نے نواب لطف الدولہ مرحوم کے فرزندوں اور دختروں کو
... اور صاحبزادی کے اعزاز سے مفتخر فرمایا۔ اور بارگاہ جہاں پناہی سے نواب محمد حمایت الدین
خاں بہادر کو حمایت نواز جنگ کا خطاب بتاریخ ۷، رمضان ۱۳۵۷ھ سرفراز فرمایا گیا۔ اور بتقریب
ولادت نواب مفخم جاہ بہادر ۱۳۵۸ھ صاحبزادہ نواب احمد الدین خاں بہادر کو احمد یار جنگ اور
نواب محمد الدین خاں بہادر کو محمد نواز جنگ کے خطابات سے حضرت اقدس و اعلیٰ نے مفتخر و ممتاز
فرمایا۔ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تعلیم میں اون کی والدہ کو خاص دلچسپی ہے اور بحکم شاہی
صاحبزادہ صاحبان جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

صاحبزادہ نواب حمایت نواز جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام محمد حمایت الدین خاں ہے آپ
نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ
لطف الدولہ مرحوم سابق صدر المہام عدالت
و امور مذہبی سرکار عالی و امیر پائیگاہ کے خلف اکبر نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ
شمس الملک مرحوم کے پوترے ہیں بتاریخ ۶ ار محرم الحرام ۱۳۵۶ھ روز سہ شنبہ آپ سایہ پدری سے
محروم ہو گئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے از راہ خسروانہ آپ کو اپنے زیر سرپرستی لیکر خطاب صاحبزادہ سے
مفتخر فرمایا۔ آپکی ابتدائی تعلیم اولاً آپ کی والدۂ ماجدہ (جن کو آپ کی تعلیم سے خاص دلچسپی اور شغف
ہے) کے زیر نگرانی قابل اور لائق اساتذہ سے گھر پر ہوئی ازاں بعد بحکم بندگانعالی مدظلہم العالی جاگیردار
کالج میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت حسب فرمان خسروی دولتخانہ
واقع باغ لنگم پلی ہی پر ہوتی ہے الحاج مولوی مرزا مصطفےٰ بیگ صاحب حسب فرمان خسروی آپکے
نگرانکار و اتالیق مقرر ہوئے ہیں۔ ۷، رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ کو آپ خطاب مستطاب " نواب

حمایت نواز جنگ بہادر؎ سے مفتخر و ممتاز ہوے۔ آپ کی شادی نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی نوابہ وجیہہ النسا بیگم صاحبہ سے بمقام بیگم پیٹھ ہوی۔ آپ کو ایک صاحبزادہ تولد ہوا۔ حضور پر نور نے ازراہ مراحم خسروانہ مولود کا نام مصباح الدین خاں رکھا ذیل میں ارشاد ہمایونی کی بجنسہ نقل اخبار صبح دکن سے کیجاتی ہے۔

"کودک نوزائیدہ بمقام باغ لنگم پلی"

۲۷ جمادی الثانی

ما اور اسم مصباح الدین خاں دادہ ایم۔ مادرش دختر نیک اختر ولی الدولہ مرحوم است (یعنے زوجہ پسر کلاں لطف الدولہ مرحوم) مبارک باشد۔

آپکی پائیگاہ حسب سابق زیر انتظام مجلس ہے جس کے معز زمیر مجلس نواب سر عقیل جنگ بہادر نائب صدر اعظم باب حکومت سرکار عالے (جو عمائدین سلطنت ابد مدت حیدرآباد سے ہیں جنکی بے لوث کارگزاری اور تجربہ کاری مسلّم ہے۔ آج حیدرآباد دکن کے تمام حکام عالیمقام میں آپ اپنی نظیر ہیں آج پائیگاہ کے مالی و انتظامی امور جو شاہ راہ ترقی پر گامزن ہیں وہ آپ ہی کی بیدار مغزی اور کوششوں کا نتیجہ ہے) اور تین اراکین ہیں (۱) نواب مرزا محمد علی بیگ خاں صاحب جاگیردار (۲) نواب معشوق یار جنگ بہادر اور (۳) مولوی میر احمد علی خاں صاحب۔ یہ ہر سہ سرکار عالی کے اعلیٰ اور منتخب عہدہ دار تھے جنہیں حضرت اقدس واعلیٰ نے ان کے وفادارانہ اور خیر خواہانہ خدمت کے مد نظر وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہونے کی وجہ پائیگاہ کی رکنیت پر سرفراز فرمایا۔

صاحب تذکرہ نوعمر، ذکی و ذہین، صاحب فہم و فراست اور علم کے شوقین ہیں۔ حضرت اقدس واعلیٰ کی سرپرستانہ توجہات کے باعث نہیں قوی امید ہے کہ آپ بہت جلد زیور

علم سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے والد مرحوم کی طرح ملک کے اہم اور ذمہ دارانہ خدمات انجام دیں گے۔

صاحبزادہ نواب احمد یار جنگ بہادر

آپ کا نام نواب محمد احمد الدین خاں ہے آپ نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم سابق صدر المہام عدالت و امور مذہبی و امیر پائیگاہ کے فرزند دومی اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے پوترے ہیں آپ کے والد ماجد کا سایۂ عاطفت ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ کو آپ کے سر سے کم ہو گیا آپ اپنی والدۂ ماجدہ (جن کو آپ کی تعلیم سے خاص دلچسپی اور شغف ہے) کے زیر نگرانی بمقام چپسل بنڈہ لائق و فائق اساتذہ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کی سرپرستانہ توجہات آپ کے شامل حال ہیں۔ اعلیحضرت بندگان عالی نے آپ کے خاندانی وقار کے مدنظر اولاً آپ کو صاحبزادہ کے اعزاز سے معزز ازاں بعد خطاب مستطاب "احمد یار جنگ" سے مفتخر فرمایا آپ نو عمر ذکی و ذہین، صاحب فہم و فراست اور علم کے شوقین نواب ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ چل کر آپ مملکت کے لئے اپنے اب و جد کی طرح مفید ثابت ہوں۔

صاحبزادہ محمد نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نواب محمد محمد الدین خاں ہے آپ نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم سابق صدر المہام امور مذہبی و امیر پائیگاہ کے فرزند سومی اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے پوترے ہیں۔
آپ اپنی والدہ ماجدہ (جن کو آپ کی تعلیم سے خاص دلچسپی اور شغف ہے) کے زیر نگرانی بمقام

پھسل بنڈہ لائق وفایق اساتذہ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس واعلیٰ نے آپکو "صاحبزادہ" کے اعزاز سے مفتخر فرمایا اور اسکے بعد خطاب مستطاب نواب محمد نواز جنگ بہادر سے سرفراز بخشی ۱۶ محرم ۱۳۵۶ھ بروز شنبہ کو آپکے والد ماجد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے کم ہوگیا آپ نوعمر ذکی و ذہین صاحب فہم وفراست اور علم کے شوقین ہیں۔ حضرت اقدس واعلیٰ کے سرپرستانہ توجہات آپ کے شامل حال ہیں۔

نواب محمد اکرم الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند دوم امیر کبیر رابع نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے۔ اور نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم کے بھائی ہیں ۱۴ ذی حجہ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد کے زیر نگرانی عربی، فارسی، اردو اور مذہبی تعلیم اعلےٰ پیمانہ پر حاصل فرمائی۔ اور آپ کو قرآن پاک بھی حفظ کرایا گیا تھا آپ اپنے جد امجد نواب محمد محی الدینخاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی آئی۔ ئی امیر کبیر مرحوم (جو سیر و سیاحت کے بڑے دلدادہ تھے) کے ساتھ بھی ہمیشہ آپ سفر کیا کرتے تھے جس سے تجربہ و کاردانی میں آپ کو ایک بڑی حد تک مدد ملتی تھی آپ مذہبی علوم کے ایک جیّد عالم ہیں آپ کو زراعت اور فن تعمیر کا بیحد شوق ہے آپ اپنے بڑے بھائی نواب محمد لطف الدین خاں لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم امیر پائیگاہ سر خورشید جاہ مرحوم کے ہمیشہ ممد و معاون رہے ہیں۔ نہایت خوش خلق، ملنسار، پابند مذہب وصوم وصلواۃ نواب ہیں دوبار حج وزیارت سے مشرف ہوچکے ہیں

نواب محمد وحید الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدینخان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند سوم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ

شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔سی۔آئی۔ئی مرحوم کے پوتے ہیں آپ اردو فارسی، عربی اور انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں ایک بہترین آرٹسٹ بھی ہیں۔آپ کی لیاقت و قابلیت کی وجہ خاندان بھر میں آپ کو بڑی وقعت حاصل ہے حیدرآباد میں آپ کی مشہور و معروف ہستی ہے آپ نے قریب قریب تمام ہندوستان کی سیر و سیاحت کر کے اپنے معلومات میں اضافہ فرمایا ہے۔آپ کو پینٹینگ اور باغبانی کا خاص شوق ہے۔

نواب محمد نجیب الدین خاں بہادر آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند چہارم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی۔آئی۔ئی مرحوم کے پوتے ہیں آپ ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے بڑے بھائی کی طرح آپ نے بھی اپنے جد امجد نواب سر خورشید جاہ مرحوم کے زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل فرمائی۔آپ اردو فارسی کے ایک بہترین ادیب ہیں۔اردو فارسی میں شعر بے تکان کہتے ہیں۔آپ کا شمار اردو فارسی کے شعراء نامی میں ہے آپ کو صنعت و حرفت اور انجنیری کا بیحد شوق ہے آپ اپنے وقت کا حصہ انجنیرنگ ورکس اور اسی قسم کے دوسرے کاموں میں صرف فرماتے ہیں۔

نواب محمد عظیم الدین خاں بہادر آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں بہادر ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند پنجم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی۔آئی۔ئی مرحوم کے پوتے ہیں۔آپ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔اردو فارسی میں اچھی تعلیم حاصل کی اور کچھ دنوں رسالہ جوش میں خدمت انجام دیتے رہے۔آپ ایک بہترین شہسوار، اچھے کھلاڑی اور شکاری ہیں۔

نواب محمد یاور الدین خاں بہادر آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ

شمس الملک مرحوم کے فرزند ششم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بھائی کے ساتھ اردو فارسی کی تعلیم اساتذہ سے اپنے والد کے زیر نگرانی حاصل فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ فنون سپہ گری کی بھی مشق کرائی گئی۔ آپ کو شہسواری اور دیگر مردانہ کھیلوں کا شوق ہے۔

نواب محمد رحیم الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک کے فرزند دہم اور نواب محمد محی الدین خاں سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای کے نبیرہ ہیں بتاریخ ۵ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ م ۲۰ مہر ۱۳۱۵ف م ۲۶ اگسٹ ۱۹۰۶ عیسوی خورشید جاہ پیالیس میں بمقام حیدرآباد تولد ہوئے۔ زیر سرپرستی ظل اللہ آپ نے کم سنی ہی سے تعلیم و تربیت کی تکمیل پائیگاہ بورڈنگ میں فرمائی دوران تعلیم میں۔ اے۔ سی۔ گارڈ میں فوجی تربیت بھی حاصل فرمائی و نیز آپ علی گڑھ یونیورسٹی پائیگاہ ہاؤس میں رہکر تعلیم و تربیت حاصل فرمائی آپ کو شہسواری اور شکار میں بھی کمال مہارت حاصل ہے۔ آپ نظام کالج کے قدیم طالب علم ہیں آپ کا بہترین مشغلہ کتب بینی ہے آپ نہایت رحمدل، سنجیدہ مزاج متین، پابند وضع امیرانہ اور خاندانی روایات کے حامل ہیں آپ کو ایک صاحبزادہ نواب محمد بشیر الدین خاں بہادر ہے جن کی تاریخ ولادت ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ امرداد ۱۳۴۵ف م ۵ جولائی ۱۹۳۶ عیسوی ہے۔ اور ایک صاحبزادی نیاز النساء بیگم ہیں جو بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ آذر ۱۳۴۷ف م ۴ نومبر ۱۹۳۷ء تولد ہوئی ہیں ہر دو کا مقام پیدائش خورشید جاہ پیالس ہے۔

آپ (نواب ظفر جنگ مرحوم) کے بقیہ تین فرزند (۱) نواب محمد سعید الدین خاں بہادر

(۲) نواب محمد ضیاء الدین خاں بہادر (۳) نواب محمد فیاض الدین خاں بہادر کو بھی سرخورشید جاہ مرحوم کی پائیگاہ سے حصہ ملتا ہے ان صاحبزادگان نے بھی حسب ضرورت تعلیم حاصل فرمائی۔

نواب بہادر جنگ شمشیر بہادر

آپ کے خاندانی حالات کا تفصیلی ذکر بضمن تذکرہ نواب معین الدولہ بہادر اور نواب لطف الدولہ مرحوم کیا گیا ہے یہاں ہم آپ کے تذکرہ کی ابتداء نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم سے کرتے ہیں جن کے خلف اکبر ہمارے صاحب تذکرہ (نواب محمد کریم الدین خاں بہادر جنگ شمشیر بہادر) ہیں

نواب محمد فیض الدین خاں بہادر
"امام جنگ"

آپ نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامرا (سر خورشید جاہ کے، سی، آئی، ئی مرحوم) کے فرزند دوم اور نواب محمد رشید الدین خاں اقتدار الدولہ اقتدار الملک وقار الامراء امیر کبیر ثالث کے پوتے تھے ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۱ھ میں بتقریب سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و امام جنگ سے ممتاز ہوئے ۱۳۰۱ھ میں عین حکمرانی کے روز خطاب خورشید الدولہ اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائے ۱۳۰۴ھ کے دربار نوروز میں خورشید الملک

خطاب اصل و اضافہ منصب پنجہزاری و چار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفراز
پائے۔ سنہ ۱۳۱۰ھ میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حضرتہ نجیب النسا بیگم صاحبہ (صاحبزادی
حضرت مغفرت مکاں) کے ساتھ آپ کی شادی عمل میں آئی سنہ ۱۳۲۰ھ کے دربار قیصری (تخت
نشینی ملک معظم اڈورڈ ہفتم شہنشاہ انگلستان و ہندوستان) کے موقع پر سفر دہلی میں حضرت غفران
مکاں کے ہمراہ رکاب تھے مگر بوجہ علالت مزاج شریک دربار نہ ہو سکے اور ڈاکٹروں کے
مشورہ سے فوراً آپ کو حضرت غفران مکاں کی معاودت سے قبل واپس ہونا پڑا۔ آپ
اردو فارسی میں لائق تھے۔ سنہ ۱۳۴۴ھ میں بعمر ہفتاد سالگی آپ نے انتقال کیا۔ آپ نہایت
لائق، ہوشیار تجربہ کار، پابند وضع قدیم، صاحب فہم و ذکا، ذی اخلاق و مروت نواب تھے
آپ اپنی یادگار دنیا میں پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں چھوڑ گئے۔
(۱) نواب محمد کریم الدین خان شمشیر بہادر بہادر جنگ (۲) نواب محمد غوث الدین خاں
بہادر (۳) نواب محمد سکندر الدین خاں سکندر نواز جنگ بہادر (۴) نواب محمد رحیم الدین
رحیم نواز جنگ بہادر اور (۵) نواب محمد منیر الدین خاں بہادر آپ کی ایک صاحبزادی حضرتہ
چنو بیگم صاحبہ مدظلہا کی شادی حضور پُرنور سے ہوئی۔ یہ علیا حضرتہ خاندان پائیگاہ کی پہلی
خاتون ہیں جو ایک شہریار سے بیاہی گئیں۔

نواب محمد کریم الدین خان بہادر
"بہادر جنگ"

آپ نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ
خورشید الملک مرحوم کے خلف اکبر، نواب محمد محی الدین خاں
تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی۔ آئی۔
ئی مرحوم کے پوتے اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے
بھتیجے ہیں آپ کے جد امجد اور والد ماجد نے اپنی خاص نگرانی میں آپ کو اردو فارسی کی اچھی

تعلیم دلوائی۔ زاں بعد انگریزی زبان کی تحصیل فرمائی۔ حضرت غفراں مکانؒ نے ۱۳۰۴ھ میں شمشیر بہادر اور ۱۳۰۵ھ میں بہادر جنگ کے خطاب سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ آپ کی شادی نوابہ رفیع النساء بیگم صاحبہ (نواب محمد رشید الدین خاں امیر کبیر کی نواسی) سے ہوئی آپ خوش اخلاق اور ملنسار نواب ہیں۔

نواب محمد غوث الدین خان بہادر

آپ نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند دوم نواب محمد محی الدینخان تیغ جنگ شمس الامرا سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے ہیں۔ آپ نے اپنے بھائی نواب محمد کریم الدین خاں شمشیر بہادر بہادر جنگ بہادر کی طرح تعلیم و تربیت حاصل فرمائی اردو فارسی کے ادیب وضع قدیم کے پابند نواب ہیں۔ آپ میں کوئی بناوٹ یا ظاہری نمائش نہیں آپ سکون اور اطمینان کی زندگی بسر فرماتے ہیں۔ آپ نے کبھی حدود حیدرآباد کے باہر قدم نہیں رکھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ سوائے اشد ضروری موقع کے کبھی آپ اپنے گھر سے بھی باہر نہ نکلے۔ احکام شرع شریف کے بھی پابند، نہایت ملنسار، منصف مزاج نواب ہیں۔

نواب محمد سکندر الدین خان بہادر

"سکندر نواز جنگ"

آپ نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند سوم، نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامرا سر خورشید جاہ کے سی آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے اور نواب میر تہنیت علی خان افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکان کے نواسے ہیں۔ آپ نے پائیگاہ بورڈنگ ہوس میں تعلیم پائی۔ زاں بعد نظام کالج میں حضور پرنور خلد اللہ

ملکہ و سلطنتہ نے آپ کو سکندر نواز جنگ کے خطاب سے مفتخر و ممتاز فرمایا کئی سال تک آپ خدمت مورچل گری سے سرفراز رہے۔ نواب صاحب موصوف کی شادی صاحبزادی تمیز النساء بیگم صاحبہ سے ۲۱ رذی قعدہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۵ اردی بہشت ۱۳۴۱ف کو ہوئی۔ اور ۵ ارذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے رخصتی ہوئی۔ اس تقریب میں حیدرآباد کے امراء و عمائدین و معززین کے علاوہ یوروپین معزز حضرات رزیڈنسی بھی موجود تھے۔ صاحبزادی تمیز النساء بیگم صاحبہ حضرتہ صاحبزادی لیاقت النساء بیگم صاحبہ بنت پادشاہ حضرتہ لیڈی سر وقار الامراء بہادر مرحوم کی دوسری بیٹی ہیں۔ اور اس طرح صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت مغفرت مکان نظام ششم کی پڑنواسی اور پادشاہ حضرتہ لیڈی سر وقار الامراء بہادر مرحوم اور نواب سر وقار الامراء بہادر مرحوم کی نواسی ہیں۔ صاحبزادی صاحبہ تعلیم یافتہ اور صاحب تالیف ہیں۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار نواب قوت جنگ مرحوم و مغفور کے دیوان کو مرتب کیا اور انکے سوانح حیات کو لکھ کر اسے شایع کیا ہے۔ آپ ایک تعلیم یافتہ ذی خلق و مروّت اور باہمت نواب ہیں۔

نواب محمد رحیم الدین خاں بہادر

"رحیم نواز جنگ"

آپ نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند چہارم نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی آئی ای مرحوم کے پوتے اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے اور نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکان کے نواسے ہیں۔ آپ نے پائیگاہ بورڈنگ ہوس میں تعلیم پائی۔ زاں بعد نظام کالج میں۔ حضور پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے آپ کو رحیم نواز جنگ کے خطاب مستطاب سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔ آپ ایک

تعلیم یافتہ خلیق و ملنسار اور صاحب جاہ و سطوت نواب ہیں۔

نواب محمد منیر الدین خان بہادر

آپ نواب محمد فیض الدین خان امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند پنجم نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی، آئی۔ ئی مرحوم کے پوتے اور نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے ہیں۔ اردو، فارسی اور انگریزی سیاق و سباق سے ماہر اور فنون سپہ گری سے واقف ہیں شکار کا شوق رکھتے ہیں۔ خوش خلق ملنسار اور رحمدل نواب ہیں۔

شجرہ نمبر (۴)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو شجرہ نمبر (۱) و (۲) و (۳))

نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم

نواب محمد کرم الدین خاں بہادر بہادر جنگ شمشیر بہادر

نواب محمد غوث الدین خاں بہادر

نواب محمد سکندر الدین خاں سکندر نواز جنگ بہادر

نواب محمد رحیم الدین خاں رحیم نواز جنگ بہادر

نواب محمد عزیز الدین خاں بہادر



نواب محمد مختار الدین خان نامور جنگ افتدار الدوله
سلطان الملک بهادر امیر پائیگاه



نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقتدار الدولہ
اقتدار الملک سروقار الامراء کے۔سی۔آئی۔ای مرحوم

نواب سلطان الملک بہادر

آپ کے خاندان کا ذکر تفصیل سے تذکرۂ ہٰذا کے اوراق گزشتہ پر بضمن تذکرہ نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر اور نواب لطافت جنگ لطف الدولہ مرحوم تفصیل سے کیا گیا یہاں ہم آپ کے تذکرہ سے پہلے نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا کے سی ۔ آئی ۔ ای مرحوم سے کرتے ہیں جن کے چشم و چراغ وارث و جانشین ہمارے صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام زیب دہ عنوان ہے۔

نواب محمد فضل الدین خاں مرحوم

"اقبال الدولہ سر وقار الامرا"

آپ امیر کبیر نواب شمس الامراء ثالث کے چھوٹے صاحبزادے اور نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث مغفرت منزل کے نواسے ہیں۔ سنہ ولادت سنہ ۱۲۷۴ھ۔ محاسن اور نزول اوصاف کے حامل تھے۔ نواب شمس الامراء ثالث کے بعد کل اسٹیٹ پائیگاہ آپ اور آپکے حقیقی بھائی نواب سر خورشید جاہ میں علی السویہ تقسیم ہوا۔

۱۲۹۱ھ میں خطاب دولائی سے مفتخر ہوئے آپ کو حضرت غفراں مکاں آصف جاہ سادس کا شرف اتالیق حاصل رہا علوم مشرقیہ میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ انگریزی کی تعلیم ۱۲۹۲ھ میں حاصل فرمائی اور جس پر قدرت رکھتے تھے علیا جنابہ شاہزادی جہاندار النسا بیگم صاحبہ قبلہ صبیہ حضرت نواب افضل الدولہ مغفرت مکاں آصف جاہ خامس کے ساتھ آپ کا ازدواج بہ کمال شاہانہ شان و شوکت عمل میں آیا۔ اس وقت نواب مختار الملک کا عہد وزارت تھا۔ آصف جاہی خاندان شاہی کے آپ ایک طرف نواسہ ہیں دوسری طرف داماد آپ کی اولاد میں نواب محمد مختار الدین خاں بہادر المخاطب بہ نواب سلطان الملک بہادر اولاد اکبر اور جنابہ صاحبزادی لیاقت النساء بیگم صاحبہ شہزادی ابطن ہیں۔ دوسرے فرزند نواب محمد ولی الدین خاں المخاطب بہ نواب ولی الدولہ (مرحوم) اور جنابہ تبارک النساء بیگم صاحبہ (مرحومہ) دوسرے محل کے بطن سے ہیں ۱۲۹۹ھ میں آپ نے انگلستان کی سیاحت کی حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کی جناب میں آپ کی بڑی عزت و مدارات ہوئی خصوصاً پرنس آف ویلز (شاہ ایڈورڈ ہفتم) سے آپ کو نوازشانہ اخلاص حاصل ہوا جو آپ کے عہد وزارت سلطنت آصفیہ تک اور شاہ ممدوح الشان کے عہد حکمرانی تک برقرار رہا جلیل القدر یورپین حکام برطانیہ کا آپ سے دوستانہ میل جول مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت غفراں مکاں کے عہد مبارک میں جب آپ نے وزارت سے سبکدوشی حاصل کی تھی تو شاہ ممدوح الشان نے آپ کی دوبارہ وزارت کے لئے حضرت غفراں مکاں کے یہاں سفارش فرمائی تھی مگر حیف کہ عین اسی زمانہ میں آپکی رحلت بحالت سفر کی خبر مشہور ہوئی جس سے حضرت غفراں مکاں کی شاہانہ توجہ مغموم اور قصہ کوتاہ ہوگیا کچھ ہی ہو نواب سر وقار الامرا صاحب وقار تھے۔ اس طرح شاہی توقیر نگاہی ہر ایک کے لئے ارزاں نہیں ہوتی۔ آپ کے عہد وزارت کا ہشت سالہ عہد جلیلہ رسم وزارت

کی حد تک نہیں رہا ہے بلکہ تعمیری حق ادا کیا ہے ۔ سیاست ملکی کے وہ اہم اجزاے لازمہ
جس کی تکمیل یا جس تک ماضی نے قدم نہیں اٹھایا تھا اس کی اصلاح اور بناء آپ ہی کے عہد وزارت
کی یادگار رہے ہے ۔ مشتے نمونہ از خروارے ۔ سررشتہ تعلیمات ۔ کتب خانۂ آصفیہ ۔
انجنیئرنگ اسکول ۔ لاکلاس و محکمۂ وضع آئین و قوانین وغیرہ یہ کارنامہ تدبیر و سیاست دانی کا
اعلیٰ ثبوت ہے ۔ انتظام مملکت کے صحیح نتائج آراستہ علم و فن کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے
اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ان شعوب کے قیام اور محکمۂ انتظام کی بدولت مملکت آصفیہ کی عمرانی
و سیاسی حالت کا تاریک پہلو بلاشبہ روشن ہونا شروع ہوا ۔ یہ اعتراض کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے
نہیں اس جگہ باقی نہ رہنا ثابت ہوتا ہے ۔ چونکہ جہاں عامۂ ملک کے لئے قانون تعلیمات اور
تعمیرات کے فن کی تنظیم و تعمیم کی گئی ہے ۔ بذاتہ خود بھی بے تعلق نہ رہے ۔ بلکہ آپ کا کتب خانہ
اصناف علوم کا بہترین نمونہ ہونا کہا جاتا ہے ۔ اور تعمیرات میں قطع نظر دیگر پرشکوہ عمارات کے
صرف ایک قصر فلک نما ایسی نادر الوجود عمارت ہے جس کی تعمیری صفت و خوبی میں عصری تمدن
اپنا مذاق پورا کر سکتا ہے ۔ اس قصر میں بہ نفس نفیس پرنس آف ویلز اور دیگر شاہی نفوس نیز
حضور وائسرائے ہند کی اقامت حیدرآباد کے زمانہ میں فرد کشی اور مہمانداری دلکش کیفیت سے
خطا نہیں کرتی عجب نہیں کہ یہ عمارت برطانیہ ہند میں اپنا جواب نہ رکھتی ہو ۔ اعلیحضرت غفران مکان
کی مشہور شاہانہ وسیع النظری آپ کے ہر شعبۂ زندگی کو قدر و عنایات کے ساتھ دیکھتی رہی ہے حتیٰ کہ
آپ کے ایجادی ملبوسات کی نئی وضع قطع پسند خاطر شاہانہ ہوئے بغیر نہ رہ سکی ایسے ہی دیگر اسباب
معاشری ہیں جو آج تک مطبوع خلائق ہیں مثلاً اقبال شاہی دستار ۔ اقبال شاہی پائجامہ وغیرہ
اہل کمال آپ کے سایۂ امیری میں بہت پھولے پھلے حاجتمندوں کے لئے آپ ع " فرصت
بہ لب کشودنِ سائل نمی دہد " کے مصداق تھے ۔ دعوت اور ڈنر کا رنگ آپ ہی تک خوب

رہا۔ مردانہ مشاغل میں شکار آپ کا شاہکار رہا ہے آپ کا سلاح خانہ یورپ کی صناعی کا آئینہ دار کہا جاتا ہے۔ اعلیحضرت غفراں مکاں فن شکار میں آفتاب تو آپ ماہتاب تھے۔ اسی خصوصیت سے شکار و سیر و سیاحت میں آپ کو عموماً شرف ہمرکابی حاصل ہوتا تھا۔ ہمہ گیر ہر دلعزیزی کے لئے آپ نہ صرف تادم زیست ہی مخصوص رہے۔ بلکہ اب تک بھی عام و خاص میں آپ کی یاد عزت و احترام کیساتھ تازہ ہے۔ صورت۔ سیرت۔ وجاہت۔ ہنر شناسی قدردانی۔ فیاضی۔ اخلاق و مروت اور سطوت و حشمت میں واقعی امیر ابن امیر تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ "امیری میں شاہی رچائی" رحمت براو کہ یہ عظیم المرتبت ہستی بحالت سفر شعبان ۱۳۱۹ھ میں جنت نصیب ہوئی۔ خاندانی مقبرہ واقع درگاہ حضرت برہنہ شاہؒ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروئے زمین یک نشاں نماند

نواب محمد مختار الدین خاں بہادر
"سلطان الملک"

آپ نواب سر وقار الامراء کے فرزند ارجمند نواب رشید الدین خاں بہادر امیر کبیر ثالث کے پوتے اور نواب افضل الدولہ بہادر آصفجاہ خامس کے نواسہ ہیں۔ یہ اولوالعزم ہستی حضرت شہزادی جہاندار النساء بیگم صاحبہ قبلہ کے بطن عالیہ سے ۱۲۹۲ھ میں عالم وجود میں آئی شاہی مراتب تمام و کمال حاصل ہیں۔ اردو فارسی اور انگریزی ادبیات کے آپ بے پناہ مالک ہیں۔ بلاشبہ آپ کا شمار ان اہل کمال میں ہوتا ہے جن کا ازلی حصہ فوق الفطرت امتیاز ہے ع درپشت صدف گوہر شہوار یتیم است"

کسی فرزند وطن کا نشو و کمال زیادہ تر وطن کے ماحول میں اس کے عزائم کی آزاد عملی پر منحصر ہوتا ہے آپ کو یہ امکان بخوبی حاصل تھا۔ امیری اور امیرانہ حکومت موروثی چیز تھی مگر آپ کے خداداد عزائم اس پر تکیہ نہ کئے رہے جب اسٹیٹ پائیگاہ جس انتظامی و مالی پستی کے ساتھ ہاتھ آیا اس کی

مثال کمان بے تیر سے کم نہ تھی یہ آپ ہی کا حوصلہ تھا جو اس میدان زیر و زبر پر قابو پالیا۔ حسن حکمت عملی پر آپ کے انتظام کی بنا تھی وہ کم خرچ بالانشین اور مرنج و مرنجان کا حکم رکھتی ہے تدبر اسی کو کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ عقل و تدبیر کا استعمال اور صحیح استعمال ہر کسی کا حق نہیں اس کیلئے تو ایسے افراد انسانی منتخب ہوتے ہیں جنھیں فطرت صادقہ قال قال نصیب ہوتی ہے غرض اس حوصلہ آزما انتظام اسٹیٹ کے ساتھ ساتھ ایک علیحدہ ادارہ کے تحت اپنے شعبۂ تجارت پر بھی کافی توجہ صرف کیا۔ ان ہر دو کاروبار کے لئے آپ کے اوقات کی تقسیم ایک صحیح نصب العین کا درجہ رکھتی تھی۔ جس کو قایم بحالت رکھنا ہی آپ ہی کے بس کی بات تھی، عام حالات اور واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ پابندۂ میراث اور بانیٔ میراث ہو کر پیدا ہوے ہیں۔ آپ کا قول ہے بہتر تو یہ ہے کہ میں اپنی ذات سے باپ دادا کی پائیگاہ کے برابر پیدا کرسکوں۔ جہاں بیک دل و دماغ موروثی اسٹیٹ پائیگاہ کو اپنی اعلیٰ تدبیر و خوش انتظامی سے حاصل خیز بنادیا۔ افسوس کہ متعدد اہم معاملات میں ایک قاعدانہ دماغی مصروفیت کے باعث آپ کا مزاج خراب ہوگیا۔ جس سے آپ کی والدۂ محترمہ کی مامتا بے چین ہوگئی اور آپ طبی مشورہ کی بناء پر ڈاکٹر لارڈر کی نگرانی میں یورپ راہی ہوگئے۔ دیگر ممالک یورپ کی سیاحت کے بعد بارہ سال تک انگلستان میں رہے بالآخر حسب فرمان جہاں پناہی ۱۳۴۷ھ میں وارد حیدرآباد ہوے اور حیدرآباد سے چند میل کے فاصلہ پر ایرا گڈہ مقام میں جہاں آپ ہی کے نام سے سلطان باغ واقع ہے ایک پرفضا بنگلہ میں بحیثیت امیر پائیگاہ فروکش ہیں۔ بمراحم الطاف خسروانہ آپ کے لئے شایان شان انتظام رکھا گیا ہے۔

کاش آپ کے موجودہ اوقات اگر کاروبار کے مقتضی ہوتے تو آپ کے وہ ناتمام عزائم جو کہ صحت کے متاثر ہونے کے باعث باقی رہ گئے ہیں عمل میں آجاتے۔ مسلمانوں کے طبقۂ امراء

پر قحط الرجال کا جو اطلاق ہے وہ اس ایک فوق الفطرت ہستی کے قابل رشک دم خم کی بدولت حرف غلط ہوکر رہ جاتا ۔سچ ہے کہ وقت کی قیمت تندرستی ہی ادا کرسکتی ہے ۔اس سے بحث نہیں کہ حوادث زمانہ سے اس کا معیار متزلزل ہوا ہو ۔کہا جاتا ہے کہ اس عالم میں بھی آپ کے اوقات بیکار نہیں جاتے ۔عصری تمدن سے آپ بالکل باخبر اور سب سے پہلے روشناس ہوتے ہیں حیدرآباد میں ریڈیو کا پہلا استعمال آپ ہی نے کیا ۔ اخبارات آپ کے ہمہ وقتی رفیق ہیں ریس وغیرہ مہذب مشاغل میں اب بھی آپ حصہ لیتے رہتے ہیں ۔ ہر فن کی نکات پر آپ کم و بیش حاوی ہیں ۔سون برج کا آپ نے کسی انجنیر کی ہمراہی میں معائنہ فرمایا ہے اور اس سے پہلے اپنے علاقہ کا دورہ بھی فرمایا ہے ۔آپ کے طبعی جوہر اور سنجیدہ عظمت خیالی کا ہر ایک قائل و شیدا ہے ۔آپ کو انجینیرنگ ڈاکٹری وغیرہ میں خاصہ دخل ہے ۔خدا رکھے آپ کی ذات وصفات پر حضرت بندگانعالی کے شاہانہ و مربیانہ الطاف وعنایات علی الخصوص مبذول ہیں اور بڑی خوش قسمتی آپ کی یہ ہے کہ آپ کے صاحبزادوں و نیز آپ کے پوتروں پر اعلیحضرت بندگانعالی کی خاص شفقت اور توجہ ہے ۔شاہی خون سے شرف تعلق کی تصدیق آپ کی وجاہت سے عیاں بیاں ہے ۔آپ کے چہرہ پر جلالت اور وضع پر امیرانہ سطوت کھیلتی رہتی ہے یہ اجمالی سرسری تعارف کی حد تک ہیں ۔ وگرنہ آپ کے حالات کے لئے تو ایک بسیط تصنیف چاہیئے ۔آپ کی خوش اقبالی کا کیا کہنا ۔جاہ و دولت وحشمت کے عروج کے ساتھ بطور سبعہ سیارہ آپ کے سات صاحبزادے نیک صورت نیک سیرت مختلف البطن ہیں ۔

نواب محمد ابوالفتح خان بہادر

آپ نواب سلطان الملک بہادر امیر پائیگاہ کے بڑے صاحبزادے ہیں سن ولادت ۱۳۰۸ھ ہے ۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوی آپ کے والد بزرگوار کی عزیمت انگلستان کی وجہ سے آپ کی اعلیٰ تعلیم کا مسئلہ

رہ گیا۔ تاہم ایک خصوصی اہتمام کے تابع نظام کالج میں آپ کی تعلیم و تربیت ہوی۔ آپ ایک صائب الرائے وسیع النظر اور عملاً ایک پختہ کار مسلمان امیر ہیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں سنجیدگی اور پابندی وضع میں امیری کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ طبیعت میں عروج اور عمل میں صلاحیت نمایاں خصوصیت پائی جاتی ہے۔ ۱۹۱۷ء میں بحکم محکم خسروی سر ریجنالڈ گلانسی معین المہام فینانس کے ماتحت آپ نے کار مفوضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ اس بارہ میں سر گلانسی نے مدّاحانہ قلم اٹھایا ہے مگر آپ نے من بعد یہ سلسلہ ترک کر دیا۔ سوسائٹی میں آپ کی خاص عزت ہے۔

نواب محمد مظفر الدین خان بہادر
"مظفر نواز جنگ"

آپ نواب محمد مختار الدین خان نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے فرزند دوم، نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا مرحوم کے پوتے ہیں آپ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوے۔ آپ نے اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اولاً گھر ہی پر حاصل فرمائی اور بعد میں انگریزی کی تحصیل کے لئے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مدرسہ عالیہ میں داخل ہوے۔ ۱۳۳۴ھ میں حضرتہ آصف النسا بیگم صاحبہ مدظلہا حضرت غفران مکانؒ کی سب سے بڑی صاحبزادی سے آپکی شادی ہوی۔ ۱۳۳۵ھ میں حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے آپ کو مظفر نواز جنگ کے خطاب مستطاب سے سرفراز فرمایا۔

نواب محمد فرید الدین خان بہادر
"فرید نواز جنگ"

آپ نواب سلطان الملک بہادر کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ سن ولادت ۱۳۱۲ھ ہے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ شاہانہ الطاف کا باعث ہے کہ ارکان خاندان پائیگاہ کے لئے ایک خاص دار الاقامہ موسومہ پائیگاہ بورڈنگ قایم ہوا جس کا انتظام ممتاز یورپین کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ایسے اعلیٰ معیار مخصوص بورڈنگ میں شریک کئے گئے

اور نظام کالج میں اردو، فارسی، انگریزی تعلیم حاصل فرمائی۔ حضرت غفراں مکاںؒ کی دوسری صاحبزادی علیاجنابہ غوث النساء بیگم صاحبہ کے ساتھ ۱۳۳۴ھ میں بسرپرستی حضرت بندگان عالی آپ کی شادی میمنت آبادی حسن انجام کو پہنچی جن کے بطن عالیہ سے آپ کی تین صاحبزادیاں ہیں آپ کا زیادہ تر مشغلہ مطالعہ کتب ہے۔ قانونی امتحان میں کامیاب ہیں۔ فوجداری بلدہ کے آپ اعزازی ناظم ہیں۔ آپ نے بزبان فارسی شارٹ ہسٹری آف حیدرآباد دکن کا انگریزی سے ترجمہ فرمایا ہے جو آپ کی فارسی دانی کا ثبوت ہے۔ اُردو میں بھی آپ کی ایک تصنیف "اسباب ترقی" لائق قدر ہے، و نیز ایک اور جدید تصنیف حیرت انگیز کائنات ہے جو مشہور سائنسدان داخل نجوم کے انگریزی تصانیف سے معلومات حاصل کر کے لکھی گئی ہے ۱۳۳۵ھ میں خطاب سے سرفراز ہوے۔ آپ نے یورپ کا بھی سفر کیا ہے۔ ۱۳۵۳ھ میں آپ کی جدۂ محترمہ حضرتہ محل وقار الامراء کی سرپرستی و ہمرکابی میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوے۔ طبعاً خوددار اور غیور ہیں۔ طبعی جوہر اعلیٰ ذمہ داری کے لائق پائے جاتے ہیں سوسائٹی اور سرکاری حلقوں میں آپ کی خاص عزت ہے۔

نواب محمد نذیر الدین خان بہادر
"نذیر نواز جنگ"

آپ نواب سلطان الملک بہادر کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۱۴ھ کی ولادت ہے۔ آپ کی تعلیم اپنے حقیقی بھائی نواب فرید نواز جنگ بہادر کے بجنسہ ہم معیار رہی۔ قانونی امتحان میں کامیاب ہیں۔ آپ کے علمی و تاریخی معلومات اور اس خصوص میں مباحثہ آپ کی اعلیٰ قابلیت کا ثبوت ہے۔ وسیع المطالعہ ہیں۔ انشاء میں دسترس رکھتے ہیں مسائل پر رائے زنی اور رائے میں حسن و معنی خداداد جوہر ہے۔ امیرانہ شان اور وجاہت میں اپنے جدامجد کے متبع ہیں۔ امیری اور انسانیت سیر چشمی و سخاوت، اعلیٰ اخلاق۔ خاموش احسان

یہ سب پیدائشی محاسن ہیں۔ قوت فیصلہ اور بلند نظری اس قابل ہے کہ اعلیٰ ذمہ داری آپ کے لئے ارزاں ہو جائے۔ تلاوت قرآن صوم وصلواۃ آپ کا روزمرّہ ہے۔ فقراء اور صالحین سے ربط ضبط رکھتے ہیں۔ تلاش اور تحقیق کے خوگر ہیں بلاد ہند وعرب اور ممالک یورپ کا طویل سفر فرمایا ہے۔ آپ حج بیت اللہ سے دو بار مشرف ہو چکے ہیں جو ازلی سعادت کا ثبوت ہے۔ آپ نے ایک سفر نامہ لکھا ہے معلومات ومشاہدات پر جس جولانی سے خامہ فرسائی کی ہے قابل قدر ولائق دید ہے۔ ۱۳۳۵ھ میں خطاب سے سرفراز ہوئے آپ کی بھی شادی نواب فرید نواز جنگ بہادر کے ساتھ ہی حضرت غفراں مکاں کی تیسری صاحبزادی علیا جنابہ حضرتہ داؤد النساء بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوی جن کے بطن عالیہ سے دو صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں کا اسم گرامی (۱) نواب محمد رشید الدین خاں المخاطب بہ نواب رشید نواز جنگ بہادر بی۔ اے (عثمانیہ) (۲) نواب محمد حبیب الدین خاں بہادر (۳) نواب محمد فضل الدین خاں المخاطب بہ فضل یار جنگ بہادر (۴) نواب محمد مجیب الدین خاں المخاطب بہ مجیب یار جنگ بہادر۔ آپ کے ہر چہار صاحبزادگان پسندیدہ اوصاف اور وجیہہ الشمائل ہیں ان کے ناصیہ سے آثار بزرگی واقبال ظاہر ہیں بڑے صاحبزادے کو اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگانعالی نے بمراحم والطاف شاہانہ انکی آبائی مورچل کی خدمت عطا فرمائی ہے۔ ونیز اسی طرح نواب نذیر نواز جنگ بہادر کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں پر خاص شفقت شاہانہ سے عزت افزائی فرماتے رہتے ہیں بڑے صاحبزادے صاحب سینیر کیمبرج کامیاب کر کے عثمانیہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہیں۔ اس وقت اپنی اولاد کی تعلیم پر ممدوح زیب تذکرہ نے اپنے عقل ومال کو ایک نصب العین کی طرح کام میں لایا ہے جو آسان چیز نہیں ہے۔ آپ مدبّر، روشن خیال اور ہر دلعزیز ابن امیر ہیں اعلیٰ طبقوں

میں آپ کی عزت و مدارات کا درجہ نہایت ممتاز ہے۔

نواب محمد ابوالخیر خاں بہادر
"خیر نواز جنگ"

آپ نواب سلطان الملک بہادر امیر پائیگاہ کے پانچویں صاحبزادے نواب فرید نواز جنگ بہادر اور نواب نذیر نواز جنگ بہادر کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں۔ ۱۳۱۹ھ کی پیدائش ہے کمسنی میں اپنی جدۂ محترمہ حضرتہ شہزادی محل نواب سر وقار الامراء کے زیر سرپرستی نشو و نما تربیت اور ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی۔ جب آپ کا سن درسگاہ کے قابل ہوا حضرت بندگانعالی کے خصوصی توجہات کی بدولت پائیگاہ بورڈنگ میں داخل کئے گئے۔ جہاں آپ کی تعلیمی نگہداشت وافادے کے لئے اعلیٰ یورپین اساتذہ مقرر تھے۔ ۱۹۱۸ء میں تقریب سالگرہ ہمایونی خطاب سے ممتاز ہوے اور ۱۹۱۹ء میں خاص اعزاز و اہتمام کے ساتھ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ بھیجدیئے گئے۔ جہاں عرصہ تک زیر تعلیم رہکر حیدرآباد واپس آئے اور نظام کالج میں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے۔ آپ کی شادی آپ کی محترمہ پھوپی علیا جنابہ صاحبزادی لیاقت النساء بیگم صاحبہ کی بڑی صاحبزادی نواب سر وقار الامراء بہادر کی نواسی کے ساتھ عمل میں آئی۔ آپ صاحب اولاد ہیں آپ کو ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادے ہیں یعنے نواب محمد اقتدار الدینخان بہادر (۲) نواب محمد حمید الدین خان بہادر (۳) نواب محمد رفیع الدین خاں بہادر (۴) نواب محمد محمود علی خاں المخاطب بہ نواب محمود جنگ بہادر آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہے جو ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ روز جمعہ تولد ہوے ہیں۔ خاندان پائیگاہ کی تاریخ اپنے کسی دور کی نسبت بھی پتہ نہیں دیتی کہ اس کا کوئی رکن اپنے لمحۂ ولادت کے ساتھ ہی مورد الطاف شاہانہ ہوا ہو۔ جب آپ کے چھوٹے صاحبزادے نواب محمد محمود علیخان بہادر متولد ہوے تو اعلیحضرت آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اس نومولود صاحبزادے کو ملاحظہ فرمائے اور زبان حقایق بیان سے ارشاد فرمایا کہ یہ

ولادت کیسی ساعت سعید و متبرک میں واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ بکمال شفقت و عنایت نومولود کے حق میں خود ذات شاہانہ نے مسنون سرفرازی بھی فرمائی۔ بتقریب سالگرہ ہمایونی نواب محمود جنگ بہادر خطاب باصواب بھی عطا فرماتے ہوئے یہ فرمان خسروی اخبار رہبر دکن میں شایع فرمایا کہ محمود علیخاں نو تولد شدہ فرزند نواب خیر نواز جنگ بہادر جو نواب سلطان الملک بہادر کے صاحبزادے اور اعلیحضرت نواب افضل الدولہ مرحوم و مغفور کے نواسہ ہیں جن کو خطاب محمود جنگ سرفراز ہوا بلاشبہ نومولود کی کمال خوش اقبالی ہے و نیز اسی طرح آپ کے جملہ صاحبزادے و صاحبزادی پر اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی خاص عنایت و شفقت ہے۔ ان صاحبزادوں کی تسمیہ خوانی کے موقعوں پر اعلیحضرت بندگانعالی ہمیشہ براحم خسروانہ رونق افروز ہوکر عزت بخشی فرماتے رہتے ہیں۔ نواب خیر نواز جنگ بہادر نہایت خوش نصیب باپ ہیں جن کو مالک حقیقی عم نوالہ اور مالک مجازی خلد اللہ ملکہ کی طرف سے یہ انعامات مرحمت ہو رہے ہیں۔ آپ کے خصائل و شمائل میں ہر ا دبدبہ سے زیادہ اسلامیت کا دبدبہ ہے، حالانکہ انگریزی معاشرت میں آپ کی صبح و شام ہوئی ہے اور آپ انگریزی لٹریچر کے بہترین ادیب ہیں۔ اس عالم جوانی میں صالحانہ اوقات بسری کی نسبت توفیق ایزدی اور سعادت ازلی کے سوائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اخلاق و قول و عمل میں اپنے نام خیر کی خاصی معنی آفرینی کی ہے۔ آپ کے اسباب زندگی میں جو شایستہ نظم و سلیقہ نظر آتا ہے اس سے آپ سلیم الفطرت اور مہذب انسان ثابت ہوتے ہیں۔ کم گو مگر پرگو ہیں۔ متانت حلم درگزر اصابت رائے کے جوہر عطیۂ قدرت ہیں سخاوت و دستگیری کے موقع و محل کو خوب سمجھتے اور سبقت لیجانے میں ایک ہیں۔ آپ کی طبیعت میں ضر نہیں ہے جس طرح آپ کا ظاہر جاذب نظر اور پاکیزہ ہے اس سے باطن کا پتہ چلتا ہے خیر و حسنات اور حق شناسی کی توفیق کے لئے خوش نصیب ہیں۔ آپ کا دماغ اور جوہر طبیعت بلندی کا

مقتدی پایا جاتا ہے۔ اخبار اور کتب ہم جلیس ہیں۔ اپنا کام آپ کرنا آپ کا شعار ہے۔ یہ فراموش کردہ خوبی انسانی زندگی کی تعمیر میں جو درجہ رکھتی ہے ظاہر ہے۔ اسلامی ضروریات میں کوشش و عمل کے لئے آپ توسّل بنے ہوئے ہیں۔ خدا ترسی آپ کی صداقت ایمانی کی گواہ ہے۔ راستی ایفائے عہد صداقت عمل کے حامل ہیں۔ آپ کا حلقہ ملاقات وقیع و وسیع ہے بفضل خدا حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مع متعلقین مشرف ہو چکے ہیں۔ ایوان بیگم پیٹھ کے ایک حصہ میں مقیم ہیں۔

نواب محمد حسن الدین خان بہادر
"حسن یار جنگ"

آپ نواب محمد مختار الدین خان نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے صاحبزادۂ سادس ہیں۔ آپ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ م یکم ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپکے والد بزرگوار نے انگلستان کا سفر فرمایا۔ آپ نے اپنی جدۂ محترمہ لیڈی سر وقار الامراء کے زیر نگرانی عہد طفلی سے رہکر انگریزی، اردو، فارسی کی تعلیم قابل اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ بعمر پانزدہ سالگی ۱۳۳۶ف میں پائیگاہ بورڈنگ میں شریک رہ کر مدرسۂ عالیہ میں حصول علم کے لئے شریک کئے گئے۔ اس کے دوسرے سال دوسرے پائیگاہ بورڈرز کے ساتھ بغرض تکمیل علم ایم اے او کالج علی گڈھ روانہ ہوئے۔ بوجہ ذہانت آپکا تعلیمی زمانہ نہایت اچھا گزرا تعلیم کے علاوہ آپ کو کھیلوں کی بھی مشق کرائی گئی آپکو ہاکی میں امتیاز حاصل ہے اور اس کھیل سے آپکو بیحد دلچسپی ہے ۱۹۲۱ء میں نان کوآپریشن کی وجہ واپس حیدرآباد بلالئے گئے اور یہاں پر دوبارہ دارالاقامہ پائیگاہ میں داخل ہو کر مدرسۂ عالیہ میں تعلیم حاصل فرماتے رہے ۱۹۲۴ء میں آپ نے ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے امتحان میں بدرجۂ دوم کامیابی حاصل فرمائی۔ آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ تینوں پائیگاہوں کے خاندانوں میں آپ پہلے امیر ہیں جنھوں نے امتحان میٹرک میں کامیابی حاصل کی۔ اسکے دوسرے سال

مقتدی پایا جاتا ہے۔ اخبار اور کتب ہم جلیس ہیں۔ اپنا کام آپ کرنا آپ کا شعار ہے۔ یہ فراموش کردہ خوبی انسانی زندگی کی تعمیر میں جو درجہ رکھتی ہے ظاہر ہے۔ اسلامی ضروریات میں کوشش و عمل کے لئے آپ توسّل بنے ہوئے ہیں۔ خدا ترسی آپ کی صداقت ایمانی کی گواہ ہے۔ راستی ایفائے عہد صداقت عمل کے حامل ہیں۔ آپ کا حلقہ ملاقات وقیع و وسیع ہے بفضل حدا حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مع متعلقین مشرف ہو چکے ہیں۔ ایوان بیگم پیٹھ کے ایک حصہ میں مقیم ہیں۔

نواب محمد حسن الدین خاں بہادر
"حسن یار جنگ"

آپ نواب محمد مختار الدین خاں نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے صاحبزادہ سادس ہیں۔ آپ ۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ م یکم ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپکے والد بزرگوار نے انگلستان کا سفر فرمایا۔ آپ نے اپنی جدۂ محترمہ لیڈی سر وقار الامراء کے زیر نگرانی عہد طفلی سے رہکر انگریزی، اردو، فارسی کی تعلیم قابل اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ بعمر پانزدہ سالگی ۱۳۳۶ف میں پائیگاہ بورڈنگ میں شریک رہ کر مدرسۂ عالیہ میں حصول علم کے لئے شریک کئے گئے۔ اس کے دوسرے سال دوسرے پائیگاہ بورڈرز کے ساتھ بغرض تکمیل علم ایم۔ اے۔ او۔ کالج علی گڈھ روانہ ہوئے۔ بوجہ ذہانت آپکا تعلیمی زمانہ نہایت اچھا گزرا۔ تعلیم کے علاوہ آپ کو کھیلوں کی بھی مشق کرائی گئی۔ آپکو ہاکی میں امتیاز حاصل ہے اور اس کھیل سے آپکو بیحد دلچسپی ہے۔ ۱۹۲۱ء میں نان کواپریشن کی وجہ واپس حیدرآباد بلالئے گئے اور یہاں پر دوبارہ دارالاقامہ پائیگاہ میں داخل ہو کر مدرسۂ عالیہ میں تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے ہائی اسکول لیونگ سرٹفکیٹ کے امتحان میں بدرجۂ دوم کامیابی حاصل فرمائی۔ آپ کو یہہ امتیاز حاصل ہے کہ تینوں پائیگاہوں کے خاندانوں میں آپ پہلے امیر ہیں جنھوں نے امتحان میٹرک میں کامیابی حاصل کی۔ اِسکے دوسرے سال

عثمانیہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے لیکن خرابی صحت کی وجہ چند مہینوں کے بعد ترک تعلیم کر کے پہاڑی مقام پر تبدیل آب وہوا کی غرض سے تشریف لے گئے۔ بعد ازاں مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) جاکر ۱۹۲۷ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان کامیاب کیا۔ اسی سال پائیگاہ کا دارالاقامہ برخاست ہوا اور آپکا قیام علی گڑھ سے حیدرآباد آنے کے بعد دیوڑھی پر رہا۔ ان ایام میں دیوڑھی پر بطور خانگی سلسلۂ تعلیم اور معلومات عامہ کی کتابوں کا مطالعہ جاری تھا۔ نیز ایام فرصت میں آپ اخبارات ورسائل کے لئے مضامین تحریر فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ بریں آپ نے پائیگاہ کا ایک مختصر تذکرہ بھی تحریر فرمایا ہے جو قابل دید ہے ۱۳۴۳ف میں بتقریب سالگرہ ہمایونی جہاں پناہی آپکو "حسن یار جنگ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ۱۹۳۱ء میں انگلستان روانہ ہوئے۔ اور بی۔ اے کی تعلیم کی غرض سے لیڈس یونیورسٹی میں شریک ہوئے اور دوسرے سال ہی آپ نے اپنے کورس کو ترک فرماکر بی کامرس (تجارت) کے کورس کو اختیار فرمایا۔ اور ساتھ ہی ساتھ سوشیل اڈمنسٹریشن اور قانون کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ علاوہ تعلیمی مشاغل کے آپ وہاں کی تمام انجمنوں میں خاص دلچسپی لیتے رہے۔ کئی سال انڈین اسوسی ایشن کے صدر رہکر اس انجمن میں کئی ایک اصلاح فرمائے۔ نیز آپ نے وہاں اسٹوڈنٹس اسلامک سوسائٹی یعنے انجمن طلاب قایم فرمایا ہے جسکا مقصد اور مطلب اسلام کو صحیح معنوں اور اصول پر پیش کرنا ہے۔ ہر ہفتہ انجمن کے جلسوں میں اسلام کے مختلف عنوانات پر تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ یہ انجمن تمام انگلستان میں خاصی شہرت حاصل کر چکی ہے اور اپنا کام نہایت عمدگی کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر کئے جارہی ہے انگلستان میں بھی آپ ہاکی کھیل میں دلچسپی لیتے رہے۔ اور یونیورسٹی کی ٹیم میں شریک رہکر اس کھیل میں آپ نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ آپ کو شعر گوئی کا ذوق وشوق بھی ہے۔ اور یہ شوق آپکو عرصۂ دراز سے ہے شعر خوب کہتے ہیں۔ ۵ راگسٹ ۱۹۳۹ء مطابق ۱۸ رجمادی الثانی ۱۳۵۸ھ کو آپ اپنی تعلیم ختم

کر کے انگلستان سے حیدرآباد واپس ہوے ۔ دوران قیام انگلستان میں آپ نے بی کام ان سوشیل اڈمنسٹریشن کی تعلیم ختم کرنیکے علاوہ رایل اکنامک سوسائٹی لندن سے فیلوشپ حاصل کی آپ نے وسیع قانونی تعلیم بھی پائی ہے ۔ انگلستان کے قیام کے دوران میں آپ نے اپنے تعطیلات سے فائدہ اٹھا کر تمام یوروپ، روس، ترکی، فرانس، جرمنی، اٹلی اور دیگر چھوٹے بڑے ممالک یورپ کا سفر اور مصر میں بھی کچھ ہفتے قیام کر کے اپنے معلومات اور تجربہ میں اضافہ فرمایا۔ آپ سیر و سیاحت کے نہایت شائق ہیں۔ اور ہندوستان کے بھی تقریباً تمام مشہور مقامات کا سفر کر چکے ہیں۔ قومی جذبات اور ملکی خدمات سے آپ کا دل لبریز ہے ۔ ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۹ر جون ۱۹۳۹ء کو جب ابھی آپ انگلستان ہی میں تھے ۔ اعلیحضرت بندگانعالی نے آپکی نسبت حسب ذیل فرمان کے ذریعہ مقرر فرمائی ۔

اعلان

نواب ولی الدولہ مرحوم کی بڑی صاحبزادی (بطن منکوحہ نواب بیگم) سے قرار پائی ہے اور زمانہ قریب میں عقد شرعی ہونیوالا ہے ۔ اس قرارداد کو گورنمنٹ آف حیدرآباد بھی بنظر استحسان دیکھتی ہے کہ فریقین کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے مبارک باشد ۔

چنانچہ انگلستان سے واپسی کے بعد ۲۲ر شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ر آبان ۱۳۴۸ف کو اعلیحضرت بندگانعالی کی موجودگی میں آپ کا عقد نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم کی صاحبزادی سے ہوا ۔ اور اس موقع پر بندگانعالی نے آپ پر خاص شفقت کا اظہار فرمایا۔ ۲۷ر ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۵ر فروردی ۱۳۴۹ف کو دولہن کی رخصت عمل میں آئی ۔

آپ چونکہ سوشیل کاموں کے عادی ہیں۔ لہذا انگلستان سے واپسی کے بعد آپ خاموش

نہ بیٹھ سکے۔ چنانچہ کافی کوشش کے بعد آپ نے اپنے خاندان کے چند ممبروں کی مدد سے ایک "مجلس خاندانِ امرائے پائیگاہ" کا وجود عمل میں لایا۔ اس مجلس کے مقاصد میں بندگانِ اقدس سے موروثی و دائمی عقیدت مندی اور ملک و قوم کی فلاح کے کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب کے علاوہ تینوں پائیگاہوں کے خاندان میں اتحاد و اتفاق کو بڑہانا اور اپنے اسٹیٹوں اور انکی رعایا کی فلاح و بہبود بھی شامل ہے۔ آپکی دلچسپی کی وجہ سے مجلس کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے خورداد ۱۳۴۹ف میں مجلسِ قائمہ کانفرنس جاگیرداران نے آپ کو بحیثیت رکن انتظامی منتخب کیا۔ چنانچہ آپ مجلس قائمہ کے متعدد اجلاسوں میں شرکت کر کے اپنی قابل رایوں سے مجلس کو مستفید فرماتے رہتے ہیں۔ مجلسِ جاگیرداران سرکار آصفیہ کے کاموں میں بھی آپ بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور آپ نے جاگیرداروں کی مختلف خیال کی پارٹیوں میں اتفاق پیدا کر کے انہیں ہم خیال کرنے اور ایک جا جمع کرنے کی کوششوں میں امداد اور امرائے پائیگاہ و طبقہ جاگیرداران میں کامل اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی ان قابل کوششوں کو طبقہ جاگیرداران قدر کی نظر سے دیکھتا ہے باب حکومت سرکار عالی کی سفارش پر ۱۶ ار تیر ۱۳۴۹ف کو اعلیحضرت بندگان عالی نے بذریعہ فرمان مبارک یہ حکم محکم صادر فرمایا کہ کونسل کی رائے کے مطابق حسن یار جنگ کو مانند ظہیر الدین خاں سررشتہ مال میں متعین کر کے زیر نگرانی صوبہ دار مقامی بغرض ٹریننگ اورنگ آباد روانہ کیا جائے۔

چنانچہ ۹ر شہریور ۱۳۴۹ف کو آپ بغرض ٹریننگ اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں آپ خاص انہماک کے ساتھ کار آموزی میں مشغول ہیں۔ آپ سے ملک کی بہت سی اُمیدیں وابستہ ہیں آپ خوش وضع، خوش خصلت اور خوش طبیعت نواب ہیں۔ آپ کے چہرہ سے ذہانت و ذکاوت اور جلالتِ امیرانہ ہویدا ہے۔

نواب محمد وحید الدین خاں مرحوم

"وحید یار جنگ"

آپ نواب سلطان الملک بہادر کے ساتویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے اور نواب حسن یار جنگ بہادر کے حقیقی بھائی تھے ۱۳۲۳ھ میں اس عالم ناپائیدار میں آنکھ کھولے تھے آپ کی پرورش تربیت اور ابتدائی تعلیم آپ کی جدہ محترمہ حضرۃ شہزادی محل وقار الامراء کی سرپرستی کی مرہون رہی بعد چندے آپ کو بھی بتوجہات شاہانہ پائیگاہ بورڈنگ میں داخل ہوکر مدرسۂ عالیہ میں تحصیل کا موقع ملا۔ ۱۳۳۶ھ میں خطاب سے مفتخر ہوئے تھے ترک تعلیم کے بعد اپنے بھائی نواب حسن یار جنگ بہادر کے ساتھ ایوان بیگم پیٹھ کے ایک بنگلہ میں رہنے لگے علمی مشغلہ تازہ رکھتے تھے جب نواب حسن یار جنگ بہادر عازم یورپ ہوگئے تو آپ تنہا رہے۔ آپ کی نگرانی پر بحکم خسروی خدام متعین تھے۔ آپ نحیف الاندام خندہ رو، سادگی پسند، خوش اخلاق اور وجیہ تھے افسوس کہ ۱۳۵۵ھ میں علالت نے آپ کو فریش کردیا۔ آپ کے معالجہ کے لئے بارگاہ سلطانی سے معقول انتظام فرمایا گیا تھا مگر قضا نے اپنا بس چلایا۔

شجرہ نمبر (۵)

نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا کے سی آئی ای مرحوم

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو شجرہ نمبر ۱ و ۳)

- نواب محمد مختار الدین خاں نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر
  - نواب محمد ابو الفتح خاں بہادر
  - نواب محمد مظفر الدین خاں مظفر نواز جنگ بہادر
  - نواب محمد فرید الدین خاں فرید نواز جنگ بہادر
  - نواب محمد نذیر الدین خاں نذیر نواز جنگ بہادر
    - نواب محمد رشید الدین خاں رشید نواز جنگ بہادر
    - نواب محمد حبیب الدین خاں بہادر
    - نواب محمد فضل الدین خاں فضل یار جنگ بہادر
    - نواب محمد مجیب الدین خاں مجیب یار جنگ بہادر
  - نواب محمد ابو الخیر خاں خیر نواز جنگ بہادر
    - نواب محمد حمید الدین خاں بہادر
    - نواب محمد رفیع الدین خاں بہادر
    - نواب محمد محمود علی خاں محمود جنگ بہادر
  - نواب محمد حسن الدین خاں حسن یار جنگ بہادر
  - نواب محمد وحید الدین خاں وحید یار جنگ مرحوم
- نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم
  آپ کے اولاد کی تفصیل شجرہ نمبر (۱۱) میں درج ہے

نواب ولی الدولہ مرحوم

آپ کے خاندانی حالات کا ذکر بضمن تذکرہ نواب معین الدولہ بہادر و نواب لطف الدولہ مرحوم و نواب سلطان الملک بہادر وضاحت سے کیا گیا ہے یہاں پر اس کے مکرر تحریر کی ضرورت نہیں۔ لہذا ہم آپ ہی کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔

آپ کا اصلی نام محمد ولی الدین خاں ہے۔ آپ نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا کے فرزند اصغر نواب محمد رشید الدین خاں امیر کبیر ثالث کے پوتے اور نواب انتظار جنگ مرحوم کے نواسے تھے۔ ۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ کو بلدہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ اور ابتداء ہی سے اعلیٰ اعلیٰ انگریز و ہندوستانی اساتذہ سے تعلیم و تربیت حاصل فرمائی۔ جب آپ گیارہ سال کے ہوئے تو آپ کے پدر عالیقدر نے ۸ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ کو تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ڈاکٹر لارڈز، مولانا ہدایت اللہ اور مولانا عبدالحلیم شرر

کے ہمراہ انگلستان روانہ فرمایا۔ جہاں ۱۳۱۷ھ تک اٹن میں تعلیم پاتے رہے۔ اس بارہ سال کے عرصہ میں صرف ایک بار اپنے والدین کی قدمبوسی کی خاطر واپس وطن آئے۔ دوران قیام انگلستان میں آپ کو وہاں کے شرفا و معززین کی ایسی اچھی صحبت نصیب ہوئی جو اس ملک کے عامۃ الناس کو علی العموم حاصل نہیں ہوا کرتی۔ ہندوستان کے اکثر و اُسرائے اور سیمن کمیشن کے ممتاز ممبروں کے آپ اسکول فیلو رہے۔ یہ اُس صحبت کا اثر تھا کہ اپنے خصائل پسندیدہ کی بدولت اپنی اخلاقی و سرکاری زندگی میں آپ بغیر کسی دشواری کے کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ بعد فراغ تعلیم ہندوستان واپس تشریف لاکر اپنے ملک کی فوجی خدمت کی جانب میلان خاطر ظاہر فرمایا تو بحیثیت کمیشن یاب افسر کے چہارم ہوزار میں شریک کئے گئے زاں بعد لارڈ کرزن کی خواہش پر نواب سر وقار الامراء مرحوم نے آپ کو ڈیرہ ڈون کے فوجی کالج میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ غرہ شوال المکرم ۱۳۱۹ھ کو عازم شمالی ہند ہوے۔ لارڈ کرزن کی تجویز کے مطابق جو کالج اُس زمانہ میں قائم ہوا تھا اور اُس میں داخلہ کے لئے اولاً جن چار امیرزادوں کو کمیشن یاب عہدوں کے لئے پہلے پہل نامزد کیا گیا تھا۔ آپ اُن میں سے ایک تھے اور سب سے پہلے کنگز کمیشن آپ ہی نے حاصل فرمایا دوران تربیت میں آپ کو اپنے معاصرین کے ہمراہ لارڈ کرزن کے مشہور دربار دہلی میں شرکت کا موقع ملا تھا۔ چار سال کے بعد واپس تشریف لائے تو کمانڈر افواج سکندرآباد کے اسٹاف میں متعین فرمائے گئے لیکن وسط جمادی الاول ۱۳۲۵ھ میں رسالہ دوم حیدرآباد امپریل سرویس کے کمانڈنگ افسر مقرر ہوکر اس خدمت کو ترک فرما دیا۔ یہ ذکر حضرت غفراں مکاںؒ کے عہد کا ہے حضور پُرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کے عہد میمنت عہد میں معین المہام افواج سرکار آصفیہ کے منصب جلیلہ پر آپ کو بتاریخ ۲۲ آبان ۱۳۲۲ ف سرفرازی عطا ہوئی جس پر آپ ۱۲ مہر ۱۳۲۷ ف تک فائز رہے معین المہام عدالت کے منصب پر آپ نے اُس وقت ترقی پائی جب نواب میر سرفراز حسین خانؒ

صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک ثانی مرحوم اس سے سبکدوش ہوئے تھے۔ باب حکومت کی
تنظیم جدید بروئے عمل آئی تو بھی آپ صیغۂ عدالت کی کرسی صدارت پر زینت افروز رہے اور
اس موقع پر رکنیت باب حکومت کی عزت حاصل فرمائی موسم گرما ۱۳۳۲ف میں نواب سر
فریدون الملک آنجہانی نے طولانی رخصت حاصل کی تو نائب صدر اعظم کا منصب بارگاہ خسروی
سے آپ کو عطا ہوا اور جب صاحب موصوف آخر ہفتہ شعبان ۱۳۴۲ھ میں صدارت عظمیٰ سے
کنارہ کش ہوئے تو یہ منصب آپ کو عطا فرمایا گیا حضور پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی نظر لطف و کرم
آپ کی جانب مائل رہی ہے تلواروں چھڑیوں اور دیگر بیش بہا عطیوں سے آپ کو سرفرازی
بخشی گئی ہے۔ ولایت جنگ، ولی الدولہ کے خطابات سے آپ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ اور
جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ میں ممتاز ہوئے۔ آپ جس زمانہ میں معین المہام عساکر آصفیہ تھے دنیا کے مختلف
برّاعظموں کو عالمگیر جنگ نے پریشان کردیا تھا فوجی نقل و حرکت کے باب میں آپ کے برمحل انتظامات
اس وقت دولت علیا کے لئے بیحد مفید ثابت ہوئے لیکن اس سے بھی زیادہ مفید کام آپ نے
صیغۂ عدالت میں انجام دیا محکمۂ عدالت کی تنظیم جو آپ کے عہد کا ایک واقعہ ہے نہ صرف اس لحاظ سے
قابل ذکر ہے کہ عہدہ داروں کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اقتدارات عاملانہ و عدالتی
کی تفریق عمل میں آئی تھی جو ایک واقعہ قابل یادگار ہے۔ ڈاکخانہ جات میں سیونگ بنک اور وی پی
منی آرڈر کا طریقہ بھی آپ ہی کے عہد میں جاری ہوا محکمہ کوتوالی میں مفید اصلاحات کے ذریعہ تفتیش جرائم
میں آسانیاں پیدا ہوگئیں سررشتہ تعلیمات میں جو ترقیاں آپ کے عہد میں رونما ہوئیں اس کی مثال
اس سے پہلے نظر نہیں آتی جامعہ عثمانیہ آپ کی صدارت کی خاص نشانی ہے۔ آپ عثمانیہ یونیورسٹی
کے پہلے چانسلر تھے اور اس حیثیت سے بھی یونیورسٹی کے کاموں میں دلچسپی کا اظہار فرماتے رہتے
تھے ۱۳۴۲ھ میں آپ کو پیشگاہ خسروی میں جامعہ عثمانیہ کی جانب سے "سلطان العلوم" کی اعزازی

ڈگری پیش کرنے کا شرف و افتخار حاصل ہوا تھا۔ امیر جامعہ کی حیثیت سے آپ نے یونیورسٹی کے سب سے پہلے کانووکیشن ۱۳۳۴ف م ۱۳۴۴ھ کی صدارت فرمائی تھی۔ آپ حیدرآباد کے اعلیٰ تعلیم یافتہ خوش خلق، ملنسار، شرفا پرور، علم دوست، خلق شناس اور فیاض امیر تھے۔ آپ کی اولوالعزمی علو ہمتی دانشمندی، تدبر، غربا پروری اور سیر چشمی ضرب المثل تھی۔ افسوس کہ گورنمنٹ عالیہ آصفیہ کا ایک اعلیٰ حاکم اور پائیگاہ کا امیر بتاریخ ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۵۳ھ ارض بطحیٰ مدینہ طیبہ زادا اللہ شرفاً تعظیماً میں جان بحق تسلیم اور پائین آل اطہار جگہ پائی غرضکہ خداوند عالم نے دنیاوی عزت کے ساتھ دینی برتت کی بھی تکمیل فرمادی یہ لائف نامکمل رہ جائیگی اگر ہم آپ کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ کی لائق وفائق بیگم علیا جنابہ امیر النساء بیگم صاحبہ کے حالات کا ذکر نہ کریں جو آپ کے ساتھ بیاہی گئی ہیں۔ بیگم صاحبہ مولوی سید محمد یوسف الدین صاحب مرحوم سابق صوبہ دار گلبرگہ شریف (جن کا ازدواجی تعلق حیدرآباد کے ایک مشہور و معروف اور ممتاز خاندان نواب ارادت جنگ سالار الدولہ سالار الملک سے ہوا) کی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ صاحبزادی اور فخر اناث حیدرآباد دکن ہیں۔ آپ کو آپ کے والد ماجد نے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی اچھی تعلیم دلوائی۔ ہندوستان کی اکثر زبانیں جانتی ہیں، نہ صرف ادب میں لیاقت رکھتی ہیں بلکہ ضروریات زمانہ سے بخوبی واقف اور بڑے سے بڑے اہم سے اہم امور سلطنت میں رائے دینے کی اچھی قابلیت رکھتی ہیں۔ اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے آج طبقۂ نسواں میں ہر دلعزیزی کے علاوہ بڑی شخصیت رکھتی ہیں چنانچہ اپنے علم اور تجربہ کے لحاظ سے ہمیشہ نواب صاحب مرحوم کی خانگی مشکلات اور سلطنت کے مہمات میں شریک اور رزیڈنسی کے تعلقات کو بہترین طریقہ پر قائم رکھنے میں آپ ان کی معین و مددگار تھیں۔ علمی، ادبی معاشرتی جلسوں، سوشیل تنظیم اور طبقۂ اناث کی تعلیم و تربیت میں آپ ہمیشہ بحیثیت مشیر اعلیٰ و صدر نشین نمایاں حصہ لیتی ہیں اور اپنے طبقہ کی فلاح و بہبودی میں ہمہ تن کوشاں رہتی ہیں جس کے

صلہ میں آپ کو ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء میں برٹش مڈل بھی عطا ہوا ہے علمی و معاشرتی و تمدنی حیثیت سے اپنے ملک کو دیگر ممالک متمدنہ کے مقابل لانیکی سعی میں ہمیشہ سرگرم رہتی ہیں۔کون ہے جو آپ کے نام نامی سے واقف نہیں۔حیدر آباد دکن کی سوشیل لائف میں آپ کی وقعت محتاج نہیں۔آپکے گرانقدر کارناموں کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ گورنمنٹ کے اعلےٰ خدمات انجام دینے کی اچھی صلاحیت رکھتی ہیں مگر پردہ کی خود ساختہ پابندی کی وجہ سے مجبوری ہے۔آپ کی خداداد ذہانت و ذکاوت ولیاقت وقابلیت کا چرچا دور دور تک ہے۔آپ کی پُر مغز تقاریر اور صدارتی خطبات کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حیدر آباد کے علاوہ ہندوستان کے چند مشہور وممتاز خواتین میں آپ کا شمار ہے۔افسوس ہے کہ سماجی پابندیوں کی وجہ سے آپ میدان عمل میں آزادانہ آسکیں۔غرض آپ کی ذات والاصفات طبقۂ اناث کے لئے مغتنمات سے ہے۔حیدر آباد کا یہ طبقہ جس قدر آپ کی ذات پر فخر و مباہات کرے کم ہے۔آپ کو بتقریب سلور جوبلی شاہانہ بتاریخ ۱۶ مہر ۱۳۵۸ھ مڈل عطا ہوا۔نواب ولی الدولہ مرحوم کو آپ کے بطن سے دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہیں (۱) صاحبزادی نوابہ بشارت النساء بیگم صاحبہ (۲) صاحبزادی نوابہ وجیہ النساء بیگم صاحبہ اور تین صاحبزادے (۱) نواب محمد حبیب الدین خاں بہادر (۲) نواب محمد نذیر الدین خاں بہادر اور (۳) نواب محمد بشیر الدین خان بہادر ہیں جو اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی کی خاص سرپرستی میں ایک خاص اہتمام کے ساتھ تعلیم و تربیت پارہے ہیں۔ہر سہ صاحبزادگان کو حضرت اقدس واعلےٰ نے خطاب مستطاب "صاحبزادہ" سے اور بتقریب سالگرہ ہمایونی ۱۳۵۸ھ صاحبزادہ نواب محمد حبیب الدین خاں بہادر کو خطاب "حبیب جنگ" صاحبزادہ نواب محمد بشیر الدین خاں بہادر کو خطاب "بشیر یار جنگ" اور صاحبزادہ نواب نذیر الدین خاں بہادر کو خطاب "نذیر یار جنگ" سے مفتخر وممتاز فرمایا

حضرت اقدس و اعلیٰ کے شاہانہ نوازشات، اعلیٰ تعلیم و تربیت اور صاحبزادوں کی خداداد ذہانت کے نظر کرتے ہمیں قوی امید ہے کہ آگے چل کر ہر دو صاحبزادے (جن کی تصاویر زینت وہ تذکرہ ہذا ہیں ملک و مالک کے گرانقدر خدمات مثل اپنے اب و جد کے انجام دیں گے۔ حالات اب بھی نامکمل رہ جائیں گے اگر آپ کے دونوں صاحبزادیوں کا یہاں ذکر درج نہ کریں۔ آپ کی بڑی صاحبزادی بشارت النساء بیگم صاحبہ کی شادی نواب حسن یار جنگ بہادر فرزند نواب سلطان الملک بہادر کے ساتھ اور چھوٹی صاحبزادی وجیہ النساء بیگم صاحبہ کی شادی نواب حمایت نواز جنگ بہادر فرزند نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم کے ساتھ باہتمام خاص و بحضوری و بسرپرستی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۵۸ھ علی الترتیب عمل میں آئی۔

یہ بھی لائق ذکر ہے کہ اپنی طبیعت کی خداداد سادگی نیز اوس اکتساب سے جو ممدوحہ نے بندگان اعلیحضرت دام ملکہ کے ارشادات سے حاصل کیا ہے جنابہ بیگم صاحبہ شادیوں کی فضول خرچیوں اور لاحاصل نام و نمود اور طفلانہ نمائشوں سے ہمیشہ کنارہ کش اور متنفر رہیں چنانچہ بار بار ان پاکیزہ خیالات کا اظہار آپ نے مختلف جلسوں اور کانفرنسوں کے اجلاسوں میں کیا اور ریڈیو کی محفل میں بھی براڈکاسٹ فرمایا غرض کہ آپ کے ان نیک خیالات سے پبلک بخوبی واقف تاہم تصور کیا جاتا تھا کہ آپ اپنے دونوں صاحبزادیوں کی شادیوں میں خاندانی امیر ہونے اور قدیم روایات کے لحاظ سے اس سادگی پر عمل فرمانہ ہوسکینگی نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس امتحان میں بھی آپ کامیاب رہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ شادی بیاہوں میں قدیم مصرفانہ رسم و رواج کی سماجی اصلاح نہ صرف آپ کے تحریر و تقریر تک محدود ہے بلکہ جب آپ کے صاحبزادیوں کی شادی کا وقت آیا تو آپ اپنے مصلحانہ اصول پر بنفس نفیس ثابت

قدم رہیں اور بندگان اعلیحضرت مدظلہم العالی کی سرپرستی وحمایت وشرف حضوری میں دونوں صاحبزادوں کی شادی کے موقع پر اسلامی محافل عقد رچائی گئیں اور دولھوں کے سادہ وضع اور دولہنوں کی نیچی نظروں میں جن پر ہزار ہا شان وشکوہ قربان تھے یکے بعد دیگرے ان تقاریب مسعودہ سے فراغت حاصل کی گئی پبلک پر ایسا گہرا اثر اس سادگی سے مراسم عقد ادا ہونے کا ہوا کہ شادیوں کے بعد ہر جگہ مبارک تقاریب کا چرچہ ہوتا رہا اور اخبارات نے بھی اس کا عمدہ طریقہ سے خیر مقدم کیا چنانچہ اخبار پیام مورخہ ۳ آذر ۱۳۴۹ف نے اپنے ایک نوٹ میں لکھا تھا"

ایک قابل تقلید تقریب سعید

"گزشتہ جمعہ کی شام کو ۷ بجے نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم کی صاحبزادی کا عقد" "نواب حسن یار جنگ بہادر فرزند نواب سلطان الملک بہادر سے ہوا اس" "تقریب سعید میں ذات شاہانہ نے بھی بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور مراسم نکاح" "حضرت اقدس واعلےٰ کے حضور میں ادا کئے گئے۔"

"اس تقریب سعید کا ذکر محض اس لئے ضروری نہ تھا کہ امرائے حیدرآباد کے" "جن دو خاندانوں کا یہ رشتہ قائم ہوا ہے وہ قدیم روایات یا دولت مندی کے" "اعتبار سے امرائے سلطنت کے بلند مقام خاندان ہیں بلکہ ہم اس واقعہ کا" "ذکر صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اس تقریب سعید میں اسلامی سادگی کا پورا" "لحاظ رکھا گیا اور نمود ونمایش کی تمام فضول رسموں سے احتراز کیا گیا۔ نوشہ اور" "عروس کی حیثیت بفضلہ اتنی بلند ہے کہ اگر امیرانہ شان وشوکت کا اظہار مقصود" "ہوتا تو لاکھوں روپیہ اس تقریب میں خرچ کئے جاسکتے تھے اور اس تقریب"

"کو ایک قابل دید تماشہ بنادیا جاسکتا تھا لیکن ذات شاہانہ کی اسلامی سادگی"
"سے ان دونوں خاندانوں نے اکتساب سعادت کیا اور اسلامی سماج"
"کے لئے سنّت نبوی کی سادگی کا ایک ایسا نمونہ پیش کیا جس کو مسلمانوں کے"
"ہر طبقہ کے لئے قابل تقلید ہونا چاہیئے۔ ہم کو معلوم ہے کہ محترمہ بیگم ولی الدولہ"
"ایک بہت روشن خیال خاتون ہیں اور باوجودیکہ خدا نے موصوفہ کو دولت"
"دنیا سے ہر طرح بہرہ مند کیا ہے لیکن اوسی کے ساتھ ایک وسیع نظر اور پاکیزہ"
"تخیل بھی عطا کیا ہے چنانچہ بیگم صاحبہ موصوفہ کی ذات طبقۂ نسواں کی اصلاحی"
"تحریکات میں ممتاز درجہ رکھتی ہے اور اون کے قول و عمل میں ایک ایسی یکسانیت"
"پائی جاتی ہے جو تصنعات کہ اس زمانہ میں عام طور پر کمیاب ہیں ہم اس تقریب"
"سعید پر انہی ولی مبارکباد صرف اسی لئے موصوفہ کی خدمت میں پیش کرتے"
"ہیں کہ اس تقریب کو موصوفہ نے اپنے طبقہ کے لئے ایک قابل تقلید مثال"
"بنادیا اور اس تقریب میں حضرت اقدس و اعلےٰ کے افکار عالی کی اس طرح"
"تقلید کی جس طرح کہ کرنی چاہیئے تھی۔ ملک کے جو دولت مند اور متوسط"
"اور ادنےٰ طبقے اس قسم کی تقاریب میں بے جا اصراف کو روا رکھتے ہیں"
"اور محض نمود و نمایش کی خاطر اپنی اقتصادی اور معاشی حالات کو خراب کرلیتے"
"ہیں اور مالی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں اون کو اس تقریب میں حضرت"
"جہاں پناہی کے منشاء مبارک اور محترمہ بیگم ولی الدولہ کی اسلامی زندگی"
"سے سبق لینا چاہیئے"

آپ (نواب ولی الدولہ مرحوم) کو بطن جنابہ محبوب بیگم صاحبہ سے ایک صاحبزادی

نوابہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ ہے جو آپ کے عین حیات ہی میں نواب محمد قیصر الدین خاں بہادر فرزند اکبر نواب محمد کریم الدین خاں بہادر جنگ شمشیر بہادر نبیرہ نواب امام جنگ مرحوم سے بیاہی گئیں اور دو صاحبزادے (۱) نواب محمد محی الدین خاں بہادر اور (۲) محمد رشید الدین خاں بہادر ہیں جن کا ذکر علیحدہ علیحدہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

نواب محمد محی الدین خان بہادر

آپ نواب محمد ولی الدین خان ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم کے فرزند نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم و مغفور کے پوتے اور نواب محمد مختار الدین خان ناموجنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے بھتیجے ہیں۔ آپ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کو بمقام حیدر آباد پیدا ہوے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم والدین کے زیر نگرانی گھر پر نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی کچھ عرصہ کے لئے مدرستہ العلوم علی گڑھ بغرض تحصیل علم تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر مدرسہ عالیہ اور اس کے بعد جامعہ عثمانیہ میں اعلےٰ تعلیم کی غرض سے شریک ہوے۔ تعلیم کو ترک کرتے ہی بحیثیت لفٹنٹ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوے۔ آپ کی شادی راجہ راجایاں راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ پیشکار و سابق صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین فرزند اور دو لڑکیاں ہیں (۱) نواب محمد سراج الدین خاں (۲) نواب محمد افتخار الدین خان اور (۳) نواب محمد ولی الدین خاں اور (۱) یوسف النساء بیگم صاحبہ اور (۲) محمود النساء بیگم صاحبہ ہیں آپ تھرڈ بٹالین (تیسری پلٹن) میں لفٹنٹ ہیں اور اپنے مفوضہ خدمات کو نہایت جانفشانی اور تندہی سے انجام دیتے ہیں امید ہے کہ آپ بہت جلد ترقی کے مدارج کو طے کر کے اب و جد کی طرح ملک کی گرانقدر خدمت پر فائز ہونگے۔

نواب محمد رشید الدین خان بہادر
"رشید جنگ"

آپ کا اصلی نام نواب محمد رشید الدین خاں ہے آپ نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم کے فرزند اصغر اور نواب محمد افضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ کو پیدا ہوئے اپنے بڑے بھائی نواب محمد محی الدین خاں بہادر کی طرح اولاً گھر ہی پر قابل و لایق اساتذہ سے تعلیم حاصل فرمائی' زاں بعد اپنے بھائی کے ساتھ مدرسۃ العلوم علی گڈھ بغرض تکمیل درس تشریف لے گئے جہاں کچھ دنوں رہکر وطن واپس تشریف لائے۔ واپسی پر یہاں کے مدرسۂ عالیہ میں شریک کئے گئے یہاں ایک عرصہ تک تعلیم پانے کے بعد ولایت روانہ ہوئے جہاں ایک عرصہ تک زیر تعلیم رہنے کے بعد مراجعت فرمائے وطن ہوئے آپ کی شادی حضرت اقدس و اعلیٰ کی شاہزادی سے ہوی۔ آپ نہایت فہیم و ذکی نواب ہیں تعلیم کا ذوق و شوق آپ میں قدرت نے ودیعت کیا ہے کئی سال تک ولایت (لندن) میں تحصیل علم فرما کر اپنا تجربہ وسیع فرمایا ہے۔

شجرہ نمبر (٦)

نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم

نواب محمد محی الدین خان
بہادر

صاحبزادہ نواب محمد نذیر الدین خاں
نذیر یار جنگ بہادر

نواب محمد رشید الدین خان
رشید جنگ بہادر

صاحبزادہ نواب محمد بشیر الدین خاں
بشیر یار جنگ بہادر

صاحبزادہ نواب محمد حبیب الدین خاں
حبیب جنگ بہادر

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو شجرہ نمبر (١) و (٢) و (٣) و (٤) و (٥)

جاگیرداران

بابِ دوم

نواب فخر نواز جنگ بہادر

آپ نواب محمد وزارت علیخاں علی یاور جنگ ثالث مرحوم کے فرزند اکبر، نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے بھانجے (جو اُمرائے عظام میں سے ہیں) نواب محمد دلاور علی خان سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ مرحوم کے پوترے اور نواب محمد نور خاں سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامراء منڈل نوشیروانی کے پڑپوترے ہوتے ہیں۔ نور الامراء برادر عمزاد ہیں نواب غلام سید خاں سہراب جنگ معین الدولہ مشیر الملک اعظم الامراء ارسطو جاہ فرزند ارجمند وکیل مطلق مختار دولت آصفیہ کے، ذیل میں نواب ارسطو جاہ کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔

نواب ارسطو جاہ

ایرانی النسل اور خاندان (منڈل) نوشیروان عادل سے تھے ان کا نام غلام سید خاں تھا اور ۱۱۴۵ھ میں اوسہ میں پیدا ہوئے۔ فرخ نژاد خاں ان کے والد حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول کے ملازم تھے اور انھیں کے ساتھ حیدرآباد آئے اور صوبہ داری برار متعین ہوئے ان کا انتقال [illegible] میں ہوا غلام سید خاں حضرت غفراں مآب نواب میر نظام علیخاں بہادر کی ملازمت میں داخل ہوئے اور ہمیشہ ہمراہ رکاب رہنے کا

شرف نصیب ہوا کارکردگی کے مد نظر ان کو خطابات سہراب جنگ معین الدولہ عطا ہوئے اور محالات برار کے دیوان اور اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سرفراز ہوئے سیاسی و انتظامی جوہر کو ان میں پاکر بعنوان سفیر پنڈت پردہان اور رگھوجی بھونسلہ کے فیصلوں کے لئے ان کو پونا و ناگپور روانہ کیا گیا جن کو نہایت خوش اسلوبی سے انھوں نے انجام دیا وقار الدولہ نے اپنے عہد وزارت میں ان کو مرکزی نظم و نسق میں ان کی قابلیت کے مد نظر شریک کرنیکی سفارش کی اور چونکہ ان سے خود حضرت غفران مآب بھی بخوبی واقف تھے اس رائے کو پسند فرماکر ان کو حیدرآباد بلوا کر پیشکاری کی خدمت سپردگی مگر ظفر الدولہ مبارز الملک جن سے ان کے تعلقات کشیدہ تھے سخت ناراض ہوئے۔ اور بعد حصول اجازت نرل میں بیٹھ گئے۔ ان کی استمالت کی خاطر حضرت غفران مآب نے سہراب جنگ کو اوسہ روانہ کردیا۔ ان کی وسیع قابلیت نے فوراً سیدھی راہ نمائی کی اور یہ سوجھی کہ خود مبارز الملک سے ملاقات کرکے غلط فہمی کو رفع کیا جائے چنانچہ ایک مخلصانہ خط لکھا اوس میں موافقت کا اظہار کیا اور اجازت سرکار حاصل کرکے خود نرل ان کے یہاں گئے۔ اپنی خوش کلامی و اسلوب بیانی سے مبارز الملک کو ایسا گرویدہ کرلیا کہ نہ صرف وہ اپنی مخالفت کو بھول گئے بلکہ سرکار میں عرض کی کہ بغیر غلام سید خاں کے نہ ان کو دلجمعی ہوسکتی ہے اور نہ وہ کام کرسکتے ہیں جس پر حضرت غفران مآب نے ان کو حیدرآباد آنیکی اجازت دیدی۔ امور سلطنت میں مشیر و مشاور رہے لیکن ارسطو جاہ نے یہ محسوس کیا کہ نواب شمس الدولہ جو ان سے پرانے آدمی تھے اور جن کا لحاظ سرکار کو تھا ان کو راضی رکھنا لازمی تھا تاکوئی رکاوٹ ان کے حصول مقصد میں پیدا نہ ہو انھوں نے اپنی طلاقت لسانی سے ان کو بہت جلد اپنا بنالیا اس کے بعد ہی اپنی انتظامی اور سیاسی قابلیت کا اظہار کرکے سرکار کو اپنی جانب متوجہ کرلیا بہ مقتضائے وقت اس امر کی انھوں نے ضرورت محسوس کی کہ وسائل آمدنی بڑھائے جائیں اسی لئے آبپاشی کے ذرائع

میں توقیر کی تاجروں پر ٹیکس زیادہ کیا عاملوں پر زر مقررہ بڑہا دیا اور دیگر اصلاحی اور معاشی ترقی کے ایسے راستے کھولے کہ بندگان عالی کو ان پر اعتماد روزانہ بڑھتا گیا اس کے صلہ میں ان کو مشیر الملک کا خطاب عطا ہوا اور مددگار دیوان بنائے گئے تا تجربہ بھی حاصل ہو اور مشورہ بھی دے سکیں مگر واقعہ یہ تھا کہ تمام مالی وملکی امور کی رہنمائی اس طرح کرتے تھے کہ مدار المہام اس کو پسند کر کے اس پر عمل کئے جانے حکم صادر فرماتے تھے۔

۱۷۸۱ء میں ظفر الدولہ مبارز الملک کا انتقال ہوا تو ان کو مدار المہامی کے ساتھ اعظم الامرا کا خطاب اور پورے اختیارات مدار المہامی کے ساتھ یک ہزاری ذات و یک ہزار سوار عطا ہوئے اور امتداد زمانہ کیساتھ ساتھ ان کا تقرب بپیشگاہ بندگان عالی میں بڑھتا گیا اور اختیارات میں اضافہ ہوتا گیا۔ سفر وحضر صلح وجنگ میں شریک رہتے تھے ۱۷۸۱ء میں وفات پیشکاری و دیوانی جو راجہ دیانت ونت اور راجہ امانت ونت سے متعلق تھے وہ بھی بتوسط راجایان مذکور انہی سے متعلق کر دئیے گئے تھے۔

ہر زمانہ کے لحاظ سے ید قدرت اس کے انتظامات بھی کرتی ہے تاریخ کا طالب علم اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ اٹھارویں صدی کا نصف آخر کیسی سیاسی کشمکشوں کا اکھاڑا تھا اسی لئے دکن کے لئے نواب میر نظام علیخاں بہادر جیسا فرزانہ بادشاہ عطا کیا اور ویسا ہی ان کو وزیر باتدبیر ارسطو جاہ بھی مل گیا۔ اُس وقت حالت یہ تھی کہ مختلف قوتیں کیا اندرونی اور کیا بیرونی سب کی کوشش یہ تھی کہ نہ صرف مخالف کی زد سے بچیں بلکہ اپنی بقا کے ساتھ ساتھ اپنا وقار قائم رکھیں اور ہوسکے تو اپنے ملک کی وسعت بھی کی جائے غور کا مقام ہے کہ جنوب میں حیدر علی و ٹیپو میسور کے بادشاہ ہیں تو شمال و مغرب میں پانچ مرہٹوں کی سلطنتیں جن کے حاکم مثل بالاجی راؤ اور باجے راؤ پیشوا مادھوجی سندھیا تکاجی اور جسونت راؤ ہولکر۔ راگھوجی بھونسلا اور گوبندراؤ گیکواڑ بڑودہ

کے تھے اس پر طرّہ یہ کہ پھران پانچوں قوتوں کو مادھوراؤ اور نانا فرنا ندیس جیسے مدبروں نے
ایک ہی زنجیر اتحاد میں جکڑ کر مستحکم کر دیا تھا۔ ۱۷۶۰ء میں اودگیر کی جنگ بھی ہو چکی تھی
اور مرہٹوں کے دل فتح کی سبب بڑھ گئے تھے لیکن احمد شاہ درانی نے دوسرے سال یعنے
۱۷۶۱ء میں پانی پت پر ان مرہٹوں کی متحدہ قوت کو شکست دیکر ان کے وقار کو ملیامیٹ کر دیا
تھا مگر نانا فرنا ندیس نے بہت دانائی سے اس منتشر کردہ قوت کو پھر سمیٹ کر اپنے اقتدار میں
لا لیا ادھر انگریز اور فرانسیسوں میں اقتدار اعلےٰ کے حاصل کرنے کی کشاکشی جماعتوں کو بلاشرکت
کے غیر جانب دار رہنے نہیں دیتی تھی اس پر آشوب زمانہ میں سیاسی انتشار نے ہندوستان کے
مطلع کو نہایت مکدّر و گرد آلود بنا رکھا تھا ایسے آڑے وقت کے لئے صلابت جنگ بہادر کی جگہ
نواب میر نظام علیخاں بہادر جیسے آہنی پنجہ حکمران کی اور ارسطو جاہ جیسے وزیر با تدبیر ہی کی ضرورت
تھی۔ مرہٹوں کی بڑھی ہوئی قوت کے روکنے کے لئے ارسطو جاہ نے اس امر کی ضرورت محسوس
کی کہ اتحاد کو توڑ دیا جائے اس لئے مادھوجی سندھیا سے رابطۂ دوستی و محبت پیدا کیا انگریزوں
کو اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لیا ۱۷۸۷ء میں ٹیپو سلطان نے امتیاز گڑھ کے قلعہ پر جب
دھاوہ بولدیا تو حضرت بندگان عالی خود عازم جنگ ہو گئے۔ مگر ارسطو جاہ نے بہ معیت شمس الملک
اس مہم کو اپنے ہاتھ میں لی اور بندگان عالی کو زحمت اٹھانی نہیں پڑی ٹیپو سلطان نے محاصرہ اٹھا لیا
جس سے دارا جاہ بہادر کا مشکوئے معلی و صاحبزادگان سلامتی کے ساتھ اس قلعہ سے برآمد کئے گئے
ناموس آصفیہ کی حفاظت سے حضرت غفران مآب بہت خوش ہوے اور اس خدمت کے صلہ
میں شمس الملک اور ارسطو جاہ کو زمرد کے طرّہ اور موتیوں کے آویزے عطا فرمائے ۱۷۹۰ء
میں میسور کی تیسری جنگ ہوئی جس میں سرکار نظام مرہٹے اور کمپنی بہادر تینوں کے حلیف تھے
موقع کی نزاکت کے مدنظر ہر شریک کو اپنی پوری قوت سے کام لینا تھا اور موقع ایسا اہم تھا کہ

خود حضرت غفران مآب بہ نفس نفیس عازم جنگ ہوئے مگر پانگل میں ٹھیرے رہے اور فوج کی سرداری شہزادۂ سکندر جاہ بہادر کے سپرد کی اور ارسطو جاہ ان کے شریک مشورہ تھے۔ کمپنی نے محسوس کیا کہ جنرل میڈوز سے کام نہیں چل سکتا اس لئے خود گورنر جنرل کارنوالس کو حملہ میں شریک ہونا پڑا یورپین جنگوں کے تجربہ کار جنرلوں کو ارسطو جاہ کے تجربہ پر اس قدر بھروسہ تھا کہ میدانِ کارزار کے نقشے لڑائی کے ڈھنگ فوجوں کی نقل وحرکت وغیرہ میں ان سے مشورہ کئے بغیر چارہ نہ تھا اور ان کی کوششوں سے فوج کی تنظیم اچھی ثابت ہوئی جس کے باعث جنگ کامیاب رہی اور حیدرآباد کو تنگبھدرا کے شمال کا جملہ حصہ جو پہلے ہمارا ہی تھا نہ صرف واپس ملا بلکہ ایک کروڑ کا مزید علاقہ کڑپہ سدھوٹ اور گنجی کوٹہ بھی ان کے ہاتھ آیا اور ایک کروڑ روپیہ نقد ملا۔ مرہٹوں نے بھی اپنا حصہ پایا اس جنگ کے بعد ان کے حوصلہ بڑھے تو انھوں نے سردیسکھی اور چوتھ کا مطالبہ ریاست حیدرآباد سے اور بھی شدت کے ساتھ شروع کیا اس کو کلیتاً بلا جنگ وجدال محبت وآشتی سے ختم کردینے کے لئے ارسطو جاہ نے ایک ایسے عہد نامہ پر دستخط کروانیکی داغ بیل ڈالی جس سے ہرسہ حلیف انگریز مرہٹے اور نظام آپس میں دوست ہوجائیں اور ایک دوسرے پر دست درازی نہ کرنے پائیں مرہٹوں نے دیکھا کہ اس میں ان کا نقصان ہے اور مطالبہ چوتھ وغیرہ ختم ہوجائیگا اس لئے اس میں شرکت کرنے سے انھوں نے انکار کردیا جس کے بعد ارسطو جاہ نے کوشش کی کہ محض انگریز اور آصف جاہ ثانی میں یہ عہد نامہ طے ہوجائے مگر ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارنوالس ہندوستان سے روانہ ہوگئے اور سرجان شور ان کی جگہ کمپنی کو پالیسی "عدم مداخلت" پر عمل کرنے روانہ کئے گئے ارسطو جاہ کی کوشش اکارت گئی مرہٹوں نے مطالبہ چوتھ (مبلغ دو کروڑ سات لاکھ شد ومد سے کرتے ہوئے تقاضہ کے لئے ایک کم پایہ شخص گوبند راؤ کالے کو جو کسیطرح دربار دکن کی سفارت کے قابل نہ تھا روانہ کیا ارسطو جاہ نے

وقار سلطنت کے مدِ نظر رکھا سا جواب دیکر واپس کر دیا نانا فرنادیس نے برہم ہوکر جنگ کا تہیہ
کر لیا۔ سوئے اتفاق کہ ۱۷۹۴ء میں سلطنت دکن کے ایک رفیق مادھوجی سندھیا کا انتقال ہو گیا
اور سیاسی بیچیدگی کے سبب یہ قوت بھی اب نانا فرنادیس کے زیر اثر آگئی ادھر کمپنی بہادر نے اپنے
پچھلے معاہدوں کو جو ۱۷۶۶ء اور ۱۷۹۲ء میں کئے تھے یک لخت بھلا دیئے اور اپنے دوست
وفادار کا ساتھ چھوڑ دیا جس سے حیدرآباد کو مرہٹوں کی متحدہ قوت کے مقابلہ میں جسمیں پانچوں رئیس
اور کئی سردار شریک تھے جس کی سرداری فرانسیسی تجربہ کار جنرل مسل میو پیران کر رہے تھے تنہا میدان
قتال میں کھڑے ہونا پڑا حیدرآباد کے لئے عجیب نازک زمانہ تھا جب کہ اس کی نزاکت اس
واقعہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ ارسطو جاہ جو سیاسی حیدرآباد کے روح رواں تھے اپنے جوان اکلوتے
فرزند مرتضی یار خاں (معالی میاں) مشیر الدولہ سیف الملک کے انتقال کے سبب سے ۱۲۰۷ھ
م ۱۷۹۲ء سے متاثر ہو گئے تھے سڑکوں پر دیوانہ وار نکل جاتے تھے ان میں جنگ میں حصہ لینے اور
فوجوں کی رہنمائی کرنے کا حوصلہ باقی نہ تھا غفران مآب نہایت مشوش تھے۔ غم غلط کرانیکی خاطر اپنے
چھوٹے صاحبزادہ نواب جہانگیر علی خاں سلیمان جاہ کو ان کی آغوشی میں دیکر ان کی عزت افزائی
کی صاحبزادہ صاحب کی نگہداشت کے خیال نے ان کے حواس کی اصلاح کر دی جنگ کی
تیاری کی طرف رجوع ہوئے باغ گورہن داس (آصف نگر) میں فوج کی موجودات لی اور
روانہ ہو گئے۔ جب بیدر پہونچے تو مہادوجی سندھیا کے انتقال کی خبر ملتے ہی اس امر کی کوشش کیگئی
کہ دولت راؤ اوس کے جانشین کو شریک اتحاد کیا جائے مگر نانا فرنادیس کا جادو اس پر چل چکا
تھا وہ قابو میں نہ آسکا حیدرآباد یکہ و تنہا اپنے بل بوتہ پر کھڑا رہا ۱۳ ارشعبان ۱۲۰۹ھ کو گھمسان کا رن
پڑا اور حیدرآباد کی فوجوں نے مرہٹوں کو دبانا شروع کیا مگر بعض بد اندیش امرا جن کو ارسطو جاہ سے
عناد ذاتی ہو گیا تھا اپنی بیوفائی سے کام لیکر بنا بنایا ہوا کام وقت پر کمک روانہ نہ کر کے خراب کر دیا

اور منصور الدولہ اور روشن خاں مظفر الملک جیسے بے جگرے بڑے بڑے امرائے وفا کی لاج رکھ لی اور تلوار کے گھاٹ اوتر گئے جیتی ہوئی جنگ شکست سے مبدل ہوگئی اور نہایت شرمناک شرایط پر ۹ رمضان کو صلح ہوگئی جس کی رو سے دریائے تاپتی سے قلعہ پرینڈہ تک بشمول دولت آباد مرہٹوں کے سپرد کردیا گیا ایک کروڑ نقد دیے گئے اور دو کروڑ بقیہ بحساب قسط سالانہ تعدادی ۳۵ لاکھ ادا کرنا پڑا اور اس کی ضمانت میں نانا فرنادیس نے ارسطو جاہ کی شخصی ضمانت بعنوان یرمغال طلب کیا حضرت غفران مآب نے جو جانتے تھے کہ مرہٹے ارسطو جاہ کے جانی دشمن ہیں اس لئے کہ ان کی کامیابی کے سد راہ ارسطو جاہ ہیں و نیز یہ کہ وفا شعار صاحب تدبیر وزیر حضرت غفران مآب سے دور ہو جائیگا یہ دوری ان کے لئے روح فرسا تھی اس لئے اس شرط کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ ارسطو جاہ نے حق جان نثاری کے مد نظر عرض کی کہ یہ نمکخوار خیر اندیش ہے اور ریاست کی بھلائی اسی میں ہے کہ اس غلام کی قربانی قبول فرمائی جائے اور شرط منظور فرمالی جائے۔ غفران مآب کو بہت رنج ہوا چارہ نہ تھا بادیدہ پر آب ارسطو جاہ کو اونکے پورے اسٹاف کے ساتھ رخصت فرمایا۔ اور ہم نشینی و تفریح طبع و قیام وقار کے لئے حافظ یار جنگ اسماعیل یار جنگ لعل محمد۔ لعل علیخاں۔ رحمان نواز جنگ۔ رفیق یار جنگ کو ساتھ کیا اور خود ۱۲ رمضان کو مراجعت فرمائے دار السلطنت ہوے اور ۷ شوال کو حیدرآباد پہنچ گئے اور قلمدان وزارت راجہ شام راج بہادر کے سپرد فرمایا۔

ارسطو جاہ کا نانا فرنادیس نے کئی کوس آگے آکر استقبال کیا اور مثل معزز مہمان کے ایک باغ میں اوتارا ماد ہو رائو سے جب ملاقات کو گئے تو پیشواء نے سروقد کھڑے ہوکر تعظیم دی اور پہلو میں برابر بٹھالیا تقریباً دو سال یہاں نظر بند رہے ارسطو جاہ کو اگر کسی چیز کا رنج تھا تو صرف اس کا کہ اپنے آقائے نامدار کی صحبت فیض اثر سے دور ہیں اور ان کے جمال جہاں آراء

کے دیکھنے سے محروم اور ان کی نچلی نہ رہنے والی طبیعت ہمیشہ موقع کی طالب تھی کہ نہ صرف یہاں سے جلد رہائی ہو بلکہ کھویا ہوا وقار و ملک و دولت واپس ہو جائے۔ اس کا موقع ان کو بہت جلد نصیب ہو گیا۔ مادھو راؤ پیشوا نے بنگلہ سے اپنے کو گرا کر خودکشی کر لی اور اس کی جانشینی کا مسئلہ اہمیت پیدا کر لیا ارسطو جاہ جس طرح شطرنج کے بہترین کھلاڑی تھے اسیطرح سیاسی شاطر بھی۔ جو پیچیدگیاں پونہ میں پیدا ہو رہی تھیں ان کو باغ کے ایک گوشہ میں بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے۔ دولت راؤ سندھیا جو پونہ سے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا: نانا فرنادیس کے اس ارادہ سے کہ وہ امرت راؤ ایک کمسن لڑکے کو تخت نشین کر کے اپنا اثر قائم رکھنا چاہتا ہے ارسطو جاہ نے اطلاع کر دی جو نہ صرف دولت راؤ کی خوشنودی کا باعث ہوئی بلکہ ارسطو جاہ کی دوستی پر اعتماد کرنے لگا اسی اثناء میں نانا فرنادیس نے امرت راؤ کو گدی نشین کر دیا۔ عمائد سلطنت کو فراہم کر کے دولت راؤ نے نانا فرنادیس کو مجبور کر دیا کہ بالاجی راؤ کو جو رگھوبا کی اولاد میں سے تھا اور نانا فرنادیس کا مخالف تخت نشین کرے۔ اسی اثناء میں دولت راؤ ارسطو جاہ کے یہاں گھوڑے دیکھنے کے بہانے آکر ان کی تائید کا طالب ہوا نانا فرنادیس اس کی اطلاع پاکر ارسطو جاہ سے ملا اونھوں نے کہا کہ دولت راؤ تمہاری فکر میں ہے عمائد اور موجودہ پیشوا تمہارے خلاف ہیں اگر جان بچانا ہے تو اپنی جاگیر کانکن چلے جاؤ۔ نانا فرنادیس متاثر تو ہوا ضرور مگر ساتھ ہی ارسطو جاہ کو بھی لیجانا چاہتا تھا انھوں نے اس وقت حیلہ وحوالہ کر کے ٹالدیا اور رات ہی کو نانا کی فراری اور اپنے ہمراہ لیجانے کی اطلاع دولت راؤ کو باجے راؤ اور پرس رام بہاؤ کو دی یہ ان کی مدد کو آپہونچے اور اعظم الامراء کو اپنی حفاظت میں لے کر نانا کا تعاقب کیا مگر یہ کانکن پہونچکر محفوظ ہو گیا پرس رام بہاؤ اور بالاجی میں بعد کو مخالفت ہو گئی دولت راؤ نے ارسطو جاہ سے خواہش کی کہ وہ پرس رام کو گرفتار کر لیں مگر ان کے یہاں فوج کہاں تھی دولت راؤ نے

حیدرآباد سے طلب کرنیکی خواہش کرنے پر بندگان عالی کے یہاں عرض کرایا اور فوراً ساٹھ ہزار فوج محمد سبحان خاں و میراں یار جنگ کی سرکردگی میں آگئی اور پیر سرام بھاؤ اور اس کے ساتھی گرفتار ہوگئے امن قائم ہوگیا پونہ کے مدبّرین نے محسوس کیا کہ ارسطو جاہ کا قیام پونہ میں خالی از خطرہ نہیں ہے اون کو رخصت کرنا چاہیئے ارسطو جاہ کے قبضہ میں اوس وقت ساٹھ ہزار فوج تھی اسکے زور پر دربار پونہ میں انہوں نے اپنے شرائط پیش کئے اور نہ صرف کل کھویا ہوا رقبہ و نقد ادا شدہ اور تین کروڑ کی مزید دستاویز واپس حاصل کی بلکہ چوتھ کی دائمی معافی کی سند لیتے ہوے واپس آئے۔

ارسطو جاہ کے مظفر و منصور واپس ہونیکی خبر صحت اثر بہت مسرّت کے ساتھ سنی گئی بندگان عالی نے عزّت افزائی کی خاطر لالہ گوڑہ سے گولکنڈہ تشریف لائے اور یہیں پونہ کی تمام نذریں و اسناد وغیرہ پیش کی گئیں۔ اِس شاندار کامیابی کے صلہ میں جملہ ہمراہیاں پونہ مورد عنایات شاہانہ ہوے اور ارسطو جاہ کو فرزند ارجمند وکیل مطلق مختار دولت آصفیہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی گئی اور ہشت ہزاری منصب ہشت ہزار سوار ماہی مراتب و مورچل طاؤسی عنایت فرماکر کئی روز تک خلوت مبارک میں ٹھہرایا۔

میر نظام علیخاں بہادر نے کھرطلہ کی لڑائی کے بعد انگریزوں کے سلوک سے خفا ہوکر فرانسیسیوں کو ملازم کرنا شروع کیا تھا مگر ارسطو جاہ جب پونہ سے واپس ہوے تو بمشورۂ میر عالم جو ارسطو جاہ کی سرپرستی میں ترقی کرتے ہوے اب اِن کے مشیر ہوگئے تھے انگریزوں کی سفارش کی۔ میسور ٹیپو کے مرجانے کے بعد ۱۷۹۸ء میں فرانسیسی اثر تو بالکل ہی زائل کر دیا گیا۔ عہد معاونت کا جدید سمجھوتہ سرکارین میں ہوگیا تاکہ امن قائم رکھنے میں مساوی کے شریک ہوں ۱۷۹۸ء میں میسور کی چوتھی اور مختشم جنگ میں شریک ہوکر اراضی تقسیم میں برابر کا حصہ حیدرآباد کو ملا گزیورات کا

معاملہ کھٹائی میں پڑگیا اسی ضمن میں میر عالم نظر بند کر دئیے گئے۔

نواب سکندر جاہ بہادر سے ان کی پوتری (معالی میاں) کی صاحبزادی سے ۱۲۱۲ھ م ۱۷۹۷ء میں عروسی ہوئی اسی تقریب کے وقت نور الامراء وارد حیدر آباد ہوئے یہاں ۱۲۱۱ھ م ۱۷۹۶ء میں نواب نظام علیخاں بعارضہ فالج مبتلا ہو گئے تھے ۱۲۱۸ھ ذیقعدہ میں غفران مآب کا سفر آخرت ہوا۔ ارسطو جاہ کے لئے یہ موقع نہایت نازک تھا سکندر جاہ کو مسند نشین کر کے مسٹر کرک پیاٹرک حشمت جنگ کی رائے کیساتھ دیگر مرشد زادوں کے محلوں پر پہرہ متعین کر دئیے تاکہ کوئی فتنہ وفساد برپا نہ کر سکیں اور خزانہ وفوج سکندر جاہ بہادر کے زیر نگیں ہو جائے ارسطو جاہ نے اپنے مربی و مالک و سردار کی رحلت کے صرف دو ماہ بعد ۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ م ۵ مئی ۱۸۰۴ء کو بعمر ۸۴ سال داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور سرور نگر میں جوان کے محل کے نام سے مشہور ہے اپنے ہی باغ میں دفن ہوئے۔ عہد وزارت ۱۷۸۷ء تا ۱۷۹۵ء و ۱۷۹۷ء تا ۱۸۰۴ء جملہ ۱۴ سال رہا چند ماہ تک راجہ چندر رگھوتم رائو پیشکار سے وزارت کا کام نواب سکندر جاہ بہادر لیتے رہے اور ۱۳ جولائی ۱۸۰۴ء م ۵ ربیع الاول ۱۲۱۹ھ کو میر عالم رہا کئے جاکر خلعت وقلمدان وزارت سے سرفراز ہوئے۔

ارسطو جاہ نہایت مردم شناس اور اہل کمال کے قدر داں وخواہش مند تھے اس لئے میر ابو القاسم میر عالم نے جب ان کی تعریف و توصیف میں قصیدہ لکھکر حاضر دربار ہوئے تو انھوں نے محسوس کیا کہ یہ جوہر قابل ہے مگر تربیت چاہتا ہے اپنے دربار میں روزانہ باریابی کی اجازت دی اور رفتہ رفتہ منشی خاص بنا لیا سیاسی رسل ورسائل خط وخطوط کے مسودہ تیار کرواتے تھے اور عملی سیاسی سبق سکھانا شروع کیا سفارش کر کے تعلقداری دلوائی خدمت وکالت سرکار ین پر مامور کیا۔ کلکتہ بعنوان سفارت روانہ کیا کامیاب خدمت گزاری اور واپسی پر میر عالم خطاب

دلوایا اور مورد الطاف شاہانہ کروایا اور ہمیشہ اپنی صحبت سے فیض حاصل کرنیکا موقع دیتے رہے یہاں تک کہ بالآخر بعض امور میں اپنا مشیر کر لیا تھا میر عالم ان کی جوہر شناسی کی تخلیق ہیں ان کا دربار مرجع شعراء و علماء تھا ملک و مالک کی وفاداری اور جانبازی ان کی آئین مذہب میں داخل تھی اسی لئے ان سے ایسے نمایاں کام ہوے کہ مغفرت مآب نے فرزند ارجمند مختار دولت آصفیہ اور وکیل مطلق کے خطابات سے سرفرازی بخشی جوکسی وزیر کو آج تک نصیب نہیں ہوی۔ رفعت الملک اسماعیل یار جنگ رحمان نواز جنگ حافظ یار جنگ وغیرہ جیسے امرا ان کی سواری میں ہمراہ رکاب رہا کرتے تھے اور ان کی پالکی کے ساتھ پیدل جاتے تھے۔ ارباب سیاسیات میں عدیم المثال تھے ملکی و فوجی انتظام کی قابلیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ گھوڑے اچھے رکھتے تھے اور اچھی سواری کرتے تھے پابند صوم و صلواۃ تھے اور شرع امامیہ کے پیرو۔ ان کی راسخ الاعتقادی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ جبکہ وہابیوں نے قلعہ نجف اشرف کو منہدم کردیا تو انھوں نے آقا میر باقر کی معرفت ایک کثیر رقم روانہ کرکے نجف اشرف کے قلعہ کا احداث اور نہر حسینی کی تعمیر کروائی ان کی دوسری صاحبزادی کی عروسی شاہ یار الملک بہادر سے ہوئی جس میں حضرت غفران مآب رونق افروز ہوے تھے اور یہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریب تھی جس میں بادشاہ دکن نے شرکت فرمائی تھی۔

نواب محمد نور خاں نور الامراء

آپ کا نام محمد نور خاں اور خطابات سلیمان یار جنگ و الا ولہ نور الملک نور الامراء منٹڈل نوشیروانی ہے یہ برادر عزا ہیں نواب غلام سید خاں اعظم الامراء ارسطوجاہ بہادر کے جن کے والد فرخ نثراد خاں دربار دکن کے ملازم تھے تو نور الامراء کے والد غلام کمال خاں دربار لکھنو کے جس کے باعث دونوں خاندان علیحدہ ہو گئے تھے اس خاندان کا اصل وطن سامانہ پٹیالہ پنجاب تھا جس میں نور الامرا

کے دادا محمد قاسم خاں بہادر اور نانا راجہ محمد عظیم خاں بہادر نے متعدد قلعہ جات پختہ گڑھیاں مثل قلعہ امام گڈہ واقع اندرون قصبہ سامانہ و قلعہ تفضلی پورمعہ شہر پناہ جو سامانہ سے پچیس کوس جانب مشرق واقع ہے قلعہ عظیم گڈہ و گڑھی پٹیالہ و شہر سامانہ و قصبہ بھوانی گڈھ بنا کین لکھو کھا روپیہ محاصل کے مواضعات رکھتے تھے جس سے ان کے یہاں خود ان کے پانچ ہزار سوار اور ہزارہا پیدل و متعدد ضرب توپ موجود تھے شجاع الدولہ وزیر الملک نے مساعدہ روانہ کر کے محمد قاسم خاں (جد نور الامراء) کو دار الخلافت شاہجہاں آباد دہلی میں طلب کیا اور فوج کثیر کا سپہ سالار کر کے لاکھوں روپیہ کی معاش عطا فرمائی اور حفاظت سرحد پر مامور کیا ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند غلام کمال خاں بدستور وزیر ممالک مسطور کے یہاں مامور رہے اور ان کے انتقال پر نور الامراء اپنے والد کے قائم مقام مقرر ہوئے نواب آصف الدولہ بہادر والی لکھنو کے عہد میں کنارہ دریائے ہر دوار سے نجیب آباد و ہرگڑھ و دار انگر تک سرحد کی حفاظت ان کے سپرد ہوئی جو اپنے ذاتی رسالہ پلٹن و ضرب ہائے توپ سے کیا کرتے تھے آصف الدولہ بہادر نے بلحاظ قدامت و بسبب وفاشعاری ان پر اعتماد کلی کرتے ہوئے ماہانہ پانچ ہزار روپیہ کا مزید اضافہ فرمایا اور چونکہ آصف الدولہ بہادر سے میثاق وفا باندھ چکے تھے اس لئے اس دربار کو نور الامراء چھوڑ نہیں سکتے تھے اور اپنے وطن اصلی سے دور رہے جس کے باعث جائداد و ملک موروثی کی کافی حفاظت نہیں ہو سکی اور قلعہ عظیم گڈہ وغیرہ پر سکھوں کا قبضہ ہو گیا کچھ حصہ ان کے قبضہ میں باقی رہا جو اب تک خاندان میں ہے آصف الدولہ بہادر کا انتقال اوائل ۱۷۹۷ء میں ہوا نور الامراء اپنی کھوئی ہوئی جائداد کے واپس حاصل کرنے پر آمادۂ فوج کشی ہوئے اور اپنے ارادہ کی اطلاع اپنے ابن عم نواب ارسطو جاہ بہادر مدار المہام سلطنت ابد مدت آصفیہ کو دی ارسطو جاہ بہادر نے ان کو اس ارادہ سے روکا اور لکھا کہ ملک واپس

کرا لینا آسان ہے مگر اوس کی سنبھال سخت دشوار مدتوں خون ریزی ہوگی جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً جاری رہیگا اِسی خط میں اون کی استمالت کی کہ وہ دکن چلے آئیں تا کل خاندان ایک جا ہو جائے کھڑلہ کی لڑائی ہو چکی تھی ارسطو جاہ نے پونہ کے سیاسی انتشار سے فائدہ اوٹھا کر نہ صرف نظر بندی سے خلاصی حاصل کی بلکہ مظفر و منصور واپس ہو کر اپنے موروثی ملک سامانہ جانیکی اجازت طلب کی اِس لئے کہ اِس شکستہ حال فوج اور ایسے غافل امراء کو لیکر نہ ملک کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ مالک کے جان و مال کی صیانت حضرت غفران مآب نے بعد بحث و تمحیص ارسطو جاہ کو اجازت دی کہ وہ ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ مساعدہ بھیجکر نور الامراء کو طلب کریں اب نہ آصف الدولہ زندہ تھے اور نہ میثاق وفا باقی تھا جس کے باعث نور الامراء یہاں آنے سے مکرر عذر کرتے اِسی زمانہ میں نواب سکندر جاہ بہادر کی کتخدائی ارسطو جاہ کی پوتری جہاں پرور بیگم صاحبہ صبیہ مرتضی یار خاں معالی میاں مشیر الدولہ سیف الملک سے قرار پا چکی تھی سالہائے سال سے یہ چچیرے بھائی ایک دوسرے سے جدا تھے نور الامراء آمادہ ہو گئے اور ماہ ذیحجہ ۱۲۱۲ھ میں داخل اورنگ آباد ہوے اوس وقت ممالک محروسہ کا پایہ تخت حیدر آباد ہو گیا تھا اس لئے نور الامراء بلدہ فرخندہ بنیاد میں وارد ہوے حضرت غفران مآب نے پشکش رقم سراپائے جواہرات بیش بہا اور بائیس لاکھ پچھتر ہزار چار سو ترانوے روپیہ ایک آنہ نو پائی کی ذات و فوج جاگیرات منصب ہفت ہزاری علم و نقارہ و خطابات سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامراء سے سرفراز فرمایا اور عہدہ ہائے سپہ سالاری فوج و حفاظت دیوڑھی مبارک سے عزت و امتیاز بخشا ۲ شوال ۴۲ شاہ عالم سے خطابات خانی بہادری دلاور الدولہ سلیمان یار جنگ چار ہزاری ذات اصمائ سوار علم و نقارہ عطا ہوا ۱۴ شہر ذیقعدہ ۴۰ سنہ شاہ عالم سے خطاب نور الملک اور ایک ہزاری ذات صماء سوار عنایت ہوا ۲۰ شعبان ۴۲ سنہ

سنہ ۴۴ھ شاہ عالم سے خطاب نور الامراء ہفت ہزاری ذات صد علم و نقارہ سرفراز ہوا۔
غفراں مآب کا انتقال ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۸ھ م سنہ ۱۸۰۴ء میں ہوا ارسطو جاہ بہادر کی سیاست سے سکندر جاہ
بہادر تخت و تاج کے مالک ہوئے اور یہ جان نثار وزیر دو ماہ حق خدمت ادا کر کے داعی
اجل کو مئے سنہ ۱۸۰۴ء میں لبیک کہا وزارت کے تقرر کی کشاکشی کے بعد میر عالم جن کی ترقی
کے باعث ارسطو جاہ تھے مدار المہام ہوئے اور چونکہ مقدمہ زیورات میسور اور میر عالم کی نظر بندی
کے معاملات کے مدنظر جس کا باعث میر عالم ارسطو جاہ کو بجائے مستقیم الدولہ کے ٹھیرائے تھے
ان سے اور ارسطو جاہ و نور الامراء سے صفائی قلب نہ تھی اس لئے میر عالم عہدۂ وزارت پر فائز
ہوتے ہی ان میں جذبۂ انتقام پیدا ہوا ارسطو جاہ زندہ نہ تھے البتہ ان کے ورثا میں دو ان کے نواسہ
داماد اور سکندر جاہ بہادر "بادشاہ وقت" اور شاہ یار الملک کوتوال شہر تھے جن کا یہ کچھ نہیں کر سکتے
تھے صرف ایک چچیرا بھائی نور الامراء تھا میر عالم نے ان کی شکست اور گھٹاؤ کے لئے بعد ضبطی جاگیرات
و معاش اورنگ آباد میں سنہ ۱۲۱۹ھ سے نظر بند رکھا یہ جذبۂ انتقام اس قدر ان پر مستولی تھا کہ جب
میر عالم سکندر جاہ بہادر کے خوف سیاست سے بھاگ کر ریزیڈنسی میں لارڈ سڈ نہام کی امان میں
پناہ لی اور مغفرت منزل نے ماما چمپا اور ماما بڈن کو ان کی فہمایش کے لئے روانہ کیا تو میر عالم نے
بارہ شرائط پیش کئے ان میں پانچویں شرط یہ تھی "اسماعیل یار جنگ را در جاگیرات رخصت
فرمودہ نور الامراء بہادر را باز طلب نخواہم فرمود" تحریر کیا سکندر جاہ بہادر کو یہ شرطیں منظور کرنی پڑیں
میر عالم کا انتقال ۱۲ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو ہوا اور راجہ چندو لعل بہادر وزیر ہوئے راجہ صاحب
نے راجہ گوبند بخش بہادر کو جو اورنگ آباد میں ضلعدار اور پندرہ ہزار فوج کے سرکردہ تھے لکھا کہ نور الامرا
کو اپنے ہمراہ لیتے ہوئے سرہنری رسل ثابت جنگ بہادر کے ساتھ چلے آؤ چنانچہ ۲ محرم سنہ ۱۲۲۵ھ
کو وارد حیدر آباد ہوئے راجہ صاحب نے مکرر کئی لاکھ کے جاگیرات پیشگاہ سرکار سے جدید

عطا کی صورت میں نور الامراء کو سرفراز کروائے۔ نور الامراء بعمر ۶۵ سالہ ۶ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ کو راہی ملک عدم ہوئے اون کے دو دختر عمدہ بیگم اور حبیب النساء بیگم اور چار فرزند (۱) علی احمد خاں علی یاور الدولہ (۲) ولی محمد خاں قادر جنگ کامیاب الدولہ (۳) دلیر علیخاں نادر جنگ نادر الدولہ اور (۴) دلاور علیخاں سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ تھے عمدہ بیگم کامیاب الدولہ اور نادر الدولہ کا انتقال نور الامراء کے سامنے ہوا۔ بازار نور الامراء۔ امام باڑہ عاشور خانہ جس میں سابق مدرسہ اعزہ تھا اور اب داخل بلدیہ ہے، مقبرہ، حمام کی باؤلی اور جلو خانہ (جو بعد ٹکسال اور اب بلدیہ کا دفتر ہے) انہی کی ملک تھی تقسیم جائداد و امتداد زمانہ سے بہت کچھ جائداد ان کے ورثاء کے قبضہ سے نکل گئی لیکن اب بھی بہت سی دیوڑھیاں انکے ورثاء کے قبضہ میں اور زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز موجود ہیں۔ ان کے بعد تقریباً پون لاکھ کے جاگیرات علی یاور الدولہ اور دلاور الدولہ کے نام ۱۲۳۸ھ میں بمہر راجہ چندو لعل بہادر جدید عطا ہوے۔

علی یاور الدولہ مرحوم

آپ کے دو فرزند تھے (۱) احمد علیخاں فتح نصیب جنگ نور الدولہ (۲) علی محمد خاں علی یاور جنگ (ثانی) نور الدولہ نے اپنی پھوپیری بہن بادشاہ بیگم بنت حبیب النساء بیگم سے بیاہ کیا تھا جن کے بطن سے ایک لڑکا پرورش علیخان تھا اور وہ بھی فوت ہوگیا علی یاور جنگ ثانی نے کبیر النساء بیگم دختر قیصر الدولہ سے عقد کیا تھا جو مختار الملک بہادر کی بھانجی تھیں ان سے بھی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے کبیر النساء بیگم نے اپنے شوہر کے انتقال پر جو ۱۲۸۰ھ میں ہوا دلاور الدولہ کے بڑے لڑکے فضیلت علیخاں سلیمان یار جنگ (ثانی) علی یاور الدولہ (ثانی) کو آغوشی میں لیکر خود تاحیات جاگیرات سے مستفید ہوتی رہیں اور نیز خاندانی جاگیر کے تلف ہونیکی خاطر قابض و متصرف تھیں اپنے ماموں مختار الملک بہادر سے مشترک سند بحالی جاگیر حاصل کی۔

دلاور الدولہ مرحوم

آپ کا انتقال ۲۸ رجب ۱۲۸۴ھ میں بعمر ۶۲ سالہ ہوا و دختران (۱) حلیم النسا بیگم جو نواب میر فتح علیخان والی سگن پلی سے بیاہی گئی اور (۲) فرزند بیگم (تاحال زندہ ہیں) جو نواب خورشید جنگ مرحوم کے حبالۂ عقد میں آئیں اور (۳) فرزندان (۱) نواب محمد فضیلت علیخان سلیمان یار جنگ (ثانی) علی یاور الدولہ مرحوم (ثانی) جن کے ایک ہی صاحبزادہ دلاور علیخاں تھے جن کا لاولد انتقال ۱۳۴۳ھ میں ہوا اور جن کی جاگیرات کی تحقیقات انعام و وراثت جاری ہے (۲) نواب محمد وزارت علیخاں علی یاور جنگ مرحوم جو صاحب تذکرہ کے والد ہیں اور (۳) نواب شجاعت علیخاں مرحوم جن کی اولاد میں نواب محمد کمال علی خاں وغیرہ ہیں۔

نواب محمد وزارت علیخاں علی یاور جنگ مرحوم

آپ علوم مشرقیہ میں کافی ید طولی رکھتے تھے سیاق وسباق سے ماہر آبائی اعزاز و مناصب سے سرفراز اور اپنے حصہ جاگیرات پر قابض و متصرف تھے بتقریب جشن نوروز ۱۳۱۱ھ میں خطاب خانی و بہادری و علی یاور جنگ سے سرفرازی پائے ۔ مختلف خدمات ملک مثل محکمجات مالگزاری ٹپہ خانہ مجلس، پولیس، ہوم سکریٹری وغیرہ میں مستعدی و جان فشانی سے کام انجام دیتے رہے۔

مسلمانوں کی عام تعلیم و معاشی پستی اور شادی و غم کے فضول رسومات کے اصلاح کے خیال نے آپ کو "انجمن اصلاح مسلمین" کی بناء ڈالنے کے لئے آمادہ کیا جس کا قیام وجود میں آکر کئی سال تک کامیابی کے ساتھ کام کرتی رہی ۔ اس کے اصولوں پر پابندی کر کے اچھی نظیر پیدا کی اپنے لڑکی ولڑکے کی شادیاں نہایت سادہ اور شرعی کیں ۔ اپنے بچوں کو اعلی تعلیم دلائی چنانچہ نواب محمد نور الحسین خاں مرحوم (جو ان کے بڑے صاحبزادے تھے) کو کیمبرج بغرض تکمیل تعلیم زراعت و بار روانہ کیا ۔ نواب علی محمد خاں فخر نواز جنگ بہادر کو ولایت روانہ کرنے کا موقع نہ مل سکا تو جامعہ عثمانیہ میں ایم اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی کی تکمیل کرائی اور نواب

محمد افضل علی خان بہادر کو میا نچسٹر تعلیم برقی کی تکمیل کے لئے روانہ کیا۔

حیدرآباد میں ایک جامعہ کے قیام کی ضرورت کو سب سے پہلے آپ ہی نے محسوس کیا اور مشرقیہ جامعات (مثل جامعہ نظامیہ بغداد و قرطبہ) کے مماثل ایک جامعہ کے قیام کا تصور آپ کو حیات نگر کی مسجد و مدرسہ قطب شاہیہ کے احیاء کی طرف مائل کیا مگر زمانہ نہ اس صدا پر لبیک کہنے آمادہ تھا اور نہ اس قدیم وضع کی جامعہ کے قائم کرنے کے لئے تیار تھا اس کو اللہ بشر کا خواب تصور کیا گیا اس خیال کو جدید او رمہتم بالشان حیثیت سے آغاز کرنے والی ہستی بھی سریر آرائے تخت آصف جاہی نہیں ہوئی تھی جس کے ایک جنبش قلم سے جامعہ عثمانیہ کے قیام کا منشور شاہی جاری و نافذ ہوکر عملی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

آپ مدرسہ آصفیہ کی انتظامی کمیٹی کے رکن رکین تھے۔ مدرسہ صنعت وحرفت نامپلی اور اسلامیہ بورڈنگ ہوز کے بانیوں میں آپ کا نام جلی حروف میں نظر آتا ہے۔ فن زراعت باغبانی اور متعلقہ فنون سے غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کا اپنے پلی (وقار آباد) کا باغ انبہ خاص شہرت رکھتا ہے۔ آپ نے علوم مشرقیہ کی تعلیم مولوی حیدر علی صاحب مرحوم سے تحصیل کی اور انگریزی مولوی سید انصر صاحب سے پڑھی۔ اچھے خوش خطوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے جاگیرات و اطراف کے مواضعات کے بیسیوں لڑکوں کو اپنی دیوڑھی میں رکھ کر اپنے صدر دفتر و مدارس سرکاری میں تعلیم دلائی جن میں سے کئی اشخاص سکنڈ گریڈ کی ملازمتوں تک پہنچ گئے ہیں آپ نہایت کریم النفس پابند وضع اور باسلیقہ امراؤں میں سے تھے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ میں آپ کی عروسئ ثانی نواب محمد کاظم علیخان شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم کی دختر سے عمل میں آئی جن کے بطن سے نواب علی محمد خاں فخر نواز جنگ بہادر اور نواب محمد افضل علیخاں بہادر ہیں آپ کا انتقال ۲۳ ذیحجہ سنہ ۱۳۴۹ھ کو بعمر ۸۱ سال ہوا

نواب علی محمد خان فخر نواز جنگ بہادر

آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ میں ہوئی اور کلیہ کی تعلیم کے لئے نظام کالج میں شریک ہوئے بعدہٗ علیگڑھ سے ایف۔ اے۔ کامیاب کر کے جامعہ عثمانیہ میں شرکت کی اور یہاں سے یم۔ اے۔ یل یل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ دوران تعلیم ہی میں آپ کی موجودہ ملازمت کا سلسلہ یعنے مددگاری نظامت صنعت و حرفت شروع ہوگیا اور اپنا بارھواں سال اِس زندگی کا پورا کر رہے ہیں آپ کی قابلیت علمی اور ملک کے فلاح و بہبود کے جذبات کے مدنظر آپ کا انتخاب بحیثیت رفیق جامعہ عثمانیہ اور رکن مجلس بلدیہ عمل میں آیا آپ کی عروسی نواب فخر الملک مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی زہرہ طلعت قمرا ابیگم مرحومہ سے ہوئی تھی۔ یہ نیک نفس سخی قبیلہ پرور محبت کی دیوی اپنے باپ کی لاڈلی اور نازپروردہ تھیں باپ کی مفارقت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ باپ کی رحلت کے بعد دس مہینہ میں روتے روتے ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ کو راہی ملک عدم ہوئیں۔ آپ کو نہ کوئی اولاد ہے نہ اب تک دوسری عروسی کی بحکم سرکار اپنے والد کے جاگیرات پر قابض ہیں اور جائداد پٹیالہ بھی آپ کے قبضہ میں انشاء اللہ آپ سے کی قوی توقعات ہیں۔ بتقریب سالگرہ مبارک اعلیٰحضرت قدر قدرت بندگان عالی مدظلہ العالی بابتہ ۱۳۵۲ھ بمتابعت فرمان مبارک مترشدہ ۲۶ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ خطاب فخر نواز جنگ سے سرفراز ہوئے اپنی جاگیر میں عدالتی و کوتوالی اختیارات رکھتے ہیں آپ انجمن طیلسانین عثمانیہ کا قیام اور اس کے بعد تین سال تک متواتر پریسیڈنٹ رہکر اوس کی تربیت کی اور اوس کو پیر پر کھڑا کر دیا۔

نواب محمد افضل علیخان بہادر

(بی ایس سی (کلکتہ) بی ایس سی ٹک (مبانچسٹر) اے ایم سی ٹی، اے ایم آئی ای، اے ایم آئی میک ای)

آپ نواب علی یاور جنگ مرحوم کے دوسرے فرزند اور نواب فخر نواز جنگ بہادر کے چھوٹے

بھائی ہیں آپ کے ماموں نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر حیدر آباد کے نامور امراء سے ہیں اِس قدیم خاندان کے ہر دو آبائی سلسلے دربار دکن میں معزز و مفتخر اور وزارت کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے ہیں آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ (فوقانیہ) میں ہوی اور بعد میں آپ نے پریسیڈنسی کالج سے بی ایس سی کی ڈگری ۱۹۲۴ء میں بدرجہ اعلیٰ حاصل کی اور کالج آف ٹکنالوجی میںانچسٹر میں برقی انجنیرنگ دو سال میں تکمیل کر کے تقریباً ڈھائی سال وہاں کے مشہور کارخانہ میٹرو پالیٹن وکرز میں عملی تجربہ حاصل کیا و نیز فنی معلومات کے سلسلہ میں فرانس، جرمنی، اٹلی، بلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، سویڈن و اسپین کا دورہ کیا۔ بعد واپسی ۲۱ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۶ آبان ۱۳۳۸ ف عثمانیہ انجنیرنگ کالج میں بحیثیت مددگار پروفیسر پانچ سال تک کارگزار رہے آپ کی قابلیت اور تجربہ کے مدنظر محکمہ برقی اضلاع تعمیرات سرکار عالی نے آپ کی خدمات حاصل کیں اور آپ کے تحت رائچور۔ ورنگل اور ناندیڑ برقی اسکیم تکمیل پائے آپ نے اس محکمہ میں چار سال تک نہایت جفاکشی اور تندہی سے اپنے فرائض انجام دیئے بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ ذیحجہ ۱۳۵۳ھ آپ کی عروسی آپ کے منجھلے ماموں نواب مرزا مہدی حسن خاں بنظیر جنگ مرحوم کی صاحبزادی سے عمل میں آئی جس میں حضرت اقدس و اعلیٰ نے اپنی قدم رنجہ فرمائی سے عزت بخشی۔

آپ کے دو فرزند عباس علی خاں اور وزارت علی خاں ہیں۔ اول الذکر بتاریخ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۶ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ بمقام حیدر آباد تولد ہوئے اور دوسرے بتاریخ ۲۰ اگسٹ ۱۹۳۹ء مطابق ۴ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ بمقام چیمسفورڈ (انگلستان) پیدا ہوئے تنظیمی کمیٹی محکمہ لاسلکی سرکار عالی آپ کی اعلیٰ کارگزاری کی قدر کرتے ہوئے عہدہ وائرلیس انجنیر کے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو مارکونی کالج چیمسفورڈ (انگلستان) بغرض حصول خصوصی

تعلیم ۱۸ ماہ کے لئے روانہ کیا۔ آپ کے ہمراہ آپ کی محل محترمہ بھی تھیں جو بزمانہ قیام انگلستان اپنی ضروری تعلیم کی تکمیل فرمائی اور آغاز جنگ کی وجہ اپنے نومولود صاحبزادے وزارت علی خان کے ساتھ ذریعہ طیارہ ہندوستان واپس ہوئیں آپ پہلی پردہ نشین خاتون ہیں جو اس قدر طویل سفر ذریعہ ہوائی جہاز طے فرمائیں۔

صاحب معزز نے مارکونی کالج سے لاسلکی میں ڈپلوما حاصل کیا اور چھ ماہ تک بدوران جنگ مارکونی وائرلیس ٹیلگراف کمپنی میں عملی تجربہ حاصل کر کے بتاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء حیدرآباد واپس تشریف لائے اور اس وقت بحیثیت وائرلیس انجنیر کارگذار ہیں۔ آپ نہایت ہر دلعزیز اور ہمدرد نواب ہیں سماج میں آپ کی وقعت اور دربار میں آپ کی عزت ہے آپ اپنے خاندانی روایات کے حامل ہیں اور ملک کی سچی خدمت گذاری اور مالک سے وفاشعاری آپ کا دین وآئین ہے۔

نواب محمد نور علی خاں مرحوم

آپ حیدرآباد دکن کے قدیم اور عالیشان خاندان کے معزز رکن تھے جو خاندان کہ تمامی دکن میں اپنی وفاداری جاں نثاری خیرخواہی اور شجاعت کے باعث کالشمس فی رابعۃ النہار مشہور و معروف رہ کر ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہا ہے جس کا داخلہ حیدرآباد دکن کی جملہ معتبر تواریخ میں موجود ہے آپ کے خاندانی حالات تفصیلی طور پر نواب فخر نواز جنگ بہادر کے حالات میں تحریر کئے گئے ہیں یہاں بھی اختصار سے درج کئے جاتے ہیں ۔ اس خاندان کا سلسلہ نوشیروان عادل شہنشاہ دولت عالیہ ایران سے ملتا ہے یہ خاندان منڈل (نوشیروانی) کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے آپ کے جدّ اعلےٰ نواب محمد نور خاں سلیمان یار جنگ والا والد نور الملک نور الامراء منڈل نوشیروانی تھے ۔ جو مدار المہام وقت نواب محمد غلام سید خاں سہراب جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک اعظم الامراء ارسطوجاہ فرزند دلبند وکیل مطلق مختار دولت آصفیہ کے بنی عم ہوتے تھے اور نواب نور الامراء کے والد محمد غلام کمال خاں اور نواب ارسطوجاہ کے والد محمد فرخ نژاد خاں حقیقی بھائی تھے ۔ اس خاندان کا موروثی ملک سامانہ پٹیالہ (پنجاب)

میں واقع ہے۔ جس میں ان کے دادا محمد قاسم خاں بہادر اور نانا محمد عظیم خاں بہادر نے متعدد قلعہ جات پختہ مثل قلعہ امام گڈھ جو قصبہ سامانہ میں واقع ہے اور قلعہ مرتضیٰ پور مع شہر پناہ جو سامانہ سے پچیس کوس پر جانب مشرق واقع ہے اور قلعہ عظیم گڈھ گڈی پٹیالہ و شہر پناہ سامانہ و قصبہ بھوان اور اکثر گڑھیائے خام تیار کرائے تھے اور لکھوکھا روپیہ کے مواضعات رکھتے تھے جن کے یہاں پانچہزار سوار ہزارہا پیدل و متعدد اضراب توپ موجود تھے۔ شجاع الدولہ وزیرالملک مساعدہ بھیجکر دارالخلافہ شاہجہاں آباد میں طلب کیا تھا اور فوج کثیر کا سپہ سالار کر کے ہزارہا روپیہ کی معاش عطا فرمائی تھی اور حفاظت سرحدی پر مامور کیا تھا محمد قاسم خاں بہادر کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد غلام کمال خاں بہادر جو نورالامرا بہادر کے والد ہوتے تھے یہ بدستور وزیرالممالک مذکور کے پاس مامور رہے۔ ان کے انتقال کے بعد نواب محمد نور خاں بہادر اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔

نواب محمد نور خان بہادر

آپ محمد غلام کمال خاں بہادر کے بیٹے اور محمد قاسم خاں بہادر کے پوترے تھے۔ آپ کا اصلی وطن سامانہ پٹیالہ (پنجاب) تھا۔ نواب آصف الدولہ بہادر والی لکھنو کے عہد میں اپنے ذاتی رسالہ پلٹن و ضرب ہائے توپ و رسالہ کے ساتھ ملک کے سرحدی کنارہ دریائے گنگ ہردوار سے نجیب آباد و ہرگڈھ و دارانگر تک سرحد کی حفاظت آپکے سپرد ہوئی جس کو آپ نے بخوبی انجام دیا۔ آصف الدولہ بہادر کو آپ کی قدامت اور وفاشعاری کا بڑا لحاظ اور آپ کی ذات پر اعتماد کلی تھا۔ چنانچہ آپ کی معاش میں ماہانہ پانچہزار روپیہ کا مزید اضافہ فرمایا اور چونکہ آصف الدولہ بہادر سے عہد کر چکے تھے اس لئے آپ اس دربار کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے وطن مالوف سے دور رہے اور اسی وجہ سے آپ کی جائیداد اور املاک موروثی

کی حفاظت نہو سکی۔ قلعہ عظیم گڈھ وغیرہ پر سکھ قابض و متصرف ہوے مگر اس کا کچھ حصہ آپ کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا جو اب تک آپ کے خاندان میں چلا آرہا ہے اوائل ۱۱۹۷ھ میں نواب آصف الدولہ کا انتقال ہوگیا تو آپ نے اپنی کھوئی ہوئی جائیداد کے واپس حاصل کرنے کے لئے فوج کشی کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے اس منصوبہ سے اپنے نبی عم نواب ارسطوجاہ بہادر (جو اس زمانہ میں سلطنت آصفیہ ابد مدت کے مدار المہام تھے) کو مطلع فرمایا۔ نواب ارسطو جاہ بہادر نے آپ کو اس ارادہ سے بدیں تحریر باز رکھا کہ ملک کو اپنے قبضہ میں لالینا آسان ہے لیکن اس کی سنبھال سخت دشوار ہے مدتوں خونریزی ہوگی۔ جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً جاری رہیگا۔ اسی خط میں آپ سے نواب صاحب موصوف نے خواہش کی کہ وہ دکن چلے آئیں تاکہ خاندان کے ارکین جو منفرد ہیں ایک جگہ مجتمع ہوسکیں۔ حضرت غفران مآب نے بتوسط نواب ارسطوجاہ بہادر ساڑھے پانچ لاکھ مساعدہ بھیجکر آپ کو حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں طلب فرمایا۔ آپ ۱۲۱۲ھ میں جب نواب سکندرجاہ بہادر آصف جاہ ثالث کی کتخدائی نواب ارسطوجاہ بہادر کی پوتری جہاں پرور بیگم صاحبہ صبیہ نواب مرتضیٰ یار خاں عالی میاں مشیر الدولہ سیف الملک بہادر سے قرار پائی تو آپ وارد اورنگ آباد ہوے۔ اس زمانہ میں ممالک محروسہ سرکار عالی کا پایہ تخت حیدرآباد ہوچکا تھا جب کہ آپ اورنگ آباد سے وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوے تو بہ انعام خسروانہ حضرت غفران مآب نے آپ کو پیش بہا پشش رقم سراپا جواہر انتیس لاکھ ستر ہزار کی جاگیر اور تین ہزار سوار مع جمعیت پیدل و خطاب سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامرا بہادر سے سرفراز فرمایا اور خدمت حفاظت چوکی و دیوڑھی سے افتخار بڑھایا۔ اس اثناء میں باقیماندہ جائیداد بھی عدم فوج و حفاظت کی وجہ ہاتھ سے جاتی رہی۔ نواب ارسطوجاہ بہادر کے انتقال کے بعد جب میر عالم بہادر جن کی نواب ارسطوجاہ بہادر اور آپ سے

صفائی قلب نہ تھی مدار المہام ہوئے تو آپ کے گھٹاؤ اور اورنگ آباد رہنے کے باعث ہوئے۔ جب ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد ہوکر ۱۲۲۶ھ میں پونہ سے وارد حیدرآباد ہوئے تو اپنے ہمراہ آپ کو اورنگ آباد سے لیتے آئے اور یہاں چھ لاکھ کی جاگیرات پیشگاہ سرکار سے مثل ہنمکنڈہ وغیرہ سرفراز کروائے۔ آخر الامر آپ بعمر پنجاہ و ششش سالگی بتاریخ ۶ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ راہی روضۂ رضواں ہوئے اور اپنی یادگار دنیا میں دو لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑ گئے۔

فرزندان (۱) علی احمد خاں علی یاور الدولہ (۲) ولی محمد خاں قادر جنگ کامیاب الدولہ (آپ کا انتقال اپنے والد کے عین حیات میں ہوا) (۳) دلیر علی خاں یاور جنگ یاور الدولہ (آپ نے اپنے والد کے زمانۂ حیات ہی میں وفات پائی (۴) محمد دلاور علی خاں سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ۔

دختران (۱) عمدہ بیگم صاحبہ (آپ اپنے والد کی زندگی ہی میں جان بحق تسلیم ہوئیں (۲) حبیب النساء بیگم صاحبہ!

ان یادگاروں کے علاوہ بہت سی ایسی یادگاریں چھوڑیں جو تاقیام زمین و آسمان قائم رہیں گی۔

(۱) بازار نور الامراء (۲) امام باڑہ (۳) عاشورخانہ (جس میں بزمانہ سابق مدرسۂ اعزہ تھا اور اب محکمہ بلدیہ ہے) (۴) مقبرہ (۵) حمام کی باؤلی (۶) جلوخانہ (جس میں بزمانۂ سابق دار الضرب تھا اور اب محکمہ بلدیہ ہے) یہ سارے ملک و املاک تقسیم جائیداد و امتداد زمانہ کے باعث ورثاء کے قبضہ سے نکل گئے پھر بھی اکثر ان کے قبضہ میں ہیں اور بعض زیر نگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف وارڈز ہیں۔

نواب محمد دلاور علی خاں دلاور الدولہ مرحوم

آپ نواب محمد نور خاں سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامراء کے چوتھے فرزند اور نواب محمد غلام کمال خاں کے پوتے تھے ۱۲۳۸ھ میں تقریباً پون لاکھ کے جاگیرات آپ کے اور آپ کے بھائی کے نام مہاراجہ چندو لعل مدار المہام آنجہانی بحال ہوئے۔ آپ نے بعمر شصت و دو سالگی ۲۸ رجب ۱۲۸۴ھ میں راہی دار البقا ہوئے اور اپنی یادگار دنیا میں دو لڑکیاں اور تین لڑکے چھوڑ گئے۔

فرزندان (۱) نواب محمد فضیلت علی خاں سلیمان یار جنگ علی یاور الدولہ ثانی (۲) نواب محمد وزارت علی خاں علی یاور جنگ مرحوم (۳) ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے والد نواب محمد شجاعت علی خاں مغفور۔

دختران۔ (۱) حلیم النساء بیگم صاحبہ مرحومہ محل نواب میر فتح علی خاں مرحوم سابق والی سگین پلی (۲) فرزند بیگم صاحبہ محل نواب خورشید جنگ مرحوم۔

نواب محمد شجاعت علی خاں مرحوم

آپ نواب محمد دلاور علی خاں دلاور الدولہ مرحوم کے فرزند سوم اور نواب محمد نور خاں سلیمان یار جنگ دلاور الدولہ نور الملک نور الامراء کے پوترے تھے۔ آپ اپنے آبا و اجداد کی طرح ایک جری سپاہی تھے اور ہر قسم کے مردانہ کھیلوں میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ علوم مشرقیہ میں ید طولی رکھتے تھے سیاق و سباق سے ماہر اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے سرفراز اور اپنے حصہ جاگیر پر قابض و متصرف تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے جاگیرات ہی میں رہا کرتے تھے اور ہمیشہ سیاسی امور سلطنت سے بالکل الگ رہتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے خانگی امور میں بھی بہت کم حصہ لیتے تھے۔ آپ کی رعایا آپ کے زیر سایہ امن و خوشحالی

کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتی تھی۔ رعایا آپ کی بڑی عزّت و توقیر کرتی تھی۔ جس سے آپ کے ہر دلعزیز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

آپ کی شادی حضرت وزیرہ بیگم صاحبہ جاگیردارہ نبسی قمقام الدولہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادے ہوئے۔ آپ نہایت عزّت و وقار کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزار کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ آپ کے تمام خاندان اور رعایا نے آپ کے انتقال پر ملال پر بہت اظہار غم کیا۔ آپ اپنی یادگار دنیا میں (۴) صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑ گئے۔

(۱) نواب محمد نور علی خاں مرحوم جو قابض جاگیر تھے (۲) نواب محمد کمال علی خاں بہادر (۳) نواب محمد سلطان علی خاں بہادر اور (۴) نواب محمد فیاض علی خاں بہادر۔

صاحبزادیاں (۱) محل نواب میر حسین علی خاں بہادر فرزند سوم نواب میر غلام علیخاں مرحوم والی ریاست بنگن پلی (۲) محل نواب میر داور علی خاں بہادر فرزند نواب خورشید جنگ مرحوم۔

نواب محمد نور علیخاں مرحوم

آپ نواب محمد شجاعت علی خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب دلاور الدولہ مرحوم کے پوتر ے تھے آپ خاندان نور الامرائی کے ایک لایق و فایق اور معزز رکن تھے۔ آپ ۱۴ ر شوال المکرم ۱۳۰۴ھ کو پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ زاں بعد ایک عرصہ دراز تک مدرسہ اعزہ بورڈنگ ٹون علی گڑھ کالج میں شریک ہو کر انگریزی کی تحصیل کی۔ ابتداء ہی سے آپ کو صنعت و حرفت کا شوق و ذوق رہا۔ اور ہمیشہ آپ کا یہ شوق مفید نتائج کا متلاشی رہا۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ اپنے والد کی جملہ جائیداد و املاک جاگیرات و اعزاز آبائی سے

مفتخر ہوے۔ جب نواب شاہ یار جنگ مرحوم سفر یورپ سے واپس ہوے تو انھوں نے ایک ورکشاپ یعنے کارخانہ موسومہ بہ "صنعت ہند" (یہ کارخانہ جنوری ۱۹۳۵ء سے دی حیدرآباد آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی لمیٹڈ میں ضم کردیا گیا ہے) قائم فرمایا جو دارالضرب سرکار عالی سے کئی سال پیشتر قائم ہوا تھا۔ اس کارخانہ کے منیجنگ ڈائرکٹر ہمارے صاحب تذکرہ تھے جو (۲۰) سال سے اس کارخانہ کی منیجنگ ڈائرکٹری کر رہے تھے کچھ عرصہ تک آپ کے ماتحتی میں ایک یورپین انجنیر مسٹر رابن سن نامی بھی کام کرتے تھے آپ کے اہتمام میں اس کارخانہ نے ترقی کے اعلے مدارج طے کرکے نہ صرف بلدہ حیدرآباد میں بلکہ ہندوستان بھر میں شہرت حاصل کی آپکے اہتمام و زیر نگرانی بلدہ حیدرآباد دکن کے علاوہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہمہ اقسام کی کاسٹنگ اور مطابع قریب قریب اسی مشہور و معروف کارخانہ کے تیار شدہ ہیں اور سرکاری نمائشوں میں کئی تمغہ جات طلائی و نقروی حاصل کئے تھے جملہ محکمہ جات سرکاری متعلق بہ تعمیرات و آبپاشی کے ضروریات کی تکمیل اکثر و بیشتر اسی کارخانہ سے ہوتی چلی آرہی تھی۔ علاوہ بریں جاگیرات کے انتظامات کے علاوہ زراعت و باغبانی میں بھی بہت زیادہ دلچسپی لیکر (آلات جدید مثلاً پمپنگ پلانٹس اور لوہے کے ناگریں وغیرہ جو موجودہ زمانہ میں ترقی یافتہ مشنری کہلاتی ہیں) کے ذریعہ سے کاشت وغیرہ کی جارہی ہے جو رعایاء جاگیر و نیز اکناف و اطراف کے لئے بیحد فائدہ مند ثابت ہورہی ہے جس کے معائنہ کیلئے دور و دراز مقامات کی رعایا آکر استفادہ حاصل کررہی ہے حیدرآباد کے فارمنگ اسوسیشن جو زیر سرپرستی محکمہ نظامت زراعت ہے اس کے مجلس انتظامی کے رکن تھے و نیز مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے مجلس انتظامی کے قدیم ترین ارکین سے تھے

آپ کی شادی ۹ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ کو نواب فرخندہ علی خاں مرحوم جاگیردار (نبیرہ نواب اعتصام الدولہ مرحوم) کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو (۳) صاحبزادہ

اور (۲) صاجزادیاں خداوند عالم نے سرفراز فرمائے۔ صاجزادے ابھی زیر تعلیم ہیں اور ان کے نام حسب ذیل ہیں۔
(۱) نواب محمد فرخندہ علی خاں بہادر (۲) نواب محمد باقر علی خاں بہادر، اور (۳) نواب محمد اصغر علی خاں بہادر۔ آپ کا انتقال بتاریخ ۱۶ شعبان ۱۳۵۷ھ بمقام جاگیر حرکت قلب کے بند ہوجانیسے ہوگیا۔
"خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

نواب محمد کمال علیخان بہادر

آپ نواب محمد شجاعت علیخاں مرحوم کے لائق فرزند دوم ہیں۔ آپ ۲۹ ذیحجہ ۱۳۰۸ھ کو پیدا ہوئے۔ انگریزی فارسی میں کامل، سیاق و سباق سے ماہر نہایت لائق، ہوشیار، تعلیم یافتہ، مہذب نواب ہیں۔ چہرہ سے دانائی اور فراست پائی جاتی ہے۔ کمال درجہ وجیہ، جامہ زیب، خوش تقریر، شگفتہ مزاج اور خندہ رو ہیں۔ ٹولی چوکی میں سکونت ہے۔ آپ کی شادی کپتان مولوی اصغر مرزا صاحب وظیفہ یاب حسن خدمت کی صاجزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو ایک صاجزادہ (نواب محمد علی اصغر خاں) اور ایک صاجزادی نوابہ صدر کمال النسا بیگم صاحبہ ہیں۔

نواب محمد سلطان علیخان بہادر

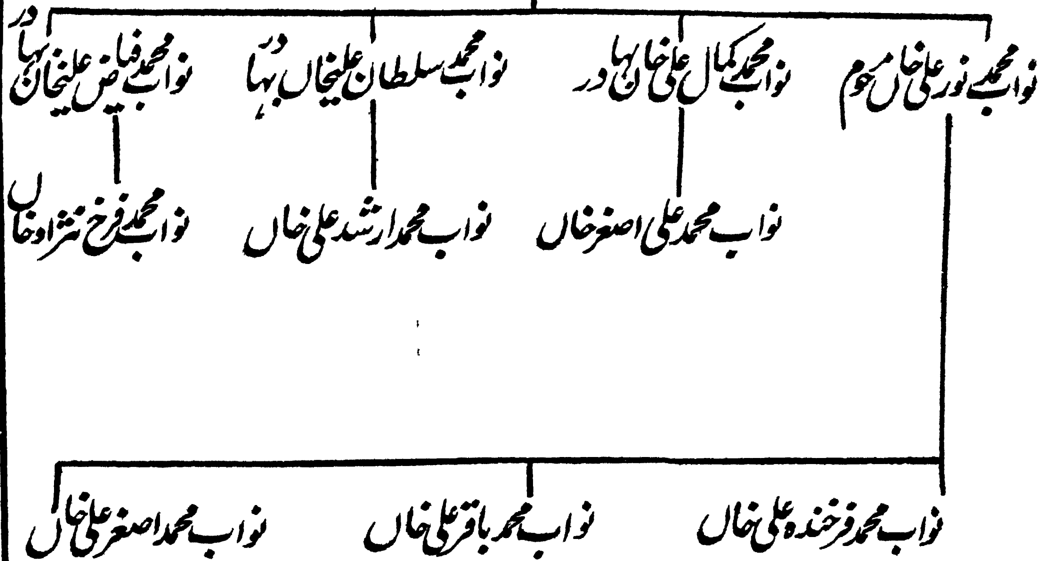
آپ نواب محمد شجاعت علی خاں مرحوم کے لائق و فائق تیسرے فرزند اور نواب محمد دلاور علیخاں دلاور الدولہ مرحوم کے پوترے اور۔ آپ خاندان نورالامرائی کے ایک بےنظیر رکن ہیں بتاریخ ۹ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھم ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء آپ تولد ہوئے اور ۲۸ شوال ۱۳۲۰ھ کو آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے اپنے ذاتی شوق و ذوق سے تحصیل علم کیا۔ عہد طفولیت ہی سے آپ کو مردانہ کھیلوں سے بھی شغف رہا۔ چنانچہ آپ کو گھوڑے کی سواری میں خاصی مہارت ہے۔ آپ

کی شادی حیدرآباد کے عظیم الشان عالی مرتبت جلیل القدر امیر اعظم نواب شاہ یار جنگ مرحوم
کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ ملک کے بہی خواہ مالک کے سچے جان نثار نواب ہیں۔
الحاصل آپ کی ذات ستودہ صفات جامع حسنات اور آپ کا وجود ذیجود مخزن کمالات
ہے۔ آپ کے لایق صاحبزادے نواب محمد ارشد علیخاں ہیں جن کے چہرہ سے آثار سعادت
و اقبالمندی نمایاں ہیں۔ اپنے والد محترم کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے تحصیل علم میں
مشغول ہیں۔

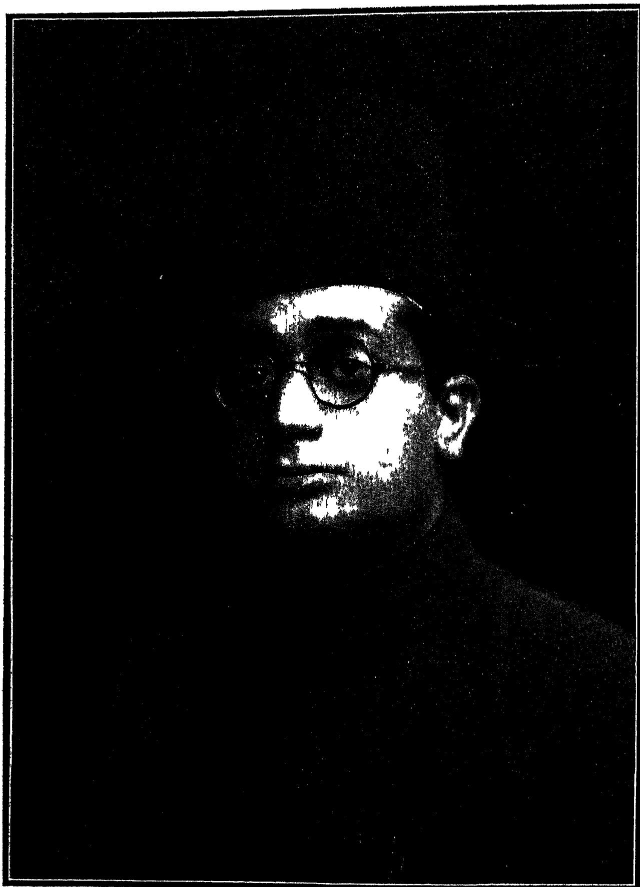
نواب محمد فیاض علیخاں بہادر

آپ نواب محمد شجاعت علیخاں مرحوم کے فرزند چہارم اور
نواب محمد دلاور علیخاں دلاور الدولہ مرحوم کے پوتے ہیں آپ
بتاریخ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۱۹ھ بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ حالانکہ آپ نہایت
ہی صغیر سنی میں اپنے والد مرحوم کے عواطف پدرانہ سے محروم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی اپنے ذوق و
شوق کے باعث قابل و لایق اساتذہ سے اکتساب علم فرمایا چنانچہ فارسی کی تعلیم حکیم حاجی نظیر
حسن سخا مصنف عروۃ الوثقیٰ و دور جدید وغیرہ سے اور عربی ابوالاعجاز محمد جمیل الدین صاحب
فرقانی کانپوری مصنف السلاسل الذہبیہ فی تسہیل اللغۃ العربیہ سے حاصل فرمائی اور کچھ
عرصہ تک سید علی حیدر نظم طباطبائی المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ مرحوم اور کچھ عرصہ تک
صدر العلماء مولوی سید غلام حسین قبلہ طاب ثراہ کی خدمت میں زانوے ادب تہ فرمایا لیکن
بوجہ سلسلۂ علالت طویل امتحان منشی فاضل اور امتحان قانونی جس کی ٹریننگ میں آپ مشغول و
مصروف تھے مجبوراً ترک کر دینا پڑا۔ آپ کو اردو، فارسی اور عربی ہر سہ زبان پر عبور حاصل ہے
آپ اُن تمام صفات و کمالات کا زندہ مجسمہ ہیں جن کا ایک خاندانی امیر میں ہونا
لازمی ہے آپ صاحب فہم و فراست، حلیم، بردبار، علم دوست، مردم شناس، متقی، پابند

وضع، شیریں کلام اور ہمدردِ بنی نوع انسان فطرتاً واقع ہوئے ہیں۔ آپ کے بشرہ سے شانِ امیرانہ ہویدا ہے۔ آپ کی شادی نواب معتمد الدولہ مرحوم کے صاحبزادے نواب میرزا حسین خاں مرحوم برادر نواب لطیف نواز جنگ بہادر کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے بتاریخ ۴ ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۳۵۴ھ نہایت تزک و احتشام اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ "فرحت منزل" سیف آباد میں ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو حق تعالیٰ نے ایک فرزند ۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۷ھ م ۲۰ فروری سنہ ۱۳۴۷ف کو سرفراز فرمایا جن کا نام نواب محمد فرخ نژاد خاں ہے۔



نوٹ۔ تفصیلی شجرہ صفحہ (۱۰۱) پر درج ہے۔



راجہ ترمبک لعل بہادر



راجہ موہن لعل انجھانی

راجہ ترمک لال بہادر

آپ ایک قدیم معزز و ممتاز پشتینی راجہ ہیں۔ آپ کو کئی پشت سے سرکار آصفیہ کی نمک خواری کی عزت حاصل ہے۔ آپ کے آباء و اجداد نے جس وفادارانہ طریق سے سرکار آصفیہ کی بہی خواہیوں میں حصہ لیا ہے وہ بہت مشہور ہے ابتداء سے اب تک آپ کے بزرگ مورد الطاف و عنایات شاہی رہے ملک اور مالک کی جان نثاری، بہی خواہی اور وفاداری کے لئے آج آپ کا خاندان مشہور ہے۔ دکن کی جملہ تواریخ اس کی شاہد ہیں۔

آصف جاہ (مغفرت مآب) کے ہمراہ آپ کے جد اعلےٰ رانگورام دہلی سے حیدرآباد آئے اور یہاں فیمابین سرکار و زمینداران ہندستان خدمت وکالت انجام دینے پر مقرر ہوے۔ بہ عہد وزارت چندو لعل انجہانی (مدار المہام وقت) ہمیشہ باریاب دربار رہنے کا آپ کو شرف حاصل رہا ہے۔ آپ رائے بہادر کے خطاب مستطاب سے مفتخر تھے آپ نے اپنی زندگی نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے بسر اور بہت ساری دولت پیدا کی۔ آپ نے بہادر پورہ میں ایک باغ موسوم بہ گلشن باغ تیار کر کے اس میں

ایک دیول تعمیر کرائی۔ جہاں آصف جاہ رابع غفران منزل نے بنفس نفیس تشریف لاکر آپ کو جاگیرات سے مفتخر فرمایا۔ آپ کو دو فرزند تھے (۱) راجہ وسکھ رام (۲) راجہ رگھناتھ رام راجہ دلسکھ رام بہادر رائے بہادر راگھو رام کے خلف اکبر تھے۔ خدمت سررشتہ داری منصبداران خطاب راجہ بہادر اور جاگیرات آبائی سے مفتخر و ممتاز تھے۔ آپ ایک بے تعصب ہندو راجہ تھے۔ اپنے معابد کی طرح اسلامی زیارت گاہوں، عبادت خانوں اور بزرگان دین اسلام کی حرمت کرتے تھے۔ حضرت پیراں شاہ ولیؒ جو ایک خدا رسیدہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اُن سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ آپ نے ان کی مزار اقدس کی خدمت کے لئے ایک درگاہ بصرف زر کثیر تعمیر کروائی اور اس کی ادائی خدمت کے لئے ایک جاگیر شاہی وقت سے سرفراز ہوئی جو آپ کے خاندان میں علی حالہ بحال ہے ہمارے معزز صاحب تذکرہ بھی اپنے آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ آپ لاولد انتقال کر گئے اور لاولدی کی وجہ سے آپ نے اپنے بھائی راجہ گروھر لال کے بیٹے رام لال کو اپنی فرزندی میں لیا تھا چنانچہ رام لعل آپ کے بعد آپ کے قائم مقام اور جانشین مقرر ہوئے۔ رام لعل کے انتقال کے بعد ان کے فرزند اکبر سُندر لعل خدمت سررشتہ داری سے سرفرازی پائے مگر افسوس کہ سندر لعل بھی ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کو بہ عارضہ بواسیر خونی عین عنفوان شباب میں راہی ملک عدم ہوئے۔ خاندان میں کوئی وارث از قسم ذکور باقی نہ رہا۔ جاگیرات و جائداد سے اتی گنگو بائی صاحبہ (جو دلسکھ رام کی بیٹی ہوتی تھیں) مفتخر و ممتاز ہوئیں مگر ان کے بعد جاگیرات و جائداد ان کی لڑکیوں اور نواسوں کے قبض و تصرف میں آئیں۔

راجہ رگھناتھ رام آنجہانی آپ رائے رگھو رام کے دوسرے بیٹے تھے۔ خدمت سررشتہ داری فوج بیقاعدہ وغیرہ پر مامور، جاگیرات آبائی سے سرفراز اور راجہ بہادر

کے خطاب مستطاب سے بھی مفتخر تھے آپ کے چھ بیٹے تھے (۱) راجہ گردھر لعل (۲) راجہ نند لعل (۳) راجہ لعل پرشاد (۴) راجہ گھنشام لعل (۵) راجہ شام لعل (۶) راجہ گیانی لعل مگر آپکے فرزند اکبر راجہ گردھر لعل کا انتقال آپ کے عین حیات ہی میں بمقام مانک پربھو ہوگیا جس کی وجہ سے آپ کو سخت دلی صدمہ ہوا اور اس اندوہ وغم میں ۱۱ رجب ۱۲۸۰ھ کو بعارضہ اسہال آپ نے انتقال کیا آپنے موسیٰ ندی کے کنارہ ایک گھاٹ موسوم بہ کشن گھاٹ تعمیر کرایا تھا جو آپ کی یادگار ہے آپکے انتقال کے بعد آپکے بڑے فرزند نند لعل آنجہانی آپکے جانشین ہوئے

راجہ نند لعل آنجہانی

آپ راجہ رگھناتھ رام کے خلف اکبر اور رائے راگھو رام کے پوتے اور ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے دادا تھے۔ اپنے والد ماجد کے بعد جملہ اعزاز و مناصب و جاگیرات و جائداد آبائی سے سرفراز ہوئے۔ اور تمام کاروبار آپ اپنی والدہ کے زیر نگرانی اور راجہ ابجان شیو راج دھرم ونت آنجہانی کے مشورہ سے انجام دیتے تھے اور سر رشتہ داری فوج کی خدمت آبائی بھی آپ کے نام اجرا تھی "راجہ بہادر" کے خطاب مستطاب سے بھی معزز و مفتخر تھے آپ کی شادی ۱۳۰۰ھ میں بمقام کاشی (بنارس) عمل میں آئی۔ اور ۱۳۰۸ھ میں آپ راہی ملک عدم ہوئے اور اپنی یادگار دنیا میں ایک نہایت کمسن فرزند (راجہ موہن لعل آنجہانی) کو چھوڑ گئے۔

راجہ موہن لعل آنجہانی

آپ راجہ نند لعل آنجہانی کے اکلوتے فرزند اور راجہ رگھناتھ رام کے پوتے رائے راگھو رام کے خاندان کی یادگار اور ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے والد تھے آپ ۱۳۰۵ف میں پیدا ہوئے۔ صرف (۹) ماہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپ کے کمسنی کی وجہ تمام جاگیرات و جائداد زیر نگرانی سرکار (صیغہ کورٹ آف وارڈز) لے لیگئی۔ مدرسہ عالیہ میں آپ نے اردو

فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی تھی۔ آپ کی لیاقت علمی بہت اچھی تھی سیاق و سباق سے بخوبی ماہر خوش خلق، بامروت، ہر دل عزیز اولوالعزم اور صائب الرائے راجہ تھے آپ کو ڈیوڑھی دربار کی عزت حاصل تھی۔ امرائے سلطنت عمائدین مملکت اور معزز عہدہ داروں سے آپ کو کمال درجہ اتحاد تھا آپ کو اپنی جائدادیں اور جاگیرات حاصل کرنے میں کمال درجہ تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ آپ حاجت مندوں کے حاجت روا اور غربا پرور راجہ تھے آپ کا قابل قدر کارنامہ زمانہ انفلوئنزا میں مریضوں کے لئے دوا اور غذا کا بہم پہونچانا تھا۔ آپ کو تعلیمی اور مذہبی امور سے بڑی دلچسپی تھی۔ آپ نے پروفیسر کاروے من یونیورسٹی پونہ کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ عطا کر اپنے علم دوست ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ اور علاوہ بریں اپنی زندگی میں سالانہ اور ماہانہ چندے کئی ایک علمی ادارہ جات اور رفاہی کاموں کے لئے سرفراز فرماتے رہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار ہیں۔ دیول کشن باغ کی تولیت بھی آپ ہی کو حاصل تھی اور یہاں کی جاترا وغیرہ حسب رواج خاندان آپ ہی کے انتظام سے ہوتی تھی جس کے موجودہ متولی ہمارے معزز صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام زیب وہ عنوان ہے۔ یہ جاترا حیدرآباد دکن کے مشہور و معروف جاتراؤں سے ہے جس میں ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے یہ جاترا ہزارہا روپیہ کے صرفہ سے انجام پاتی ہے اس جاترہ میں شریک ہونیوالے اصحاب کو سیدھا وغیرہ دیا جاتا ہے۔ جاترہ کے انتظامات ہر سال نہایت کامیابی سے انجام پاتے ہیں۔ اپنے آبا و اجداد کی طرح آپ بھی سررشتہ دار فوج بقاعدہ تھے۔ آپ کے دوست احباب کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ آپ نہایت ہر دلعزیز راجہ تھے۔ افسوس کہ یکم تیر سنہ ۱۳۳۰ف کو آپ بعمر (۳۸) سالگی راہی ملک عدم ہوئے اور اپنے بعد دنیا میں ایک بڑا خاندان جو تین فرزند اور چار لڑکیوں اور بیوی وغیرہ پر مشتمل ہے دنیا میں چھوڑ گئے۔ آپ کے تینوں فرزند



راجہ نند لعل بہادر

اور بیٹیاں اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں فرزندوں کے نام یہ ہیں:۔ (۱) راجہ ترمک لال بہادر (۲) راجہ نند لال بہادر اور (۳) راجہ لاک راج بہادر۔

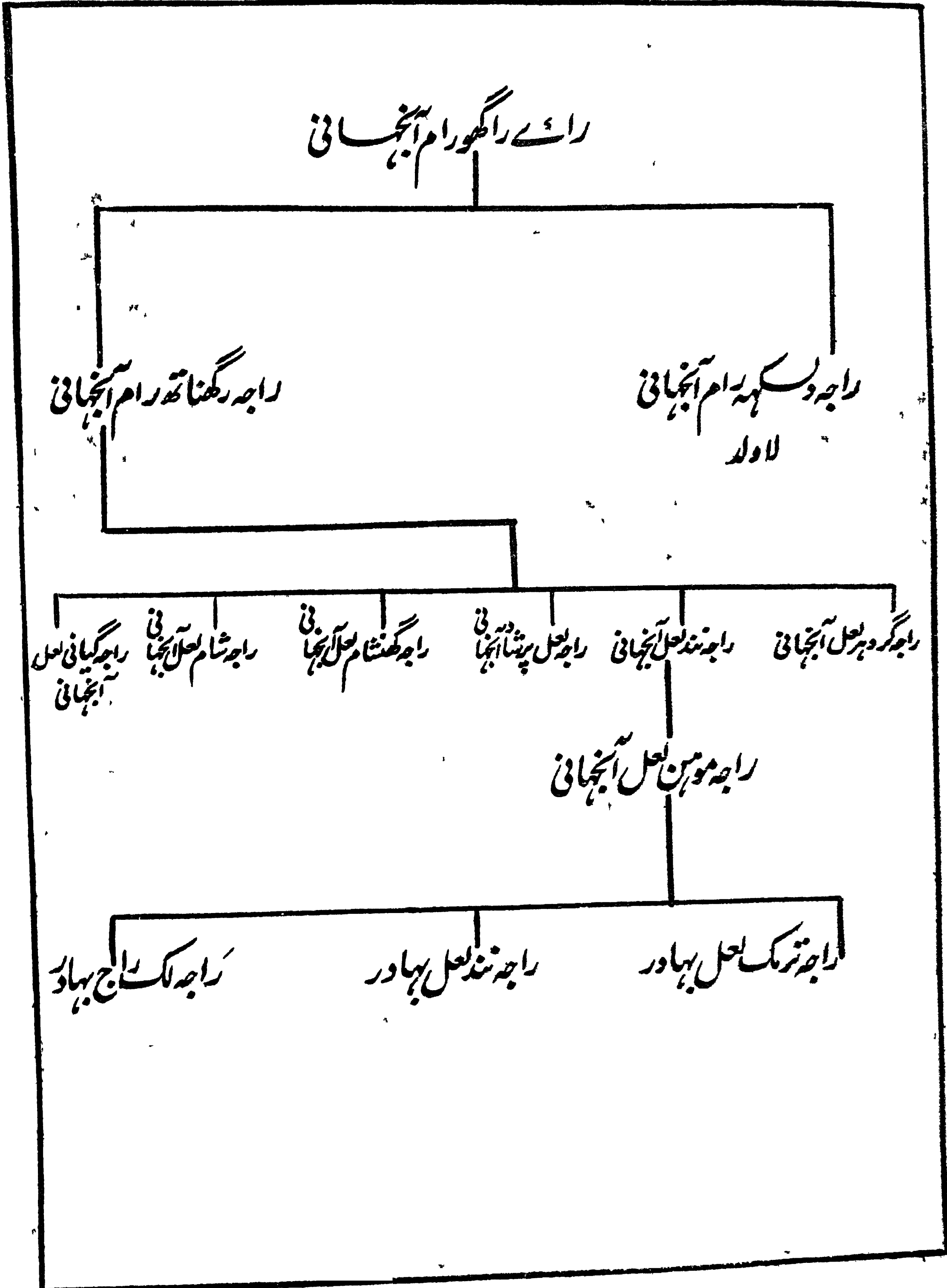
راجہ ترمک لعل بہادر

آپ راجہ موہن لعل آنجہانی کے لایق فرزند اکبر اور راجہ نند لعل آنجہانی کے پوتے ہیں آپ ۱۶ اکٹوبر سنہ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوے۔ اپنے والد کے زیرنگرانی اردو، انگریزی کی اچھی تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ سٹی کالج میں آپ شریک رہ کر ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ کا امتحان کامیاب فرمایا ازاں بعد نظام کالج میں داخل ہوے۔ اور وہاں بی۔ اے کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی۔ آپ (۱۹) سال کے تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ آپ اپنے والد کے بعد جملہ اعزاز و مناصب و جاگیرات سے سرفرازی پائے۔

آپ نہایت مہذب، خوش وضع، ہوشیار، صاحب اخلاق، ذی مروت اور اپنے لائق و معزز والد کی زندہ تمثال ہیں۔ آپ شریک معتمد مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کا کام اعزازی طور پر انجام دے رہے ہیں آپ کے ایک اچھے منتظم، کاروان ہونے کا ہر شخص مقر ہے۔ طبقہ جاگیرداران کے آپ ایک تعلیم یافتہ فرد ہیں۔ اُمید ہے کہ ہماری معزز گورنمنٹ بہت جلد آپ کو کسی اچھی خدمت پر مامور فرماکر ایک خاندانی نوجوان جاگیردار کو اپنے ملک کے خدمات انجام دینے کا موقع دیگی۔

راجہ نند لعل بہادر

آپ راجہ موہن لعل آنجہانی کے فرزند دوم راجہ نند لعل کے پوتے اور راجہ ترمک لعل بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوے اپنے والد کے زیرنگرانی اچھی تعلیم حاصل کی۔ اولاً گورنمنٹ سٹی کالج میں شریک ہوکر ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ کا امتحان کامیاب کیا ازاں بعد عثمانیہ کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ آپ کم عمر نونہال اور خوش خصال راجہ ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان کا ارادہ رکھتے ہیں


رائے راگھو رام آنجہانی
راجہ وسکھہ رام آنجہانی
لاولد
راجہ رگھناتھ رام آنجہانی
راجہ گردھر لعل آنجہانی
راجہ نند لعل آنجہانی
راجہ لعل پرشاد آنجہانی
راجہ گھنشام لعل آنجہانی
راجہ شام لعل آنجہانی
راجہ گیانی لعل آنجہانی
راجہ موہن لعل آنجہانی
راجہ ترلک لعل بہادر
راجہ نند لعل بہادر
راجہ لک راج بہادر

نواب سید محمد حبیب اللہ خاں بہادر

خاندان

آپ کے خاندان کی ابتداء خواجہ سید محمد عبد اللہ خاں مرحوم سے کی جاتی ہے جو سید محمد طالب میر عسکر کے فرزند اور سید محمد مہدی صدر الصدور خراسانی نیز حضرت سید محمد ادہم قطب خراسانی کے پوتے اور خواجہ ابو البقا خاں (وزیر بخارا) کے نواسے تھے۔

خواجہ سید محمد عبد اللہ خاں مرحوم

آپ بمقام بخارا ۱۰۷۲ھ میں تولد ہوئے اور آپ کے دادا کا مقام ولادت خراسان تھا۔ آپ سید کاظمی تھے۔ آپ کا سلسلہ جدی حضرت محمد ادہم صاحب الارشاد قطب خراسانی سے حضرت قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعیؒ سے ہوتا ہوا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک اور ننھیالی سلسلہ خواجہ ابو البقا خاں وزیر بخارا سے پندرہ واسطہ پر حضرت سلطان سنجر ماضیؒ سے جا ملتا ہے اور وجوہ ذیل حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سید محمد مہدی صدر الصدور خراسانی تک سلسلہ بسلسلہ ہر یک جدی و خلفائے خرقۂ خلافت سے مستفید اور ہر ایک سے طریقہ

وفیضان کا سلسلہ جاری رہا اور دنیوی شان وشوکت کا دور سید محمد طالب میر عسکر بخارا سے بوجہ ابادی
وزیر بخارا شروع ہوا۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور نانا کے انتقال کے بعد باتفاق خواجہ سید محمد
رحمت اللہ خاں (جو آپ کے بھائی تھے) حضرت خلد مکاںؒ کی قدر دانی کی شہرت سنکر اور
سابقہ تعارف کی بناء پر خراسان سے وارد کابل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی بوساطت
حیات خاں داروغہ غسلخانہ وخواجہ مکارم خاں عرض بیگی شہزادہ محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر
شاہ کی ملازمت کا شرف حاصل فرمایا اور چار صد روپیہ منصب بادشاہی سے مفتخر وممتاز اور
اعزاز درباری کے ساتھ ساتھ عزت باریابی بھی آپ کو حاصل رہی۔ بعد ازاں آپ کو باغیان
وغارت گران خیبری کی تنبیہہ کے بعد باضافہ یکصد روپیہ منصب وسہ صد سوار سے سرفرازی
بخشی گئی۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کی تخت نشینی کے موقع پر آپ کو خانی وبہادری کا خطاب ہوا اور
ملک دکن کی جنگ کے فتح ہونے پر آپ کی ان جان نثاریوں کے صلہ میں جو وقتاً فوقتاً آپ سے
ظاہر ہوئی تھیں آپ کو کلغی الماس اور خلعت چار پارچہ مع نیم آستین مستقل طور پر سند حاکمی وفوجداری
مچھلی بندر اور اضلاع متعلقہ سے ذات جاگیر اور عہد حکومت جہاندار شاہی میں انگشتری زمرد
اور فرخ سیر کے دور سلطنت میں یک قبضہ تلوار اور ایک راس اسپ مع ساز وسامان لنگا جمنی
سے ممتاز فرمایا گیا اور عہد حکومت حضرت آصف جاہ اول مغفرت مآبؒ میں بروقت مقابلہ
مبارز خاں نو لاکھ روپیہ نقد خزانہ کی بابت اور تین ہزار کرناٹکی پیادہ اور تین سو سوار اور چار ضرب
توپ حاضر رکاب اور شرف ملازمت کا فخر آپ کو حاصل رہا۔ اور نمایاں کارگزاریوں کے
صلہ میں آپ کو یہ ترقی مدارج ومراتب پنج ہزاری معہ لوازمہ اور جاگیرات سیر حاصل۔ چار عدد
جواہر۔ دو قبضہ شمشیر جواہر نگار علی ہند۔ چار راس اسپ دو زنجیر ہاتھی سے سرفراز اور ایک لاکھ
روپیہ نقد تعمیر حویلی کے لئے عطا ہوئے۔ من بعد آپ نے سنہ ۱۱۳۲ھ سے سنہ ۱۱۵۷ھ تک

(۴۴) سال کے عرصہ میں ہر ایک جنگ میں بحیثیت سپہ سالاری وسپہداری اور ہر ایک انتظامی امور میں بحیثیت وزیر وصوبہ دار عمدہ کارگزاریوں اور خیر سگالیوں میں وہ شہرت حاصل کی کہ جس کی وجہ حضرت مغفرت مآب کی سی قدردان بارگاہ میں آپ کا وجود جزو لاینفک شمار کئے جانے لگا اور ہمیشہ عہدۂ دیوانی وصوبہ داری برار و بیجاپور و ارکاٹ کی سی مہتم بالشان خدمات پر فائز ہوتے رہے ۱۴ صفر ۱۱۵۵ھ کو بدوران انتظام صوبہ ارکاٹ آپ کا انتقال بمقام حیدرآباد ہوا اور آپ کو متصل درگاہ قطب دکن حضرت یوسف صاحب و شریف صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز دفن کیا گیا۔ اگر ان تمام واقعات کی وضاحت مطلوب ہو تو براہ کرم ملاحظہ فرمایئے مآثر الامرا، خافی خانی، حدیقۃ العالم، گلزار آصفیہ، سوانح دکن، وقائع راجہ پرتاب ونت، تاریخ مکھن لال، تاریخ شام راج، چمنستان دکن وغیرہ جس میں آپ کے حالات بالتفصیل درج ہیں۔

نواب خواجہ سید محمد ہدایت اللہ خان مرحوم اول

آپ خواجہ سید محمد عبداللہ خاں مرحوم کے فرزند دوم ہیں آپ کی ولادت بمقام اورنگ آباد ۱۱۴۱ھ میں ہوئی اور آپ کو آپ کے پدر بزرگوار کے حین حیات ہی میں تسمیہ خوانی کی تقریب کے موقع پر پیشگاہ حضرت آصف جاہ اول مغفرت مآب سے دو عدد جواہر عطا ہوئے اور منصب چار صدی سے سرفراز فرمایا گیا بعد انتقال پدر بزرگوار معاش آبائی سے مفتخر وممتاز ہوئے۔ آپ کو آصف جاہ ثانی حضرت غفران مآب کی ملازمت اور بدورہ صوبہ برار وغیرہ ہمرکاب باسعادت رہنے کا شرف بھی حاصل تھا اور بعد تخت نشینی حضرت غفران مآب وجنگ پونہ جس میں آپ نے بہت کچھ کارنمایاں کرکے اپنی جاں نثاری ووفاشعاری کو ثابت کر دکھایا تھا۔ خطاب خانی وبہادری

چار جاگیرات (۹) مواضع سیر حاصل ہے۔۔۔ روپیہ واقع سرکار گلشن آباد و ناندیڑ اور ابتدأ خدمت تعلقہ احتساب کروڑ گیری من بعد خدمت نظامت و قلعہ داری گلبرگہ شریف مع فوجداری حسن آباد و تین عدد جواہر بیش بہا اور ایک قبضہ شمشیر اور علی بند جواہر نگار سے آپ کو سرفرازی بخشی گئی۔ آپ نے بتاریخ ۷ رمضان ۱۱۹۷ھ بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا اور آپ کو آپ کے پدر بزرگوار ہی کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کی طرح بہت سی خوبیوں کے حامل اور ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جان نثار اور بمصداق مصرع "خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں" تھے۔

نواب سید خواجہ محمد اسد اللہ خاں بہادر

آپ خواجہ سید محمد ہدایت اللہ خاں مرحوم کے فرزند اور خواجہ سید محمد عبد اللہ خاں مرحوم کے پوتے تھے ۱۱۹۲ھ میں بمقام قلعہ گلبرگہ شریف تولد ہوے۔ آپ کی تسمیہ خوانی میں حضرت غفران مآبؒ نے از راہ سرفرازی خسروانہ و الطاف شاہانہ رونق افروز ہو کر آپ کی عزت کو دوبالا اور تین عدد جواہر پانسو روپیہ ماہوار منصب اور بعد آپ کے والد مرحوم کے مناصب و جاگیرات آبائی سے مفتخر فرمایا۔ آپ حسب الحکم حضرت غفران مآبؒ نواب سکندر جاہ مغفرت منزلؒ کی ملازمت میں داخل اور بعہد حکومت حضرت مغفرت منزلؒ اعزاز درباری مادام الحیات و خطاب خانی و بہادری سے سرفراز فرمائے گئے اور اپنے آبا و اجداد کی طرح آپ کا شعار بھی ملک و مالک کی بہی خواہی و خیر سگالی رہا۔ اور مفوضہ خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیکر بالآخر بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا اور آپ کو آپ کے والد بزرگوار کے پائین مزار سپرد خاک کیا گیا۔

نواب خواجہ محمد سید اکرم اللہ خاں بہادر

آپ نواب خواجہ سید محمد اسد اللہ خاں مرحوم کے فرزند دوم اور خواجہ سید محمد ہدایت اللہ خاں مرحوم کے پوتے تھے ۱۲۱۲ء سنہ میں پیدا ہوئے اور بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے پیشگاہ حضرت مغفرت منزل رح سے معاش و جاگیرات آبائی و خطاب خانی و بہادری سے سرفراز اور نواب ناصر الدولہ غفران منزل رح (ولیعہد) کے خدمت میں متعین کئے گئے بعہد حکومت حضرت غفران منزل رح خدمت تعلقات صرفخاص و جیب خاص و داخلہ افواج صرف خاص و دیوانی اکتیس ۳۱ سوار نو ۹ پیدل مواضع تنخواہ جاگیر جمعیت اور اعزاز درباری سے مفتخر و ممتاز فرمائے گئے اور ہمیشہ آپ مورد الطاف و عنایات شاہانہ رہے۔ آپ نے بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۷۴ سنہ بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا اور آپ بھی اپنے آبائی مقبرہ میں اپنے پدر بزرگوار کے پائین مزار دفن ہوئے۔

نواب خواجہ محمد سید ہدایت اللہ خاں ثانی تیمور جنگ مرحوم

آپ نواب خواجہ سید محمد اکرم اللہ خاں مرحوم کے فرزند اور خواجہ سیّد محمد اسد اللہ خاں مرحوم کے پوتے تھے ۱۲۴۸ سنہ میں بمقام حیدرآباد تولد ہوئے۔ ابتدا ءً آپ کو پیشگاہ حضرت نواب ناصر الدولہ غفران منزل رح سے دوسو روپیہ ماہوار اور تیمور جنگ خطاب سے سرفراز فرمایا گیا بعد اس کے ۱۲۷۳ سنہ میں سردار النساء بیگم صاحبہ (برادر زادی حضرت غفران منزل رح منجھلی صاحبزادی میر تفضل علیخاں المعروف میر پادشاہ مغفور آپ سے منسوب ہوئیں اور پانچ ہزار روپیہ نقد و دو عدد جواہر بیش قیمت (برائے رسم) سے مفتخر و مباہی فرمائے گئے۔ اور بعد وفات حضرت غفران منزل رح نواب افضل الدولہ مغفرت مکاں رح نے بسرفرازی خسروانہ پانصدی ماہوار دامادی اور ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار خوراکی اسپ و فیل اور لوازمہ اعزازی چار عدد جواہر اور بانتہ معمول

شادی پندرہ ہزار روپیہ نقد سے آپ کو مفتخر و ممتاز فرمایا آپ نے بتاریخ ۴ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۲۷۹ھ
بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا اور آپ کو آپ کے آبائی مقبرہ میں آپ کے پدر بزرگوار کے چبوترے
کے بازو دوسرے چبوترہ پر دفن کیا گیا۔

نواب سید محمد اکرم اللہ خاں مرحوم

آپ اپنے پدر بزرگوار کی فاتحہ سوم کے روز یعنے بتاریخ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۹ھ یوم دوشنبہ حضرتہ صاحبزادی سردار النساء بیگم صاحبہ
کے بطن سے عالم وجود میں تشریف لائے اور حسب منظوری نواب افضل الدولہ حضرت مغفرت مکان
آپ کا نام نامی اور اسم گرامی سید محمد اکرم اللہ خاں رکھا گیا اور آپ کو آپ کے آبائی جاگیرات اور
مادری معاش مع لوازمۂ اعزازی سے سرفرازی بخشی گئی اور بسبب قرابت قریبہ یک عدد سر
پیچ اور ایک عدد جڑاو ہار مع سلک ہائے مروارید اور تین ہزار روپیہ نقد آپ کو مرحمت ہوے
آپ نے گھر ہی پر قابل اساتذہ سے تعلیم پائی اور اٹھارہ سال کی عمر میں کتب درسیہ فارسی سے
فارغ اور عربی میں صرف و نحو و معانی و منطق و فقہ ادب اور ریاضی میں حساب الجبرا اقلیدس
جغرافیہ و ہسٹری اور انشاء پردازی میں مرہٹی۔ نقشہ نویسی و خطاطی میں مہارت و دستگاہ کامل
بہم پہونچائی۔ اور دستورات مجاریہ سرکار عالی و قوانین مال و عدالت مجریہ سرکار انگریزی و اصول
قوانین و پولٹیکل ایکانومی میں بہترین قابلیت و استعداد حاصل فرمائی۔ اور نیک نامی و نیک روِیگی
و امور خیر و حسنہ میں آپ نے وہ شہرت حاصل کی کہ نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول
جیسے مدبر و بیدار مغز نے آپ کا انتخاب فرما کر عہدۂ جلیلۂ مستقل کے وعدے سے امتحاناً و فرد
معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری پر متعین فرمایا۔ اور آپ نے من ابتدائے سنہ ۱۲۹۸ھ لغایتہ
سنہ ۱۳۰۰ھ سررشتہ مال کے تفصیلی کاموں سے اصولی کام تک اس لیاقت و دیانت و قابلیت
و محنت و جانفشانی و مستعدی و دلچسپی و سنجیدگی سے انجام دیئے کہ نواب صاحب موصوف

باظہار خوشنودی آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے من بعد بعہد وزارت نواب سر آسمانجاہ مرحوم سر سالار جنگ اول کی تجویز کی بناء پر اور بہ تعمیل فرمان شاہی بلا یافت معاوضہ سررشتہ عدالت میں بحیثیت آنریری اسسٹنٹ باقتدارات درجہ اول و بحیثیت منصرم ناظم اول فوجداری بلدہ نازک واہم وسیاسی امور اور سیشن کے اقتداری مخبری و چالانی سنگین مقدمات کے تصفیہ نہایت مستعدی و دانشمندی و پابندی کے ساتھ کرکے اور ایک انتظامی رپورٹ پیش فرماکر اپنی بیدار مغزی و عالی دماغی و قوۃ انتظامی کو ثابت کر دکھایا جس سے عامہ رعایا خوش اور پولیس راضی عہدہ داران سررشتہ و وکلاء مداح اور خود گورنمنٹ کو از راہ قدر دانی آپ کی کارگزاری و طرز انصاف و لیاقت و واقفیت [illegible] کو بذریعہ جریدۂ اعلامیہ مطبوعہ ۲۲ ذی ۱۲۹۸؁ف اعتراف و تسلیم کرنے کی ضرورت [illegible] ہوئی۔

آپ حنفی المذہب پابند صوم و صلوٰۃ اور پیرو طریقہ قادریہ تھے۔ آپ کی طرز معاشرت حسن اخلاق فہم و فراست جود و سخاوت رحم و مروت حلم و تدبر قابل صد ستایش تھا افسوس کہ ایسے ہمہ صفت موصوف نواب نے بالآخر انتقال فرمایا آپ اپنی یادگار دنیا میں تین فرزند (۱) نواب سید محمد غوث اللہ خاں مرحوم ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے والد ماجد (۲) نواب سید محمد قادر اللہ خاں بہادر اور (۳) نواب سید محمد قطب اللہ خان بہادر چھوڑ گئے۔

نواب سید محمد غوث اللہ خان مرحوم

آپ نواب سید محمد اکرم اللہ خاں مرحوم کے خلف اکبر اور خواجہ محمد ہدایت اللہ خان ثانی المخاطب بہ تیمور جنگ مرحوم کے پوتے تھے آپ بتاریخ ۹ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۹؁ھ م ۱۲ آذر ۱۲۹۲؁ف تولد ہوئے آپ نے اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر عربی۔ فارسی اور اردو میں دستگاہ کامل بہم پہنچائی بعد ازاں مدرسہ اعزہ میں داخل ہو کر میٹرک تک تعلیم پائی۔ اردو تو آپ کی مادری زبان ہی تھی

لیکن عربی۔ فارسی۔ انگریزی پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔
آپ کی پہلی شادی (جس میں اعلیحضرت غفران مکان نے اپنے دست مبارک سے سہرا باندھا تھا) نواب سیف الملک بہادر کی صاحبزادی سے اور دوسری شادی نواب آصف یاور الملک بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے خداوند کریم نے آپ کو دو صاحبزادے سرفراز فرمائے۔
(۱) نواب سید محمد حبیب اللہ خاں بہادر (۲) نواب سید محمد جلیل اللہ خاں بہادر۔ افسوس کہ اپنی یادگاران ہر دو خرد سال صاحبزادوں کو اس دنیائے ناپائیدار میں چھوڑ کر بتاریخ ۸ فروری ۱۳۴۵ھ ف آپ نے عالم جاودانی کی راہ اختیار فرمائی۔
آپ بھی نہایت خوش خلق، ملنسار، فیاض، ہمدرد، مردم شناس، نیک طینت فرشتہ خصلت الولد سر لابیہ کے مصداق نواب تھے۔

نواب سید محمد حبیب اللہ خاں بہادر

آپ نواب سید محمد غوث اللہ خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب سید محمد اکرم اللہ خان مرحوم کے پوتے اور نواب آصف یاور الملک بہادر کے نواسے ہیں۔ آپ بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہجری پیدا ہوئے اور والد بزرگوار کے انتقال کے بعد سے اپنے موروثی جاگیرات پر قابض و متصرف اور بنظر اعزاز خاندانی آپ کو دیوانی سے (۳۰) روپیہ اور صرفِ خاص مبارک سے (۲۰) روپیہ وظیفہ تعلیمی مل رہا ہے اس وقت آپ مدرسۂ اعزہ کی جماعت میٹرک میں تعلیم پا رہے ہیں آپ کو مضمون تاریخ سے گہری دلچسپی ہے آپ نہایت نیک طینت با مروّت۔ عالی ہمت وجیہہ و جوان صالح نواب ہیں باوجود کمسنی کے آپ کے جاگیرات کا انتظام نہایت بہتر ہے آپ کے ملازمین آپ سے خوش اور آپ کے جاگیرات کی رعایا آپکی ثنا خوان اور آپ کے زیر سایہ نہایت آرام سے ہیں

نواب خواجہ سید محمد عبید اللہ خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۰۷۲ھ — وفات ۴ر صفر سنہ ۱۱۵۵ھ

نواب خواجہ سید محمد ہدایت اللہ خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۱۴۱ھ — وفات ۷ر رمضان سنہ ۱۱۹۶ھ

نواب خواجہ سید محمد اسد اللہ خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۱۹۲ھ — وفات ۱۲ر ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ

نواب خواجہ سید محمد اکرم اللہ خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۲۱۲ھ — وفات ۱۵ر ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۷ھ

نواب خواجہ سید محمد ہدایت اللہ خاں مرحوم تیمور جنگ

ولادت سنہ ۱۲۴۸ھ — وفات ۴ر ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۲۷۹ھ

نواب سید محمد اکرم اللہ خان مرحوم

ولادت سنہ ۱۲۷۹ھ

نواب سید محمد غوث اللہ خاں مرحوم — ولادت سنہ ۱۲۹۹ھ — وفات ۱۲ر ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۵ھ

نواب سید محمد قادر اللہ خان بہادر — ولادت ۹ر جمادی الاول سنہ ۱۳۰۰ھ

نواب سید محمد قطب اللہ خان بہادر — ولادت ۲۴ر رمضان سنہ ۱۳۰۶ھ

نواب سید محمد حبیب اللہ خان بہادر — ولادت ۱۵ر ربیع الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

نواب سید محمد جلیل اللہ خان بہادر

رائے من موہن لال بہادر

آپ اس خاندان عالیشان کے رکن رکین اور معزز و ممتاز فرد ہیں کہ جس کے مورث اعلیٰ محمد اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں قصبہ شہادہ سلطان پور ضلع دہولیہ خاندیس علاقہ سرکار عظمت مدار میں سرداردیسائی وقانون گو تھے۔ چنانچہ یہ اعزاز اب تک اس خاندان میں چلا آتا ہے۔ اور اس اعزاز میں پالکی و سالانہ رسوم سرکار انگریزی سے مقرر ہے۔ ہم آپ (رائے من موہن لعل بہادر) کے تذکرہ کا آغاز آپ کے مورث اعلیٰ رائے چھبیلا رام سے کرتے ہیں۔

رائے چھبیلا رام آنجہانی کو ۱۲۲۰ھ میں بعہد حکومت حضرت غفران مآب منصب منزل و پالکی عطا ہوئی اور مابعد بہ ترقی مدارج خدمت وقایع نگاری جاگیرات سے سرفراز فرمایا گیا۔ آپ کے فرزند رائے بدری لال آنجہانی تھے۔

رائے بدری لال آنجہانی اپنے والد کے حیات ہی میں شاہانہ نوازشات سے سرفراز ہو چکے تھے اور جاگیرات و اعزاز خاندانی کے ساتھ سررشتہ داری فوج

کا تعلق بھی ان ہی کی ذات سے تھا۔ اس زمانہ میں فوج کا ہر کام سررشتہ وار انجام دیا کرتے تھے
چنانچہ اس خدمت کی انجام دہی میں دو مرتبہ زخمی ہوئے۔ ایک مرتبہ پٹھانوں کے شر و فساد کی وجہ
کئی ماہ تک ان کو محاصرہ میں رہنا پڑا اور جس وقت پٹھانوں نے بمقام سیدا باغ نواب سراج الملک
مرحوم پر حملہ کیا تھا (جس میں صدہا عرب و پٹھان مارے گئے) اس کے استیصال میں انھوں نے
بہت کوشش کی تھی۔ ان کے اکلوتے فرزند رائے کشن لال تھے۔

رائے کشن لال آنجہانی نے اپنے والد کی وفات کے بعد کوئی بار اپنے سر نہ لیا بلکہ اپنے ہونہار فرزند راجہ بنسی لال کو اپنی جان نثاری وکارگزاری دکھلانے کا پورا موقع دیا ان کے دو فرزند (۱) راجہ بنسی لال (۲) رائے روپ لال تھے۔

راجہ بنسی لال آنجہانی ہی کے معروضہ پر نواب مختار الملک مرحوم نے نظم جمعیت کا تقرر فرمایا اور داخلہ دیکھنے کا طریقہ رائج فرمایا جب کہ صیغہ فوج میں سرکار کا بیحد
نقصان ہو رہا تھا۔ ریاست کے ہر اہم معاملہ میں جہاں ملک و مالک کا نقصان نظر آتا یہی
گزارش پیش کرتے اور مملکت کے فلاح و بہبود کے ہر طرح خواہاں رہتے تھے
ان کے جوابات دستخطی نواب صاحب مرحوم کے دیکھنے سے واضح ہے کہ ان کو ان کے
اعزاز خاندانی و دیانتداری ولیاقت وخیرخواہی سرکار کی وجہ سے ان پر اعتماد کامل تھا اور
ان کے ہر ایک کام کو بدل پسند فرماتے تھے۔ انھوں نے بتقریب سالگرہ ۱۳۱۶ھ حضرت غفران
مکان کی پیشگاہ میں بمقام باغ ملک پیٹھ اپنی قوم اور سررشتہ پٹھانان کی جانب سے اڈریس
پیش کرنے کی عزت حاصل کی تھی اور سرفرازی خطابات کے موقع پر "راجہ بہادر" کے خطاب
اور منصب پنجہزاری و پانصد سوار و علم سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ مدرسہ مفید الانام و مجلس استعانت
اسپان کا قیام ان ہی کی غور و فکر کا نتیجہ ہیں چنانچہ ان کے قیام کی وجہ سے اکثر افراد قوم و پٹھانان فرقہ

مہدویہ آج تک ان کے مداح پائے جاتے ہیں ان کے دو فرزند (۱) رائے ہری لال (۲) رائے نرمک لال ہیں۔

رائے روپ لال آنجہانی ور ائے ہری لال بہادر

علاوہ موروثی خدمات سررشتہ داری کے جوڈیشیل ڈپارٹمنٹ میں ایک عرصہ دراز تک نہایت قابلیت و دیانتداری اور نیک نامی سے کام انجام دیتے رہے اس واقعہ سے حیدرآباد کے قانون دان حضرات بخوبی واقف ہیں رائے روپ لال آنجہانی کے وظیفہ پر سبکدوش ہونیکے بعد ان کا تقرر رکنیت کمیشن امور مذہبی پر ہوا اور وہ اس خدمت کو باحسن الوجوہ انجام اور ملک و مالک کی خیر خواہی کا ثبوت دیکر خورداد ۱۳۳۷ف کو راہی آں جہاں ہوئے۔

رائے ہری لال بہادر کے یکلوتہ فرزند رائے برجموہن لال بھی جوڈیشیل ڈپارٹمنٹ میں ایک عرصہ دراز تک متعدد خدمات انجام دینے کے بعد نظامت فوجداری بلدہ پر متعین ہوئے اور برسرخدمت ۱۳۴۵ف میں راہی عالم جاودانی ہوئے اور اپنے والدین رائے ہری لال بہادر اور ان کی اہلیہ کو اس عالم ضعیفی میں داغ مفارقت دیگئے۔

رائے نرمک لال بہادر کے یکلوتہ فرزند رائے من موہن لال بہادر کی تعلیم ابتدائی اپنے دادا کے قائم کردہ مدرسہ میں ہوئی من بعد ایک عرصہ دراز تک مدرسہ عالیہ میں زیر تعلیم رہنے بمبئی میں محاسبی کا امتحان دینے کے بعد دفتر صدر محاسبی میں ملازم ہوئے اور اس وقت مددگار مہتمی خزانہ عامرہ کی خدمت پر مامور و کارگزار ہیں مجلس بلدیہ کی رکنیت پر ان کا انتخاب منجانب جاگیرداران ۱۳۴۴ف میں اور ۱۳۴۶ف میں نائب میر مجلسی بلدیہ پر ہوا۔ یہ انتخابات ان کی ہر دلعزیزی و کارگزاری کا بین ثبوت ہیں اس کے علاوہ آپ معتمد بنک جاگیرداران اور بلدیہ بنک کے ڈائرکٹر بھی ہیں۔

رائے روپ لال آنجہانی کے اکلوتے فرزند رائے برج موہن لعل بھی مدرسہ عالیہ میں تعلیم پانے کے بعد بمبئی یونیورسٹی میں ایف۔ اے کی تعلیم پانیکے زمانہ میں ولایت بغرض حصول تعلیم بیرسٹری تشریف لے گئے اور ۱۹۱۲ع میں امتحان مذکور کامیاب کر کے چند سال تک حیدرآباد میں پیشہ وکالت انجام دینے کے بعد جوڈیشل سروس میں شریک ہوے اور اس وقت زائد ناظم عدالت مطالبات خفیفہ پر مامور و کارگزار ہیں۔ آپ کی بے لوث کارگزاری مستعدی اور جفاکشی کے مدنظر ہمیں توقع ہے کہ آپ بہت جلد عدالت کی اعلیٰ خدمت پر فائز ہو کر ملک کے اہم خدمات انجام دینگے۔

ان تینوں راجگان کے صاحبزادگان فی الوقت جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

شجرہ خاندانی

رائے کشن لال
- رائے روپ لال آنجہانی
  - رائے برج موہن لال بہادر
    - رائے امرت لال
- رائے بنسی لال بہادر
  - رائے تریمک لال آنجہانی
    - رائے منموہن لال بہادر
      - رائے ہریشچند لال
      - رائے منوہر لال
      - رائے رام موہن لال
  - رائے ہرکشن لال بہادر
    - رائے برج موہن لال آنجہانی
      - رائے شام موہن لال
      - رائے بنسی لال
      - رائے کشن لال

نواب اکرام جنگ بہادر

آپ کا نام محمد اکرام الدین خاں ہے آپ نواب محمد زین العابدین خان مرحوم کے خلف اکبر اور نواب سالار الملک مرحوم کے نبیرہ زادہ اور سلسلہ خاندان سالار الملک مرحوم میں اکبر اولاد ہوتے ہیں۔ آپ اجدادی سلسلہ میں حضرت جعفر طیار علیہ السّلام اور ننہیالی سلسلہ میں سادات بنی فاطمہؑ کی نسل سے ہیں (تاریخ قلمرو نظام دکن)

آپ کے جد اعلیٰ محمد اسلم خان مرحوم المتخلص بہ شایان خلف قاضی احمد نائطی گوگھڑی المخاطب علی احمد خان متوطن محمد پور عرف ارکاٹ اولاً امیر الامرا بسالت جنگ بہادر کی سرکار میں میر منشی گیری کی خدمت پر مامور تھے جب امیر الامراء بہادر کا انتقال ہوگیا تو آپ نواب والا جاہ جنت آرام گاہ رئیس ارکاٹ کے پاس معززہ خدمات پر مامور ہوے۔ آپ کے حالات کتاب تذکرہ گلزار اعظم مصنفہ نواب غلام غوث خاں رئیس ارکاٹ و کتاب تذکرہ صبح وطن میں بصراحت موجود ہیں اون کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شایان مرحوم اعلیٰ درجہ کے نثار تھے اور نظم میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے چنانچہ مسائل التعلیم

منہاج التقویم ۔ مثنوی گداز دل ۔ مثنوی ظفر نامہ ۔ وقائع حیدر علیخاں ۔ عین المصادر ۔ گلدستہ مناقب وغیرہ آپ کی تصانیف سے ہیں ۱۲۳۴ھ میں آپ راہی فردوس بریں ہوے آپ کے خلف ارجمند نواب محمد حسین دوست خاں بہادر اپنے والد مرحوم کے حین حیات میں بزمانہ کمسنی وارد حیدرآباد دکن ہوے اور بلحاظ جودت طبع و ذکاوت ذہنی تھوڑے ہی عرصہ میں سرکار کی قدردانی اور فرط عنایات سے لاکھوں روپیہ کے تعلقات سرکاری آپ کے تفویض ہوے بارگاہ سلطانی نواب مغفرت منزل کا شرف واعزاز حاصل ہوا ۱۵ رجب ۴۴ جلوس مطابق ۱۲۲۲ھ کو پیشگاہ شاہی سے خطاب ارادت جنگ سالارالدولہ سالارالملک منصب پنج ہزاری عماری ۔ پالکی جھالردار علم و نقارہ عطا ہوا ۔ اور جاگیرات وغیرہ و رسالہ سواران و پیادگان سے سرفرازی پائے ۔ آپ نہایت نیک نام راستی پسند رعایا پرور دادرس صاحب سلوک اور آشنا پرور نواب تھے ۔ سال ۱۲۵۸ھ میں راہی روضۂ رضوان ہوے ۔ آپ کو پانچ فرزند تھے ۔ اعتضاد جنگ بہادر ۔ شیر افگن جنگ بہادر ۔ مشید جنگ بہادر ۔ لشکر جنگ بہادر ۔ ارادت جنگ بہادر ۔ ان میں سے خلف اکبر غلام زین العابدین خاں اعتضاد جنگ بہادر صغیر سنی ہی سے ہوشیار اور لائق تھے ۔ بعد رحلت پدر بزرگوار کے انتظام امور خانگی و سرکاری میں مشغول ہوے ۔ پیشگاہ سلطانی اور علاقہ دیوانی سے خدمات و اعزاز موروثی اور منصب آبائی سے سرفرازی پائے ساٹھ لاکھ کے تعلقات سپرد ہوے جنگ بیرکو رو کو لاس میں جو فتحیں نصیب ہوئیں اوس سے بھی اون کی شہرت بڑھ گئی (تاریخ قلمرو نظام دکن) آپنے قدم بقدم اپنے والد مرحوم کے کمال تزک و احتشام کے ساتھ عمر عزیز بسر فرمائی ۲۹ رمضان ۱۲۸۰ھ میں انتقال ہوا ۔ آپ کو تین فرزند تھے ۔ اول محمد اکرام الدین خاں بہادر دوم حسین دوست خاں بہادر سیوم غلام جیلانی خان بہادر المخاطب اعتضاد جنگ ثانی محمد اکرام الدین خاں بہادر خلف اکبر اعتضاد جنگ مرحوم بھی اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات عدۂ

نواب محمد زین العابدین خاں بہادر

اس خاندان کا تفصیلی ذکر بضمن تذکرہ نواب محمد اکرام الدین خاں اکرام جنگ بہادر جو ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے عم بزرگوار ہوتے ہیں کیا جا چکا ہے اس لئے اب ہم یہاں آپ کے تذکرہ کی ابتدا آپ کے والد ماجد نواب محمد شرف الدین خاں مرحوم کی سوانحعمری سے کرتے ہیں۔

نواب محمد شرف الدین خاں مرحوم

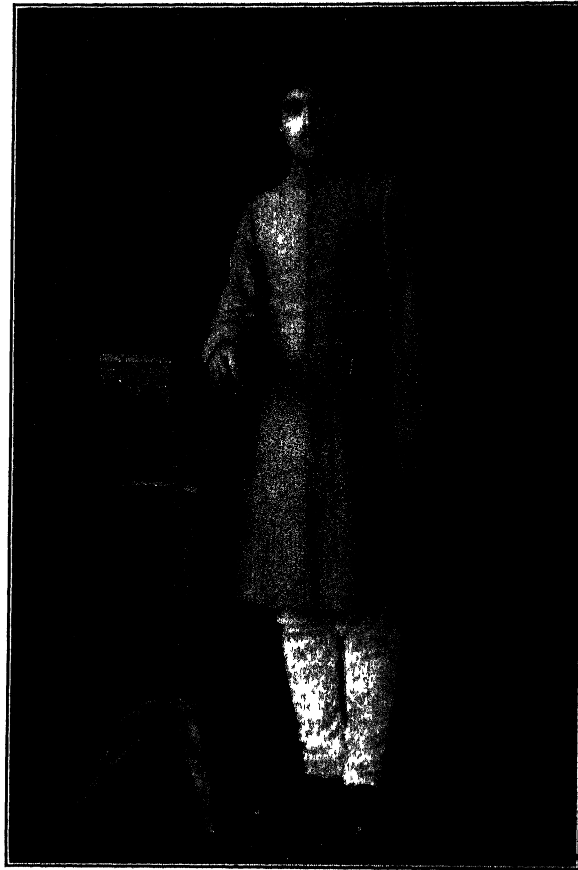
آپ نواب محمد غلام زین العابدین خاں مرحوم کے فرزند اصغر اور نواب سالار الملک مرحوم و مغفور کے پوتے اور نواب محمد اکرام الدین خاں بہادر (اکرام جنگ) کے چھوٹے بھائی ہوتے تھے۔ آپ بتاریخ ۸ اردی ۱۳۰۰ ف پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ میں ہوئی ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں انگریزی، اردو اور فارسی کی تعلیم اعلےٰ پیمانے پر حاصل فرمائی آپ ابھی سن شعور کو بھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ انتظام امور خانگی و انتظام جاگیرات و حصول ملازمت کی جانب متوجہ ہوئے۔

۲۴ آذر ۱۳۱۷ف کو آپ عدالت دیوانی بلدہ میں کارآموز مقرر ہوئے۔ یکم آبان ۱۳۱۹ف کو عدالت فوجداری بلدہ کے اعزازی مجسٹریٹ ہوئے آپ کو درجہ دوم کے اختیارات حاصل تھے ۱۳۲۱ف میں بزمانۂ طاعون آپ نے اسپشل مجسٹریٹ طاعون کی خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ ۲۶ آبان ۱۳۲۲ف کو اسپشل مجسٹریٹ آبکاری بلدہ کی خدمت پر آپ کا مستقلانہ تقرر عمل میں آیا۔ آپ نے عدالت ہائے سرکار عالی کے امتحانات جوڈیشل فوجداری ملکی دیوانی وغیرہ کے جملہ گروپس (Groups) میں بتاریخ ۱۴ اردی ۱۳۲۲ف بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائی چنانچہ آپ کے اعزازات خاندانی وقابلیت ذاتی کے مدنظر سرکار عالی نے آپ کا تقرر بہ ترقی ۲۵ اردی بہشت ۱۳۲۵ف کو بعہدہ نظامت عدالت دیوانی آرائش بلدہ سرکار عالی پر فرمایا جس کو آپ نے تادم آخر باحسن الوجوہ انجام دیکر ملک و مالک کے ایک سچے بہی خواہ ہونیکا ثبوت دیا۔ ۲۸ مہر ۱۳۳۷ف کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

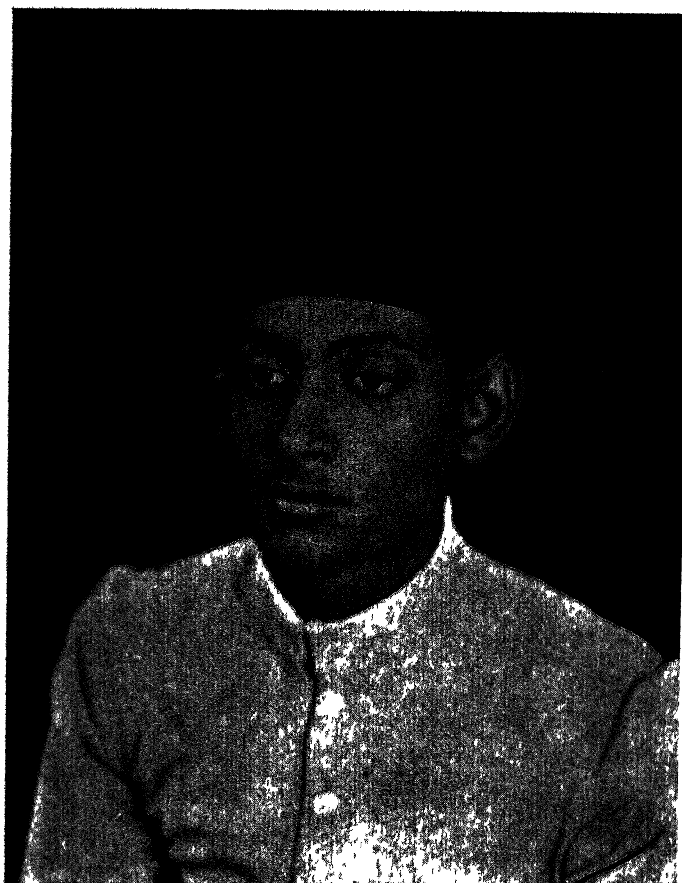
آپ کی شادی نواب محمد خلیل اللہ خاں مرحوم جاگیردار و مددگار صوبہ دار اورنگ آباد نبیرۂ نواب سالار الملک مرحوم ومغفور کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادے ہیں (۱) نواب محمد زین العابدین خاں بہادر (ہمارے صاحب تذکرہ) (۲) نواب محمد اقبال الدین خاں بہادر اور (۳) نواب محمد سالار الدین خاں بہادر نواب محمد شرف الدین خاں مرحوم پرانی روایات کے حامل، نہایت لائق وہوشیار، ذی اخلاق، شجیع وسخی سلیم الطبع، متقی اور پرہیزگار نواب تھے۔

نواب محمد زین العابدین خاں بہادر

آپ نواب محمد شرف الدین خاں مرحوم کے خلف اکبر نواب محمد غلام زین العابدین خاں مرحوم کے پوتے اور نواب محمد اکرام الدین خاں بہادر (اکرام جنگ) کے لائق بھتیجے ہیں ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ



نواب محمد اقبال الدین خان بہادر



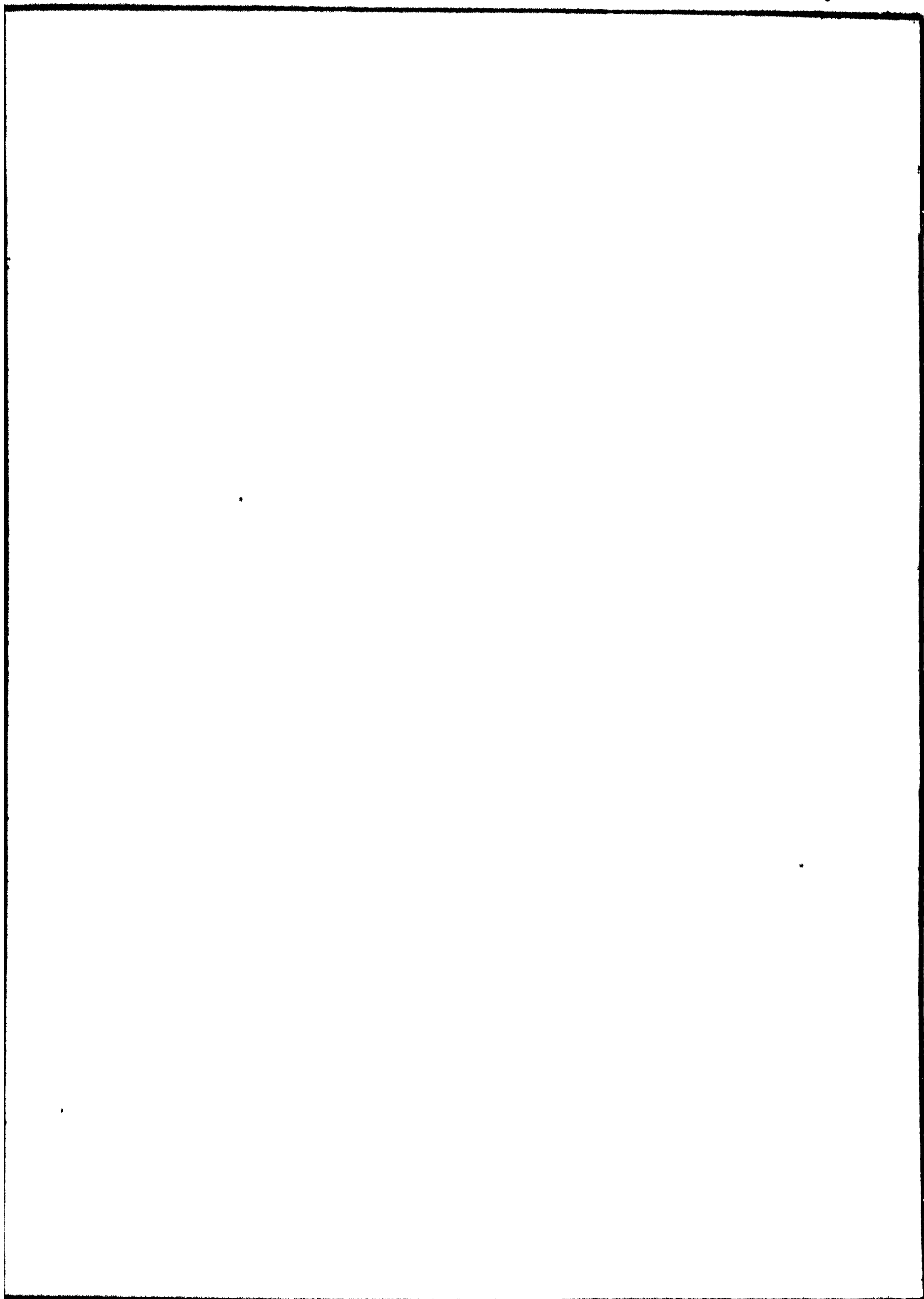
نواب محمد سالار الدین خان بہادر

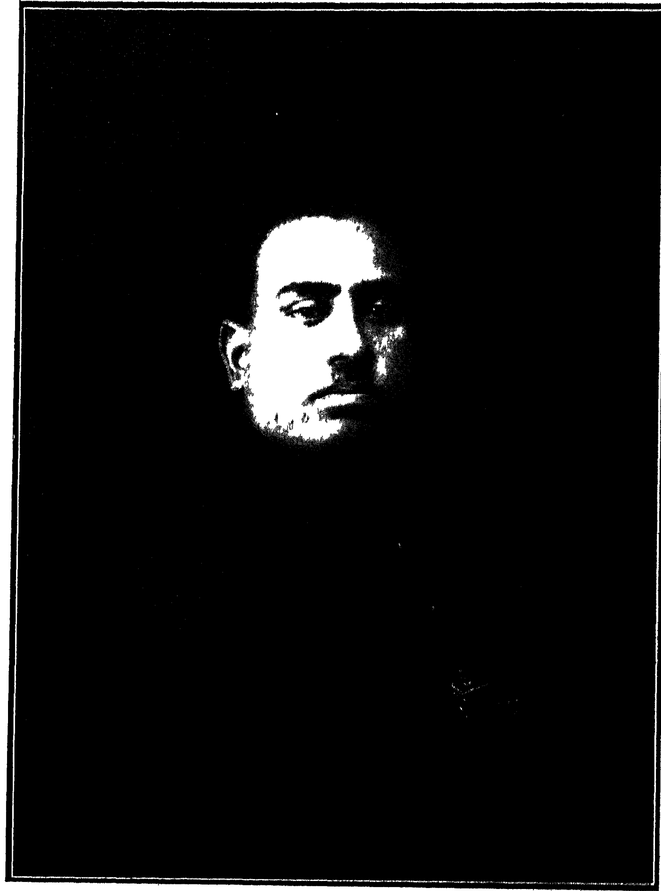
کو بلدۂ حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں پیدا ہوئے۔ ابھی نہایت کمسن تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کی تعلیم کی ابتدا سینٹ جارجس گرامر اسکول سے ہوئی۔ آپ نے سینیر کیمبرج تک تعلیم حاصل فرمائی۔ بوجہ ذہانت خداداد آپ کا تعلیمی دور نہایت خوشگوار گزرا۔ آپ ایک منکسر المزاج، خلیق اور جوان صالح نواب ہیں آپ کی شادی بتاریخ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ نواب محمد قطب الدین خان بہادر خلف نواب شہباز جنگ مرحوم کی بڑی صاحبزادی سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو فرزند (۱) نواب محمد شرف الدین خاں اور (۲) نواب محمد ظہیر الدین خاں خداوند عالم نے سرفراز فرمائے۔ نواب شرف الدین خاں کی تصویر صاحب تذکرہ کی تصویر کے ساتھ زیب دہ تذکرہ ہذا ہے۔

نواب محمد شرف الدین خان مرحوم

- نواب محمد زین العابدین خاں بہادر صاحب تذکرہ
  - نواب محمد شرف الدین خاں
  - نواب محمد ظہیر الدین خاں
- نواب محمد اقبال الدین خاں بہادر
- نواب محمد سالار الدین خاں بہادر

نوٹ تفصیلی شجرہ صفحہ ۱۳۶ پر ملاحظہ ہو۔





نواب محمد غوث خان بہادر

نواب محمد غوث خان بہادر

گو آپ کے خاندانی حالات تفصیل سے نواب محمد اکرام الدین خاں اکرام جنگ بہادر کے حالات خاندانی میں درج کئے گئے ہیں پھر بھی یہاں اجمالی طور پر اس کا ذکر کیا جاتا ہے آپ کے مورث اعلیٰ نواب محمد حسین دوست خاں ارادت جنگ، سالار الدولہ سالار الملک مرحوم حیدرآباد کے مشہور و معروف امراء سے تھے جن کا وطن مالوف مدراس تھا۔ پہلے یہ نواب سراج الدولہ والاجاہ کے امرائے دربار میں شریک اور خطاب خانی و منصب جلیلہ سے سرفراز اور مابعد بعہد نواب مغفرت منزل وارد حیدرآباد ہوکر بوساطت راجہ چندو لعل مدار المہام وقت باریاب بارگاہ سلطانی ہوے۔ اولاً خدمت تعلقداری سے سرفرازی پائے۔ ازاں بعد یکے بعد دیگرے خطابات ارادت جنگ، سالار الدولہ سالار الملک، منصب پنجہزاری، عماری، پالکی جھالر دار، علم و نقارہ و جاگیر ذات سے مفتخر و مباہی ہوے۔ چنانچہ صاحب تذکرہ گلزار آصفیہ نے ان کے حالات کو اس طرح زیب و تذکرہ کیا ہے کہ "امیری بود راست کردار، راستی پسند، رعایا پرور، آباد ان" (ملاحظہ ہو تذکرہ

مذکور الصدر جلد (۱۰) کا صفحہ (۱۹۸)

ان کی تمام اولاد اپنے اپنے زمانہ میں سلاطین وقت کے دربار میں ذی عزّت امرا سے رہ کر اپنے خاندانی روایات و وقار کو برقرار رکھا اور موروثی جاگیرات پر قابض و متصرف رہی چنانچہ ہمارے صاحب تذکرہ نواب محمد غوث خاں بہادر جاگیر کلورگی پر قابض و متصرف ہیں۔

ہمارے صاحب تذکرہ کے نانا مولوی عبدالکریم مرحوم بجواڑہ کے رئیس اعظم تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت شاہ مسافر قدس سرہ العزیز کے توسط سے حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ جو حیدرآباد آکر مناصب جلیلہ کے علاوہ بڑی بڑی خدمات مثلاً تعلقداری اور نظامت ٹپہ پر فائز و مامور رہے۔ نیز آپ کی جدّہ محترمہ قاضی مولوی میر محمود دلاور علی صاحب مرحوم شریعت پناہ بلدہ کی صاحبزادی تھیں۔ جن کا نام رحیم النسا بیگم عرف حاجی بیگم تھا جن کے فرزند یعنے صاحب تذکرہ کے والد نواب محمد حسین خاں مرحوم اور پوتے ہمارے صاحب تذکرہ ہیں قاضی میر محمد دلاور علی صاحب جاگیردار حیدرآباد اور سادات جعفری سے تھے صاحب تذکرہ کی تعلیم و تربیت حیدرآباد کے علاوہ فرنگی محل لکھنؤ اور مسلم کالج علی گڑھ میں اعلےٰ پیمانہ پر ہوئی۔ آپ ایک اچھے تعلیم یافتہ، خوش خلق اور ملنسار نواب ہیں امرا غرور و تمکنت آپ میں نام کو نہیں۔ آپ کی شادی نواب معین یار جنگ بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو ایک فرزند حق جلّ شانہ نے نیک طینت سرفراز فرمایا ہے جن کا نام محمد عماد الدین خاں ہے۔

صاحب تذکرہ کے اور دو بھائی (۱) نواب محمد علی رضا خاں اور (۲) نواب محمد حسام الدین خاں ہیں جن کی تعلیم کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

شجرۂ خاندانی

نواب محمد حسین دوست خان ارادت جنگ
سالار الدولہ سالار الملک مرحوم

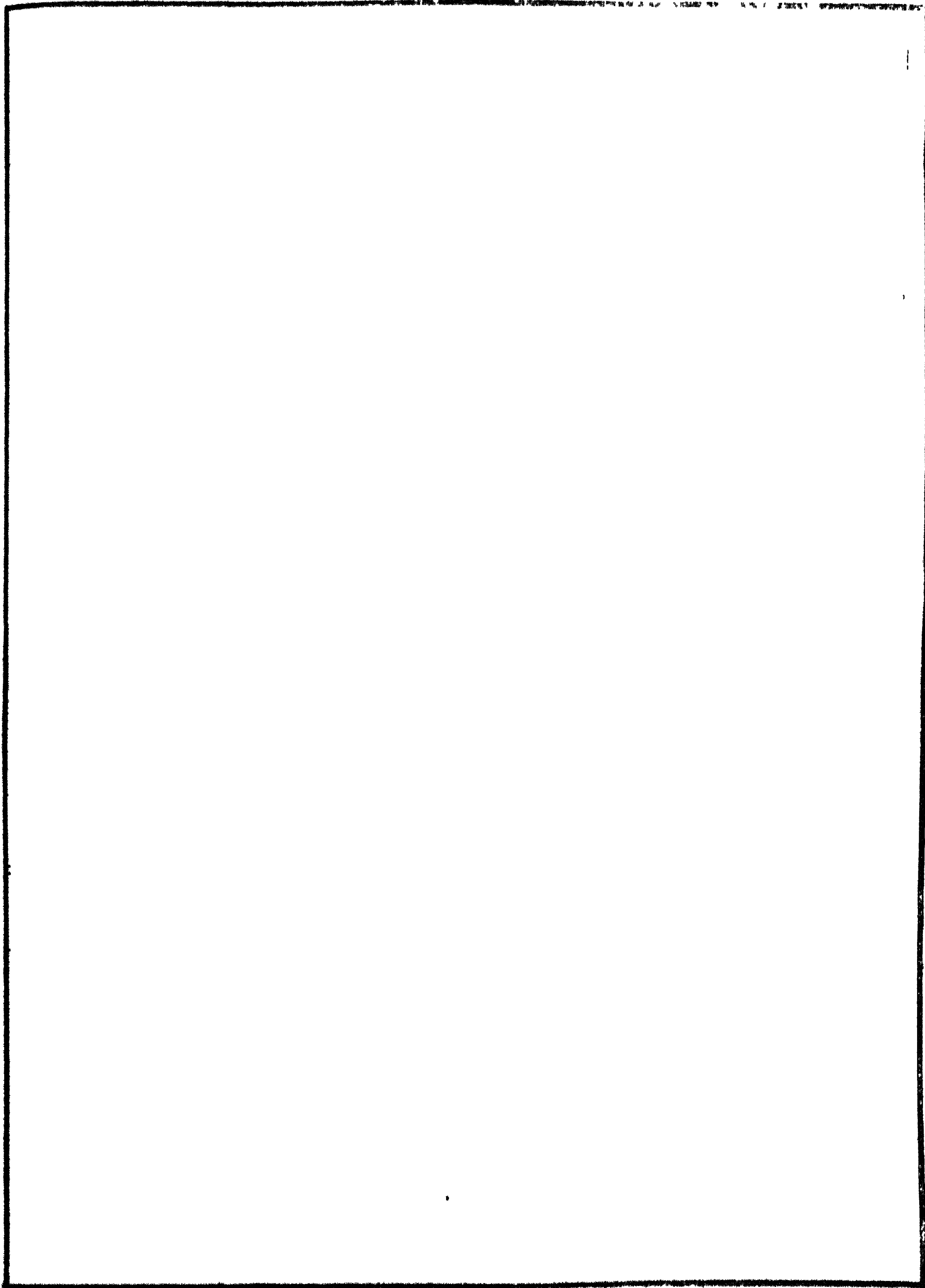
نواب شیر افگن جنگ مرحوم

نواب اعظم جنگ مرحوم

نواب محمد حسین خاں مرحوم

نواب محمد غوث خان بہادر — نواب محمد علی رضا خان بہادر — نواب محمد حسام الدین خاں بہادر

نواب محمد عماد الدین خان بہادر (ولد نواب محمد غوث خان بہادر)



راجہ کشن داس بہادر

جب نواب آصف جاہ بہادر دہلی سے نہضت افروز اورنگ آباد ہوئے تو یہ خاندان جس کا ذکر بالتفصیل آگے آئیگی ہمراہ رکاب تھا اور پھر جب نشان لشکر اورنگ آباد سے جانب حیدرآباد لہرایا تو لشکر فیروزی کے ساتھ یہ بھی حیدرآباد آیا اور اس وقت سے یہیں آباد ہے۔ راجہ چیتر بھوج داس جو اس خاندان کے مورث اعلی تھے برہم اکشتری قوم سے تھے نواب نظام علیخان بہادر ثانی کے عہد میں سربرآوردہ درباری اور اپنی وفاداری و شہرت کی وجہ دربار میں بڑی عزت رکھتے تھے مرشدزادہ نواب آصف جاہ بہادر کے مشیر بھی مقرر ہوئے آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ راجہ جے شنکر داس اپنی قابلیت کی وجہ محکمۂ کروڑگیری کے کمشنر مقرر ہوئے مناصب و جاگیر سے سرفراز تھے راجہ چندو لعل مدارالمہام وقت کے پاس آمد و رفت تھی۔ یہ امر نواب مبارزالدولہ بہادر کو ناگوار خاطر ہوا۔ ایک معمولی بات پر نواب صاحب ممدوح الشان کے غیض و غضب کا شکار ہوئے اور قتل کردئیے گئے نواب نظام علیخان بہادر ثانی نے آپکے فرزند راجہ مکٹ رام اول (جو بالکل نوجوان تھے) کو عہدہ کمشنر کروڑگیری پر مامور فرمایا۔ بعد ازاں پائیگاہ شمس الامراء میں دیوانی کی خدمت پر

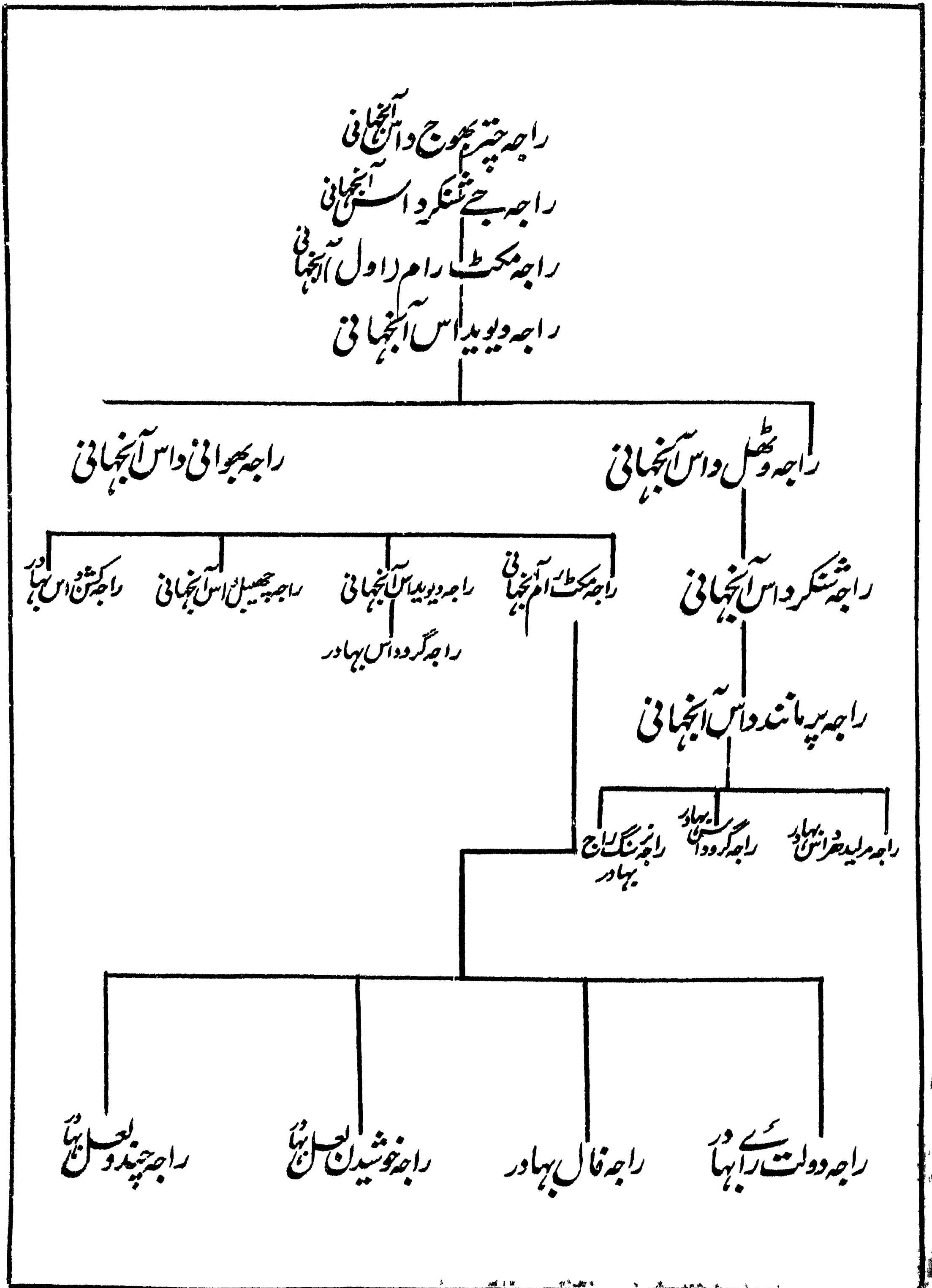
مامور کیا گیا راجہ مکٹ رام اول کی وفات کے بعد راجہ دیویداس قابض جاگیرات ہوئے اور ان کی وفات کے بعد جاگیرات آپ کے دونوں فرزند راجہ وٹھل داس و راجہ بھوانی داس کے قبضہ میں یکے بعد دیگرے رہے ۱۲۸۴ھ میں جاگیرات کے اسناد ہر دو فرزندان کے نام جاری ہوئے۔ اب یہاں سے اس خاندان کی دو شاخیں ہوگئیں من بعد ۱۳۲۳ھ میں بذریعہ فرمان مبارک ان جاگیرات کو ذات جاگیر قرار دیا گیا۔ (۱) راجہ وٹھل داس جاگیردار اور پائیگاہ آسمانجاہی میں ناظم محاصل بھی تھے اون کی وفات ۱۳۰۰ھ میں ہوئی اور ان کی وراثت اون کے فرزند راجہ شنکر داس کے نام ہوئی جن کی صغیر سنی کے زمانہ میں جاگیرات کی نگرانی آپ کے چچا راجہ بھوانی داس نے کی اور بعد میں وہ خود اپنے جاگیرات کا انتظام نہایت خوش سلیقگی سے کئے۔ اور راجہ شنکر داس کی وفات کے بعد جاگیرات کلور وغیرہ کے اسناد ان کے فرزند راجہ پرمانند اس کے نام جاری ہوئے جو جاگیرات کا انتظام نہایت عمدگی سے فرماکر آخر لام راہی آنجہاں ہوئے راجہ صاحب آنجہانی اپنی اعلیٰ قابلیت وحسن انتظام کی وجہ فرائض خدمت مفوضہ بہ حسن خوبی انجام دیئے۔ افسران اعلے نے آپ کے خدمات سے خوش ہوکر آپ کی عمدہ کارگزاری کا اعتراف کیا جس کی بناء پر سرکار عالی سے آپ کا انتخاب ضلع بشیر آباد (علاقہ پائیگاہ) میں کارہائے قحط کی انجام دہی کے لئے بہ ترقی عمل میں لایا گیا۔ آپ علاقہ صرف خاص مبارک میں سررشتہ (مرد امیان) کے سررشتہ دار بھی تھے اور مجلس جاگیرداران کے رکن انتظامی بھی راجہ پرمانند اس کے تین فرزند ارجمند ہیں جو اپنے پدر بزرگوار کے سایہ عاطفت میں اعلےٰ تعلیم حاصل کئے خلف اکبر راجہ مرلیدھر داس سینئر کیمبرج میں ممتاز کامیابی و تمغہ حاصل کئے اب وہ زراعت کی اعلیٰ تعلیم انگلستان سے حاصل کر کے اپنی جاگیر میں زراعت کر رہے ہیں۔ راجہ گرو داس و راجہ نرسنگ راج عثمانیہ اور نظام کالج میں زیر تعلیم ہیں (۲) اس خاندان کی دوسری شاخ میں

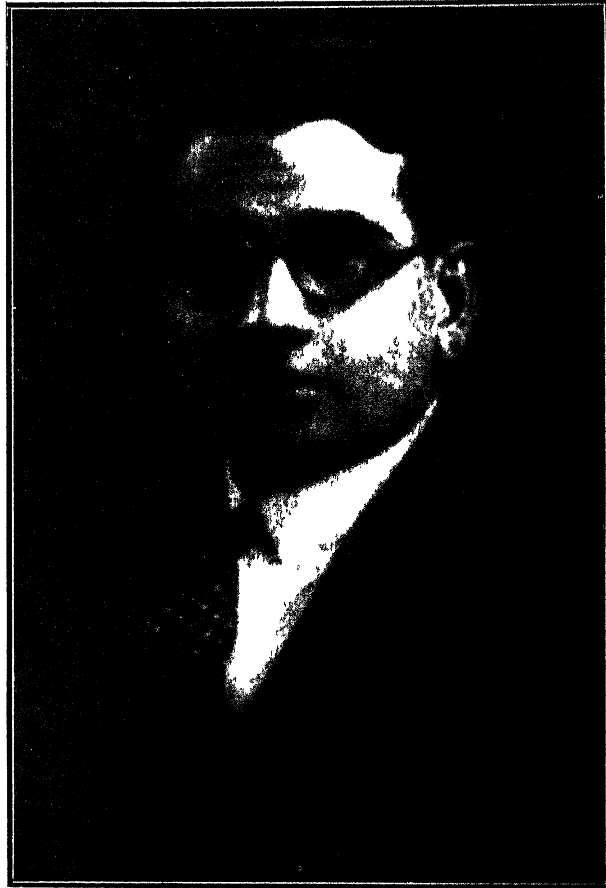
راجہ دیویداس کے فرزند دوم راجہ بھوانی داس ہیں پائیگاہ آسمانجاہی میں آپ کے خدمات قابل قدر رہے ہیں۔ پہلے پائیگاہ کے ناظم مخارج رہے اور بعد پائیگاہ کی مجلس انتظامی کے رکن مقرر ہوے۔ آپ ہمدردبنی نوع انسان تھے اپنی استعداد و قابلیت اور ہردلعزیزی کے باعث اچھے کارگزار اور مشہور عہدہ داروں میں شمار ہوے آپ کے چار فرزند (۱) راجہ مکٹ رام (۲) راجہ دیویداس (۳) راجہ جنبل داس (۴) راجہ کشن داس ہیں اپنے والد کی وفات کے بعد راجہ مکٹ رام قابض و منتظم جاگیرات ہوے تادم زیست پائیگاہ آسمانجاہی میں نظامت مخارج کی خدمت وقت یاداری و وفاداری سے انجام دی اپنی کمسنی کے باوجود جاگیرات کا عمدہ انتظام کیا ۱۳۲۸ف میں آپ کا انتقال عین عالم جوانی میں ہوگیا آپ کے چار فرزند (۱) راجہ دولت رائے (۲) راجہ فال بہادر (۳) راجہ خوشیدن لعل (۴) راجہ چندو لعل ہیں فرزند اکبر راجہ دولت رائے ولایت سے سررشتہ جنگلات کی اعلےٰ ڈگری حاصل کر کے سرکار عالی میں مددگاری جنگلات کے عہدہ پر ممتاز ہوے۔ فرزند دوم راجہ فال بہادر یم۔ بی۔ بی یس کی جماعت سال پنجم میں کامیابی حاصل کر کے عثمانیہ دواخانہ میں کارگزار ہیں۔ راجہ خوشیدن لعل اور راجہ چندو لعل کالج میں زیر تعلیم ہیں راجہ بھوانی داس کے فرزند دوم راجہ دیویداس نے بھی عین عالم جوانی میں رحلت فرمائی آپ کے اکلوتے فرزند راجہ گرو داس ہیں یہ اپنے والد کے انتقال کے وقت (۹) مہینے کے تھے ۹ جنوری ۱۹۰۶ء میں آپ کی ولادت ہوئی عہد طفولیت سے آپ اپنے محترم نانا راجہ تیج رائے آنجہانی سابق میر مجلس مجلس انتظامی پائیگاہ سرآسمانجاہ کے زیر سایہ تعلیم پائی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مفید الانام اور مدرسہ عالیہ میں میٹرک تک تعلیم پائی۔ جامعہ عثمانیہ میں گراجویٹ ہو کر آپ ایل۔ ایل۔ بی کی اعلےٰ ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ راجہ تیج رائے اپنی قوم کے سربرآوردہ رکن اور بڑی خوبیوں کے انسان تھے نواسہ کو اپنی شفقت کی گود میں مثل اپنی اولاد کے پالا اور اعلےٰ تعلیم کی تکمیل کے لئے

ولایت بھیجنے کا قصد رکھتے تھے لیکن عمر نے وفا نہ کی آپ جاگیردار ہونیکے علاوہ پائیگاہ آسمانجاہی کے سررشتہ دار بھی ہیں جوان صالح اور اپنے نانا کے تمام اوصاف ورثہ میں پائے ہیں قومی خدمات سے خاص شغف اور انجمن طیلسانین کے نائب صدر ہیں مجلس جاگیرداران کے شریک معتمد او ربنک جاگیرداران کے رکن انتظامی بھی ہیں۔

راجہ چھبیل داس آنجہانی راجہ بھوانی داس کے فرزند سوم تھے اپنے محترم بھائی راجہ مکٹ رام کی وفات کے بعد بوجہ صغیر سنی راجہ دولت رائے صاحب منتخب سرکار سے جاگیرات کا انتظام کرنے کے لئے مقرر ہوئے ۲۴ آذر ۱۳۴۶ف یعنے ۱۲ شعبان ۱۳۵۵ھ روز پنجشنبہ کو یکایک قلب کی حرکت بند ہونے سے انتقال ہوگیا۔ آپ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے جاگیرات کی اعلےٰ نگرانی فرماتے تھے آپ پائیگاہ آسمانجاہی میں ناظم مخارج بھی تھے۔

راجہ کشن داس بہادر۔ راجہ بھوانی داس کے فرزند چہارم ہیں صلح کل پالیسی رکھتے ہیں اور ہر لعزیز ہیں ملک کی فلاح و بہبود اور اصلاح قوم کا کام آپ کا خاص نصب العین ہے۔ اسی خاطر سے آپ نے ملازمت سرکاری پیشکش کو قبول کرنے سے انکار فرمایا جملہ جاگیرات شاخ دوم کے انتظام کا تفصیلی کام آپ کی راست نگرانی میں ہے آپ بہت سی اعزازی خدمات کی ذمہ داریوں کے حامل ہیں نیز قومی انجمن ہائے امداد باہمی کا قابل ستایش کام آپ کی عمدہ سرپرستی کا مظہر ہے مجلس و بنک جاگیرداران سلطنت آصفیہ کے ایک سربرآوردہ ممبر خازن و محاسب بھی ہیں مجلس بلدیہ میں اعزازی میر محلہ کثرت آرا سے منتخب ہوئے لیکن اپنی دیگر کثیر مصروفیتوں کے باعث دوسرے سال اس عہدہ سے دست کش ہوگئے اب بلدیہ بنک کی معتمدی کا قرعہ آپ کے نام نامی پر پڑا ہے۔ بہر حال رفاہی کام خصوصاً انجمن ہائے امداد باہمی کے کاروبار میں خاص شغف رکھتے ہیں۔


راجہ چتربھوج داس آنجہانی
راجہ جے شنکرداس آنجہانی
راجہ مکٹ رام راول آنجہانی
راجہ دیویداس آنجہانی
راجہ وٹھل داس آنجہانی
راجہ بھوانی داس آنجہانی
راجہ شنکرداس آنجہانی
راجہ مکٹ رام آنجہانی
راجہ دیویداس آنجہانی
راجہ چھبیل داس آنجہانی
راجہ کشن داس بہادر
راجہ گرو داس بہادر
راجہ پرمانند داس آنجہانی
راجہ مرلیدھر داس بہادر
راجہ گرو داس بہادر
راجہ سنگ راج بہادر
راجہ دولت رائے بہادر
راجہ فال بہادر
راجہ خورشید لعل بہادر
راجہ چندو لعل بہادر



راجہ سرینواس راؤ بہادر

راجہ سرینواس راؤ بہادر

آپ حیدرآباد دکن کے ایک قدیم اور مشہور و معروف خاندان کے رکن اور اعلےٰ تعلیم یافتہ راجہ ہیں یہاں ہم آپ کے تذکرہ کا آغاز آپ کے مورث اعلیٰ رامنا پنڈت سے کرتے ہیں۔

رامنا پنڈت آنجہانی بعہد حکومت نواب سکندر جاہ اندور سے وارد دکن ہو کر حیدرآباد و گلبرگہ شریف میں مقیم ہوے اور اپنی یادگار اپنے ایک فرزند کرشناجی نائک کو اس دنیائے ناپائیدار میں چھوڑ کر راہی آنجہانی ہوے۔

کرشناجی نائک آنجہانی سلطنت ابد مدت حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں بہت بڑی بڑی خدمات پر مامور و کارگزار رہے حتی اینکہ آپ کا شمار عہد حکومت نواب ناصر الدولہ مرحوم میں نظام گورنمنٹ کے قابل اعتماد عہدہ داروں میں کیا جانے لگا۔ آپ کے جاگیرات ضلع محبوب نگر میں دس ہزار روپیہ سالانہ محاصل کے تھے آپکے روابط و تعلقات بڑے بڑے سیاسی اور سوشیل حلقوں میں تھے۔ آپ نہایت

ملنسار، ہردلعزیز، صاحب فہم و فراست، ملک کے بہی خواہ اور مالک کے جان نثار راجہ تھے۔ آپ نے ۱۸۵۶ء میں اپنی یادگار ایک فرزند راجہ سر نواس راؤ بہادر کاروان (ہمارے صاحب تذکرہ کے جد امجد) کو چھوڑ کر آنجہاں کی راہ لی۔

راجہ سر نواس راؤ آنجہانی

گزشتہ صدی کے وسط میں تولد ہوئے۔ آپ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ راجہ اور اپنی قابلیت و لیاقت ذاتی کے باعث اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر مامور و کارگزار رہے۔ ابتداً آپ بحیثیت مددگار فوج سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور اس خدمت کے علاوہ ۱۸۵۱ء میں نواب مقدم جنگ مرحوم جاگیردار کی جاگیرات اور خانگی کاروبار کی نگہداشت کے لئے مہتمم مقرر ہوئے از اں بعد ۱۸۸۳ء میں آپ کا تقرر سکمہ کمیٹی کی رکنیت پر عمل میں آیا۔ ۱۸۸۴ء میں آپ مہتمم خزانہ عامرہ اور ۱۸۸۵ء میں اسٹیٹ راجہ کندہ سامی آنجہانی کے ٹرسٹی مقرر کئے گئے اور راجہ رائے رایان کی جاگیرات کا انتظام بھی عارضی طور پر آپ ہی کے تفویض ہوا۔ اور بعہد وزارت نواب سر آسمانجاہ مرحوم ۱۸۸۸ء میں آپ کا تقرر تعلقداری ضلع نلگنڈہ پر ہوا اور ۱۸۸۹ء میں جب کہ آپ کی عمر ۳۹ سال کی تھی سرکار نظام سے آپ کی ان قابل قدر خدمات کے اعتراف میں آپ کو موروثی خطاب "راجہ" عطا ہوا۔ اور ۱۹۰۵ء میں آپ نے ایک فرزند راجہ کشن راؤ جو ایک تعلیم یافتہ قابل قدر فرد تھے) کو چھوڑ کر اس جہاں سے کوچ کیا لیکن افسوس کہ انھوں نے بھی ۱۹۰۰ء میں بعمر ۲۱ سال اس دار ناپائیدار کو خیرباد کہا۔ اس کے بارہ سال بعد ان کی بیوہ رانی رکمنی بائی صاحبہ دختر راجہ رائے رایان آنجہانی نے ہمارے صاحب تذکرہ (جن کا نام اس وقت شنکر راؤ تھا) کو متبنیٰ لیکر اپنے خسر آنجہانی یعنے سر نواس راؤ کے نام سے موسوم کیا۔ راجہ سر نواس راؤ بہادر کا حیدرآباد کے رؤساء اہل ہنود میں شمار جس طرح خاندانی

نقطہ نظر سے اعلےٰ خاندان میں ہے اسیطرح ادبی اور اخلاقی نقطہ نظر سے بھی آپ قابل قدر ہیں
آپ ایک نوجوان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ راجہ ہیں اور علم و ہنر کے بیحد شوقین و دلدادہ ہیں چنانچہ آپ نے
اپنے تمام آرام و آسایش کو ترک کر کے یورپ جاکر اعلےٰ تعلیم حاصل فرمائی ہے آپ جیسی
ہستیاں اہل ہنود کی حد تک مملکت حیدرآباد میں بہت کم ہیں۔ یورپ میں رہ کر تعلیم حاصل
کرنے سے ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کے توقعات ہیں پروردگار عالم نے آپ کو ہر قسم
کا ذریعہ معاش عطا فرمایا ہے۔ آپ کے لئے قابل قدر کوئی چیز ہے تو قومی ہمدردی، تعلیم، تمدن
اور رسم و رواج میں خاطر خواہ ترقی روبعمل لائے جانا ہے۔ آپ راجہ کازروان پیرنواس
راؤ بہادر کے خاندان سے ہیں۔ آپ کی پیدایش کلمڈی ضلع بیجاپور میں ۲؍ دسمبر ۱۹۱۷ء
کو ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم گورنمنٹ اسکول بیجاپور میں ہوئی اور ۱۹۲۱ء میں بمبئی میٹرک
میں کامیابی کے بعد دکن کالج پونہ میں آپ نے شرکت فرمائی اور امتحان بی اے میں
معاشیات و سیاسیات کے ساتھ آنرس میں کامیابی حاصل فرمائی اور ۱۹۲۷ء میں قانون انڈین
فینانس اور بنکنگ کی تحصیل کے لئے انگلستان روانہ ہوئے۔ قانون کی تحصیل کے لئے
مڈل ٹمپل (لندن) میں شریک ہوئے اور ۱۹۳۱ء میں آپ نے امتحان بارسٹری میں
کامیابی حاصل فرمائی۔

آپ کو علم ادب و موسیقی سے بڑی دلچسپی ہے۔ آپ نے بہ زمانہ تعلیم بھی سوشیل
کاموں میں گہری دلچسپی لی ہے خصوصاً کرناٹک فرقہ کی ترقی کے لئے آپ نے بیش بہا
امداد فرمائی ہے۔ آپ کرناٹک سانگھا حیدرآباد کے صدرنشین ہیں۔ یہ انجمن قدیم زبان
کرناٹک کو زندہ زبان بنانے کی کوشاں ہے۔ آپکی بیش بہا دستگیری اور ہمدردی سے کرناٹک فرقہ کے جذبات میں روز افزوں ترقی
ہو رہی ہے ملک اور قومی دلچسپیوں کے باعث منجانب گورنمنٹ آپ اس وقت رکن محکمہ بلدیہ حیدرآباد ہیں۔ اعلیٰ خاندانی جاگیردار

ہونے کی حیثیت سے آپ اہل ہنود میں پہلے بارسٹر ہیں جو عملی طور پر پریکٹس فرماتے اور میدان وکالت میں اس وقت گامزن ہیں۔

راما پنڈت آنجہانی

|

کرشناجی نائک آنجہانی

|

راجہ سرینواس راؤ بہادر کاروان آنجہانی

|

راجہ کشن راؤ آنجہانی

|

فرزند متبنیٰ

راجہ سرینواس راؤ بہادر

نواب محمد ولی داد خان بہادر مندوزئی

شہر غزنی میں ملک میرن خان ایک بڑے قبیلہ کے سرافسر صاحب خطاب (ملک) تھے یہ وہ زمانہ تھا جب کہ غزنی کا پھریرہ عرب۔ ایران۔ ہند۔ ترکی وغیرہ میں ہر سمت لہرا رہا تھا۔ ہند میں آپ کی آمد فرید خاں شیر شاہ سوری بن حسن خاں کے ساتھ ہوئی افغانی یادگار قلعہ مندوگڈہ ہنوز وسط ہند میں موجود ہے جو ایک ریاست کا جزو ہے یہ شجرہ اسی شجر (ملک) کا سدا بہار ثمر مجموعہ ہے جس کی باردار شاخیں اسلامی کارروانوں کی سربراہی و رہنمائی میں سایہ فگن اور تا قیام زمان ثمر انداز رہیں گی۔ اس سلسلہ کی مختلف شاخیں اقطاع ہند میں پھیلیں۔ یہاں مختصر طور پر صرف اون چھ پشتوں کا سلسلہ جن کی جان نثاری سلطنت آصفیہ سے وابستہ رہی ہے درج کیا جاتا ہے۔

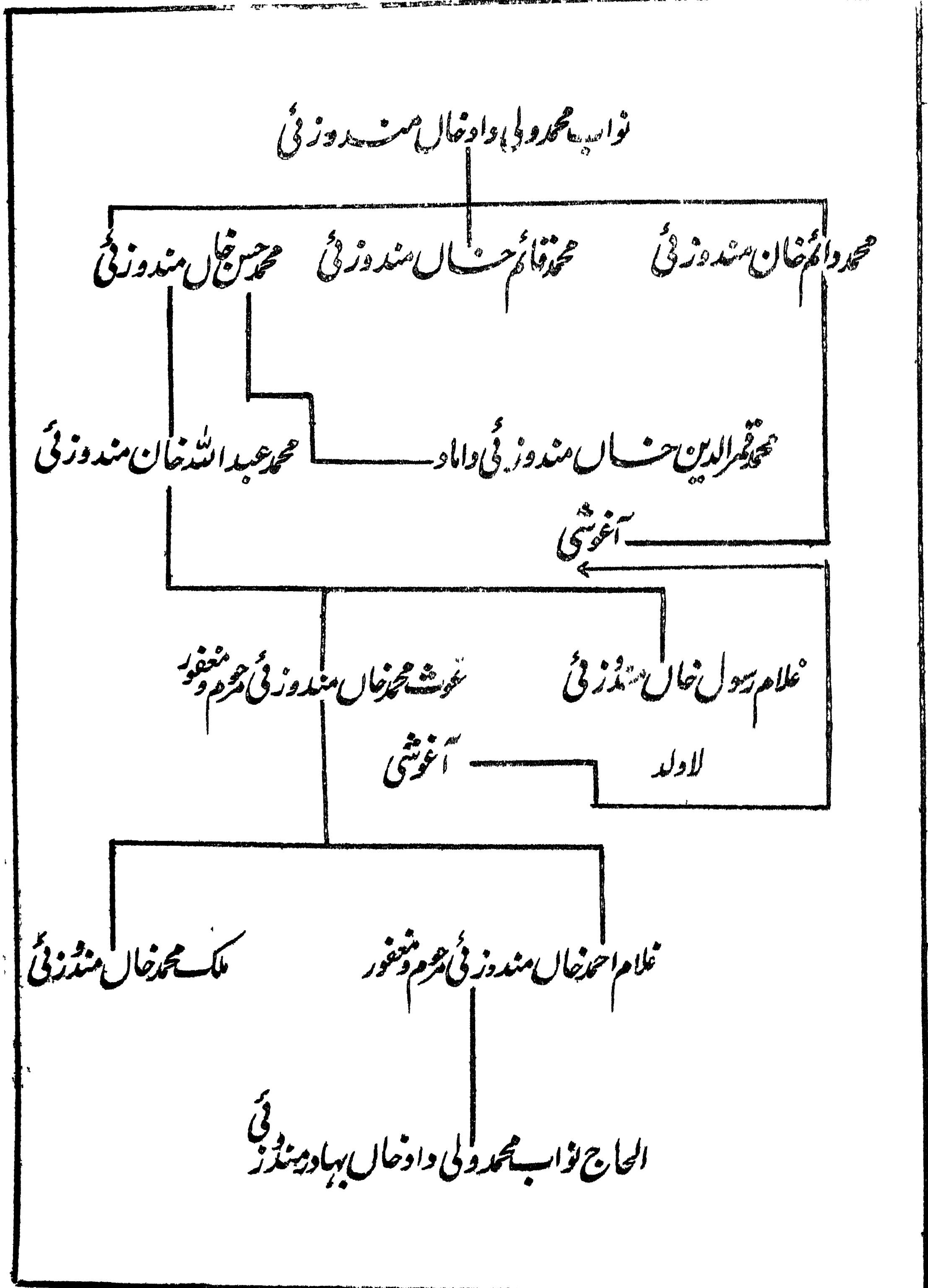
مورث اعلیٰ

محمد ولی داد خاں مندوزئی کے تین فرزند تھے محمد دائم خان مندوزئی و محمد قائم خان مندوزئی و محمد حسن خان مندوزئی۔ محمد دائم خان مندوزئی اپنے وقت کے

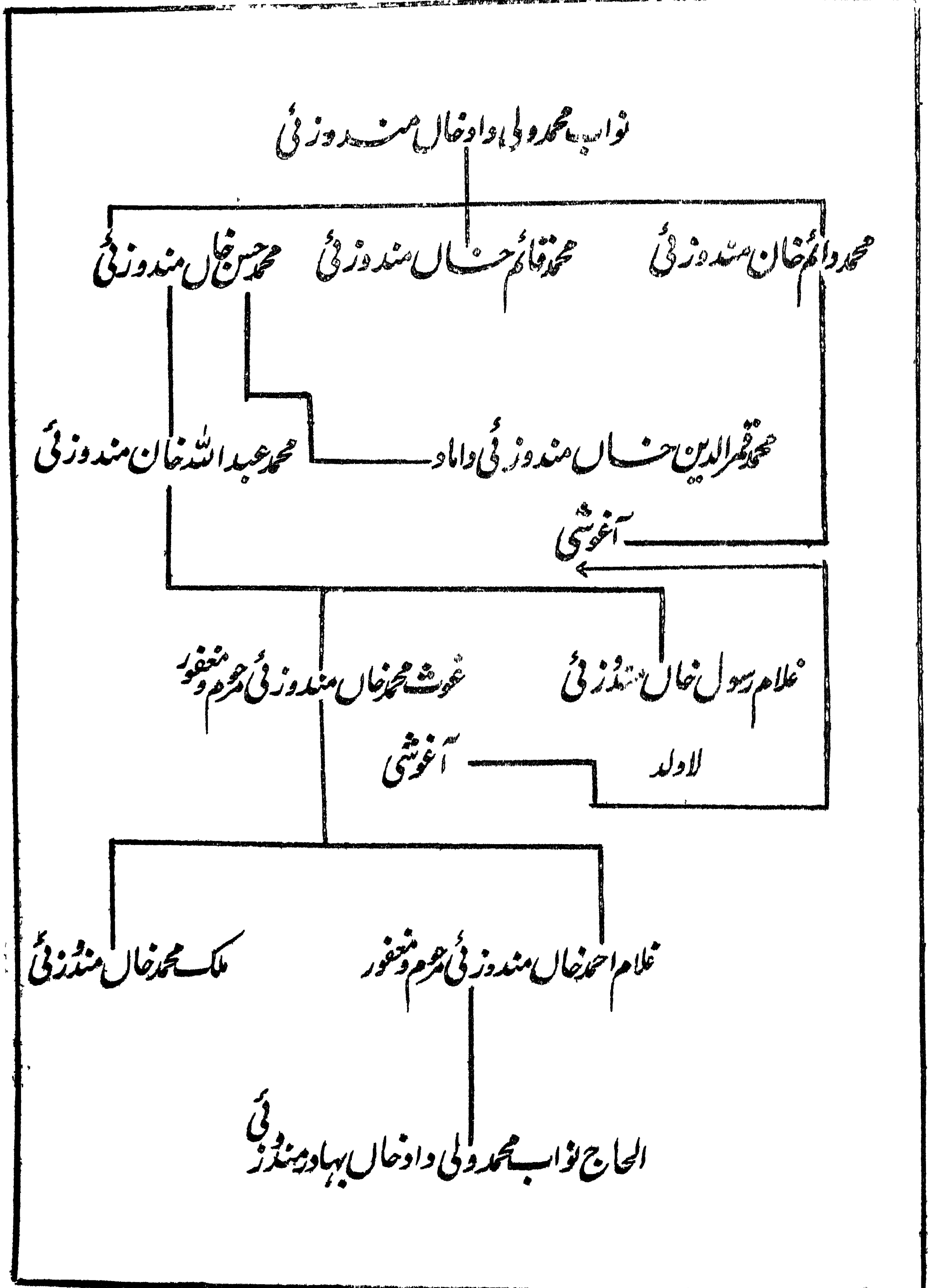
بڑے جلیل القدر اور با اثر سردار تھے۔ ریاست کی اکثر و بیشتر شورشوں میں آپ سے امداد لی جاتی تھی۔ ان شورشوں کے مٹانے میں آپ نے اپنی جان تک دینے میں دریغ نہ کی۔ آپ لاولد تھے اِس لئے اپنے برادر زادہ محمد قمرالدین خاں مندوزئی کو آغوشی میں لیا تھا۔ محمد قایم خان مندوزئی آپ مقرب بارگاہ سلطانی تھے جملہ لوازم فوج ومناصب سے سرفراز ملک اور مالک کی خدمات میں اپنی جان عزیز نثار کردی یعنی معرکہ کھرڈلہ میں بہ ہمراہی نواب میر نظام علیخان بہادر غفران مآب داد مردانگی کے ساتھ آبرو شہادت پائی۔

محمد حسن خان مندوزئی مرحوم بڑی آن بان اور شان وشوکت کے مالک تھے موروثی ثروت کے علاوہ صاحب آوردہ تھے منصب ہفت ہزاری سے سرفراز اور تعلقات۔ انبٹر۔ سیونہ۔ پاتھری۔ پھولری۔ بیجاپور۔ اکوٹ وغیرہ مدتوں آپکے زیر انتظام رہے حکومت وقت آپ کی بہادری حسن تدبیر اور انتظامی قابلیت کی ہمیشہ معترف رہی۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ ان میں محمد عبداللہ خاں مندوزئی یہاں قابل تذکرہ ہیں۔ اعزاز فوجی ومنصب موروثی کے علاوہ تعلقات کوڑنگل۔ بھوکردن ماتک گڈہ وغیرہ آپکے تفویض تھے۔ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت ۱۲۴۵ھ میں آپ نے ذاتی مبلغ چار لاکھ روپیہ داخل سرکار کئے تھے۔ اس کے صلہ میں حکومت نے آپ کو فوجی سواران واتباع زیان ولوازمہ زنجیر فیل وغیرہ سے تاقیام اولاد واحفاد سرفراز فرمایا۔ آپ کے دو فرزند تھے غلام رسول خاں مندوزئی وغوث محمد خاں مندوزئی کو محمد قمرالدین خاں مندوزئی نے آغوشی میں لیا تھا۔ محمد قمرالدین خاں مندوزئی محمد قائم خاں مندوزئی کے فرزند اور محمد حسن خاں مندوزئی کے داماد تھے۔ مراتب عالیہ قدیمہ کے علاوہ اعلیٰ خدمات وجاگیرات سے بھی مفتخر رہے ہیں ضلع بندی سے قبل آپ بہ عہدہ تعلقداری نلگنڈہ سرفراز تھے ۱۲۶۲ھ

میں پرگنہ جٹ پول وغیرہ کا بھی یہی خاندان صاحب سند رہا آپ ہی نے مشہور ومعروف ہیرۂ کلاں علاقہ مفوضہ سے برآمد کیا کر پیشگاہ سرکار میں گذرانا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ہیرا ایک بار برآمد ہو کر نہ معلوم کس طرح پھر دفن ہو گیا تھا عرصہ دراز کے بعد ایک دہقانی کے گھر میں تعمیر کے وقت بچوں کے ہاتھ لگا مدتوں ان بچوں کا کھلونہ بنا رہا۔ اتفاقاً ایک زرگر کی اوس پر نظر پڑ گئی۔ بچوں کو پھسلا منا کر ہتیا لینا چاہا مگر معاملہ بڑوں تک جا پہنچا۔ بالآخر کافی معاوضہ کے بدلے اس پتھر کا ایک ٹکڑا دینا طے پایا۔ بمشکل پتھر توڑا گیا مختلف ریزے زرگر کو دئے گئے بڑا حصہ اوسی دہقانی کے قبضہ میں رہا جب ریزے فروخت ہونے باہر نکلے تو اون کی قیمت کے تعین میں بصر جوہری غور کرنے لگے۔ بات پھوٹی چرچہ عام ہو گیا۔ زمیندار علاقہ جٹ پول تک خبر جا پہونچی۔ اور اس نے دہقانی کو ڈرا دھمکا کر پتھر کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ شدہ شدہ یہ سارا قصہ محمد قمر الدین خاں مندوزئی تعلقدار ضلع نلگنڈہ کو سننے جا سنایا آپ بلحاظ تعلق علاقہ وعہدہ فوراً موقع پر پہونچے اور ۱۲۴۵ھ میں بہ حکمت عملی اس پتھر کو حاصل کر کے پیشگاہ سرکار دولتمدار آصفیہ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل میں بکمال عقیدت نذر کے ساتھ پیش فرما دیا اس وفاشعاری کے خاص صلہ میں حضرت غفران منزل نے براحم وکرام خسروانہ نو مواضع ومزرعہ جاگیر معافی چوتھہ وکلالی بہ جمع کامل بنام ذات جاگیر آپ کو سرفراز فرمایا تواریخ سے واضح ہے کہ پتھر اصل حالت میں گیارہ تولہ اور بوقت پیشکشی ۸ تولہ ۸ ماشہ تھا غرض آپ کی وفاشعاری مسلمہ ہے۔ آپ نے ۱۲۶۳ھ میں حکومت کو (بلا سود) کی نقد مالی مددوی تھی آپ کو تعمیری امور سے خاص شغف تھا۔ باغ وگنبد یادگار ہیں رحم دل صاحب دولت خدا ترس کار حسنات آپ کے اوصاف خاص رہے جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔


نواب محمد ولی داد خاں مندوزئی
محمد دائم خان مندوزئی
محمد قائم خاں مندوزئی
محمد حسن خاں مندوزئی
محمد قمر الدین خاں مندوزئی داماد
محمد عبداللہ خان مندوزئی
آغوشی
غلام رسول خاں مندوزئی
غوث محمد خاں مندوزئی مرحوم و مغفور
لاولد
آغوشی
غلام احمد خاں مندوزئی مرحوم و مغفور
ملک محمد خاں مندوزئی
الحاج نواب محمد ولی داد خاں بہادر مندوزئی

آپ کی رحلت کے بعد غوث محمد خان مندوزئی جاگیرداری و جمعداری سے سرفراز ہوئے خیرخواہی سرکار آصفیہ میں آپ کے خدمات ہمیشہ نمایاں اور مورد الطاف و عنایات خسروانہ رہے آپ کے دو فرزند تھے غلام احمد خاں مندوزئی و ملک محمد خاں مندوزئی۔ آخر الذکر لاولد فوت ہوئے۔ غلام احمد خاں مندوزئی ساری جائداد موروثی کے علاوہ جاگیرات جمعداری سے بھی ممتاز ہوئے۔ دربار شاہی و اعیان ریاست میں عزت تام نیکی اور نیک نامی کے ساتھ بسر کی آپ کے بعد آپ کے اکلوتے فرزند محمد ولی داد خان مندوزئی وارث ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو ہوئی۔ جاگیرات و جمعداری سے بالطاف شاہانہ سرفراز ہو کر بفضلہ تعالیٰ اپنے اسٹیٹ میں بکمال دانشمندی کارفرما ہیں۔ حج و زیارات سے مشرف ہو آئے ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے بہ سرپرستی والدین قابل اساتذہ مامور تھے۔ انگریزی کی تعلیم مدرسہ مفید الانام و نظام کالج میں ہوئی۔ امتحان عہدہ داران مال کے بعض مضامین میں بھی کامیاب ہیں۔ فن سپاہ گری اور ورزشی کھیلوں میں آپ خاص مشہور ہیں مختلف شیلڈ اور کپ حاصل کئے ہیں۔ فیاضانہ عمل آپ کا خاندانی وصف ہے اس وقت آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادی صاحبہ اور دو فرزند محمد وحید داد خان مندوزئی و محمد وود داد خاں مندوزئی ہیں بڑے فرزند کی تصویر زینت آغوشی معزز صاحب تذکرہ ہے۔


نواب محمد ولی داد خاں مندوزئی
محمد دائم خان مندوزئی
محمد قائم خان مندوزئی
محمد حسن خاں مندوزئی
محمد قمر الدین خان مندوزئی داماد
محمد عبد اللہ خان مندوزئی
آغوشی
غلام رسول خاں مندوزئی
غوث محمد خاں مندوزئی مرحوم و مغفور
لاولد
آغوشی
غلام احمد خاں مندوزئی مرحوم و مغفور
ملک محمد خاں مندوزئی
الحاج نواب محمد ولی داد خاں بہادر مندوزئی

راجہ بنایک راج بہادر آصفجاہی

راجہ بنایک راج بہادر خاندان مشترکہ راجہ راجہان راجہ شیو راج دھرم ونت بہادر آنجہانی کے رکن اور قرابت میں راجہ صاحب آنجہانی کے برادر عمزاد ہیں۔ آپ کے مورث اعلےٰ راجہ ساگر مل ہمراہ رکاب حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر دہلی سے دکن آکر مناصب و جاگیرات سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس وجہ سے آپ کے خاندان میں اپنے نام کے ساتھ آصف جاہی لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ راجہ ساگر مل کے فرزند راجہ درگا داس تھے جو خدمات جلیلہ پر سرفراز ہوے اور ان کے بعد اون کے فرزند راجہ خوشحال چند بہادر خدمات و جاگیرات موروثی کے علاوہ مناصب و جاگیرات و خدمات جلیلہ سے مفتخر و ممتاز ہوے چنانچہ خدمت قانون گوئی بھی آپ ہی کی درخواست پر آپ کے فرزندوں کے نام اجرا ہوئی۔ راجہ خوشحال چند کے چار فرزند راجہ اوجاگیر چند رائے بہادر راجہ رام پرشاد لالہ بہادر۔ راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر۔ راجہ اگنی پرشاد پرتاب بہادر تھے تفصیلی حالات راجہ شیو راج دھرم ونت آنجہانی کے تذکرہ میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو

یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ اول باب اول امرائے عظام صفحہ (۱۱۱) مولفہ صمصام شیرازی

راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر نہایت ذی مروّت اور خلیق راجہ تھے آپ اپنے بھائی راجہ رام پرشاد لالہ بہادر والی اسٹیٹ کے ساتھ کاروبار سرکاری وخانگی میں شریک رہتے تھے چنانچہ دفتر قانون گوئی وچک بندی کا کام آپ ہی انجام دیتے تھے۔ راجہ لالہ بہادر کے انتقال کے بعد آپ کی پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ ہی کی درخواست و ذمہ داری پر آپ کے برادر زادہ راجہ اندرجیت بہادر سرفراز ہوے اور تاحیات آپ اون کے نگران اور اہم معاملات میں مشیر کار رہے۔ آپ کے نام سرکار عالی سے جاگیرات بھی سرفراز تھیں۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں محل اول سے راجہ چوکراج اور راجہ شامراج اور تین دختر ہوئیں اور محل دوم کے بطن سے راجہ گجانن پرشاد۔ راجہ گورسہائے اور راجہ بھگوان سہائے کے علاوہ دو لڑکیاں تولد ہوئیں آپ کے پانچوں فرزند خطاب راجہ بہادری کے علاوہ مناصب، جاگیرات، سررشتہ داری جمعیت عروب و رسوم قانون گوئی وغیرہ سے بھی مفتخر وممتاز تھے۔ آپ سنہ ۱۲۹۰ھ میں راہی آنجہاں ہوے۔

راجہ گجانن پرشاد اردو فارسی میں کافی قابلیت رکھتے تھے نہایت فیاض اور زندہ دل راجہ تھے۔ آپ سنہ ۱۳۰۸ھ میں راہی آنجہاں ہوے۔ آپ کے تین فرزند راجہ ہوشچند۔ راجہ نبایک راج اور رراج بہادر ہیں۔

راجہ گورسہائے کا انتقال سنہ ۱۳۲۱ھ میں ہوا۔ آپ کے اکلوتے فرزند دیا کرن نوعمر انتقال کر گئے۔

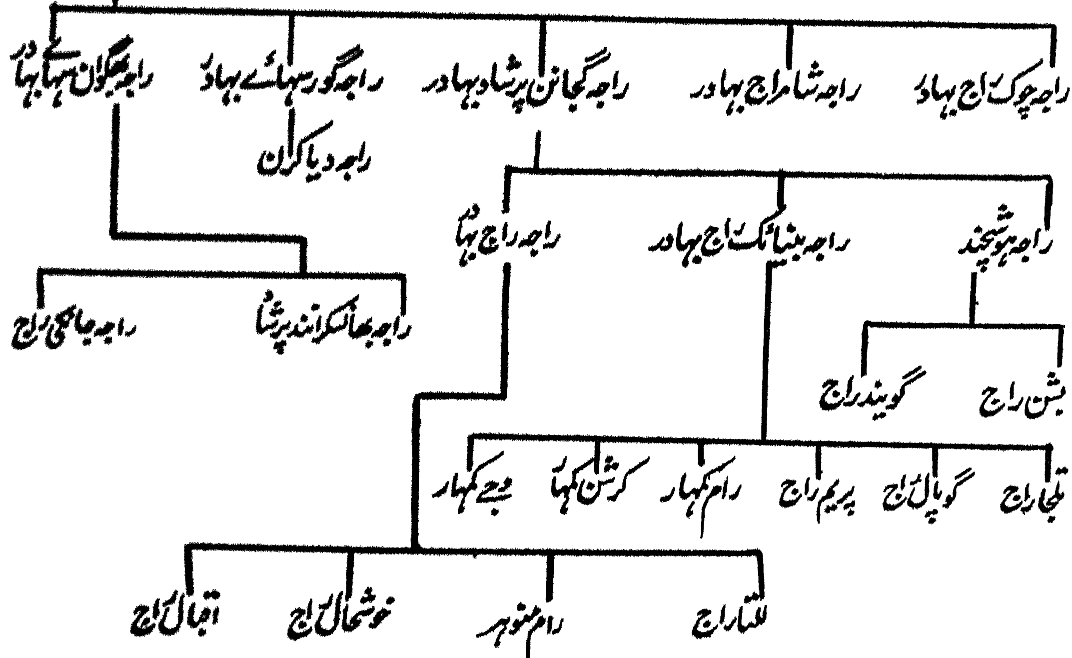
راجہ بھگوان سہائے اردو فارسی میں کافی مہارت اور انگریزی میں اعلیٰ قابلیت

رکھتے تھے ۔ آپ مددگار صدر محاسب سرکار عالی تھے آپ ۱۳۲۷ء میں راہی آنجہانی ہوئے ۔ آپ کے دو فرزند بھالنکر آنند پرشاد و جانکی راج ہیں ثانی الذکر کا انتقال ہوگیا بھالنکر آنند پرشاد ۱۳۱۳ھ میں تولد ہوئے اردو فارسی میں اعلےٰ تعلیم حاصل کی انگریزی میں بی اے کی ڈگری مدراس یونیورسٹی سے حاصل کی ۔ آپ خاندان شیوراج دھرم ونت میں پہلے رکن ہیں جنھوں نے بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے اس وقت آپ نائب مددگار ناظم انجمن امداد باہمی ہیں ۔

راجہ گجانن پرشاد کے فرزند اولے ہوشیجند ۱۲۹۹ء میں تولد ہوئے اردو فارسی اور انگریزی میں کافی تعلیم حاصل کی ۱۳۲۳ھ میں بموقع دربار جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک خطاب راجہ بہادری سے ممتاز ہوئے بعد وفات والد اپنی موروثی خدمت سررشتہ داری جمعیت عرب سے سرفراز ہوئے اور منصب موروثی بھی آپ کے نام بحال ہوا ۱۳۳۷ء میں راہی آنجہانی ہوئے آپ کے دو فرزند بشن راج اور گوبند راج ہیں جو اپنے موروثی مناصب سے ممتاز ہیں ۔

راجہ بنا یک راج بہادر فرزند دوم راجہ گجانن پرشاد بہادر ۱۳۰۴ھ میں تولد ہوئے ۔ آپ اردو فارسی انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں ۔ بموقع دربار جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک ۱۳۲۳ھ میں آپ کو پیشگاہ خداوندی سے خطاب راجہ بہادر سرفراز ہوا ۔ آپ بحکم مدار المہام وقت محکمہ فینانس میں بطور اٹاچی کارگزار رہے ۔ آپ کے علاقہ جاگیر کی زمینات اغراض فوجی میں لئے جانے کے معاوضہ میں آپ کے نام پیشگاہ سرکار سے ایک جاگیر بھی عطا ہوئی حسب عمل درآمد اس وقت آپ قابض و مہتمم اسٹیٹ ہیں ۔ اس کے علاوہ سمستان راجہ شیوراج بہادر میں بھی آپ مشترکہ حقوق

رکھتے ہیں۔ اور آپ ہی بلحاظ رشتہ و عمر بزرگ خاندان ہیں آپ کے ۶ فرزند اور ۴ دختر موجود ہیں آپ کے فرزندوں کے نام تلجاراج۔ گوپال راج۔ پریم راج۔ رام کمھار کرشن کمھار وجے کمھار ہیں۔ یہ سب کمسن اور تین لڑکے زیر تعلیم ہیں۔ صاحب تذکرہ نہایت خوش خلق ملنسار رحمدل، کنبہ پرور، ہمدرد، ہردلعزیز اوصاف پسندیدہ کے حامل۔ بے تعصب، ملک کے بہی خواہ اور مالک کے خیر خواہ راجہ ہیں۔ راج بہادر فرزند خرد۔ راجہ گجانن پرشاد ۱۳۰۵ھ میں تولد ہوئے آپ کے چار فرزند اور تین دختر ہیں آپ کے دو فرزند للتا راج اور رام منوہر جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ اور دو فرزند خوشحال راج و اقبال راج ہیں۔



راجہ سندر کرن بہادر آصفجاہی

آپ راجہ بھوانی داس دھرم ونت کے چشم و چراغ ہیں جن کے بزرگوں کا علی الترتیب سلسلہ عہد حکومت شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر غازی کے وزیر باتدبیر راجہ رگھوناتھ سے ملتا ہے ۔ آپ کے مورث اعلےٰ راجہ ساگر مل کو ۱۱۴۳ھ میں حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ اول نے باجازت شہنشاہ دہلی اپنے ہمراہ حیدرآباد لاکر پرورش اور خدمت صدارت دفتر خانگی سے سرفراز فرمایا جب انھوں نے اپنی خدمت مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دی اور ملک و مالک کے بہی خواہ رہ کر ۱۱۹۸ھ میں اس دار فانی سے راہی انجہاں ہوئے تو ان کے فرزند اکبر راجہ بھوانی داس دھرم ونت بلحاظ قابلیت و دیانت و امانت خدمت سررشتہ داری صوبہ جات دکن و جواہر بیش رقم سے ممتاز و سرفراز اور ۱۲۰۳ھ میں خطاب دھرم ونت و منصب سہ ہزاری و علم و نقارہ و جواہرات سے مفتخر و مباہی ہوئے ۔ ان کے اعلےٰ خدمات و وجاہت خاندانی کے مدنظر ان کے برادر راجہ درگا داس دیانت ونت (جن کے سلسلہ میں راجہ شیوراج انجہانی تھے) خدمت پیشکاری بخشی الملک دکن و خطاب راجگی سے

سرفراز فرمائے گئے۔ غرہ ربیع الاول ۱۲۰۲ھ کو حسب ذیل پروانہ ستایش نامہ مہری و دستخطی حضرت نظام الملک آصف جاہ ثانی کی پیشگاہ سے ان کو عنایت ہوا جس کے ذریعہ اعتراف خدمات مفوضہ و بقاء و تکمیل حقوق و اعزاز خاندانی کا وعدہ فرماکر ان کی اور انکی اولاد کی عزت افزائی فرمائی گئی اور جو صاحب تذکرہ کا گراں بہا متروکہ ہے۔

نظام الملک آصفجاہ
۱۱۷۵ھ

پروانہ ستایش بنام راجہ بھوانی داس ہرم و بہادر آنکہ بمقابلہ حقوق قدامت و امانت و اطاعت ایشان امانت و دیانت در سرکار ما بدولت کہ بدرجہ غایت پسند افتادہ بالفعل خدمات سر دفتری صوبہ جات دکن و عہدہ منصب ایشان معہ معاش متعلقہ آن نہ آنقدر رفعت وارد کہ تمام و کمال ترقی مدارج بر آن منحصر باشد ایشان را می باید کہ بخیر خواہی تمام بانصرام امور مفوضہ موجہ ماندہ امید وار فضل و کرم باشند کہ ہر چہ در زمان حال و چہ آئندہ حقوق ایشان بایں سلطنت ابد مدت لاحق است بہ توقع از جانب ما بدولت را وارثان این ملک بوجہ احسن صورت تکمیل خواہد یافت

غرہ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ جلوس معلّی قلمی شد شرح دستخط

(صاد)

راجہ دھرم ونت ۱۲۱۳ھ میں راہی آنجہاں ہوے ان کے (۴) فرزند (۱) راجہ کیول کشن (۲) راجہ دیپک راے (۳) راجہ چاترلال اور (۴) راجہ طوطارام تھے۔ راجہ کیول کشن کو دوشالہ ماتم پرسی عطا ہوا اور خدمات موروثی معہ سہ ۳ پارچہ خلعت وخطاب راجگی سے سرفرازی ہوئی۔ ان کے برادران راجہ دیپک رائے کو خطاب راجہ کرپاونت بہادر وجاگیرات اور چاترلعل کو منصب دیوانی جاگیرات سے سرفرازی ہوئی۔ راجہ کیول کشن بہادر ایک فرزند خوبچند اور برادر زادگان کو چھوڑکر بتاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ راہی آنجہاں ہوے ان پسماندگان راجہ صاحب آنجہانی کو پیشگاہ سلطانی سے سہ پارچہ ماتمی سے سرفراز فرمایا گیا اور مہاراجہ چندولال آنجہانی ونواب منیرالملک مرحوم نے بھی دوشالہ ہائے ماتم پرسی سے عزت افزائی فرمائی۔ راجہ خوبچند بہادر ۱۲۰۲ھ میں خدمت دفتر کیوانجاہ اور ۱۲۲۸ھ میں خدمات موروثی اور ۱۲۴۵ھ میں جاگیرات سیرحاصل سے مفتخر وممتاز ہوے۔ ان کو صرف ایک فرزند راجہ امبا پرشاد تھے ان کے انتقال کرجانے اور برادرزادگان کی کمسنی نے ان کو بہت متاثر کیا آیندہ ذمہ دارانہ خدمات سرکاری کی انجام دہی، نگرانی سمستان وصیانت حقوق کمسن برادرزادگان دامنگیر ہوسے اس غرض کے لئے بمقتضائے وقت ومصلحت ان کی کنبہ پرور نظر انتخاب اپنے ہی خاندان کی دوسری شاخ میں راجہ اوجاگرچند بہادر پر پڑی جو ذاتی قابلیت واثرات کی وجہ مہاراجہ چندولعل آنجہانی مدارالمہام وقت کے پاس پیش رفت تھے ۱۲۵۹ھ میں راجہ خوبچند کا انتقال ہوگیا تو یہ امانت وصیانت حقوق اولاد دھرم ونت کا فرض راجہ اوجاگرچند رائے بہادر کے تفویض ہوا۔ راجہ خوبچند کے برادرزادگان

راجہ کنیالال ، راجہ منولعل ، راجہ بودھ چند ، راجہ بھیکم چند ور اجہ دولہ رائے وغیرہ بھی جاگیرات وغیرہ سے سرفراز تھے ۔ راجہ کنیالال بہادر کے فرزند راجہ ریت کرن اور راجہ بودھ چند کے فرزند راجہ نیم چند بھی جاگیرات سے سرفراز تھے ۔ راجہ ریت کرن ایک فرزند راجہ گورکرن کو چھوڑ کر بتاریخ ۲۲ فوردی سنہ ۱۲۸۹ف راہی آنجہاں ہوئے ۔ راجہ نیم چند بہادر کے ایک فرزند راجہ رگھوبن چند (جو کم سنی ہی میں انتقال کر گئے) تھے ۔ اس وقت سلسلہ دھرم ونت میں راجہ گورکرن بہادر کی اولاد باقی ہے ۔

راجہ گورکرن بہادر ۲ بہمن سنہ ۱۲۸۴ف کو تولد ہوئے اور عالم کمسنی ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تو راجہ شیوراج آنجہانی جو اولاد دھرم ونت کی کسنی اور اپنی ذاتی وجاہت و اثرات کے تحت سمستان کا انتظام فرماتے تھے ان کے ذاتی اسٹیٹ کی نگرانی فرماتے ہوئے تعلیم و تربیت دی آپ میٹرک کامیاب ہونے کے بعد اعلےٰ تعلیم کے لئے نظام کالج میں شریک ہو کر ایف اے تک تعلیم پائی ۔ آپ کو بتقریب جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک پیشگاہ حضرت غفران مکاں ؒ سے خطاب راجہ بہادری عطا ہوا تھا ۔ آپ کی شادی رائے جگموہن لعل (جو ہندوستان سے بدیں غرض طلب کئے گئے تھے) کی دختر سے ہوئی ۔ آپ کو موروثی سمستان کے حالات سے واقف کرانے اور کاروبار جاگیر کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے راجہ شیوراج آنجہانی نے بحیثیت ناظم و سیشن جج کام لیا اور آپ کی عدالتی قابلیت کے اعتراف میں سرکاری طور پر سنہ ۱۳۲۶ف میں اعزازی سند وکالت درجہ اول آپ کو عطا ہوئی ۔ آپ سیر و سیاحت کے بیحد شوقین پابند مذہب اور ہردلعزیز راجہ تھے ۔ افسوس کہ آپ نے اپنے اکلوتے اور چہیتے فرزند راجہ سندر کرن بہادر (ہمارے معزز صاحب تذکرہ) کو اس دارناپیدار میں چھوڑ کر راہ آنجہاں اختیار فرمائی ۔ آپ کی تاریخ وفات غرہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۱ھ م ۳ تیر سنہ ۱۳۴۱ف ہے ۔

راجہ سندر کرن بہادر بتاریخ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیرنگرانی مدرسۂ عالیہ میں حاصل فرمائی۔

آپ کی شادی ۱۳۴۲ف میں رائے پرشوتم پرشاد صاحب جاگیردار کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین لڑکیاں اور دو لڑکے (۱) راجہ بالا کرن بہادر (جو گرامر اسکول میں زیرتعلیم ہیں) اور (۲) ایک شیرخوار فرزند راجہ اودے کرن ہیں۔

آپ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے سیر و سیاحت کے شوقین ہیں چنانچہ اکثر مقامات ہندوستان کی آپ نے سیاحت فرمائی ہے۔ آپ جس جگہ بھی تشریف لے گئے وہاں آپ کے خاندانی اعزاز کے مدنظر آپ کی نہایت عزت و توقیر کی گئی۔

آپ ہمدرد، خلیق، خوش اطوار، ملنسار، فیاض، سیرچشم، اولوالعزم، پابند مذہب راجہ ہیں۔ آپ کے خاندانی معاش و جاگیرات کی تحقیقات انعامی بحکم حضرت اقدس و اعلیٰ مدظلہم العالی ہو رہی ہے۔ حکومت عالیہ کی انصاف نواز پالیسی سے قوی توقع ہے کہ بتعمیل ستائش نامہ مہری و دستخطی نواب نظام الملک آصفجاہ آپ کے حقوق و اعزاز خاندانی کے مدنظر سرفراز اور خدمات لائقہ سے ممتاز فرما کر ملک و مالک کی خدمت گزاری کا موقع دیگی۔

- راجہ ساگر مل
  - راجہ بھوانی داس و ہرم ونت
    - راجہ کیول کشن
      - راجہ خوب چند
        - راجہ امبا پرشاد
    - راجہ دیپک رائے کرپا ونت
      - راجہ منو لعل
        - راجہ دولہ رائے
        - راجہ بھیکم چند
        - راجہ چمن لعل
      - راجہ کنیا لعل
        - راجہ ست کرن
          - راجہ گوکرن
            - راجہ سندر کرن
              - راجہ بالا کرن
              - راجہ اودے کرن
      - راجہ چت رائے
    - راجہ چاند لعل
      - راجہ تیج رائے
      - راجہ بودھ چند
        - راجہ نیم چند
          - راجہ رگھوبیر چند
      - راجہ سوبا چند
        - راجہ گنپت راج
        - راجہ گریش راج
      - راجہ پرن چند
    - راجہ طوطا رام
      - راجہ سیتل چند بہادر
  - راجہ درگا داس امانت ونت
  - راجہ راج مل
    لاولد

نواب میرزا امین علی خان بہادر

آپ کے خاندان کا سلسلۂ نسب امرائے ایران جنت نشان سے ملتا ہے جو شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب غازی کے عہد میں وارد ہند ہوے۔ آپ کے خاندانی حالات کا تذکرہ تفصیلی طور پر نواب مرزا علی حسین خان جاگیردار نبیرۂ نواب فیض مآب الدولہ مرحوم و مغفور کے حالات میں درج ہے۔ مکرر یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ہم اب آپ کے خاندان کا ذکر نواب میرزا ذوالفقار علی خاں فیاض جنگ غالب الدولہ ثانی کوتوال ثالث سے شروع کرتے ہیں۔

نواب میرزا ذوالفقار علی خان مرحوم

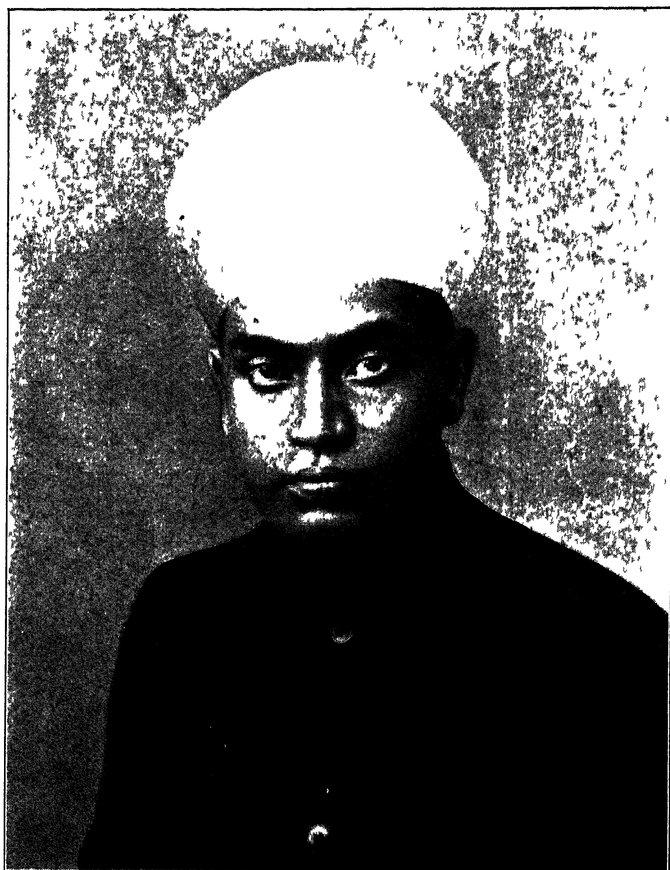
آپ نواب میرزا محمد تقی خاں مغلجاں المخاطب بہ فیضیاب جنگ طالب الدولہ سابق کوتوال بلدہ کے پانچویں فرزند اور نواب مرزا ابوطالب خاں اعتبار جنگ کے پوتے تھے۔ آپ بعہد نواب میر فرخندہ علی خاں ناصر الدولہ آصف جاہ رابع غفران منزل خطاب فیاض جنگ غالب الدولہ

باضافہ منصب چارہزاری دوہزار سوار وجاگیر ذات وجواہر سے سرفرازی پائے۔ اور قلعداری میدک پر فائز ہوئے آپ اپنی یادگار دنیا میں تین فرزند (۱) نواب میرزا محمد تقی خاں (۲) نواب میرزا شجاعت علی خاں فیضیاب جنگ اور نواب میرزا نادر علیخاں چھوڑ گئے۔

نواب میرزا نادر علی خاں مرحوم آپ نواب میرزا ذوالفقار علی خاں فیاض جنگ غالب الدولہ ثانی کے فرزند سوم اور نواب میرزا محمد تقی خاں معلیجان فیضیاب جنگ طالب الدولہ سابق کوتوال کے پوتے تھے عربی، فارسی میں ماہر اور جاگیرات ومناصب آبائی سے متمتع تھے حکمت، رمل وغیرہ میں آپ کو ید طولی حاصل تھا ۱۲۹۵ھ میں بعہد وزارت نواب تراب علی خاں سرسالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک ابتداءً آپ بحیثیت سوم تعلقدار سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں آپ ایک درجہ کی ترقی کرکے دوم تعلقدار ہوئے اور تاحیات اپنی مفوضہ خدمت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ آپ کے حسن کارگزاری سے حکام بالادست نہایت خوش تھے۔

آپ کی شادی نواب تہور علی خاں مختار یار جنگ جلال الملک مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ آپ ۱۳۱۲ھ میں اپنی یادگار دنیا میں صرف ایک صاحبزادہ نواب میر حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم جو ہمارے صاحب تذکرہ کے والد تھے چھوڑ گئے۔

نواب میرزا حسن علی خاں مرحوم آپ نواب میرزا نادر علی خاں مرحوم کے اکلوتے فرزند نواب میرزا ذوالفقار علی خاں فیاض جنگ غالب الدولہ ثانی کے پوتے تھے۔ آپ علوم ضروریہ کے عالم اور جاگیرات ومناصب آبائی سے متمتع وممتاز تھے۔ ۲۴ اضلاع سے زائد کی جاگیریں آپ کے قبضہ وتصرف میں تھیں۔ آپ اپنے ماموں نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک مرحوم ناظم تعمیرات صرف خاص مبارک کے مددگار تھے جسکو آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔



نواب میر تلاوت علی خان بہادر

نیز مہتمم اجناس تعمیرات صرف خاص مبارک کی خدمت آپ کے تفویض تھی ۱۳۱۲ھ میں آپ کو خطاب خانی و بہادری مجاہد جنگ اور منصب دوہزاری و یک ہزار سوار وعلم سے سرفرازی ہوئی آپ ایک لائق وہوشیار صاحب خلق و مروت اور ایک قدیم خاندان کے معزز رکن اور یادگار تھے افسوس کہ آپ ۴ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ کو دار فانی سے طرف عالم بقا کوچ کر گئے۔ اور اپنی یادگار دنیا میں دو صاحبزادے (۱) نواب میر یسین علی خان بہادر (۲) نواب میرو زارت علی خاں بہادر اور دو صاحبزادیاں (۱) نوابہ ریاض فاطمہ اور (۲) نوابہ اعجاز فاطمہ چھوڑ گئے۔

نواب میرزا یسین علی خان بہادر

آپ نواب میرزا حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم کے خلف اکبر نواب میرزا نادر علی خان کے پوتے ہیں ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اولاً خانگی طور پر زاں بعد جاگیرداران کالج میں داخل ہو کر میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی اس کے بعد ہی ایف۔ اے کی تعلیم کے لئے سٹی کالج میں شریک ہوئے جہاں اس وقت زیر تعلیم ہیں بوجہ کمسنی آپ کے آبائی جاگیرات آپ کے والد کے انتقال کے بعد زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ عطیات) لے لئے گئے۔ واگزاشت کی کارروائی جاری ہے چنانچہ ۱۲ ر شہریور ۱۳۴۶ف کو عطیات سے آپ کے نام جاگیرات کے واگزاشت کی نسبت فیصلہ ہوا ہے جس پر معروضہ گزرانا جائیگا۔ اُمید ہے کہ مستقبل قریب میں آپ کے جاگیرات آپ کے نام واگزاشت ہو جائیں۔ اور بہت جلد ہم آپ کو قابض جاگیر دیکھیں۔

آپ کے آبائی جاگیرات کی آمدنی تخمیناً تیس ہزار ہے اور جاگیرات کے مواضع حسب ذیل ہیں۔

(۱) موضع راپول تعلقہ پرگی ضلع محبوب نگر (۲) موضع نارسنگی (۳) موضع لنگوجی گوڑہ (۴)

موضع ہنمنا پور (۵) موضع اہم پیٹھ ۔

آپ ایک لائق ہونہار، متین، سنجیدہ مزاج، حلیم الطبع اور بردبار نوجوان ہیں۔ آپ میں انتظامی مادّہ بھی فطرتاً ودیعت ہوا ہے۔ جب جاگیرات آپ کے قبضہ و تصرف میں آجائیں گے تو امید قوی ہے کہ آپ اپنے اب وجد کی طرح ان کے انتظامی اور مالی امور میں جان ڈال دیں گے آپ حیدرآباد دکن کے اس وفا شعار اور قدیم خاندان کے ایک تعلیم یافتہ رکن ہیں کہ جس خاندان کے معزز اراکین نے زمانہ سابق میں دیوانی، کوتوالی اور قلعہ داری کے اہم خدمات کو نہایت دیانتداری، وفاشعاری اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیکر ملک و مالک کی بہی خواہی و خیرسگالی کا ثبوت دیا ہے آپ کو ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں کا ذوق و شوق ہے ۔

نواب میرزا وزارت علی خاں بہادر

آپ نواب میرزا حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم کے فرزند اصغر نواب میرزا نادر علی خاں مرحوم کے پوتے ہیں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ ہمارے صاحب تذکرہ نواب میرزا یسین علی خاں بہادر کے ساتھ اولاً خانگی طور پر اپنے والد ماجد کے زیرنگرانی ازاں بعد جاگیردار کالج میں شریک ہو کر میٹرک تک تعلیم حاصل فرمائی اور اب اس وقت علی گڑھ میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ اپنے بھائی کی طرح لائق، ہونہار، متین، سنجیدہ مزاج، حلیم الطبع اور بردبار نوجوان ہیں۔ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں کا ذوق رکھتے ہیں ۔

نواب میرزا ذوالفقار علی خاں فیاض جنگ غالب الدولہ

نواب میرزا نادر علی خاں مرحوم

نواب میرزا حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم

نواب میرزا یسین علی خاں بہادر — نواب میرزا وزارت علی خاں بہادر

نوٹ:۔ تفصیلی شجرہ صفحہ (۱۸۸) پر درج ہے

نواب مرزا علی حسین خان بہادر

آپ کے خاندان کی اصل ایران جنت نشان سے ہے جس خاندان کے اکثر و بیشتر ارکین امراء و عمائدین ایران سے گزرے ہیں یہاں ہم آپ کے تذکرہ کا آغاز آپ کے جد اعلیٰ ابوالفتح خاں خلف ابوتراب کیانی بن ابوالفضل باشندۂ شہر کیان و شیراز سے کرتے ہیں اس خاندان کے ذکر و اذکار کی توثیق اکثر تواریخ مثلاً گلزار آصفیہ و حدیقۃ العالم و تزک آصفیہ وغیرہ سے ہوتی ہے۔

ابوالفتح خاں
شاہنواز الدولہ

آپ اپنے وطن یعنے ملک ایران سے بعہد حکومت شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب وارد ہند و دکن ہوے اور بوجہ کار نمایاں باریاب دربار سلطانی شہنشاہ عالمگیر ہو کر منصب دو ہزاری و سوار مع لوازمہ عماری و پالکی و جاگیر و قلعداری آلیر شہر دار السرور برہان پور سے سرفراز اور خطاب مستطاب شاہنواز الدولہ سے مفتخر و مباہی ہوے۔

نواب صف شکن خاں مرحوم
"مجاہد جنگ"

آپ نواب ابو الفتح خاں شاہنواز الدولہ مرحوم کے فرزند اور ابوتراب خاں کیانی مرحوم کے نبیرہ تھے۔ آپ بعہد نواب صلابت جنگ آصف الدولہ مدار الملک بہادر ۱۱۶۶ھ میں عہدۂ دیوانی سے سرفراز اور خطاب "مجاہد جنگ" سے ممتاز ہوے اور بوجوہ تغیرات چند صوبہ داری فرخندہ بنیاد و نرمل کی خدمت جلیلہ بھی انجام دیکر ۱۱۷۴ھ میں راہی روضۂ رضواں ہوے چنانچہ آپ کا سنہ وفات "درحمت ہا بازگشت" سے برآمد ہوتا ہے۔

حکیم محمد تقی خاں مرحوم

آپ نواب صف شکن خاں مجاہد جنگ المعروف بہ نواب ذوالفقار خاں مرحوم کے فرزند اور نواب ابو الفتح خاں شاہنواز الدولہ مرحوم کے پوترے تھے جو اپنے جد امجد و پدر عالی قدر کے ہمراہ ایران سے وارد ہند ہوے تھے۔ آپنے اپنی یادگار دو فرزند (۱) حکیم مرزا محمد حسین خاں (۲) مرزا علی محمد خاں کو اس دار فانی میں چھوڑکر بتاریخ ۲۶ رجب المرجب ۱۱۶۶ھ طرف عالم جاودانی کے کوچ فرمایا۔

حکیم مرزا محمد حسین خاں المعروف بہ ہند عجب حسین خاں
"مجاہد جنگ" "شاہنواز الدولہ"

آپ حکیم محمد تقی خاں مرحوم کے فرزند اور نواب صف شکن خاں مجاہد جنگ مرحوم کے نبیرہ تھے آپ کو شہر شیراز سے وارد ہندوستان ہونے کے بعد نواب میر قمر الدین چین قلیچ خاں نظام الملک آصفجاہ اول مغفرت مآب کا تقرب حاصل رہا اور آپ انہی کے ہمراہ دہلی سے حیدرآباد تشریف لائے اور اکثر مہمات مثلاً جنگ کھڑلہ وغیرہ میں جوہر مردی و مردانگی کا اظہار فرماکر اعزاز و افتخار حاصل فرمایا اور بعہد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر عہدۂ میر آتشی و منصب سہ صدی و خطابات موروثی مجاہد جنگ و شاہنواز الدولہ بہادر سے سرفراز ہوے۔ آپ کے تین فرزند (۱) مرزا ابوطالب خاں (۲) مرزا ابو الفضل خاں اور (۳)

مرزا ابو محمد خاں تھے۔

مرزا ابو طالب خاں مرحوم
"اعتبار جنگ"

آپ مرزا محمد حسین خاں المعروف بہ ہند عبد الحسین خاں مرحوم کے خلف اکبر اور حکیم محمد نقی خاں مرحوم کے پوترے تھے۔ آپ کو بوجہ کلانیت نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی غفران مآب نے قلعداری دھارور و جاگیرات محاصلی تین لاکھ مع لوازمہ عماری و پالکی و منصب وغیرہ سے ممتاز اور خطاب مستطاب "اعتبار جنگ بہادر" سے سرفراز اور سلخ ماہ جمادی الاول ۱۲۰۲ھ کو سرپیچ مرصع عطا فرمایا۔ آپ کے دو فرزند (۱) علی محمد خاں فیاض جنگ، غالب الدولہ اول (۲) مرزا محمد تقی خاں مغلجان تھے۔

مرزا محمد تقی خاں مغلجاں
"فیضماب جنگ طالب الدولہ"

آپ مرزا ابو طالب خان اعتبار جنگ مرحوم کے فرزند دومی اور حکیم مرزا محمد حسین خاں المعروف بہ ہند عبد الحسین خاں المخاطب بہ مجاہد جنگ شاہنواز الدولہ مرحوم کے پوترے تھے آپ اپنی جان نثاری ووفاداری کے باعث جاگیرات آبائی وموروثی وخطابات فیضماب جنگ، طالب الدولہ بہادر و خدمت جلیلہ کوتوالی بلدہ حیدر آباد سے سرفراز ہوئے آپ کے پانچ فرزند (۱) نواب مرزا احسن علی خاں المخاطب بہ فیضماب جنگ، طالب الدولہ مرحوم (کوتوال ثانی) جو جاگیر و جواہرات وعلم ونقارہ وقلعداری جگتیال وجمعیت و رسالہ مغلیہ ایران و یکھزار پلٹن وغیرہ کے لوازمات سے سرفراز رہے (۲) نواب مرزا باقر علیخاں المخاطب بہ شاہنواز الدولہ بہادر ثالث (جو منصب وجاگیر موروثی سے ممتاز ہوئے) (۳) مرزا اجمال علی خاں المخاطب بہ مجاہد جنگ بہادر ثالث (جو جاگیر موروثی سے سرفراز ہوئے (۴) نواب مرزا اقربان علیخان اعتبار جنگ بہادر ثانی (۵) نواب مرزا ذوالفقار

علی خاں فیاض جنگ، غالب الدولہ ثانی (کوتوال ثالث جو قلعداری میدک و جاگیر موروثی ہشت ہزار سے سرفراز ہوے) تھے۔

نواب مرزا اقربان علی خاں مرحوم "اعتبار جنگ فیضیاب الدولہ"

آپ مرزا محمد نقی خاں مغلجاں فیضیاب جنگ طالب الدولہ مرحوم کے فرزند چہارمی اور مرزا ابوطالب خاں اعتبار جنگ مرحوم کے نبیرہ تھے۔ آپ نے بعہد حکومت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ باریاب دربار شاہی رہ کر آخر وقت تک اپنے مفوضہ خدمات کو بکمال دیانتداری و جانثاری و خوش اسلوبی انجام دیا اور خطابات اعتبار جنگ فیضیاب الدولہ و جاگیرات موروثی (آل تمغا) و قلعداری و لوازمات رسالہ و سواروں وغیرہ سے سرفراز رہے اور آپ کے اکلوتے بیٹے نواب مرزا علی حسین خاں مرحوم (ہمارے صاحب تذکرہ کے جد امجد) تھے۔

نواب مرزا علی حسین خاں مرحوم

آپ مرزا اقربان علی خاں اعتبار جنگ فیضیاب الدولہ مرحوم کے خلف الصدق اور نواب مرزا محمد نقی خاں مغلجاں فیضیاب جنگ طالب الدولہ مرحوم کے پوترے اور جاگیرات آبائی سے سرفراز تھے۔ آپ سے صبیہ مولوی میر قنبر علی صاحب عرف میر نورالدین علی صاحب خاندانی سادات سبزواری و منصبدار شاہی منسوب تھیں (جن کے بطن سے ہمارے صاحب تذکرہ کے والد) نواب مرزا اقربان علی خاں مرحوم تھے)

نواب مرزا اقربان علی خاں مرحوم

آپ نواب مرزا علی حسین خاں مرحوم کے فرزند اور نواب مرزا اقربان علی خان اعتبار جنگ فیضیاب الدولہ کے پوترے تھے آپ بانفراغ تعلیم بعد واگزاشت کورٹ اپنے موروثی جاگیرات (آل تمغا) سے حسب فرمان

خسروی سرفراز ہوئے۔ آپ میں انتظام جاگیر کا مادّہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔
آپ کی شادی صبیہ نواب دولت یار جنگ مرحوم سے ہوئی جن کے بطن سے ہمارے صاحب تذکرہ نواب مرزا علی حسین خاں بہادر ہیں۔ آپ پابند صوم وصلواۃ، رحمدل، ہمدرد، ملنسار، ملک کے بہی خواہ، مالک کے جاں نثار اور وضع قدیم کے پابند، مذہب کے دلداہ، اولوالعزم، خوش خلق، نیک طینت، خجستہ خصلت نواب تھے۔ افسوس کہ ایسے جامع صفات نواب نے بتاریخ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب مرزا علی حسین خاں بہادر چھوڑ گئے۔

نواب مرزا علی حسین خان بہادر

آپ نواب مرزا قربان علی خاں مرحوم کے خلف الصدق اور نواب مرزا علی حسین خاں مرحوم کے پوترے اور نواب دولت یار جنگ مرحوم کے نواسے ہیں۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے زیر سایۂ عاطفت اولاً سینٹ جارج گرامر اسکول میں شریک ہو کر سینیر کیمبرج میں کامیابی حاصل فرمائی۔ بعدازاں عثمانیہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل فرمائی آپ کی شادی ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ کو یک جدی خاندان یعنے صبیہ نواب داؤد جنگ بہادر سے نہایت تزک واحتشام کیساتھ ہوئی۔ آپ اپنے والد کے بعد جملہ جاگیرات آبائی وجائیداد موروثی سے مفتخر ہوئے۔ آپ خوش خلق، وجیہ، جامہ زیب، ملنسار اور تعلیم یافتہ نواب ہیں۔

شجرۂ خاندانی

ابوالفضل

ابوتراب کیانی

ابوالفتح کیانی وشیرازی المخاطب بہ شاہنواز الدولہ بہادر قلعہ دار شہر برہان پور

صف شکن خاں مجاہد جنگ بہادر

بعہدۂ صوبہ داری ودیوانی فرخندہ بنیاد ۱۱۶۶ھ میں سرفراز ہوے

محمد تقی خاں المعروف بہ نواب ذوالفقار خاں مرحوم

حکیم محمد حسین خاں المعروف بہ ہند عبدالحسین خاں المخاطب بہ نواب مجاہد جنگ شاہنواز الدولہ بہادر میر آتشی

مرزا ابوطالب خاں المخاطب بہ نواب اعتبار جنگ بہادر — مرزا ابوالفضل خاں بہادر — مرزا ابومحمد خاں بہادر

(مرزا ابوطالب خاں کے فرزند:)

مرزا علی محمد خاں فیاض جنگ — غالب الدولہ لاولد

مرزا محمد تقی خاں منجھلے خاں المخاطب بہ نواب فیضیاب جنگ طالب الدولہ بہادر اول کوتوال بلدہ حیدرآباد

(مرزا محمد تقی خاں کے فرزند:)

مرزا احسن علی خاں فیضیاب جنگ طالب الدولہ ثانی کوتوال ثانی

نواب مرزا باقر علی خاں شاہنواز الدولہ بہادر ثالث

نواب مرزا جمال علی خاں مجاہد جنگ ثالث

نواب مرزا قربان علی خاں فیضیاب الدولہ بہادر مغفور

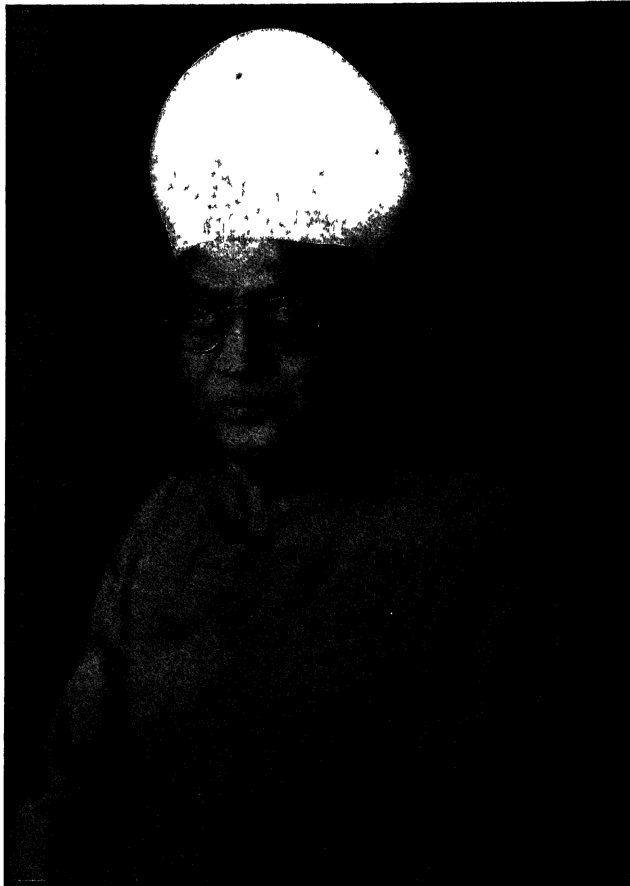
نواب مرزا ذوالفقار علی خاں فیاض جنگ غالب الدولہ ثانی کوتوال ثالث

(نواب مرزا قربان علی خاں کی اولاد:)

نواب مرزا علی حسین خاں مرحوم

نواب مرزا قربان علی خاں مرحوم

نواب مرزا علی حسین خاں بہادر



نواب مرزا داور علیخان بہادر

نواب میرزا داور علی خاں بہادر

آپ کے جداعلےٰ نواب میرزا محمد تقی خاں طالب الدولہ عرف مغل جان تھے جنہوں نے برسوں کوتوالی بلدہ کی گرانقدر خدمات کو انجام دیا۔ آپ بلدہ حیدرآباد کے اول کوتوال تھے کہ جس نے اپنی اِس اہم ترین خدمت کو بعہد آصفجاہ ثانی (غفران مآب) و آصفجاہ ثالث (مغفرت منزل) نہایت وفاشعاری و دیانتداری سے انجام دی۔ اس پرآشوب زمانہ میں جب کہ جنگ و جدال اور لوٹ مار کا بازار نہایت گرم تھا۔ آپنے ایسی کوتوالی کی کہ بادشاہ وقت نے آپ کے خدمات کو بنظر پسندیدگی دیکھ کر مناصب و جاگیرات سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔ آپ کی اولاد میں مجاہد جنگ ثالث جو ہمارے صاحب تذکرہ کے جد امجد ہوتے تھے بقول صاحب تاریخ تزک آصفیہ (جو بعہد امیر الملک نواب صلابت جنگ مرحوم مرتب ہوئی تھی) ایک مدت دراز تک دیوانی کی خدمت کو باحسن وجوہ انجام دیا نواب مجاہد جنگ ثالث کے فرزند نواب میرزا علی محمد خاں مرحوم مناصب و اعزاز و جاگیرات آبائی سے مفتخر اور دوم تعلقداری

سے سرفراز تھے آپ کے فرزند نواب میرزا اجمال علی خاں مرحوم جو اپنے والد کے بعد مناصب وجاگیرات آبائی سے مفتخر تھے نواب میرزا اجمال علی خاں مرحوم کے دو فرزند (۱) نواب میرزا داور علی خاں بہادر (۲) نواب میرزا سجاد علی خاں بہادر ہیں ہمارے صاحب تذکرہ نواب میرزا داور علی خان بہادر ۱۳۰۴ھ میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوے۔ گھر ہی پر بطور خانگی قابل اساتذہ سے تعلیم حاصل فرمائی۔ جاگیرات آبائی سے مفتخر ہیں۔ وضع قدیم کے پابند، صاحب اخلاق و مروت نواب ہیں۔ نواب میر شمشیر حسین خاں موسوی مرحوم کی دختر سے آپ کی شادی ہوئی جن کے بطن سے آپ کو دو فرزند ہیں۔

(۱) میرزا شمشیر علی خان (۲) میرزا کاظم علی خاں۔

صاحب تذکرہ اپنے برادر خرد نواب میرزا سجاد علی خاں صاحب سے کمال محبت رکھتے ہیں اور ہر دو برادر آبائی روایات کے مدنظر ایک دوسرے کے ساتھ بمصداق یک جان و دو قالب ہیں آپ کا مذہب اثنا عشریہ اور نصب العین ملک و مالک کی بہی خواہی ہے۔

نواب میرزا محمد تقی خاں مغل جان فیض مآب جنگ طاب اللہ ثراہ

نواب میرزا اجمال علی خاں مجاہد جنگ ثالث

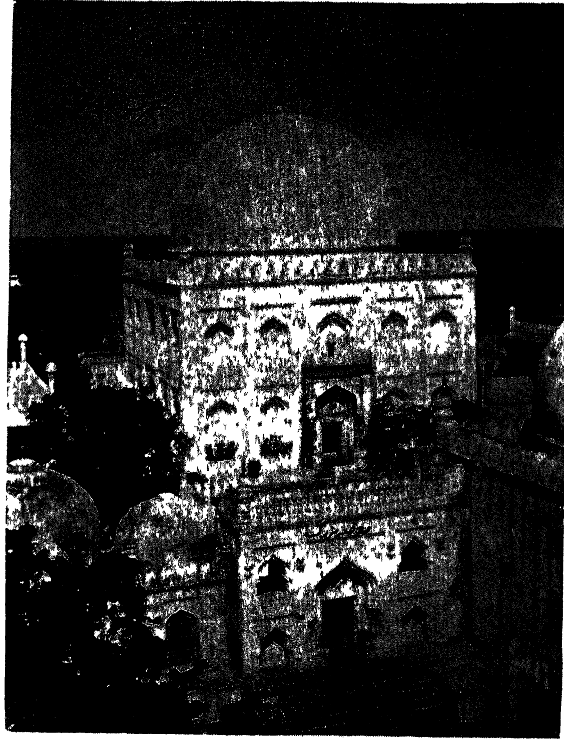
نواب میرزا علی محمد خاں مرحوم

نواب میرزا اجمال علی خاں مرحوم

نواب میرزا داور علی خاں بہادر — نواب میرزا سجاد علی خاں بہادر

میرزا شمشیر علی خاں — میرزا کاظم علی خاں

نوٹ: تفصیلی شجرہ صفحہ (۱۸۸) پر درج ہے



یہ ہندوستان کی مشہور و معروف درگاہ ہے جو گلبرگہ شریف (دکن) میں واقع ہے - یہاں حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز مدفون ہیں - ہر سال ۱۵ - ۱۶ - اور ۱۷ - ذیقعدہ کو یہاں کا عرس نہایت دھوم سے ہوا کرتا ہے جس میں اطراف و اکناف کے باشندوں کے علاوہ بلا تفریق مذہب و ملت دور دور سے لوگ بکثرت آکر شریک ہوتے اور اپنے مقاصد دلی حاصل کرتے ہیں -

(صمصام شیرازی)

صاحب سجادہ روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف

حضرت سید شاہ محمد حسین محمد محمد الحسینی الحسینی موجودہ سجادہ نشین روضہ بزرگ گلبرگہ شریف حضرت قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین جامع علوم ظاہری و باطنی، بینندۂ انوار حقائق و دانندۂ اسرار دقایق صاحب کشف و کرامات، مظہر خوارق عادات، ضرغام بیشۂ شریعت و غواص بحر معرفت حضرت سید خواجہ محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بائیسویں جانشین ہیں۔ حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ سادات حسینی سے ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب انیس واسطوں سے حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے اس حساب سے موجودہ سجادہ نشین حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام سے اکتالیسویں پشت میں ہوے۔

۲۔ چونکہ آپ قطب زماں سر آمدہ عارفاں حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے سجادہ نشین ہیں اسلئے مناسب ہوگا کہ مختصراً حضرت خواجہ صاحب رحمۃ علیہ کے مقدس حالات زندگی سے اس مضمون کا آغاز ہو جو ناظرین کے لئے موجب فیض و برکت ہے بفحوائے ارشاد حضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیات والصلوات

عند ذکرک الذاکرین تنزل الرحمۃ۔

۳۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوں کا وطن خراسان تھا آپ کے اجداد امجاد میں سے حضرت مخدوم ابو الحسن جنیدی دہلی فتح کرنے کے لئے ہرات سے ہندوستان تشریف لائے معرکہ جنگ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور کہتے ہیں وہیں مسجد ایاز میں مدفون ہوئے اُس وقت سے آپ کا خاندان دہلی میں آباد ہوگیا۔ آپ سے اوپر آٹھویں پشت میں حضرت سید امیر حمزہ حسینی ہیں جن کا مزار مبارک نارنول سے قریب موضع ڈھوراہیں ہے۔ مزار مبارک قدیم سے نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے لوگ یہاں زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے ہیں۔

۴۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴ رجب المرجب ۷۲۱ھ بمقام دہلی واقع ہوئی۔ مادہ تاریخ تولد از خواجہ زماں ۷۲۱ھ ہے آپکے والد ماجد کا اسم مبارک حضرت سید یوسف عرف شاہ راجو قتال حسینی تھا جن کا ۷۳۱ھ میں بمقام خلد آباد وصال ہوا اور یہیں مدفون ہوئے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سن شریف اُس وقت گیارہ سال کا تھا آپ نے عبادت و ریاضت ذکر و اذکار میں اکیس سال مسلسل محنت شاقہ برداشت فرمائی علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ علوم باطنی کا شوق جب آپ کے دل میں پیدا ہوا تو آپ نے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین مخدوم چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کی خدمت اختیار فرمائی اور حضرت مخدومؒ کے بزرگ ترین خلفا میں شمار ہوئے اپنے پیر و مرشد کے وصال کے کچھ عرصہ بعد آپ نے ہمیشہ کے لئے دہلی کو خیرباد کہدیا اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے ۸۰۳ھ میں بادشاہ وقت کی استدعا پر آپ نے گلبرگہ شریف نزول اجلال فرمایا اور

تا دم وصال آپ یہیں فروکش رہے یہ زمانہ فیروز شاہ بہمنی کا تھا جس نے نہایت اعزاز و اکرام سے آپ کا استقبال کیا۔

وجہ تسمیہ بندہ نواز ایک روایت ہے کہ آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ کھانے پینے کی جو چیز حضرت مخدومؒ کے لنگر خانہ سے آتی وہ آپ عموماً راہ خدا میں فقرا اور مساکین کو تقسیم فرما دیتے طالبان علوم شریعت و طریقت کی تعلیم میں مشغول رہتے اور اپنے آرام سے دوسروں کے آرام کو مقدم سمجھتے یہ حالات سن کر حضرت مخدومؒ نے آپ کو "بندہ نواز" کا لقب عطا فرمایا۔

وجہ تسمیہ گیسو دراز کتاب "اخبار الاخیار" مولفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت مخدومؒ پالکی میں جا رہے تھے جس کو حضرت کے مریدوں نے کندھوں پر اٹھایا تھا ان میں حضرت خواجہ بندہ نواز بھی تھے۔ اتفاقاً آپ کے گیسوئے مبارک ڈنڈے میں الجھ گئے لیکن آپ نے آداب مرشد کو ملحوظ رکھا اور بغیر گیسو سلجھائے اسیطرح مسافت طے فرمائی جس سے سر مبارک خون آلود ہو گیا۔ حضرت مخدومؒ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا۔

ہر کہ مرید سیدِ گیسو دراز شد　　واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

وفات حضرت خواجہ صاحبؒ کے مکارم اخلاق و کشف و کرامات کی نسبت بہت سی روایتیں مشہور ہیں جن کے اعادہ کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا الحاصل آپ نے ایک عرصہ تک اپنے فیوض ظاہری و باطنی سے اہل دکن کو متفیض و مستفید فرما کر ایک سو پانچ برس کی عمر میں اس جہاں فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی سنہ وفات "مخدوم دین و دنیا" سے ۸۲۵ھ نکلتا ہے۔

آپ کا روضۂ مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے اس سے فیض و برکت حاصل کرنے

کے لئے مصائب سفر برداشت کر کے اقصائے عالم سے لوگ حاضر ہوتے ہیں اور اپنے دامن آرزو کو گوہر ہائے مقصد سے پُر کرتے ہیں وسط ماہ ذی قعدۃ الحرام میں بڑی دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے اور بیشمار مخلوق جمع ہوتی ہے زمانہ عرس میں ہمارے آقائے نامدار ظل سبحانی خسرو دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن کے موکب ہمایونی کا ورود بھی ہوتا رہا ہے۔

ف ۶ حضرت خواجہ صاحبؒ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑے صاحبزادے کا اسم مبارک سید حسین محمد محمد الحسینی عرف سید شاہ محمد اکبر اور لقب نواب تاج الدولہ بہادر تھا۔ یہ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کا زہد و اتقا بڑھا ہوا تھا حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ کوئی مرید پیر سے بہتر نہیں ہوا ہے مگر دو شخص ایک قطب الدینؒ خواجہ معین الدینؒ سے دوسرا محمد اکبرؒ مجھ سے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ کے زمانۂ حیات میں بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۸۱۲ھ رحلت فرمائی چھوٹے صاحبزادے کا نام سید یوسف المعروف سید شاہ محمد اصغر محمد محمد الحسینی تھا آپ بھی جامع کمالات صوری و معنوی تھے آپ کے فرزند سید شاہ ید اللہ حسینیؒ عرف قبول اللہ حسینیؒ کا مزار دوسرے روضہ میں ہے جو روضۂ خرد کے نام سے مشہور ہے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ اکبر محمد محمد الحسینی سے ملک جھجوؒ برادر سلطان علاؤ الدین خلجی کی صاحبزادی حضرت بی بی کلثوم منسوب ہوئیں جن کے بطن سے حضرت سید شاہ سیف اللہ محمد محمد الحسینی پیدا ہوئے یہی حضرت سید شاہ سیف اللہؒ حضرت خواجہ صاحبؒ کے وصی و جانشین مقرر ہوئے آپ اپنی نیکی و رحمدلی اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے دست راست سمجھے جاتے تھے چنانچہ سلطان موصوف نے آپ کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا لیکن جب حضرت خواجہ صاحبؒ کی سجادہ نشینی کا اہم فریضہ دیتی آپ کے تفویض

ہوا تو آپ نے قلمدان وزارت واپس فرمادیا اور سلطان کے اصرار پر فرمایا کہ مجھ سے اب ملازمت نہیں ہوسکتی اِس وقت تک حضرت خواجہ صاحبؒ کے روضہ مقدس کے مصارف کے لئے کسی قسم کی کوئی معاش مقرر نہیں ہوئی تھی۔ جب حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینیؒ نے منصب وزارت سے سبکدوشی اختیار فرمائی تو سلطان نے عرض کیا کہ اگر خدمت قبول نہیں فرمائی جاتی تو میری ایک دوسری گزارش قبول فرمائی جائے آپ نے وعدہ فرمالیا تو ایک کثیر معاش آپ کی خدمت میں پیش کی لیکن آپ نے اپنے دادا حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے نام پر لینا قبول فرمایا۔ اس طرح ایک بہت بڑی معاش آپ کے نذر کی گئی اور اسنادات شاہی بھی عطا ہوئے جن میں عطائے جاگیر کے ساتھ اس کے انتظام کے لئے تمام اندرونی اختیارات حتیٰ کہ قصاص وسکّہ رانی وسکہ سازی کے اختیارات بھی عطا ہوئے اور لاکھوں کی معاش ایک زمانۂ دراز تک اپنی حالت پر قائم رہی۔ جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے دکن کی ما بقی سلطنتوں احمد نگر گولکنڈہ اور بیجاپور کا سلطنت مغلیہ سے باضابطہ الحاق کیا تو یہ معاش بھی انقلاب سلطنت سے نہ بچ سکی حتیٰ کہ دو ہزار کی سلحداری بھی ختم ہوگئی لیکن سلطنت مغلیہ سے صوبہ دکن کا الحاق ہونے کے بعد ہی شہنشاہ عالمگیر نے پچیس ۲۵ مواضعات وسیر یات و محلہ روضہ بزرگ و جگت اپنی طرف سے روضۂ مبارک کے لئے پیش کئے جو بعد میں صاحبان سجادہ میں تقسیم ہوئے۔ چنانچہ یہی سلسلہ عطیہ شاہی ہنوز جاری ہے غرض خود حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ نیز آپ کے قابل تعظیم خلفاء و صاحبان سجادہ روضہ تبرکہ کے ساتھ سلاطین مغلیہ و شاہان خاندان بہمنیہ و نظام شاہیہ و قطب شاہیہ و برید شاہیہ و تاجداران مملکت آصفیہ کو ہمیشہ عقیدت رہی ہے ہر حکمران وقت نے کمال احترام کا سلوک ملحوظ رکھا۔

ف حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینیؒ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ عسکر اللہ محمد محمد الحسینی نبیرۂ سلطان احمد شاہ بہمنی سجادہ نشین ہوئے اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینیؒ صاحب سجادہ قرار پائے آپ کے وصال کے بعد حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینیؒ ثانی کو سجادہ نشین بنایا گیا آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک حضرت سید حسین شاہ ولی محمد محمد الحسینیؒ داماد ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ اور دوسرے صاحبزادے سید شاہ اسد اللہ ثانی جانشین و سجادہ نشین مقرر ہوئے آپ کے بعد سید شاہ عسکری اللہ حسینی عرف سید شاہ محمد اصغر محمد محمد الحسینیؒ جانشین حضرت سید شاہ اسد اللہ ثانی کے منتخب ہوئے ان کے بعد اُن کے فرزند حضرت سید شاہ سفیر اللہ سجادہ نشین ہوئے

ف حضرت سید حسین شاہ ولیؒ کے دو صاحبزادے تھے بڑے حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی جنکا خطاب نواب امام الملک بہادر تھا سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے اپنی صاحبزادی ان کے عقد میں دی تھی۔ چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی گولکنڈی تھے جو اپنے بھتیجے سید شاہ سفیر اللہ حسینی کے لاولد فوت ہونے سے سجادہ نشین روضہ بزرگ بنائے گئے حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینیؒ کے بڑے بھائی نواب امام الملک بہادر بھی لاولد فوت ہوئے۔ اس طرح روضہ بزرگ گلبرگہ شریف اور درگاہ حضرت حسین شاہ ولیؒ ہر دو مقامات کی سجادہ نشینی حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینیؒ ہی کے خاندان میں چلی آرہی ہے حضرت حسین شاہ ولیؒ کو والی گولکنڈہ نے چار مواضعات جاگیر نذر دیئے اسنادات قطب شاہی محفوظ و موجود ہیں۔

ف حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینیؒ کے وصال کے بعد ان کے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینیؒ بیلگنڈی سجادہ نشین ہوئے آپ کو اپنے والد بزرگوار کے ہمنام

ہونیکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ابھی آپ منصۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہوے تھے کہ والد ماجد علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا اور والد مرحوم کی یادگار میں آپکا نام بھی سید شاہ اسد اللہ حسینی رکھا گیا آپ کی شادی ہیلگنڈہ والے صاحب سجادہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔

ف۱۰۔ حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی ہیلگنڈی کے بعد اُن کے فرزند حضرت سید[11] شاہ حسین کلاں سجادہ نشین ہوے اُن کے بعد اون کے صاحبزادے سید شاہ[12] اسد اللہ حسینی سجادہ نشین ہوے حضرت سید شاہ حسین صاحب رابع، حضرت سید شاہ[13] سفیر اللہ حسینی صاحب اور حضرت سید شاہ[14] من اللہ حسینی صاحب ہر دو مقدم الذکر حضرات یکے بعد دیگری سجادہ نشین ہوے بڑے اور منجھلے صاحبزادے لاولد فوت ہوے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ حسین صاحب کے زمانہ سجادگی ہیں معاش کی تجزی اس طرح ہوئی کہ منجملہ (۲۵) مواضعات کے (۱۳) مواضعات مع سیر بایت و روضہ بزرگ و جگت و چاورات صاحب سجادہ کے لئے مخصوص کئے گئے مابقی جائیداد دیگر ورثا میں تقسیم کی گئی۔

ف۱۱۔ حضرت سید شاہ من اللہ حسینی صاحب کے انتقال کی وجہ سے ان کے فرزند حضرت سید شاہ[15] اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین بنائے گئے جو کہ حضرت سید شاہ سفیر اللہ ثالث کے جانشین تھے جن کی شادی بسرپرستی محل نواب میر نظام علی خاں مغفرت مکان والی سلطنت حیدرآباد نواب ممتاز الامراء والی قلعہ کلیانی کی صاحبزادی سے ہوئی ان کے دو صاحبزادے تھے حضرت سید[16] شاہ اکبر محمد محمد الحسینی و حضرت سید حسین شاہ ولی ثانی حضرت سید شاہ اکبر حسینی صاحب کے نام ان کے والد نے سرکار آصفیہ سے سند سجادگی حاصل فرمائی جواب تک شاہان دہلی سے عطا ہوتی تھی۔

ف۱۲۔ حضرت سید شاہ اکبر محمد محمد الحسینی نے ڈیڑھ سال تک سجادگی انجام دیکر لاولد دنیا سے

رحلت فرمائی تو ان کے چھوٹے بھائی حضرت سید حسین[18] شاہ ولی صاحب ان کے جانشین قرار پائے اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سید[19] شاہ اکبر حسینی صاحب کو منصب سجادگی ملا۔

ف۱۳۔ حضرت سید شاہ اکبر حسینی صاحب کے دو صاحبزادے تھے حضرت سید[20] شاہ حسین المعروف بہ شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت سید شاہ اصغر حسینی صاحب موخر الذکر اس وقت زندہ اور دعاگوے دولت آصفیہ ہیں۔ بڑے صاحبزادے کا جو اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے تھے انتقال ہوگیا۔ بڑے صاحبزادے کے عقد میں مولوی نیاز الدین اول تعلقدار کی صاحبزادی آئیں اور چھوٹے صاحبزادے کا عقد نواب تہور حسین خاں مرحوم (جو حیدرآباد کے ایک اچھے اور مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے) کی صاحبزادی سے ہوا۔

ف۱۴ حضرت سید شاہ حسین المعروف بہ شاہ ولی اللہ کے انتقال کے بعد ان کے فرزند حضرت سید[21] شاہ حسین محمد محمد الحسینی صاحب سجادہ نشین روضہ گلبرگہ شریف مقرر ہوئے۔ یہ صاحب انیس سال تک سجادہ نشین رہے جس کے بعد باتباع فرمان خسروی سجادگی سے سبکدوش کئے گئے اور ان کے خورد سال فرزند حضرت سید[22] شاہ محمد محمد الحسینی صاحب موجود الوقت جانشین کو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے طریق مروجہ پر سجادہ نشین بنایا گیا۔ یہ مولوی میر فیض الرحمن صاحب مرحوم سابق صدر ناظم سمت کے نواسے ہیں۔

ف۱۵ بندگان حضرت اقدس و اعلیٰ کو ہر دو روضہ جات منورہ بزرگ و خورد سے خاص عقیدت ہے اور موجودہ سجادہ نشین روضہ بزرگ حضرت سید شاہ محمد حسین محمد محمد الحسینی اور انکے

دو چھوٹے بھائی سید شاہ سفیر اللہ محمد محمد الحسینی اور سید شاہ ندیم اللہ محمد محمد الحسینی کی تعلیم و تربیت کی جانب شاہانہ توجہات ہمیشہ مبذول رہی ہیں چنانچہ تعلیم و تربیت کا انتظام ایک خاص کمیٹی کے تفویض فرمایا گیا ہے جس کے ارکین مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی نواب غوث یار جنگ بہادر صوبہ دار گلبرگہ شریف اور صاحب سجادہ کے نانا نواب احسن یار جنگ بہادر چیف انجنیر و معتمد صیغہ آبپاشی ہیں سجادہ صاحب کی تعلیم کا انتظام بلدہ میں کیا گیا ہے اور دوسرے دو بھائیوں کا جاگیردار کالج میں اور جب کبھی عارضی قیام سجادہ گلبرگہ شریف میں ہو تو نگرانی کا تعلق صوبہ دار صاحب سے ہے اور لائق اساتذہ تعلیم کے لئے مقرر ہیں انتظام تعلیم کے ساتھ اس جانب بھی کافی توجہ ہے کہ صاحب سجادہ کی طبیعت میں اخلاق حمیدہ و خصائل پسندیدہ نشو ونما پا کر ملکہ راسخہ بن جائیں اور وہ خلق ظاہری و کمال باطنی میں اپنے برگزیدہ اجداد کا نمونہ ہوں حفاظت صحت کا بھی عمدہ انتظام ہے ان کے آرام و آسایش کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا گیا ہے۔

بہرحال صاحب سجادہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام ملازمان حضرت اقدس و اعلی کی شاہانہ سرپرستی میں ایسے عمدہ اور مستحکم طریقہ پر کیا گیا ہے جس سے یقین ہے کہ علم و دانش اور مکارم اخلاق میں موجودہ صاحب سجادہ اپنے بزرگ و محترم اسلاف کے سچے جانشین ثابت ہوں گے۔

نوٹ:۔ دوران طباعت تذکرہ میں صوبیداری گلبرگہ شریف کا عہدہ جلیلہ مولوی محمد امیر علی خانصاحب ایچ-سی-یس کے تفویض ہوا۔

حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رح

حضرت سید حسین محمد محمد الحسینی عرف سید شاہ محمد اکبر رح
نواب تاج الدولہ بہادر

حضرت سید یوسف المعروف سید شاہ محمد اصغر محمد محمد الحسینی رح
حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی عرف قبول اللہ حسینی رح

حضرت سید شاہ سفیر اللہ محمد محمد الحسینی رح (اول)
داماد سلطان احمد شاہ بہمنی

حضرت سید شاہ عسکر اللہ محمد محمد الحسینی

حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی رح (اول)
حضرت سید شاہ سفیر اللہ الحسینی رح (ثانی)

حضرت سید شاہ ولی محمد محمد الحسینی رح
داماد ابراہیم قطب شاہ سلطان گولکنڈہ

حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی
نواب امام الملک بہادر
داماد سلطان عبد اللہ قطب شاہ
لاولد

حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی گولکنڈی
حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی پلگنڈی
حضرت سید شاہ حسین کلاں
حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی رح

حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی (ثانی)
حضرت سید شاہ عسکری اللہ حسینی
عرف سید شاہ محمد اصغر محمد محمد الحسینی
حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی رح (ثالث)
لاولد

حضرت سید شاہ حسین رح رابع
لاولد

حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی رح
لاولد

حضرت سید شاہ محسن اللہ حسینی رح
حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی رح
داماد نواب کلیانی

حضرت سید شاہ اکبر محمد محمد الحسینی رح
لاولد

حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر حسینی رح
حضرت سید شاہ اکبر حسینی رح

حضرت سید حسین شاہ ولی ثانی رح

حضرت سید شاہ حسین المعروف شاہ ولی اللہ رح
داماد مولوی نیاز الدین اول تعلقدار
حضرت سید شاہ حسین محمد محمد الحسینی صاحب

حضرت سید شاہ اصغر حسینی صاحب
داماد نواب تہور حسین خان مرحوم

حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب
سجادہ وقت

حضرت سید شاہ سفیر اللہ محمد محمد الحسینی صاحب

حضرت سید شاہ ندیم اللہ محمد محمد الحسینی صاحب

نواب میر بندہ علی خاں بہادر

اس خاندان کا سلسلۂ نسب سید محمد علی خاں رضوی سے ملتا ہے جو شہر تبریز (ایران) کے وزیر اعظم تھے۔ آپ کے فرزند (۱) سید منظفر علی خاں رضوی اور (۲) سید طاہر علی خاں رضوی تھے۔ اول الذکر اپنے والد کی وفات کے بعد انکی جگہ وزیر اعظم ہوئے اور ثانی الذکر نے ہندوستان کا رخ کیا اور بعہد علی عادل شاہ وارد بیجاپور ہوئے۔ جہاں شاہ بیجاپور نے آپ کا عزت سے استقبال کیا اور حکومت عالیہ ایران کے عطا شدہ اعزاز اور آپ کے خاندان کا لحاظ کرتے اپنے دربار میں آپ کی مہمانی کی۔ یہاں آپ نے وزیر اعظم بیجاپور سید اسد علی خاں لاری کی اکلوتی دختر خاتونہ بیگم سے شادی کی آپ کے خسر کے انتقال کے بعد عہدۂ دیوانی آپ کے سپرد ہوا جس کو آپ نے نہایت تدبر و سیاست اور خاص قابلیت سے انجام دیا آپ کے فرزند (۱) سید منظفر علی خاں اور (۲) سید محمد علی خاں تھے۔ اول الذکر چونکہ ولی صفت واقع ہوئے تھے اس لئے (ولی) اور آخر الذکر سید محمد علی خاں (نقدی) مشہور ہوئے۔ سید محمد علی خاں نقدی نے مبارز خاں وزیر اعظم شاہ عالم کے برادر زادہ اور

والی بگین پلی محمد بیگ خاں لنگ کی دختر سے شادی کی جو ام البتول عرف خیر النساء کے نام سے موسوم تھیں ان کے بطن سے آپ کو دو فرزند (۱) سید حسین علی خاں اور (۲) سید اسد علی خاں ہوے۔ سید فضل علیخان خلف محمد بیگ خاں لنگ کو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے سید حسین علی خاں (جو سید فضل علیخان کے حقیقی ہمشیر زادہ ہوتے تھے) وارث اور جانشین قرار دئیے گئے چنانچہ بگین پلی کی ریاست اب تک آپ ہی کی اولاد کے زیر حکومت ہے۔ سید حسین علی خاں نہایت شجیع واقع ہوے تھے او آپ نے اپنے گراں بہا خدمات شاہ میسور حیدر علی کو ایسے زمانہ میں پیش کئے جب کہ اس کی شان و شوکت اور جلالت کا ستارہ چمک رہا تھا حیدر علی جو بذات خود ایک دلیر بہادر اور جری ہونے کے علاوہ ہمیشہ میدان جنگ میں فوج کی سالاری خود ہی کرتا تھا آپ کی فوجی قابلیت کو دیکھ کر آپ کا گرویدہ اور اپنی کل فوج کا کمانڈران چیف و سپہ سالار اعظم مقرر اور تنظیم و نگرانی وغیرہ کے متعلق تمام معاملات آپ ہی کے سپرد کیا حیدر علی اور اس کے فرزند ٹیپو سلطان کی ایک عرصہ تک آپ نے وفادارانہ خدمت کی بالآخر جب آپکا انتقال ہوگیا تو ٹیپو سلطان کو اس کا بیحد صدمہ ہوا اور سید اسد علی خاں آپ کے برادر خورد کو لکھا کہ اگر آپ کے بھتیجوں سے کوئی یہاں (میسور) بھیجدیا جائے تو مرحوم سید حسین علی خاں کے خدمات اُن کے سپرد کئے جائیں گے مگر سید اسد علی خاں نے کسی مصلحت کے تحت اس کو نامنظور کیا اور اپنے چاروں بھتیجوں (۱) سید غلام علیخان منصور الدولہ (۲) سید فتح علی خاں (۳) سید احمد علی خاں اور (۴) سید مصطفیٰ علی خاں شاہیار الملک اول کو ہمراہ لیکر وارد حیدرآباد دکن ہوے۔

مملکت عالیہ حیدرآباد دکن میں بھی ایک خاندان ہے جس کے تمام معزز ارکان اپنی ذاتی شجاعت، دلیری، لیاقت اور دولت سے ایسے کارہائے نمایاں کئے کہ جس کے باعث

ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے۔ تواریخ کہہ رہے ہیں کہ جو اعزاز و اکرام اس ریاست ابد مدت میں اس خاندان کو حاصل تھے وہ اظہر من الشمس ہے اس زمانہ میں نواب میر نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی (غفران مآب) حیدرآباد دکن کی مسند حکومت پر جلوہ افروز اور نواب ارسطوجاہ بہادر وزیراعظم تھے۔

حضرت غفران مآب کے حکم سے نواب ارسطوجاہ بہادر مدار المہام وقت نے آپکی پیشوائی کے لئے اپنے بھائی نورالامرا کو ایک منزل روانہ فرمایا۔ خود بھی شہر کے دروازہ پر آپکا خیر مقدم کیا اور بارگاہ سلطانی میں آپ باریاب ہوگئے۔ اس واقعہ کو سنکر ٹیپو سلطان والی میسور برافروختہ ہوا اور بگین پلی کو خود کے قبضہ و تصرف میں لانے فوج کشی کی مگر سید اسد علی خاں نے بمشورۂ نواب ارسطوجاہ بہادر کمک لیجاکر موضع تمڑپلی پر سلطانی فوج سے مقابلہ کیا اور شکست فاش دی بعد انفراغ جنگ واپسی پر بارگاہ حضرت غفران مآب سے آپ کو خطاب مظفر الملک قلعہ داری رائچور اور رسالہ کی افسری سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے مرہٹوں سے مقابلہ کیا اور ان کو بھی شکست فاش دی۔ اس مہم میں آپ کے بھتیجے بھی ساتھ رہ کر چچا کی طرح نام پیدا کئے حضرت غفران مآب اس کامیابی سے اس قدر خوش ہوے کہ وہ مال جو میدان جنگ میں ہاتھ آیا تھا آپ کو اور آپ کے بھتیجوں کو بخشدیا۔ اس کے علاوہ "تاش" کے (نشان فوج) جو میدان جنگ میں ہاتھ آئے تھے وہ بھی آپ کو عطا ہوے جو اب تک اس خاندان میں محفوظ ہیں۔

بعد ازاں کھرلہ میں ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ مرہٹوں کے مقابلہ میں وہ داد جوانمردی دی کہ دکن کے تواریخ تحسین و آفریں کہہ اٹھے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۴۸ و ۶۰۱ گلزار آصفیہ جس کا ترجمہ رہبر دکن کے سالنامہ ۱۵ء میں بدیں الفاظ ہوا ہے۔

"بعض جانثاروں نے اس جنگ میں انتہائی جوانمردی کا ثبوت دیا۔ اس میں روشن خاں مظفر الملک و منصور الدولہ کے نام آتے ہیں جو سلطنت آصفیہ کے بڑے امراء میں سے تھے جن کو دکن کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ ان جان باز سپاہیوں نے مرہٹوں کو بار بار شکست دیکر آصفی پرچم کی حفاظت کی اور جس وقت پرچم مرہٹوں کے ہاتھ چلا گیا تو ان لوگوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر انتہائی عرق ریزی کے ساتھ اس کو حاصل کیا اور حضوری میں بار بار عرض کروایا کہ اگر وقت پر کمک سے امداد فرمائی جائے فتح ہمارے ہاتھ ہے، مگر غفران مآب کے تاکیدی احکام کے باوجود بیوفاؤں نے کمک پہنچانے سے چشم پوشی کی"

گو اس جنگ میں ناکامی رہی مگر اعلیٰحضرت نے مظفر الملک و منصور الدولہ کو متعدد جاگیرات سرفراز فرمائے برادر کلاں علام علی خاں منصور الدولہ نے نواب شاہ یار الملک کو بلدہ میں چھوڑ کر اپنے آبائی مقام بگین پلی کو مراجعت فرمائی۔ نواب سید فضل علی خاں بہادر موجودہ والی ریاست بگین پلی آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔

اب ہم اس خاندان کے حالات نواب سید مصطفےٰ علی خاں (شاہ یار الملک اول) سے بیان کرتے ہیں جس خاندان کے وارث اور جانشین ہمارے معزز صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام نامی اس تذکرہ کا عنوان قرار پایا ہے۔

نواب سید مصطفےٰ علی خاں شاہ یار الملک اول آپ نواب سید حسین علی خاں مرحوم کے تیسرے فرزند اور نواب میر اسد علی خاں (مظفر الملک) کے بھتیجے تھے آپ کے والد کے انتقال کے بعد اپنے چچا کے ہمراہ حیدرآباد دکن آئے

اور جنگ مرہٹہ میں چچا کے ساتھ رہ کر ان کو شکست فاش دی اور نام پیدا کئے لاکھوں روپیہ سالانہ کی جاگیریں آپکو بارگاہ غفران مآب سے مرحمت ہوییں۔

آپ کی شادی نواب سیف الملک عرف مالی میاں خلف نواب ارسطو جاہ مدارالمہام وقت کی دختر سے ہوئی جو امت السلام کے نام نامی سے موسوم تھیں۔ آپ نواب میر اکبر علی خان بہادر آصف جاہ ثالث (مغفرت منزل) کے ہمزلف ہوئے آپ کو اور بھی جاگیرات سرفراز جمعیت سواران و پلٹن وغیرہ مرحمت ہوییں۔ اس وقت آپ کے قبضہ و تصرف میں تعلقہ جات تانڈور۔ چنتا پور۔ آر کی اوسہ، الپور، پدہ مل اور جاگیرات اور ادشاہجہانی، چرکپلی، اڈور وغیرہ تھے۔ آپ کو مغفرت منزل کی مصاحبت اور تقرب کے علاوہ عماری میں خواصی نشینی کا شرف اور دربار خاص و عام میں اعلےٰ ترین اعزاز حاصل رہے جو تصویر سے ظاہر ہیں جس میں مدار المہام و پیشکار وقت استادہ اور آپ نشستہ ہیں۔ آپ فدوی خاص الخاص سے مخاطب فرمائے جاتے تھے۔ یہ وہ اعزاز ہیں جو صرف اس خاندان کے لئے مختص تھے آپ کے فرزند (۱) سید رونق علی خاں مرحوم (شاہ یار الملک ثانی) اور دوسرے فرزند نواب سید عباس علی خاں مرحوم تھے۔

نواب سید عباس علی خاں مرحوم

آپ نواب سید مصطفےٰ علی خاں مرحوم (شاہ یار الملک اول) کے خلف اصغر اور نواب میر حسین علی خاں مرحوم کے پوتے تھے جو بعد وفات نواب سید مصطفےٰ علی خاں (شاہ یار الملک اول) جملہ اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوئے اور یادگیر کے نواب مرشد قلی خاں کی دختر سے جو مہر النساء بیگم کے نام نامی سے موسوم تھیں شادی کی۔ ان کے بطن سے ۸ رجادی الاول ۱۲۴۸ھ کو نواب میر مصطفےٰ علی خاں

(عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک مرحوم) تولد ہوئے۔ رجب المرجب سنہ ۱۲۴۸ھ میں بعمر ۲۸ سالگی راہی ملک بقا ہوئے۔

نواب میر مصطفی علی خاں مرحوم عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک

آپ نواب سید عباس علی خاں مرحوم کے خلف الصدق نواب سید مصطفےٰ علی خاں کے شاہ یار الملک اول کے پوتے نواب سید رونق علی خاں شاہ یار الملک ثانی کے بھتیجے اور نواب میر مرشد قلی خاں قلعدار یادگیر کے نواسے تھے آپکی والدہ کا نام نوابہ مہر النساء بیگم تھا آپ ۸ رجمادی الاول سنہ ۱۲۴۸ھ کو پیدا ہوئے آپ دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد راہی روضۂ رضواں ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ نوابہ مہر النساء بیگم نے فرمائی آپ نہایت ذہین اور طباع واقع ہوئے تھے چنانچہ آپ کو اردو، فارسی اور عربی کے علاوہ فنون سپہ گری کی بھی تعلیم دی گئی تھی گھوڑے کی سواری کی اچھی مشق دلائی گئی جب ہی تو آپ سیاق و سباق سے ماہر فنون سپہ گری شکار اور شہسواری میں ید طولی رکھتے تھے جب آپ سن شعور کو پہنچے تو جاگیرات اور املاک آبائی و اعزاز و مناصب موروثی سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ آپ کی شادی سنہ ۱۲۶۳ھ میں نوابہ امت الفاطمہ بیگم صاحبزادی نواب میر رونق علی خاں شاہ یار الملک ثانی سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی اور مختلف البطن آپ کے دو صاحبزادے ہوئے (۱) نواب میر بندہ علی خاں ارسطو جنگ سپہدار الدولہ اور (۲) نواب میر جعفر علی خاں ثریا جنگ مرحوم سنہ ۱۲۷۲ھ میں جب فیمابین آپ کے اور آپ کے چچا نواب سید رونق علی خاں شاہ یار الملک ثانی کے تقسیم جاگیر و ترکہ موروثی کا تنازعہ پیش ہوا تو آپ نے نہایت سیر چشمی کو کام میں لاکر سوائے جاگیرات عطیہ سلطانی و مواضعات موروثی پلکور و چرپلی وغیرہ متعلقہ جاگیر بیگن پلی اور کوئی چیز نہیں لی۔ باوجودیکہ بعد تقسیم جاگیر اقرار نامہ مورخہ

۱۷ صفر ۱۲۸۸ھ میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ

"در ہیچ یک املاک عموی مرحوم سوائے دیوانخانہ و محلات وغیرہ متعلقہ آں"
"واسباب فراش خانہ یعنے خیمہ ہا و شیشہ آلات واسباب توشکخانہ دعویٰ"
"و تقاضا نیست"

پھر بھی آپ نے غیر منقسمہ اشیاء کے لینے کی جانب کبھی توجہ نہیں فرمائی۔ بلکہ وہ کُل سامان اپنی ذاتی رقم سے خرید فرمالیا۔ اور بضمن تذکرہ ہمیشہ ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے چچازاد بھائی نواب میر مہدی علی خاں شمشیر جنگ اول کی اولاد کو جو غیر منقسمہ جائیداد پر قابض ہے مثل اپنی اولاد کے خیال کرتا ہوں مجھ کو پسند نہیں کہ کوئی چیز اُن سے لیکر اپنی اولاد کو دوں (توزک شمشیریہ) باوجود بردباری و متانت و سنجیدگی کے آپ مستغنی المزاج اور انتہادرجہ کے حلیم تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انتظامی امور کی صلاحیت بدرجۂ اتم قدرت کی جانب سے آپ میں ودیعت ہوئی تھی۔ ابتداً آپ کی جاگیرات میں دو عہدہ دار (۱) تحصیلدار اور (۲) معتمد تھے۔ تحصیلدار کا کام یہ تھا کہ مالی امور کی انجام دہی کے علاوہ دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے بھی کرے۔ معتمد جاگیرات کا کام یہ تھا کہ جملہ امور متعلق جاگیرات و دیوڑھیات کے انتظام کے علاوہ تحصیلدار کے فیصلہ جات کی ناراضی کی اپیل سنا کرے ۱۳۱۶ھ میں جب عدالت العالیہ سے استدراک ہوا اور آپ کی جانب سے تحریک ہوئی تو حسب الحکم مدارالمہام وقت بلحاظ اعزاز خاندان و ذاتی آپ کے عدالتی اختیارات کی از سرنو توضیح و تشریح کی گئی۔ اسکے ظہر پر اُس کی نقل بجنسہ درج کی جاتی ہے۔

نقل روبکار محکمہ سرکار عالی علاقہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ (صیغہ عدالت) واقع ۲۷ر اسفندار ۱۳۰۸ف ۱۶ر رمضان ۱۳۱۶ھ

نشان (۶۰۳)

مقدمہ

از طرف مولوی عزیز مرزا بی۔ اے منصرم معتمد سرکار عالی

خدمت معتمد صاحب مجلس عالیہ عدالت سر رشتہ مرافعہ	کشن راؤ مدعی بنام شمشیر گیر مدعی علیہ

حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی

بسلسلہ مراسلہ نشان (۴۱۸) مورخہ ۹ر بہمن ۱۳۰۸ف بمقدمہ کشن راؤ مدعی شمشیر گیر مدعی علیہ لکھا جاتا ہے کہ نواب مشیر الملک بہادر کا عذر درست ہے۔ نواب صاحب کی جاگیر مستثنےٰ ہے اور اختیارات محدود نہیں ہیں۔ نواب صاحب کے عدالتی فیصلوں کی نارضنی سے محکمہ سرکار میں نگرانی ہوتی ہے اور اب تک مجلس عالیہ کی نگرانی ان کی کارروائی عدالتی پر نہیں رہی پس مجلس کا مثل طلب کرنا خلاف عملدرآمد ہے۔ نقل جواب روبکار معتمد جاگیرات نواب مشیر الملک بہادر نشان ۶ مورخہ ۱۸ر دی ۱۳۰۸ف اطلاعاً مرسل ہے فقط

دستخط

اول مددگار

اس کے بعد آپ نے نئے نئے انتظامات کو رو بعمل لایا اور جاگیرات کے نظم و نسق میں یکا یک تبدیلی کر دی۔ ۱۲۹۷ھ میں داغنہ فوج صرفخاص کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔ یہ وہ خدمت تھی کہ جس میں آپ کو ہر روز صرفخاص کی کل فوج کا معائنہ کرنا پڑتا تھا۔ اس خدمت کو آپ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیکر مورد الطاف خسروانہ ہوئے بعہد حکومت نواب افضل الدولہ مغفرت مکاں آپ خطاب خانی و بہادری و جنگی (عسکر جنگ)

سے مفتخر و ممتاز ہوئے ۱۳۰۰ھ میں حضرت غفران مکانؒ کو جب سفر کلکتہ درپیش ہوا تو آپ بلحاظ اسٹاف ہمراہ رکاب تھے۔ اور اس سفر میں ہر روز منجملہ اور الطاف و عنایات شاہانہ کے حضرت غفران مکانؒ نے آپ کو شرکت دسترخوان سے شرف بخشا ۱۳۰۱ھ میں جب لارڈ ڈیفران بحیثیت گورنر جنرل ہندوارد حیدرآباد ہوئے تو حضرت غفران مکانؒ کے انتخاب کے بموجب آپ گورنر مذکور کی پیشوائی کو اورنگ آباد تشریف لے گئے جب آپ اورنگ آباد پہنچے تو وائسرائے معز کی سواری ایلورہ میں تھی جو مقام کہ اورنگ آباد سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے دوسرے روز جب وائسرائے ممدوح فائز بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئے تو آپ سے نہایت تپاک کے ساتھ ملاقات کی اور آپ کو ڈنر میں شرکت کی عزت بخشی۔ جہاں آپ کو وائسرائے نے اپنے بازو کی کرسی پر جگہ دی قلعہ دولت آباد کی سیر میں بھی آپ کو وائسرائے کی ہمراہی کا شرف حاصل تھا ۱۳۰۲ھ میں آپ خطاب مستطاب آفتاب الدولہ اور شیر الملک سے مفتخر ہوئے نواب میر بندہ علی خاں ارسطو جنگ سپہدار الدولہ اپنے والد کے عین حیات میں بعمر (۳۷) سالگی اپنی یادگار دنیا میں ایک صاحبزادہ نواب میر سردار علی خاں سہراب جنگ مرحوم اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر ۱۳۰۴ھ میں راہی دار البقا ہوئے ان کی جوانمرگی نے آپ کو روحانی صدمہ پہنچایا آپ کو اگر کوئی ذریعہ تسکین تھا تو وہ صرف آپ کے پوترے نواب میر سردار علی خاں سہراب جنگ مرحوم تھے مگر افسوس صد افسوس کہ یہ بھی عین عنفوان شباب میں بعمر (۲۷) سالگی راہی دار البقا ہوئے اور اپنے دادا کو داغ مفارقت دیگئے۔ اور یہ ایسے ناقابل برداشت سانحے تھے کہ آپ متحمل نہ ہوسکے۔ آخر الامر اسی غم میں اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب سید جعفر علی خاں ثریا جنگ مرحوم کو چھوڑ کر بعمر ہشتاد و چہار سالگی راہی روضۂ

رضوان ہوے۔

نواب میر بندہ علی خاں مرحوم ارسطو جنگ سپہدار الدولہ

آپ نواب میر مصطفےٰ علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ شیر الملک مرحوم کے خلف اکبر نواب میر عباس علی خاں مرحوم کے پوتے اور نواب میر رونق علی خاں شاہ یار الملک ثانی کے نواسے تھے۔ آپ اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اور لایق اساتذہ سے نہایت اعلےٰ پیمانے پر جو آپ جیسے امیروں کے شایان شان ہو تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ زیور اخلاق اور مروّت سے پیراستہ تھے ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ کو بارگاہ جہاں پناہی سے خانی و بہادری و خطابات ارسطو جنگ سپہدار الدولہ سے سرفرازی پائی۔ افسوس کہ آپ عین عنفوان شباب میں والد کے عین حیات ہی ایک فرزند نواب سید سردار علی خاں سہراب جنگ مرحوم کو دار دنیا میں اپنی یادگار چھوڑ کر ۱۸ ر شوال ۱۳۰۴ھ کو راہی خلد بریں ہوے۔ آپ انتہا درجہ کے دلیر سیر چشم اور دریا دل نواب تھے۔

نواب سید سردار علی خاں مرحوم سہراب جنگ

آپ نواب میر بندہ علیخاں مرحوم ارسطو جنگ سپہدار الدولہ کے اکلوتے فرزند اور نواب میر مصطفےٰ علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ شیر الملک مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے وقت نہایت کمسن تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نواب میر مصطفےٰ علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ شیر الملک مرحوم نے آپ کو بڑے چاہ و پیار سے پرورش کیا۔ اور آپ نے اپنے جد بزرگوار ہی کے زیر سایہ قابل اور لایق اساتذہ سے علم حاصل فرمایا تھا۔ اردو، فارسی اور انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے آپکی شادی نواب میر

مہدی علی خاں مرحوم شمشیر جنگ اول کی منجھلی صاحبزادی نوابہ امت الحسینی بیگم مرحومہ سے ۲۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۱ھ کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی تھی بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۰۵ھ آپ خانی و بہادری و خطاب مستطاب سہراب جنگ اور منصب دوہزاری ویکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے تھے۔ نہایت خوش خلق اور بامروت نواب تھے امرا زادوں میں آپ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ ابھی آپ کی شادی کو ایک ماہ چار روز ہوئے تھے کہ آپ نے بتاریخ ۹ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ بعمر ۱۸ سال اپنی بیوی اور اپنے جد بزرگوار کو داغ مفارقت دیکر لاولد راہی روضۂ رضواں ہوئے۔

نواب میر جعفر علی خاں مرحوم ثریا جنگ

آپ نواب میر مصطفٰے علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک مرحوم کے فرزند دوم اور نواب میر عباس علی خاں مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اور لائق اساتذہ سے تحصیل علم کیا۔ اردو، فارسی اور انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ بتقریب سالگرہ مبارک خانی و بہادری و خطاب مستطاب ثریا جنگ و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔ آپ اپنے والد ماجد کے بعد جملہ اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے مفتخر و ممتاز ہوئے آپ بھی عین عنفوان شباب میں راہی روضۂ رضواں ہوئے۔ اور اپنی یادگار دنیا میں دو صاحبزادے مختلف البطن (۱) نواب میر احمد علی خاں مرحوم اور (۲) نواب میر سعادت علی خاں مرحوم چھوڑ گئے۔

نواب میر احمد علی خاں مرحوم

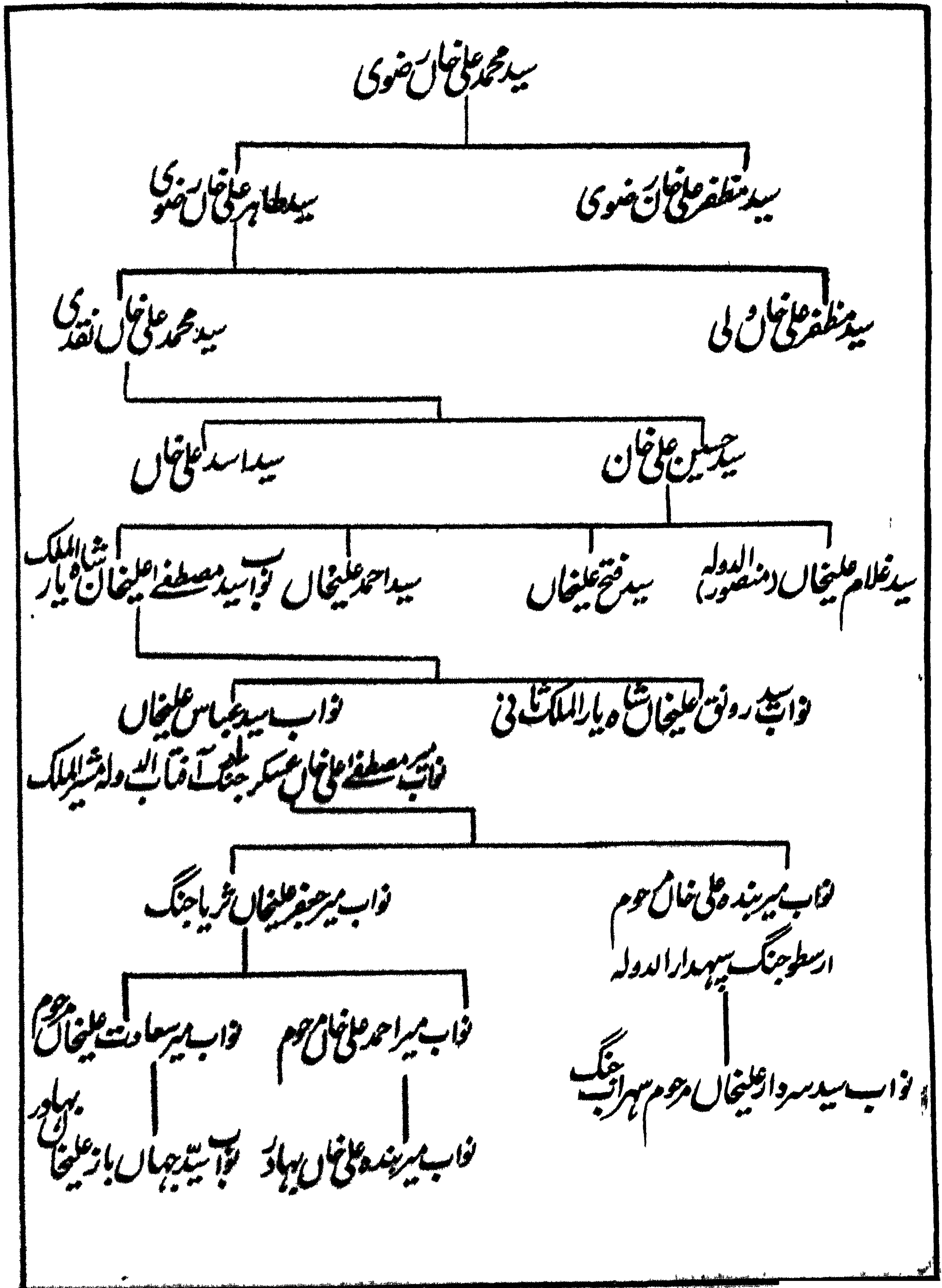
آپ نواب میر جعفر علی خاں ثریا جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور نواب میر مصطفٰے علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنے والد کے زیر نگرانی اردو، فارسی اور انگریزی

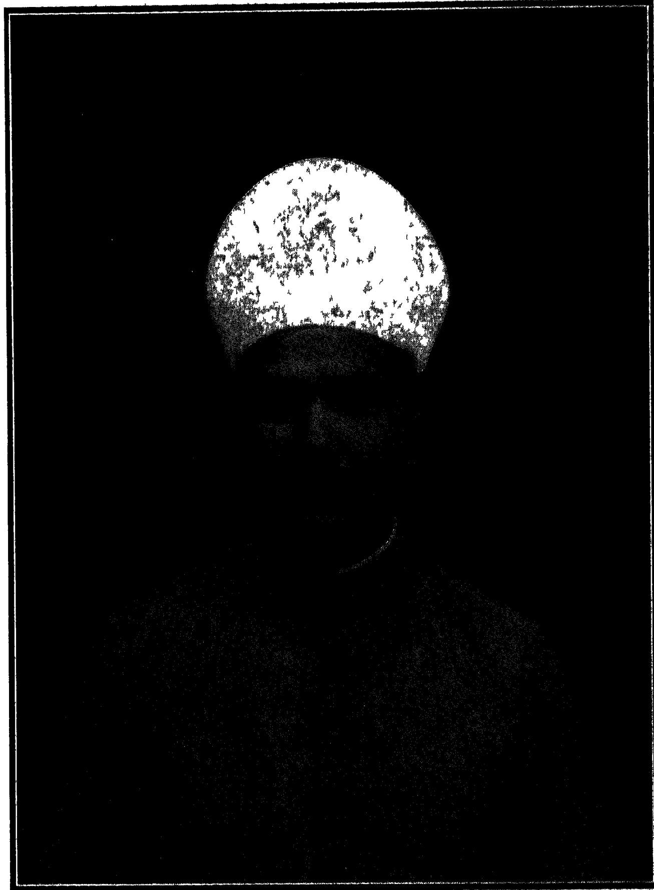
کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ کی کمسنی کی وجہ اسٹیٹ زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ کورٹ آف وارڈز) لے لیا گیا۔ آپ اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بمنظوری سرکار انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے وطن واپس ہوئے اور اسٹیٹ آپ کے حق میں واگزاشت ہونے ہی والا تھا کہ بعارضۂ دق آپ نے اس دار ناپائیدار میں ایک فرزند نواب میر بندہ علی خاں (جو اس وقت اسٹیٹ کے وارث اور خاندان عالیشان عسکر جنگی کے یادگار ہیں) چھوڑ کر عین عالم شباب میں راہی روضۂ رضواں ہوئے۔

نواب میر سعادت علی خاں مرحوم آپ نواب میر جعفر علی خاں ثریا جنگ مرحوم کے فرزند دوم نواب میر مصطفےٰ علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک مرحوم کے پوتے اور نواب میر احمد علی خاں مرحوم کے چھوٹے علاتی بھائی تھے آپ کی والدہ جنابہ سردار النسا بیگم صاحبہ ہیں۔ آپ اپنے بھائی نواب میر احمد علی خاں مرحوم کے ساتھ اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر کے بغرض تکمیل تعلیم انگریزی یورپ تشریف لے گئے تھے مگر افسوس کہ بعد تکمیل تعلیم قضا نے واپس ہونے نہ دیا وہیں آپ نے عالم جوانی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی ماں کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیگئے۔ آپ نے انگلستان میں ایک انگلش لیڈی (جسکا نام رگون ریڈ ہے) سے شادی کی تھی جس کے بطن سے آپ کو ایک لڑکا سید جہاں یاز علیخاں اور ایک لڑکی سید النساء ہے۔

نواب بندہ میر علی خاں بہادر آپ نواب میر احمد علی خاں مرحوم کے خلف الصدق نواب میر جعفر علی خاں ثریا جنگ مرحوم کے پوتے اور خاندان مشیر الملکی کے یادگار اور وارث ہیں۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سائہ پدرانہ آپ کے سر سے اٹھ گیا بحیثیت بزرگ خاندان اولاً نواب میر مہدی علی خاں شمشیر جنگ اول کی

منجھلی صاحبزادی نوابہ امت الحسینی بیگم مرحومہ (جو آپ کے والد نواب میر احمد علی خاں مرحوم کے چچازاد بھائی نواب سہراب جنگ مرحوم کی محل تھیں) بمنظوری سرکار آپ کی ولیہ مقرر ہوئیں اور مرحومہ کے زیر نگرانی آپ کی تعلیم و تربیت اعلےٰ پیمانہ پر ہوتی رہی مگر افسوس کہ قضا نے آپ کے سر سے ان کا بھی سایہ اٹھا لیا اس وقت آپ بحیثیت وارڈ سرکار عالی کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم پا رہے ہیں۔ آپ کی تعلیم پر سرکار اچھی رقم خرچ کر رہی ہے اور آپ کے آرام و آسائش کے لئے ممکنہ سہولتیں بہم پہنچا رہی ہے اسٹیٹ بنام اسٹیٹ ثریا جنگ زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز سرکار عالی ہے۔ اس اسٹیٹ کی نگرانی ناظم صاحب کورٹ آف وارڈز سرکار عالی کے تفویض ہے جن کی بے لوث خدمات نے اسٹیٹ کے انتظامی اور مالی امور میں جان ڈالدی ہے اور آج یہ اسٹیٹ خود کو مالی اور انتظامی امور کے مد نظر بڑے بڑے اسٹیٹس کے مقابلہ میں پیش کرنے کے لائق ہوگیا ہے۔


سید محمد علی خاں رضوی
سید مظفر علی خاں رضوی
سید طاہر علی خاں رضوی
سید مظفر علی خاں ولی
سید محمد علی خاں نقوی
سید حسین علی خان
سید اسد علی خاں
سید غلام علیخاں (منصور الدولہ)
سید فتح علیخاں
سید احمد علیخاں
نواب سید مصطفےٰ علیخاں شاہ یار الملک
نواب سید رونق علیخاں شاہ یار الملک ثانی
نواب سید عباس علیخاں
نواب میر مصطفےٰ علی خاں عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک
نواب میر بندہ علی خاں مرحوم ارسطو جنگ سپہدار الدولہ
نواب میر جعفر علیخاں ثریا جنگ
نواب سید سردار علیخاں مرحوم سہراب جنگ
نواب میر احمد علی خاں مرحوم
نواب میر سعادت علیخاں مرحوم
نواب میر بندہ علی خاں بہادر
نواب سید جہاں باز علیخاں بہادر



نواب سید مصطفی خان بہادر



نواب سید عباس خان بہادر

نواب سید مصطفی خاں بہادر و نواب سید عباس خاں بہادر

آپ کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے حضرت امام موسی کاظم علیہ التحیۃ و الثناء تک پہنچتا ہے اس خاندان کے مورثان اعلیٰ شوستر (ایران) کے مجتہدین عظام سے تھے ۱۰۰۵ھ میں شوستر کے شیخ الاسلام حضرت سید نورالدین گزرے مگر ان سے بھی قبل شوستر کی شیخ الاسلامی اسی خاندان کے مورثان اعلیٰ میں بھی رہی ۱۱۲۸ھ میں حضرت سید نورالدین شوستری کے آٹھویں فرزند ہمارے صاحبان تذکرہ کے جد اعلیٰ آیۃ اللہ فی الانام حجۃ الاسلام تقدس مآب آقا سید رضی موسوی شوستری المتخلص بہ اقدس طاب ثراہ و جعل الجنتہ مثواہ پدر نواب میر ابوالقاسم المخاطب میر عالم مرحوم بعہد حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول ہمراہ مرشد قلی خاں وارد حیدرآباد دکن ہوئے اور شرف باریابی کی عزت پائے۔ آپ مجتہد عصر مذہب امامیہ جامع علوم و کمال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے اور فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے آپ کے اخلاق و اشفاق کا شہرہ تمام دنیا میں تھا آپ فاضل بے عدیل و عالم باعمل تھے اہل تشیع حضرات

راستہ گزرتے وقت آستانۂ دردولت کو بوسہ دئیے بغیر نہیں گزرتے تھے حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول آپ کے تقدس اور علم و فضل کو قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے حضرت مغفرت مآب نے سرکاری دارالانشاء کی خدمت سے آپ کو سرفراز فرمانا چاہا جسے آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اس پر حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول کا ارشاد ہوا کہ "ہر ہفتہ ایک دن ہماری ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرو" آپ نے عرض کی کہ بدیں شرط حاضر ہوا کروں گا کہ میں جس شخص کے لئے سفارش کروں قبول فرمائی جائے اس پر حضرت مغفرت مآب نے آپ کو ہر ملاقات میں ایک شخص کی سفارش کرنے کی اجازت دی اور یوم سہ شنبہ ملاقات کے لئے مقرر ہوا اس دن آپ کے شریعت کدہ پر خلق اللہ کا اژدہام رہتا مگر آپ اسی شخص سے وعدہ سفارش فرماتے تھے جو سب سے پہلے آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتا۔ آپ کو بارگاہ نواب میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی غفران مآب سے دس ہزار سالانہ محاصل کی جاگیر سرفراز ہوئی (تاریخ گلزار آصفیہ) مگر تمام امرا شیعہ و سنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ذکر مذہب (شیعہ و سنی) آپ کی مجلس میں کبھی نہ ہوتا تھا اور تاکید تھی کہ مذہبی اذکار نہ کئے جائیں۔ آپ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ آپ سوائے در دولت سلطانی کے کسی کے پاس نہیں جاتے تھے۔ آپ کا شریعت کدہ کوچہ ایرانی میں واقع تھا آپ کے اس مکان کو نواب میر عالم بہادر مرحوم نے اپنے بھتیجے نواب میر عاشق حسین خان بہادر کو دیدیا جو تا حال ان کی اولاد و احفاد کے قبضہ میں ہے آپ کے دو فرزند تھے خلف اکبر نواب میر ابوالقاسم میر عالم بہادر مرحوم جو حیدرآباد کی سلطنت کے نامی گرامی مدار المہام گزرے ہیں جن کے گرانقدر کارناموں سے دکن کے تواریخ بھرے پڑے ہیں فرزند دوم سید زین العابدین تھے یہ ہر دو علوم عقلی و نقلی و صنائع و بدائع و علم عربی و فارسی اور ہندی میں کمال رکھتے تھے اور شعر گوئی میں انھیں خاص ملکہ تھا۔ سید زین العابدین خاں کے فرزند نواب میر عاشق حسین خان بہادر متخلص بہ موسوی تھے آپ بھی

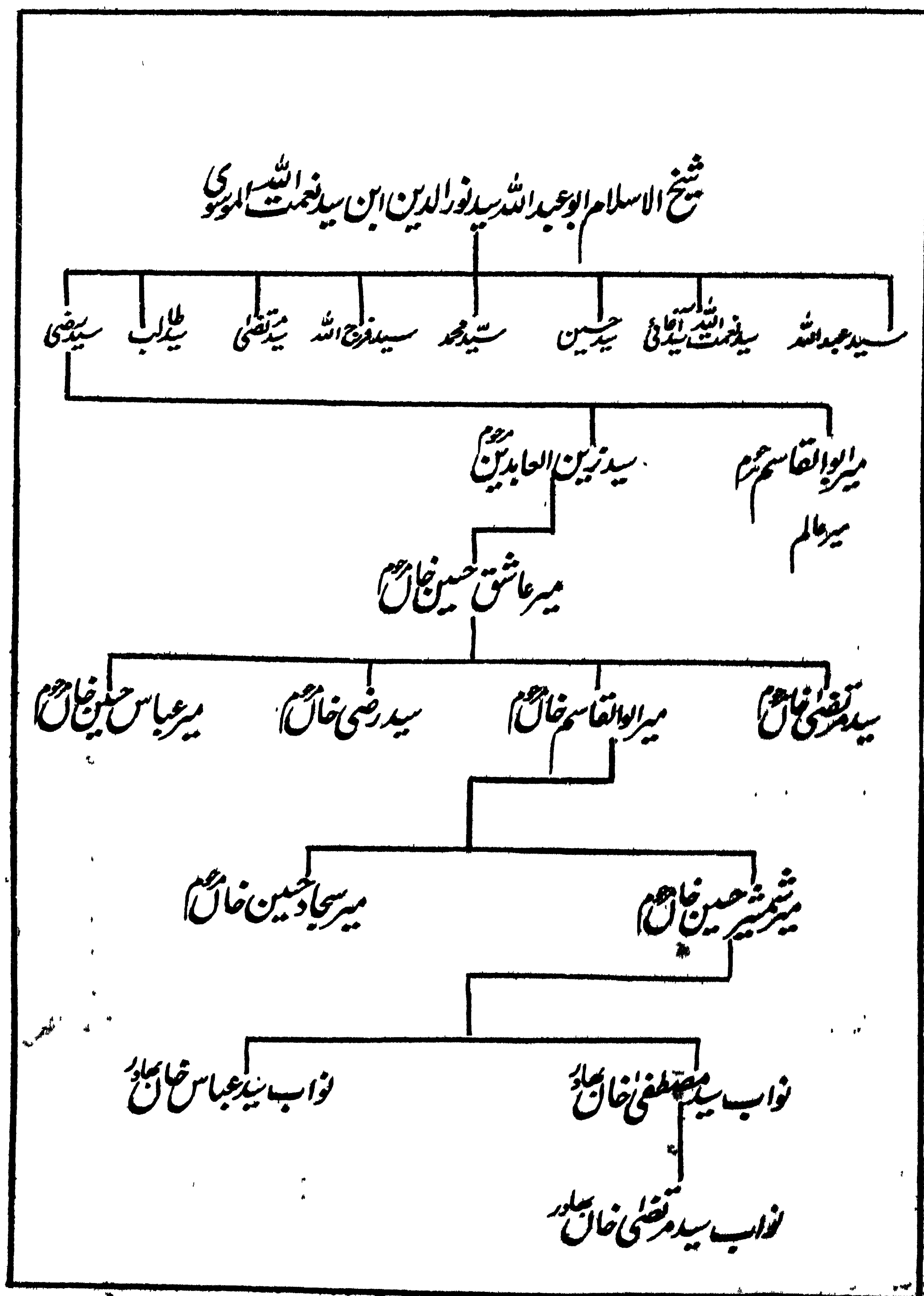
اپنے آباء اجداد کی طرح جملہ علوم عربی و فارسی و ہندی میں کامل اور شعر گوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے آپ کا تصنیف کردہ دیوان موسوم بہ دیوان توسوی جو فارسی زبان میں ہے اس کے دیکھنے سے آپ کی اعلےٰ قابلیت کا پتہ چلتا ہے۔ نواب میر عاشق حسین خاں بہادر مرحوم کے چار صاحبزادے (۱) سید مرتضیٰ خاں (۲) میر ابوالقاسم خاں (۳) سید رضی خاں اور (۴) میر عباس حسین خاں تھے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ نواب میر ابوالقاسم خاں فرزند دویمی نواب میر عاشق حسین خاں بہادر کی شادی صاحبزادی ذوالفقار علی خاں المخاطب بہ نواب غالب الدولہ مرحوم خلف نجمی طالب الدولہ عرف مغل جان سے ہوئی ان کے بطن سے دو فرزند نواب میر شمشیر حسین خاں مرحوم اور میر سجاد حسین خاں مرحوم تھے اور نواب میر عباس حسین خاں فرزند چہارمی نواب میر عاشق حسین خاں بہادر کی شادی نواب قربان علی خاں المخاطب بہ اعتبار جنگ فیض تاب الدولہ مرحوم سے ہوئی جن سے آپ کو دو صاحبزادیاں تھیں جو یکے بعد دیگرے نواب میر شمشیر حسین خاں مرحوم کے حبالۂ نکاح میں آئیں۔ بڑی صاحبزادی کے بطن سے نواب سید مصطفیٰ خاں اور چار صاحبزادیاں اور چھوٹی صاحبزادی کے بطن سے ایک فرزند نواب سید عباس خاں اور ایک صاحبزادی ہوئے جن کے نام نامی زیب دہ عنوان ہیں اور یہ دونوں بھائی نواب سید مصطفےٰ خاں و نواب سید عباس خاں آپس میں سگے علیٰحدہ بھائی بھی ہیں۔

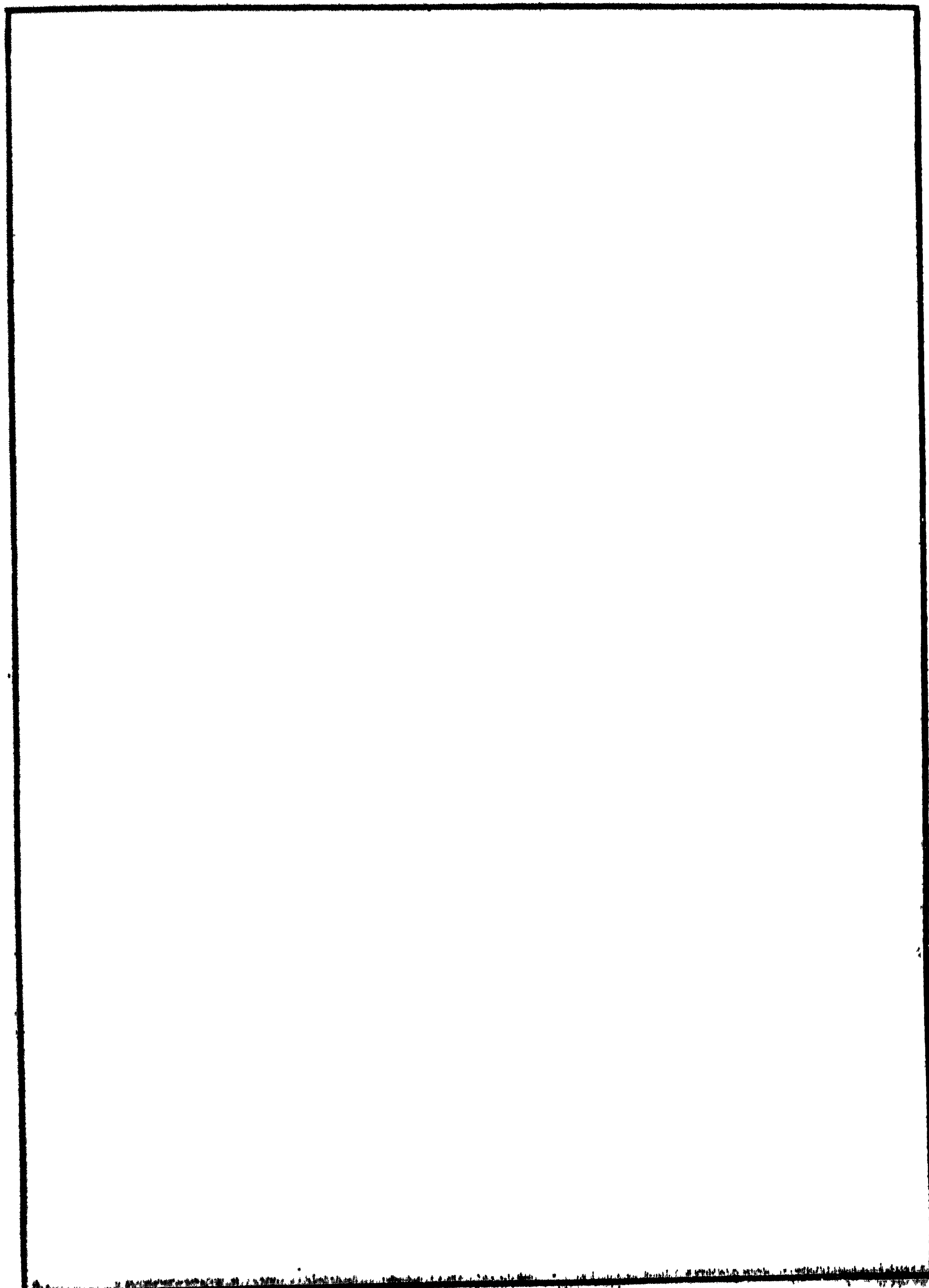
نواب سید مصطفیٰ خاں بہادر

آپ نواب میر شمشیر حسین خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب میر ابوالقاسم خاں مرحوم کے پوتے ہیں انگریزی، فارسی، اردو اور عربی میں عالم ہیں۔ انتظامی امور میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ اپنے چھوٹے بھائی نواب سید عباس خاں کو مثل اپنی اولاد کے عزیز رکھتے ہیں اور بجائے پدران کی سرپرستی فرماتے ہیں جبھی تو سید عباس خاں نے اس شفقت کے مقابل میں شفقت پدری کو فراموش کر دیا

آپ اپنے والدین کے انتقال کے بعد انھیں جو اس وقت صرف چودہ برس کے تھے تعزیتی پرُسے میں سوغات حقوق کلانیت سرکار عالی اپنی خوشی و رضامندی سے عطا کروایا۔ نیز جاگیرات کے منتخبات بھی انہی کے نام جاری کروا دئیے آپ کا برادرانہ سلوک قابل تقلید ہے اگر ان کی تتبع قرار واقعی طور پر کی جائے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ جاگیردار جو آج آپس کے جھگڑوں میں ایک کثیر رقم نذر وکلاء اور رسوم مال کرتے ہیں جس سے جاگیرات زیر بار قرضۂ سودی ہو کر افلاس و تباہی کا باعث ہوتے ہیں اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ محفوظ ہو جائیں گے آپ کی یہ دور اندیشی انتہائی ایثار ہے۔ آپ ایک خوش خلق خوش اعتقاد، خوش رویہ، دور اندیش، ملنسار، ہوشیار، تعلیم یافتہ نواب ہیں۔ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ آپ کا یہ سلوک اور اتفاق نہ صرف قابل تقلید ہے بلکہ لائق صد تحسین و آفرین ہے آج تک کوئی ایسی نظیر ہم کو مل نہیں سکتی کہ بڑا بھائی اپنے جائز حقوق اپنے چھوٹے بھائی کے حق میں منتقل کر دیا ہو۔ آپ زیارات مقامات مقدسہ عراق و ایران سے مشرف ہو چکے ہیں آپ کو ایک صاحبزادہ سید مرتضیٰ اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

نواب سید عباس خاں بہادر آپ نواب میر شبیر حسین خاں مرحوم کے فرزند دوم اور نواب میر ابو القاسم خاں مرحوم کے چھوٹے پوتے نواب سید مصطفیٰ خاں بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ چودہ برس کے تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے کم ہو گیا آپ نے اپنے مشفق اور مہربان بھائی کے زیر نگرانی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل کی آپ کے بڑے بھائی کے پدرانہ سلوک نے بہت جلد آپ سے شفقت پدری کو بھلا دیا۔ آپ اپنے بڑے بھائی کی عزت اور ان کا ادب ایسا کرتے ہیں جیسا کہ ایک سعادت مند لڑکا اپنے باپ کی عزت اور حرمت کرتا ہے آپ نہایت خوش سیرت، نیک اطوار سعادتمند نواب ہیں۔


شیخ الاسلام ابو عبداللہ سید نور الدین ابن سید نعمت اللہ الموسوی
سید عبداللہ
سید نعمت اللہ آغائی
سید حسین
سید محمد
سید فرج اللہ
سید مرتضیٰ
سید طالب
سید رضی
میر ابوالقاسم مرحوم
سید زین العابدین مرحوم
میر عالم
میر عاشق حسین خان مرحوم
سید مرتضیٰ خان مرحوم
میر ابوالقاسم خان مرحوم
سید رضی خان مرحوم
میر عباس حسین خان مرحوم
میر شمشیر حسین خان مرحوم
میر سجاد حسین خان مرحوم
نواب سید مصطفیٰ خان بہادر
نواب سید عباس خان بہادر
نواب سید مرتضیٰ خان بہادر



صاحبزادی نوابہ قطب النساء بیگم مرحومہ

۱۲۸۵ھ میں عالم وجود میں آئیں اور گھر ہی پر اردو فارسی نوشت وخواند میں کافی ووافی مہارت حاصل فرمائیں۔ آپ کا تعلق خانوادۂ شاہی سے تھا۔ آپ کو علم تصوف ومعلومات مذہبی کا بہت شوق تھا چنانچہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے ایک مشہور ومعروف مشائخ و خدارسیدہ بزرگ حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب وطنؒ سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ آپ ایک پاکیزہ خیال، روشن دماغ، نیک خصلت، نجستہ طبیعت، قدامت پسند فیاض، ہمدرد، رحمدل، پابند مذہب وملت وصوم وصلواۃ جاگیردارہ، طبقہ اناث میں ایک ممتاز ہستی رکھینیوالی خاتون تھیں۔ آپ کو نذر ونیاز وخیرات ومبرات کا بڑا شوق تھا آپ کا باب جود وسخا ہمیشہ غربا ومساکین کے لئے کھلا رہتا۔ بالخصوص، محرم الحرام سے یوم شہادت تک بکثرت خیرات تقسیم فرمایا کرتی تھیں امور رفاہ عام سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ منجملہ اکثر وبیشتر امور کے ۱۳۴۵ف کو آپنے اپنی جاگیر قصبہ آصف نگر واقع ضلع کریم نگر میں

بغرض رفاہ عام بتقریب سلور جوبلی مبارک ایک دوا خانہ یونانی کا قیام بھی فرمایا آپ کی شادی نواب میر بہاؤ الدین علی خاں المخاطب بہ نواب عظام جنگ عظام الدولہ ثانی مرحوم سے بموجودگی نواب محمد رشید الدین خاں شمس الامراء رابع جو آپ کی نانی بسم اللہ بیگم صاحبہ کے پدر بزرگوار تھے ۱۲۹۷ھ میں بہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی اور ۱۳۱۴ھ میں بعمر (۱۷) سال آپ کے شوہر نے انتقال فرمایا۔ آپ کے شوہر نواب عظام الدولہ مرحوم آپ کے ہم جدی رشتہ دار تھے (ملاحظہ ہو شجرۂ مندرجہ ذیل)

نواب میر رحمت خاں دلیر جنگ دلیر الدولہ برادر عم زاد آصفجاہ اول

نواب ظفر یار جنگ ظفر الدولہ مرحوم	نواب فتح یاب الدولہ مرحوم
نواب خواجہ عبد الصمد خاں معز الدولہ	نواب دلاور جنگ مرحوم
نواب میر شمس الدین خاں عظام جنگ عظام الدولہ اول	نواب میر رحمت علیخاں دلاور جنگ ثانی مرحوم
نواب میر یسین علی خاں شکوہ جنگ مرحوم	نوابہ غوث النساء بیگم مرحومہ
نواب میر بہاؤ الدین علیخاں عظام جنگ عظام الدولہ ثانی مرحوم	نوابہ قطب النساء بیگم مرحومہ

آپ کو دو فرزند (۱) نواب میر شمس الدین علی خاں مرحوم جن کا انتقال ۱۳۳۷ھ میں ہو گیا اور جن کی شادی نواب ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کی دختر سے ہوئی تھی جو لاولد انتقال کر گئیں (۲) بطن دیگر سے جن کے ایک فرزند نواب میر جہانگیر علی خاں بہادر موجود ہیں۔

(۲) نواب میر معین الدین علی خان بہادر اور تین دختر (۱) ہمت النساء بیگم صاحبہ زوجہ میر محمود علی خاں مرحوم نبیرۂ نواب صمصام الدولہ مرحوم جن کا انتقال سنہ ۱۳۵۱ھ میں ہوا (۲) دلاور النساء بیگم صاحبہ زوجہ میر گوہر علی خاں صاحب نبیرہ مبارز الدولہ مرحوم جن کا انتقال سنہ ۱۳۴۹ھ میں ہوا (۳) حفیظ النساء بیگم صاحبہ زوجہ سید شاہ نعمت اللہ حسینی صاحب جاگیردار مرحوم (جن کا انتقال سنہ ۱۳۲۵ھ میں ہوا) ہوئے آپ کے جاگیرات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) لہوری (۲) ٹاکلی (۳) ایجنڈ ہو (۴) پیلے گاؤں (۵) بیپرواڑہ (ضلع بیڑ تعلقہ مومن آباد میں) ان کا مستقر عدالت و تحصیل قصبہ لہوری ہے (۶) آصف نگر عرف باداپیٹھ (۷) وڈلور (۸) کلولہ (۹) ہنگور (یہ جاگیرات ضلع کریم نگر میں واقع ہیں) ان کا مستقر عدالت و تحصیل قصبہ آصف نگر ہے۔ ان میں اختیارات عدالتی دیوانی و فوجداری و رجسٹری و حقوق اموال لاوارثہ آپ کو حاصل تھے۔

سنہ ۱۳۳۶ھ تک آپ نے اپنی جاگیرات کے کاروبار بذات خود باحسن الوجوہ انجام دیکر سنہ ۱۳۳۷ھ سے اپنے لائق و فائق فرزند کو اپنا جانشین و قائم مقام کر کے زمام انتظام جاگیرات ان کے ہاتھ میں دیدی اور وقتاً فوقتاً اپنی قیمتی رائے و مشورہ سے مستفید فرماتے رہے۔

علاوہ جاگیرات مذکور الصدر کے ایک جاگیر موضع تلواڑہ (جس پر آپ قابض و متصرف تھیں) اور دوسری جاگیر موضع ملکارم (جو زیر نگرانی پائیگاہ ضبط اور جس کے واگزاشت کا فرمان مبارک بذریعہ جریدۂ غیر معمولی شرف صدور پاچکا ہے) آپ کو متروکہ میں علاقہ پائیگاہ سے ملی تھی۔

آپ اپنی ایک یادگار اس دنیائے ناپائیدار میں اپنے چاہتے فرزند نواب میر معین الدین علی خاں بہادر کو چھوڑ کر طرف عالم بقا کوچ فرمایا۔

ؠ

نواب معین الدین علی خاں بہادر

آپ ۱۳۱۹ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی تسمیہ خوانی نہایت دھوم دھام سے بمقام اجمیر شریف درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والدین کے زیر نگرانی مدرسہ عالیہ میں ازاں بعد ٹیٹوریل ہائی اسکول میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد لائق و فائق اساتذہ سے عربی فارسی وغیرہ کے درس و تدریس کا سلسلہ ایک عرصہ تک گھر ہی پر جاری رکھا۔ آپ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ کاروبار جاگیرات کی انجام دہی کا مادہ بدرجۂ اتم آپ میں قدرت نے ودیعت فرمایا ہے۔ آپ کی پہلی شادی نواب صمصام الدولہ مرحوم کی پوتری سے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوی ہے جن کے بطن سے آپ کو دو فرزند (۱) میر فاروق علی خاں اور (۲) میر غیاث الدین علی خاں۔ تین دختر (۱) سراج النساء بیگم صاحبہ (۲) غفور النساء بیگم صاحبہ اور (۳) ماجد النساء بیگم صاحبہ۔ زوجہ ثانی صبیہ مولوی مسیح الدین صاحب ایڈوکیٹ کے بطن سے ایک فرزند میر فضل الدین علی خاں خداوند عالم نے سرفراز فرمایا ہے۔

آپ نہایت ہمدرد، ملنسار، خوش اخلاق، معاملہ فہم، نکتہ رس، دور اندیش، مدبر، حیرچشم فیاض اور پابند صوم و صلوٰۃ و مذہب و ملت نواب اور ہمارے صاحبۂ تذکرہ صاحبزادی قطب النساء بیگم مرحومہ کے تنہا وارث و جانشین ہیں۔

رائے بھاسکر پرتاب بہادر

آپ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے ایک معزز و ممتاز اور قدیم خاندان کے رکن رکین اور ہر دلعزیز و تعلیم یافتہ راجہ ہیں چنانچہ آپ کا خاندان ہمیشہ مورد الطاف و عنایات شاہان وقت رہا ہے آپ کے مورث اعلےٰ رائے دینا پت راجہ خوبچند سر دفتر مال سرکار عالی کے دیوان اور خدمت سررشتہ داری منصبداران پر ممتاز اور دو مواضعات جاگیری (صرفخاص مبارک) سے سرفراز تھے ہم آپ کے تذکرہ کا آغاز رائے سورج پرتاب آنجہانی سے کرتے ہیں۔

رائے سورج پرتاب آنجہانی

آپ سنہ ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور اردو فارسی و سنسکرت کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ کی پہلی شادی سنہ ۱۲۷۴ھ میں راجہ انجنی پرشاد پرتاب بہادر فرزند راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر سے اور دوسری شادی رائے اندی لال جاگیردار کی لڑکی سے سنہ ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۷ھ کو سررشتہ داری منصبداران اور ذی قعدہ سنہ ۱۲۵۸ھ کو پالکی جھالردار اور غرہ محرم الحرام سنہ ۱۲۵۹ھ کو ماہوار فیل سے

سرفراز ہوے۔ آپ کے چچیرے بھائی رائے روشن لال آنجہانی جو بتاریخ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ جاگیر سر محاصل سے سرفراز ہوئے تھے لاولد فوت ہو جانے کی وجہ رائے ایکناتھ پرشاد کے نام بتاریخ ۳ رجب ۱۲۷۴ھ اور من بعد آپ کے نام ۱۲۹۹ف م ۱۳۰۸ھ ذریعہ منتخب نشان (۹۲۲) بحالی جاگیر عمل میں آئی آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، علم دوست اور رعایائے جاگیر کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے والے اور ملک و مالک کے بہی خواہ و جان نثار راجہ تھے افسوس کہ آپ اپنی یادگار اس دار ناپائیدار میں سات فرزند (۱) رائے رامیشر پرتاب (۲) رائے بھاسکر پرتاب (۳) رائے رامچندر پرتاب (۴) رائے کملاپت پرتاب (۵) رائے جنار دھن پرتاب (۶) رائے دیواکر پرتاب اور (۷) پربھاکر پرتاب چھوڑ کر ۱۳۲۰ف میں راہی آنجہاں ہوے۔

رائے رامیشر پرتاب آنجہانی

آپ رائے سورج پرتاب آنجہانی کے خلف اکبر اور ہمارے صاحب تذکرہ کے بڑے بھائی تھے۔ چونکہ آپ اپنے سب بھائیوں سے بڑے تھے اس لئے حسب فرمان خسروی مورخہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۳۱ھ جاگیرات موروثی سے سرفراز ہوے اور تادم زیست اپنی لیاقت و قابلیت خداداد کی وجہ کاروبار جاگیرات کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ سب سے زیادہ جوہر فرض شناسی آپ کا قابل تعریف تھا چنانچہ آپ نے اپنے بھائیوں کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا آپ کے اس حسن انتظام کی بدولت رائے رامچندر پرتاب صاحب نے وکالت اور رائے جنار دھن پرتاب صاحب نے حکمت اور رائے کملاپت پرتاب صاحب بی۔اے اور رائے پربھاکر پرتاب نے امتحان انجنیرنگ میں کامیاب ہو کر اپنے اپنے پیشہ میں اعلے قابلیت و تجربہ حاصل فرمایا۔

آپ مثل اپنے والد بزرگوار کے دارائے محاسن اخلاق تھے بتاریخ ۱۶ شہریور ۱۳۴۰ف

آپ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔

راجہ بھاسکر پرتاب صاحب

آپ رائے سورج پرتاب آنجہانی کے فرزند دوم ہیں۔ چونکہ آپ کے بڑے بھائی رائے بدریشر پرتاب آنجہانی لاولد تھے اس لئے ان کے بعد بحیثیت بزرگ خاندان حسب فرمان خسروی مصدرہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ آپ جاگیرات موروثی سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے ننھیال یعنے راجہ پرتاب بہادر اور راجہ نیک راج بہادر کے پاس ہوئی۔ اس کے بعد سٹی کالج میں انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ اردو، فارسی میں کافی مہارت رکھنے کے علاوہ عروض و قوافی فن شاعری پر کامل عبور رکھتے اور وفا تخلص فرماتے ہیں۔ آپ کے اشعار شستہ اور حقیقت کے آئینہ دار ہوا کرتے ہیں۔ آپ کی شادی رائے کنھیا پرشاد صاحب پیشکار نواب سر خورشید جاہ مرحوم امیر پائیگاہ کی دختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو صرف ایک فرزند لائق و فائق خداوند کریم نے سرفراز فرمایا ہے۔

آپ ۱۳۰۷ف میں سلک ملازمت سرکار عالی میں منسلک ہو کر مجلس لگزاری صنعت و حرفت محاسبی اور کلکٹر کے ذمہ دارانہ خدمات انجام دیکر اپنے افسران کو خوشنود کرکے ۱۳۳۹ف میں وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔

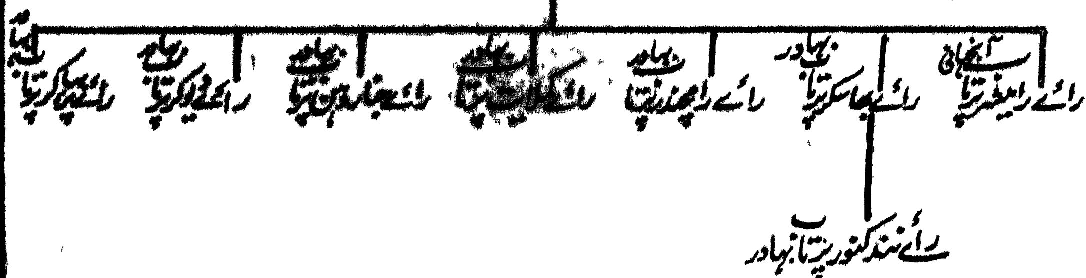
آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے چنانچہ کئی ایک مشہور مقامات کی سیر اور مقامات مقدس کی آپ نے زیارت فرمائی ہے بموقع سفر بمبئی و لاہور آپ کو گورنر صاحب کی گارڈن پارٹی میں شریک رہنے کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔

آپ اپنے سب بھائیوں میں تجربہ کار، خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، نیک خصلت پابند مذہب و کنبہ پرور واقع ہوئے ہیں۔ آپ کی جاگیرات کی انتظامی قابلیت لائق

صد ستائش ہے۔ آپ کو اپنی جاگیرات کی رعایا کی فلاح و بہبود کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔
آپ کے اکلوتے فرزند نند کنور پرتاب نہایت ہوشیار اور اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے والے اور والدین کے مطیع و فرماں بردار اطاعت گزار راجہ ہیں اس وقت اپنے والد کے زیر نگرانی جاگیرات کے انتظام میں مشغول ہیں اور نہایت خوش اسلوبی سے جاگیرات کے کاروبار انجام دے رہے ہیں۔ رائے رامچندر نارائن صاحب دوم تعلقدار سرکار عالی کی دختر نیک اختر ان سے منسوب ہے۔

شجرہ

رائے سورج پرتاب انجہانی





قاضی مولوی میر محمد مکرم علی صاحب
فرزند شریعت پناہ بلدہ

قاضی مولوی میر انور علی صاحب

شریعت پناہ بلدہ

ہم آپ کے خاندان والا دودمان کے ذکر سے پہلے یہ سمجھتے ہیں کہ قضاءت بلدہ کی گرانقدر خدمت کی مختصر سی تاریخ ناظرین کرام کی آگاہی کی غرض سے درج کریں۔

قضاءت بلدہ یہ خدمت ایک ایسی اہم خدمت ہے کہ جس کے فرائض انعقاد نکاح فیمابین عاقدین ہے۔ نیز حلفنامہ وطلاقنامہ جات کی تصدیق اور سیاہہ جات کی تنقیح اوران کا تحفظ جن پر ثبوت نسب کا دار و مدار ہے۔ اگر یہ خدمت نہ ہوتی تو نسب کے ثابت ہونے میں بہت سی دشواریاں پیدا ہوجاتیں قاضی یا نائب قاضی کا کام نکاح خوانی اور سیاہہ جات (جو شرعی دستاویز کا اثر رکھتے ہیں) ترتیب دیکر بصورت نزاع عدالتوں میں پیش کرنا اور شہادت دیکر صحیح فیصلوں میں ممد و معاون ہونا اور قبل از عقد جواز و عدم جواز نکاح و محرمات وغیرہ کی تحقیق کرکے نکاح باندھنا اور تنقیحات سیاہہ کی پوری پوری پابندی کرنا ہے۔ نسب ایک ایسی چیز ہے کہ وراثت کا دارو

مدار صرف اسی پر ہے اگر کسی کا نسب ہی ثابت نہو تو اس کی وراثت معرض خطر میں پڑ جائیگی اس لئے جاری گورنمنٹ عالیہ نے اس اہم خدمات کو قرار دیکر اس پر نہایت متدین و بیلوث اور ذی علم افراد کا تقرر کر کے مناقشات وراثت کا ہمیشہ کے لئے استیصال فرمادیا چنانچہ اس گرانقدر خدمت پر سب سے پیشتر سنہ ۱۱۵۰ھ میں شیخ نصر اللہ صاحب کا تقرر عمل میں آیا۔ صاحب موصوف نے چند سال تک اس اہم خدمت کو باحسن الوجوہ انجام دیکر انتقال کیا ان کے بعد بعہد حضرت مغفرت مآب قاضی تقیل منصب قضاءت سے سرفراز ہوے۔ انھوں نے بھی چند سال کی انجام دہی خدمت کے بعد یکم رجب المرجب سنہ ۱۱۸۶ھ کو عالم جاودانی کی راہ لی۔ بعد ازاں قاضی محمد طاہر صاحب کو اس منصب جلیلہ سے سرفرازی بخشی گئی لیکن ان کو اس خدمت پر مامور ہو کر چند ماہ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ بتاریخ ۷ صفر المظفر سنہ ۱۱۸۰ھ ان کی علیحدگی اس لئے عمل میں آئی کہ ان کی رائے اور مردے محمد ہاشم کے اتفاق سے بعض مسلمانوں نے دہونڈو رام پنڈت پردھان وکیل کے بتوں پر حملہ کیا تھا۔ ان کی علیحدگی کے بعد حافظ محمد صاحب مدرس مکہ مسجد بتقریب جشن عید الفطر سنہ ۱۱۹۰ھ میں خدمت قضاءت بلدہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ انھوں نے اپنی مفوضہ خدمت کو تادم زیست نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیکر انتقال کیا۔ ان کے بعد ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۹ھ کو بتقریب جشن سالگرہ مبارک مولوی معین الدین خاں صاحب المخاطب بہ نواب معین الاسلام خاں بہادر قاضی بلدہ مقرر ہوے اور تقریباً (۱۲) سال تک انھوں نے خدمت مفوضہ کو انجام دیکر سنہ ۱۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ ان کے قائم مقام قاضی محمد یوسف صاحب شاہجہاں پوری شریعت پناہ بلدہ قرار پائے۔ صاحب تاریخ گلزار آصفیہ نے آپ کا ذکر ان شاندار الفاظ میں کیا ہے۔

”قاضی محمد ذوالفقار خان قاضی بلدۂ فرخندہ بنیاد فرزند ارشد“
”شریعت پناہ بلدہ قاضی محمد شریعت اللہ خاں اند قاضی“
”محمد یوسف خاں المخاطب بہ شریعت اللہ خاں در عہد“
”حضرت غفران مآب از بلدہ شاہجہاں آباد وارد بلدہ“
”حیدرآباد گردید۔ بعد رحلت قاضی معین الاسلام خاں“
”باستصواب میر عالم خان بہادر بملاقات اعظم الامرا ارسطوجاہ“
”مدار المہام سرکار رسیدہ باریاب حضور پرنور گشتہ بسیار بسیار“
”پسند خاطر مبارک شد۔ بخدمت جلیل القدر قضاءت ممتاز“
”ومباہی گردیدند و تامدت حیات خود بامورات محولہ خویش“
”آنجنابان پرداختند کہ مورد تحسین و آفرین شاہانہ و مصدر الطاف“
”خسروانہ گشتہ مشہور آفاق شدند و انتظام عدل وداد تا بصورت“
”پذیری گردید کہ مزید برآں متصور نباشد در سنہ ۱۲۰۰ یکہزار ودویست“
”ہجری جہان فانی را پدرود فرمود۔ اما محمد ذوالفقار خان بعد“
”رحلت پدر عالی قدر خویش از فرط الطاف حضرت مغفرت منزل“
”بر مسند نیابت رسالت سرفراز و ممتاز و مباہی گشتہ این مقدمہ“
”نازک تر را در میزان ادراک ہر دو پلہ مخالف یکدیگر سنجیدہ از“
”حق و باطل بعدل تقدیری چناں بتعدیل در آورد کہ تا این زمان“
”گاہی از زبان آوری در ہیچ مقدمہ خرد و بزرگ حرفی غیر از شکر“
”گزاری خداوند نعمت بگوش و ہوش ہیچ کس نرسید تمامی“

"خلقت خدا شکر یہ ایں عطیہ کبریٰ حضور پرنور و موہبت عظمیٰ"
"روز و شب بز بانہا جاری وارد الغرض آں قدوہ علمائے متقدمین"
"و زبدہ فضلای متاخرین فرد فرید روزگار است کہ مثلش در"
"اقلیم ہند و دکن بنظر نہ آمد بابلاد و امصار و آقالیم دیگر چہ بودہ باشد"
"عالی منصبی بلند حوصلہ سیر فکر اقربا پرور مآل اندیش بجمیع صفات"
"بزرگانہ موصوف" (ملاحظہ ہو تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۲۲۷) ذکر نواب میر نظام"
"علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی)

صاحب تاریخ مکھن لال نے بھی اپنی تاریخ کے صفحہ ۷۳ و ۷۴ پر نہایت آبدار الفاظ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

الحاصل یہ کہ ایسی بہمہ صفت متصف ہستی کا انتقال بعمر ہشتاد سالگی ۱۲۳۶ھ میں ہو گیا آپ کے بعد حسب فرمان حضرت مغفرت منزل قاضی ذوالفقار خاں منصب قضاءت سے ممتاز و سرفراز ہوے۔ اور تقریباً (۳۶) سال تک آپ نے اس خدمت جلیلہ کو بطریق احسن انجام دیکر ۹ شوال ۱۲۶۰ھ روز سہ شنبہ انتقال فرمایا۔ آپ کی تجہیز و تکفین کے اخراجات کے لئے اعلیحضرت نواب میر فرخندہ علی خاں بہادر ناصر جنگ ناصر الدولہ آصف جاہ رابع غفران منزل نے مبلغ ایک ہزار روپیہ اپنے جیب خاص سے مرحمت فرمائے۔

آپ کے انتقال کی تاریخ ۔ تاریخ "دبدبہ نظام" کے باب چہارم میں اس طرح درج ہے۔

"قاضی عادل مرد"

۱۲۶۰ھ

آپ کو چونکہ کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے خدمت قضاۃ بلدۂ فرخندہ بنیاد پر آپ کے داماد قاضی مولوی میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ حسب الحکم سرکار مامور و کارگزار رہے۔

اب ہم اس تذکرہ کا آغاز قاضی میر دلاور علی صاحب مرحوم سے کرتے ہیں جن کے وارث چشم و چراغ ہمارے معزز و ممتاز صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام نامی زیب دہ عنوان ہے۔

قاضی مولوی میر دلاور علی صاحب مرحوم

آپ میر محمد عظیم صاحب کے فرزند، میر محمد عوض صاحب کے پوتے اور قاضی ذوالفقار خاں مرحوم کے داماد تھے۔ آپ کی شادی دختر نیک اختر قاضی ذوالفقار خاں مرحوم سے ۱۲۵۴ھ میں ہوئی۔ اور آپ بعد وفات اپنے خسر مرحوم کے ان کے قائم مقام قرار پائے اور تقریباً (۱۵) سال تک اپنی مفوضہ خدمت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیکر بالآخر ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۱۱ھ روز دوشنبہ بوقت مغرب انتقال فرمایا۔ آپ کی تجہیز و تکفین دوسرے روز عمل میں آئی۔

آپ کو نامدار النسا بیگم صاحبہ مرحومہ صبیۂ قاضی ذوالفقار خاں مرحوم کے بطن سے (۴) اولادیں ہوئیں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی۔

(۱) مولوی قاضی میر سکندر علی خاں مرحوم (۲) مولوی میر مظفر علی مرحوم (۳) مولوی میر اکبر علی مرحوم اور صاحبزادی رحیم النسا بیگم عرف حاجی بیگم صاحبہ جن کی شادی والد کے حین حیات ہی میں نواب اعظم جنگ مرحوم خلف شیر افگن جنگ نبیرۂ سالار الدولہ سالار الملک سے ہوئی۔ آپ نہایت نیک نفس، ہر دلعزیز، خوش اخلاق، ملنسار، صاحب زہد و ورع اور بڑی خوبیوں کے حامل قاضی تھے۔

قاضی میر سکندر علی صاحب مرحوم

آپ قاضی میر دلاور علی مرحوم کے خلف اکبر میر محمد عظیم کے پوتے اور قاضی ذوالفقار خاں مرحوم کے نواسے تھے

ابتداً آپ اپنے والد مرحوم کے حین حیات میں بحیثیت نائب خدمت قضات
۱۲۸۹ھ تک انجام دیتے رہے بعد استعفیٰ پیش فرماکر خدمت مددگاری مال
ضلع گلبرگہ شریف پر مامور و کارگزار ہوئے آپ کی خالی شدہ خدمت نیابت پر
مسیح الدین خاں المخاطب محبوب نواز الدولہ بہادر کا تقرر عمل میں آیا۔ ۱۳۱۱ھ میں
جب آپ کے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا تو حسب فرمان خسروی آپ اپنے والد
کے قائم مقام یعنے شریعت پناہ بلدہ قرار پائے۔

آپ کی شادی ۲۹ رجب المرجب ۱۳۰۲ھ کو نواب مولوی حافظ ضیاء الدین خاں
مرحوم کی صاحبزادی افضل النساء بیگم صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادے
ہوئے۔ صاحبزادہ (۱) مولوی قاضی میر محمد انور علی صاحب (۲) مولوی میر محمد محبوب علی
صاحب اور (۳) مولوی میر محمد یٰسین علی صاحب عرف میر اکرم علی صاحب مرحوم۔

آپ اپنے والد مرحوم کی طرح ہردلعزیز، رحم دل، مردم شناس، حق گو، راستباز
خلیق، ہمدرد، حق آگاہ، متقی، ملنسار، نیک خصلت، خجستہ طبیعت، ہمدرد قوم و ملت
شریعت پناہ بلدہ تھے۔ افسوس کہ ایسی جامع حسنات و حمیدہ صفات ہستی نے ۷ار
ذی الحجۃ الحرام ۱۳۱۳ھ کو اس دنیائے ناپائدار سے دار بقا کی راہ لی۔

قاضی میر محمد انور علی صاحب

آپ قاضی میر سکندر علی صاحب مرحوم کے خلف الصدق
قاضی میر دلاور علی صاحب مرحوم کے نبیرہ اور نواب
مولوی حافظ محمد ضیاء الدین خاں مرحوم کے نواسے ہیں۔ آپ ۲۶ رجب المرجب
۱۳۰۳ھ روز یکشنبہ پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے اپنی والدۂ ماجدہ کے زیر نگرانی قابل
اور لائق اساتذہ مثلاً قاضی شریف الدین صاحب مرحوم مصحح دائرۃ المعارف النظامیہ مولوی

رکن الدین صاحب مرحوم مفتی دار الافتا، مدرسۂ نظامیہ اور نواب فضیلت جنگ بہادر مرحوم سے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر حاصل فرمائی۔ آپ مدرسہ نظامیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور امتحان مولوی فاضل بھی بدرجہ اعلےٰ آپ نے کامیاب فرمایا۔ سیاق و سباق سے ماہر علم الکلام فقہ، حدیث، صرف و نحو، معانی و منطق اور تاریخ و سیر پر اچھا عبور رکھتے ہیں فن نسخ و نستعلیق میں بھی کافی دستگاہ حاصل ہے۔ اساتذہ کے تحریری نمونوں کو جمع کرنے کا آپ کو بیحد شوق ہے۔ آپ کے قلم میں خداداد قوت ہے۔ آپ کی طرز تحریر اساتذہ کی تحریر کے ہم پلہ ہے۔ خوشنویسان حیدرآباد دکن میں کوئی آپ کے مقابل ٹھیر نہیں سکتا۔

جاگیرات و خدمات

آپ کے جاگیرات تعلقہ میدک اور باغات میں ہیں آپ کے جاگیرات میں (۲) مواضع ہیں۔ ایک موضع بھوم پلی اور (۲) موضع لنگم پلی۔ جاگیرات کی آمدنی تخمیناً پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ علاوہ اس کے خدمات قضاءت کی تنخواہ (صما) روپیہ ماہانہ بھی آپ کو ملتی ہے جن نکاحانہ سے بھی آپ کو سالانہ ساڑھے تین ہزار روپیہ کی آمدنی ہے۔ اعلحضرت قدر قدرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و علیاحضرتہ ملکۂ دکن مدظلہا (والدۂ ماجدۂ شاہزادگان والاشان) کے نکاح خوانی کا شرف آپ کو حاصل رہا ہے۔ امرائے عظام کی تقاریب میں آپ مدعو کئے جاتے ہیں۔ آپ کی جانب سے حدود بلدہ میں گیارہ نائبین کارگزار ہیں۔

اخلاق حمیدہ

آپ نہایت سادگی پسند اور خاموش زندگی بسر فرماتے ہیں۔ نہایت خلیق، ملنسار، متین واقع ہوے ہیں۔ ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ اہل علم و فن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مردم شناسی میں اپنی آپ نظیر ہیں۔ الحاصل یہ کہ بمصداق الولد سر لابیہ آپ اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم

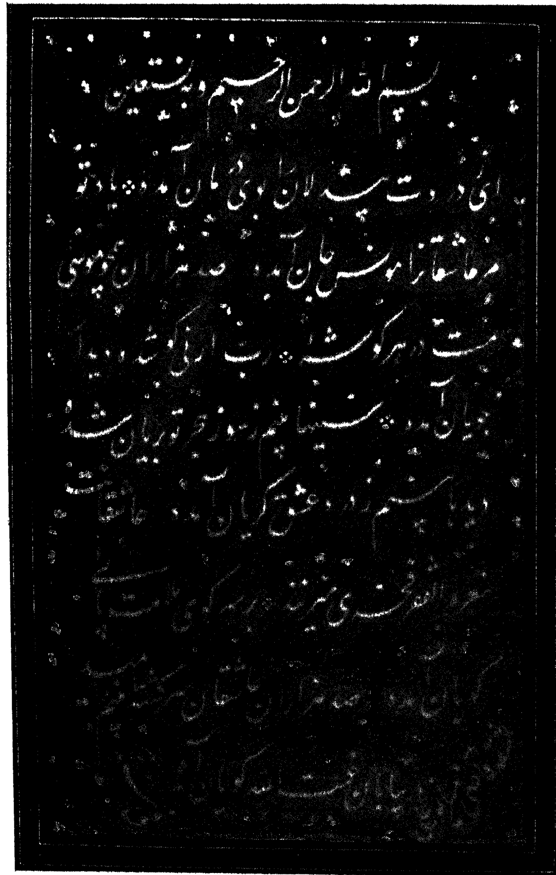
ہیں۔ آپ کا مشغلہ علاوہ کاروبار خدمت قضاۃ و جاگیر کے مطالعہ کتب دینی و فنی ہے۔

شادی اور اولاد

آپ کی شادی ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ ہجری کو نواب عباس علی خاں بہادر رئیس کرنول کی صاحبزادی نوابہ احمد النساء بیگم صاحبہ مرحومہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو دو صاحبزادیاں ہیں (۱) نوابہ فرحت النساء بیگم صاحبہ اور (۲) نوابہ فاطمۃ النساء بیگم صاحبہ۔ اول الذکر صاحبزادی کی شادی غرہ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ ہجری کو نواب میر غالب علی خاں مرحوم تحصیلدار سے اور ثانی الذکر کی شادی ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ کو مولوی مرزا نظام علی بیگ صاحب فرزند نواب عثمان یار الدولہ بہادر سے ہوئی۔

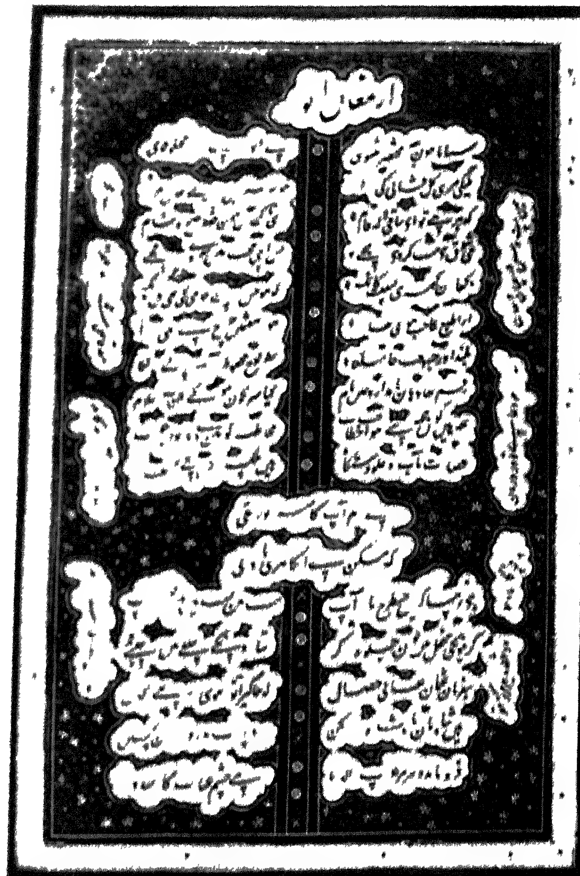
محل اول کے انتقال کی وجہ آپ کی دوسری شادی بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ نواب احمد الدین خاں صاحب (تعلقدار پائیگاہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم و مغفور) کی صاحبزادی نوابہ یاقوت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو ایک صاحبزادہ میر مکرم علی اور ایک صاحبزادی معین النساء بیگم صاحبہ ہیں اس صاحبزادی کی شادی برادر عم زاد میر محمد واجد علی صاحب فرزند مولوی میر محمد محبوب علی صاحب سے غرہ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ کو ہوئی۔

آپ کے چاہتے فرزند میر محمد مکرم علی عرف بیدار بادشاہ ہیں جو ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اور لائق اساتذہ سے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل اعلےٰ پیمانہ پر کر رہے ہیں۔ آل سنٹس ہائی اسکول مدرسہ عالیہ اور سٹی کالج میں بھی شریک ہو کر آپ نے کچھ عرصہ تک تحصیل علم کی ہے آپ الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔ رفتار و گفتار میں باپ ہی باپ ہیں۔ چہرہ سے آثار



قاضی میر محمد انور علی صاحب شریعت پناہ بلدہ
فارسی اور اردو کے ایک زبردست عالم ہونے کے
علاوہ فن خوشنویسی میں بھی مہارت تامہ رکھتے ہیں
یہ قاضی صاحب کا لکھا ہوا ایک چھوٹا قطعہ ہے جو
بطور نمونہ پیش کیا جا رہا ہے (صمصام شیرازی)

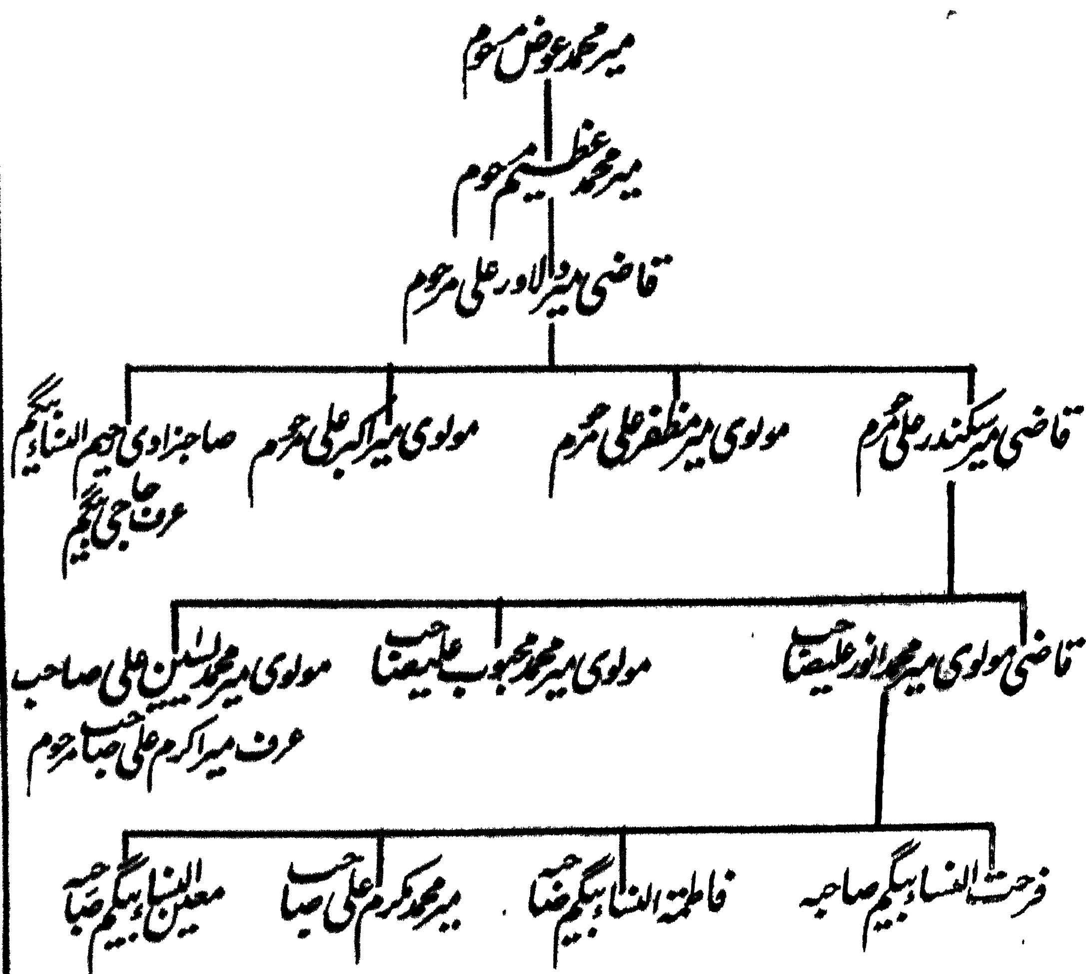
دوسرا قطعہ



کتبہ قاضی میر محمد ابو علی صاحب
سرحد پناہ بلدہ

ذکاوت وذہانت ہویدا ہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کا ادب کرتے ہیں اور ہم سنوں سے بمحبت پیش آتے ہیں مثل اپنے والد کے آپ میں غرور نام کو نہیں۔ آپ نہایت ہر دلعزیز اور علم کے بیحد شوقین ہیں۔ امید ہے کہ آپ کا یہ شوق آئندہ چل کر مفید نتائج پیدا کرے۔ صاحب تذکرہ اپنے اس لائق وفائق فرزند پر جس قدر بھی ناز کریں کم ہے ممدوح کی شادی خواہر عم زاد نامدار النساء بیگم صبیۂ مرضیۂ میر محبوب علی صاحب سے غرہ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ کو نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوئی۔ تقریب عروسی میں امراء عمائدین، جاگیرداران وحکام اور دیگر ممتاز افراد شریک تھے۔

شجرۂ خاندانی





مولوی محمد فضل علی صاحب صدیقی جاگیردار

مولوی محمد فضل علی صاحب صدیقی

آپ اس خاندان کے رکن رکین ہیں جو خاندان کہ مملکت دکن میں شہرۂ آفاق ہے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے جد امجد مولوی عبد القادر صاحب ہیں جو اپنے عہد کے ایک جید عالم اور فاضل متبحر تھے جو اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ نواب میر نظام علی خان بہادر آصفجاہ دوم کے دربار میں باریاب ہو کر قادر یار خاں محی الدولہ کے خطاب مستطاب اور خدمت جلیلۂ صدارت عالیہ و محتسبی بلدہ سے سرفرازی پائے اور جاگیرات سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ تاریخ مکھن لال صفحہ ۳۷ تزک آصفیہ صفحہ ۱۹۵ اور نگارستان آصفی مصنفہ منشی التفات حسین مرحوم میر منشی رزیڈنسی صفحہ ۲۸۷ سنہ ۱۲۲۸ھ ملاحظہ فرمایا جائے۔

تواریخ کے مطالعہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مولوی عبد القادر صاحب المخاطب بہ نواب قادر یار خاں محی الدولہ احمد آباد گجرات سے بحکم نواب میر نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی وارد حیدرآباد ہوئے۔ اس وقت سواری شاہانہ چونکہ اورنگ آباد میں جلوہ افروز

تھی آپ اورنگ آباد تشریف لے گئے اور وہیں بارہ یابی کی عزت حاصل کی حضرت غفراں مآب کے آپ پر بیحد عنایات و الطاف تھے حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ محل خاص حضرت غفراں مآب و والدۂ نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث غفراں منزل محل نواب قادر یار خاں بہادر محی الدولہ کو جب کبھی عنایت نامہ جات تحریر فرمایا کرتی تھیں تو والدہ صاحبہ مشفقہ مکرمہ سے مخاطب فرماتیں۔ نیز آپ کے فرزند مولوی محمد علی المخاطب بہ نواب قادر یار خاں بہادر ثانی کو برادر عزیز القدر سے مخاطب فرمایا کرتی تھیں منجملہ متعدد رقعہ جات شاہی و بیگمات شاہی کے دو ایک نقول عنایت نامہ جات درج ذیل ہیں۔

نقل رقعہ حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ والدۂ نواب سکندر جاہ بہادر موسومہ جمیلہ بیگم صاحبہ محل قادر یار خاں بہادر اول۔

والدہ صاحبہ مشفقہ مکرمہ سلمہا

بعد ابلاغ مراسم نیازمندی ہا مشہود باد پیش ازین خط گرامی متضمن واقعہ پیاری بیگم وصول نمود باعث انواع تاسف گردیدہ بود چنانچہ در جواب آن تحریر رفتہ رسیدہ باشد از خواہش حق چارہ و تدبیر نیست راضی برضائے حق بودن بر صبر و شکیب پرداختن است درین پیرانہ سری کہ ضعف عائد مزاج آں مشفقہ است زیادہ مغموم و کوفت نباید کشید و این جانب را بجائی بیگم متوفی صبیۂ خود تصور باید ساخت و آنچہ از علحدہ داشتن اسباب بنا شادی اولاد خود و استدعائے اجازت نوشتہ بودند معلوم شد بالفعل با توجہات عالیات در بلدہ حیدرآباد اسباب مذکور ہمچنان امانت باید داشت بعد مدن در بلدہ درین مراجات خواہد شد این جا را امام خواہان خیریت خود تصور نمودہ

نگارش حالات طمانیت افزا خواہند نمود دنیا چہ گزارش نماید حق تعالیٰ صبر و شکیب عطا فرماید فقط

نشان مہر خاص

تہنیت النساء بیگم
۱۲۰۰

حضرت تہنیت النساء بیگم صاحبہ قبلہ والدہ حضرت سکندر جاہ آصفجاہ مرحوم و مغفور

نقل عنایت نامۂ حضرت تہنیت النساء بیگم صاحبہ موسومۂ قادر یار خان بہادر ثانی

برادر عزیز القدر

بعد دعائے ترقی واضح و لائح باد کہ بفضلہ تعالیٰ خیریت ماست و
زائد خیریت آن عزیز القدر مدام خواستہ می آید خط بہجت نمط مع نذر
و جنس ہنسلی و کرہ وغیرہ بجہت تولد نونہال صبیۂ سکندر جاہ بہادر
فرستادہ شد خاطر جمع دارند و ہموارہ از خیریت نامہ جات مسرور
می نمودہ باشند زیادہ چہ بر طرازد فقط

تہنیت النساء بیگم
۱۲۰۰

نقل عنایت نامہ نواب نظام علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر

موسومۂ قادر یار خاں

رفعت پناہ عرضی مرسل متضمن مبارکباد عید الضحیٰ از نظر گزشت

وندریکہ بہ رسوخ ارادت داشتہ بودند بمزید الطاف پذیرا شد ۔
برکات بجمیع بندہ ہا مبارک مہیا ساز دزیادہ چہ نوشتہ شود فقط
شہر حد سخط ومہر مبارک
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر

ناظرین کرام کو ان کے ملاحظہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ اس خاندان کو جو علو مرتبتی شاہان وقت کے دربار میں حاصل رہی ہے وہ کسی اور خاندان کو کم نصیب ہوئی ہے ۔ آپکے دو فرزند خورد سال محمد علی اور محمد حسین تھے ۔ جن کو علی الترتیب نواب قادر یار خاں بہادر اور قادر نواز خاں بہادر خطابات سرفراز ہوئے ۔ بوجہ خورد سالی خدمت احتساب بلدہ وصدارت العالیہ کے لئے مولوی عبدالقادر المخاطب بہ نواب قادر یار خاں محی الدولہ کے بھائی مولوی محمد جعفر بلائے گئے جن کو پیشگاہ خسروی سے جعفر یار خاں محی الدولہ کا خطاب عنایت ہوا ۔ تاریخ مکھن لال، تزک آصفیہ صفحہ ۲۳۶، ۲۶۵ ۔ ان کی اولاد میں نواب رسول یار جنگ بہادر اور نواب احمد یاور جنگ بہادر وغیرہ ہیں ۔

نواب قادر یار خاں ثانی

آپ کا نام محمد علی تھا آپ کو بارگاہ غفراں مآب سے خطاب مستطاب نواب قادر یار خاں بہادر سے سرفرازی بخشی گئی تھی ۔ اپنے والد کے انتقال کے وقت نہایت کمسن تھے جسکی وجہ سے خدمت احتساب بلدہ وصدارت العالیہ آپ کے چچا مولوی محمد جعفر المخاطب بہ جعفر یار خاں محی الدولہ کے سپرد ہوئی آپ کے چھوٹے بھائی نواب قادر نواز خاں بہادر کی اولاد میں علامہ مولانا احمد خیر الدین صاحب وعلامہ مولوی خیر المبین صاحب بڑے واعظ وسالکین سے گزرے ہیں ۔ نواب قادر یار خاں بہادر کے چھ فرزند تھے منجملہ ان کے (۱) مولوی محمد یعقوب علی خاں

جاگیر واز تر کاہلی و گندم گوڑہ جن کو بز مائنہ غدر بصلۂ خدمت سرکار عظمت مدار سے خلعت فاخرہ سرفراز ہوئی (۲) مولوی حافظ محمد فضل علی مرحوم جن کی قابلیت کی وجہ آپ میر عدل و ناظم عدالت دیوانی بلدہ کی خدمت جلیلہ پر مفتخر تھے (تاریخ دکن مرتبہ نصر اللہ خاں صاحب صفحہ (۶۰) (۳) مولوی حاجی محمد فضل اللہ ابتداً ناظم عدالت دیوانی اور من بعد سنہ ۱۲۸۱ھ میں عدالت العالیہ کی میر مجلسی پر فائز ہوے (تاریخ دکن مرتبہ نصر اللہ خاں صاحب ۳۸،۷،۵ و تاریخ خورشید جاہی ۹۲۶) آپ کے انتقال پر ملال کے بعد تین فرزند ناظم عدالت رہے چنانچہ ان کے بعد ان کے فرزندوں اور پوتروں سے سرکار عالی کے عدالتی گرانقدر خدمات کا سلسلہ اب تک جاری ہے جن میں قابل الذکر نواب اظہر جنگ مرحوم اور نواب صدیق یار جنگ مرحوم رکن ہائیکورٹ اور علامہ مولوی عبد القدیر صاحب صدیقی وظیفہ یاب صدر شعبۂ جامعہ عثمانیہ ہیں مولوی محمد فضل علی صاحب مرحوم کے چھ فرزند تھے منجملہ ان کے (۱) مولوی عابد علی جو عالم و فاضل سالک اور صوفی ہونے کے علاوہ سرکاری واعظ بھی تھے (۲) مولوی محمد علی جو اپنے وقت کے ایک عالم و فاضل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ جاگیردار اور منصبدار سرکار تھے (۳) مولوی محمود علی جو عربی اور فارسی کے فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ ایک اعلیٰ درجہ کے قاری و سالک بھی تھے اور ایک عرصہ تک سرکاری خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ یہ سب اصحاب جاگیردار و منصبدار بھی تھے۔

نواب محمد فضل علی صاحب

آپ مولوی محمود علی صاحب مرحوم جاگیردار و منصبدار کے خلف الصدق، مولوی محمد فضل علی صاحب مرحوم میر عدل کے پوترے خاندان قادر یار خانی کے ایک معزز و ممتاز اور تعلیم یافتہ رکن ہیں آپ ۱۰؍ صفر سنہ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے ابتداً اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اور لائق اساتذہ

سے اردو، عربی اور فارسی کی اعلےٰ تعلیم حاصل فرمائی۔ زاں بعد مدرسۂ دارالعلوم میں شریک ہو کر تحصیل علم کی۔ امتحان جوڈیشل اور عہدہ داران مال میں کامیابی حاصل فرمائی ذاتی قابلیت اور خاندانی اعزاز کی وجہ نظامت نظم جمعیت سرکار عالی کی مددگاری پر فائز اور اپنے مفوضہ خدمات بے لوثی، مستعدی اور جفاکشی سے انجام دے کر مورد تحسین و آفرین حکومت ہو رہے ہیں۔ آپ کے حسن کارگزاری اور اخلاق سے عہدہ دار اور ماتحتین بیحد خوش ہیں۔ نہایت خوش خلق اور فرض شناس و دیانتدار حاکم ہیں۔

آپ کی شادی آپ کے ہی عزیزوں میں مولوی قمرالدین علی صاحب مرحوم ناظم امور مذہبی پائیگاہ نواب سر خورشید جاہ مرحوم کی صاحبزادی سے نہایت دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو صاحبزادے ابوالخیر محمد علی صدیقی اور ابوالبرکات محمد حسین صدیقی اور ایک صاحبزادی فاطمہ سعیدۃ النساء بیگم کمسن ہیں۔

شجرۂ خاندانی

- مولوی محمد عبدالقادر صاحب
  - نواب قادر یار خان رحمۃ اللہ
    - مولوی محمد علی صاحب قادر یار خان (ثانی)
      - مولوی محمد یعقوب علیخان صاحب
      - مولوی حافظ محمد افضل علی صاحب
    - مولوی محمد حسین صاحب قادر نواز خان
      - مولوی محمد عابد علی صاحب
      - مولوی محمد ولی صاحب
      - مولوی محمد صادق علی صاحب
        - مولوی محمد افضل علی صاحب
          - ابوالخیر محمد علی صدیقی
          - فاطمہ سعیدۃ النساء بیگم
          - ابوالبرکات محمد حسین صدیقی

الحاج نواب محمد فاروق علیخانصاحب جاگیردار

نبیرۂ نواب انتظام جنگ مرحوم

آپ کا خاندان نائطی شیوخ قریش سے ہے۔ جسکا نسبی سلسلہ مولانا عبداللہ الشہید کے توسط سے حضرت جعفر طیار ؓ تک پہنچتا ہے۔ یہ خاندان ہمیشہ سے خیر خواہ ملک و جان نثار مالک اور مورد الطاف شاہانہ رہا ہے۔ آپکے جد اعلیٰ نواب سعادتمند خاں بہادر قلعدار کپل (جنکا مزار پائین قلعہ موجود ہے) اور انکے فرزند نواب سعادت یار خاں بہادر خطابات و جاگیرات و منصب سے ممتاز اور امرائے دولت عالیہ آصفیہ سے گزرے ہیں۔ نواب سعادت یار خاں بہادر کے تینوں صاحبزادے الحاج نواب محمد یوسف علیخاں المخاطب بہ نواب داراب جنگ بہادر و نواب محمد عبدالعزیز خاں المخاطب بہ نواب انتظام جنگ بہادر اور نواب محمد قاسم علی خاں المخاطب بہ نواب رخ یاب جنگ بہادر خطابات جنگی و بہادری و مناصب سہ سہ ہزاری و ہزار

سوار و جاگیرات ذات و جواہر اوج پذیر سے سرفراز تھے اور سلطنت کے اہم و ذمہ دارانہ
خدمات انجام دیتے رہے (دیکھو تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۵۵ و تاریخ النوایط صفحہ
۳۲۳ و ۴۲۵) نواب انتظام جنگ بہادر مرحوم کے اکلوتے صاحبزادے نواب محمد
محبوب علی خاں بہادر کے آپ فرزند ارجمند ہیں۔ آپکے والد ماجد خطاب خانی و بہادری
کی سرفرازی کے ساتھ ساتھ جاگیرات آبائی سے سرفراز تھے۔ اور تمام عمر سررشتۂ
مال کے ذمہ دارانہ خدمات کی انجام وہی میں بسر کی۔ بڑے خداترس، متدین اور مخیر بزرگ
گزرے ہیں۔ ابتک اُنکے ملنے جلنے والے اصحاب نواب صاحب موصوف کی
فیاضی و سیرچشمی کے قصے اور بزرگی و نیک بختی کے حالات بڑے خلوص سے بیان
کرتے ہیں۔ نوابصاحب موصوف حضرت محمد حسین صاحب قدس سرہ کے مریدان
خاص سے تھے۔ حضرت آغا داؤد صاحب قدس سرہٗ آپ سے بہت محبت رکھتے
تھے اور بڑی قدر و عزت کرتے تھے۔ ہمارے صاحب تذکرہ نواب فاروق علیخاں
صاحب میں بھی یہ سب خاندانی خوبیاں ورثہ میں آئی ہیں۔ بلحاظ تعلیم و تدبر آپ اپنے
طبقہ میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ علوم مشرقی میں آپ اچھی قابلیت کے حامل ہیں
امتحانات عہدہ داران مال و کلاء و گیری وجہ و تکمیل میں کامیاب ہیں۔ عدالت العالیہ
سرکار عالی نے آپکی قابلیت کے مدنظر بحیثیت اعزازی مجسٹریٹ اختیارات فوجداری
و دیوانی عطا کئے ہیں۔ جنکو آپ نہایت دیانت و قابلیت سے انجام دیتے ہیں دوسری
طرف اپنی جاگیرات پر بھی بڑی قابلیت سے کارفرما ہیں۔ رعایا کے آرام و آسائش
اور انکی خوشحالی و ترقی کا آپ کو خاص خیال ہے۔ آپکے موضعات جاگیری مختلف
مقامات اضلاع نظام آباد، میدک و ناندیڑ میں واقع ہونے سے انتظامات میں [illegible]

مصارف برداشت کرنے پڑتے ہیں تاہم بنظر حفاظت حقوق و آرام و آسایش رعایا ہر ضلع میں دو دو تین تین مواضعات کے لئے ایک دفتر تحصیل، ایک اسپشل افسر اور صدر دفتر معتمدی قایم اور خدمت معتمدی پر ایک تجربہ کار لائق، منتظم و متدین وکیل مولوی محمد بشیر حسن صاحب کا تقرر فرمایا ہے سب کام تحت قانون و ضوابط سرکار عالے مثل علاقہ خالصہ انجام پاتے ہیں۔ تجاویز تحت کی اپیل خود سماعت فرماتے ہیں رعایا کی خوش حالی کے لئے توسیع ذرائع آبپاشی کی جانب خاص توجہ ہے اور ان کاموں کو خصوص ایسے زمانہ میں جاری کرتے رہتے ہیں جبکہ سقامت ہنگام سے رعایا کی حالت قابل امداد ہو۔ ہر ہر موضع میں ایک ایک مدرسہ اور بڑے موضع میں مدرسہ نسوان تک قایم ہے حکیم ملکی کا تقرر ہے ملازمین ضعیف العمر کو وظائف تک دیئے جاتے ہیں خدمتیاں مساجد و مناور کو انعامات مقرر ہیں بلا لحاظ مذہب و ملت غریب قابل امداد بیواؤں اور معذوروں کو بطور تنخواہ ماہانہ نقد وظائف تقسیم ہوتے ہیں۔ آپکی پالیسی نہایت صلح کل اور مرنج و مرنجان واقع ہوی ہے۔ آپکے زیر انتظام ایک وسیع کنبہ کی پرداخت و نگہداشت ہو رہی ہے اور سب اعزہ و اقربا آپکے حسن سلوک اور ہمدردی کے مداح ہیں صبر و تحمل تو آپکا خاص طرۂ امتیاز ہے۔ آپ اپنے ملازمین کی سخت سے سخت غلطی پر بھی برافروختہ نہیں ہوتے سخت کلامی کا تو آپ کے پاس دخل ہی نہیں۔ ادنی سے ادنی ملازم کے ساتھ تک خوش اخلاقی و خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے ہیں۔ آپکی رحمدلی اس درجہ بڑھی ہوی ہے کہ عزیز تو عزیز غیروں کی تکلیف کا بھی آپ بعید اثر لیتے ہیں اور ہر امکانی امداد کے لئے تیار ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عزیز و اقارب، دوست، احباب سب آپکے گرویدہ رہتے ہیں آپ صوم و صلواۃ کے پابند اور حج و زیارت حرمین الشریفین سے شرف یاب ہو چکے

ہیں بفضل خدا مرفہ الحالی کے ساتھ آپ کثیر العیال بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اولاد بھی لائق و سعادتمند عطا فرمائی ہے۔ جنکی تعلیم و تربیت آپکے زیر نگرانی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ آپکے بڑے صاحبزادے نواب محمد جعفر علی خاں صاحب قابل، ذی خلق و بیمروت اور مدبر و ہمدردی اور انتظامی قابلیت میں اپنے والد کے قدم بقدم ہیں۔ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے امریکن یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے اور علوم مشرقی میں بڑی اچھی قابلیت کے حامل ہیں۔ امتحان عہدہ داران مال میں کامیاب اور حسب الحکم صدر المہام بہادر سررشتہ کے جملہ محکمہ جات کی ٹرینگ حاصل کرکے بعد ختم ٹرینگ حسب سفارش معتمد و ڈائرکٹر جنرل مال اے۔ آر پی میں اعزازی افسر مقرر ہوئے ہیں اور اپنے ملک و مالک کی خاطر بلا معاوضہ خدمت کر رہے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے نواب محمد محبوب حیدر خاں صاحب کی ابتدائی تعلیم جاگیردار کالج میں ہوی اسکے بعد آپ علی گڑھ تشریف لے گئے جہاں سے ایف۔ اے پاس کرنیکے بعد یورپ تشریف لے گئے۔ آپ ولایت میں ایل۔ ایل۔ بی و بیرسٹری کی تعلیم پا رہے تھے تعطیلات میں والد سے ملنے بلدہ آئے جنگ کے آغاز ہو جانے سے تکمیل تعلیم کیلئے ولایت جانا فی الحال ملتوی ہو گیا ہے۔ پھر بھی آپ بیکار نہیں ہیں۔ امتحان وکالت درجہ اول کی تیاری کر رہے ہیں اور جاگیر کے انتظامات میں بھی پوری دلچسپی سے اپنے والد کا ہاتھ بٹا رہے ہیں آپ علوم مغربی کے ساتھ علوم مشرقی میں بھی اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ آپکے معلومات نہایت وسیع اور آپکے مضامین بڑے دلچسپ اور ادبی نکتہ نظر سے اعلیٰ ہوتے ہیں آپ بڑے خلیق، ہمدرد، روشن خیال اور سنجیدہ مزاج واقع ہوئے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے نواب محمد رزاق علی خاں صاحب اقبال ہیں۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی

سے امتحان بی۔اے میں کامیابی حاصل کی ہے اور اب عثمانیہ یونیورسٹی میں ایل۔ایل بی کی تعلیم پا رہے ہیں۔علمی شغف بڑھا ہوا ہے نہایت خوش اخلاق ہمدرد و منتظم مزاج نوجوان ہیں۔

چوتھے صاحبزادے نواب محمد افضال علی خاں صاحب ابھی میٹرک میں تعلیم پا رہے ہیں لڑکپن سے پابند صوم وصلوٰۃ، لہو ولعب سے دور۔بڑے سنجیدہ و نیک مزاج اور ہمدرد واقع ہوے ہیں۔بہرحال یہ سب صاحبزادگان قابل و اعلیٰ صفات کے حامل ہیں۔توقع ہے کہ عنقریب اوج ترقی پر روشن ستارے بنکر چمکینگے اور ملک و مالک کے اہم خدمات کو خیرخواہی جاں نثاری کے ساتھ انجام دیکر اپنے آبا واجداد کی طرح مورد الطاف شاہانہ رہیں گے۔

شجرہ خاندانی

نواب سعادتمند خان بہادر

نواب سعادت یار خان بہادر

- نواب محمد یوسف علیخاں وارا جنگ بہادر
- نواب محمد عبدالعزیز خاں انتظام جنگ بہادر
- نواب محمد قاسم علیخاں فخر یاب جنگ بہادر

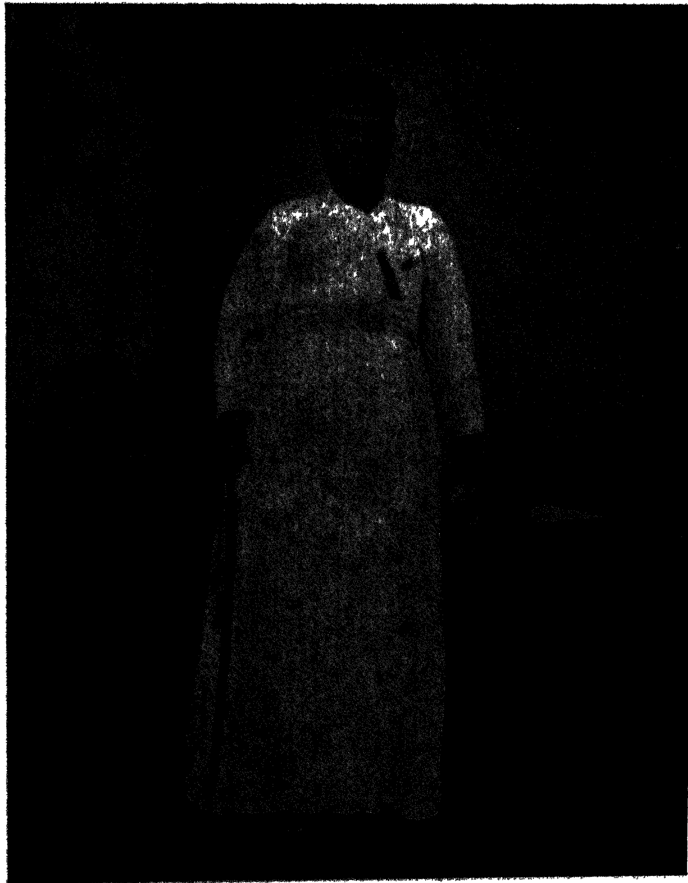
نواب محمد محبوب علیخان بہادر

نواب محمد فاروق علیخاں بہادر

- نواب محمد جعفر علیخان صاحب
- نواب محمد محبوب حیدر خاں صاحب
- نواب محمد رزاق علیخاں نصنا صاحب اقبال
- نواب محمد افضال علیخاں نصنا صاحب



راجہ گوبند راؤ نمونت بہادر



راجہ رام راؤ نیمونت بہادر آنجہانی

راجہ گوبندر ائو نیمونت بہادر

آپ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے ایک قدیم و معزز خاندان کے ہر دلعزیز رکن اور اعلیٰ تعلیم یافتہ راجہ ہیں جسطرح دیگر خاندان۔ خاندان راجہ دھرم ونت و راجہ امانت ونت وغیرہ کے نام سے مشہور ہیں اسیطرح آپکا خاندان بھی راجہ نیمونت کے نام سے مشہور ہے جو صدہا سال سے معزز و ممتاز چلا آرہا ہے۔ بخوف طوالت یہاں ہم آپکے خاندان کا تذکرہ آپکے جد اعلیٰ ہرباجی پنڈت راجہ نیمونت بہادر سے کرتے ہیں۔ جنکی عمدہ اور دیانتدارانہ کارگزاریوں کے صلہ میں مناصب و جاگیرات عطا ہوئے جو ابھی تک اس خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلے آرہے ہیں۔

ہرباجی پنڈت راجہ نیمونت بہادر

آپ ملکاپور (صوبہ برار) کے متوطن اور نواب سید خان سہراب جنگ معین الدولہ مشیر الملک اعظم الامراء ارسطو جاہ بہادر فرزند ارجمند وکیل مطلق مختار دولت عالیہ آصفیہ کے معتمد علیہ تھے سنہ ۱۱۷۸ء میں بعد وفات ظفر الدولہ مبارز الملک جب نواب ارسطو جاہ بہادر عہدۂ جلیلہ مدار المہامی

سے مفتخر و ممتاز ہوے تو آپ قلعداری اوسہ کی خدمت پر پیشگاہ حضرت غفران مآب سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے چند دنوں بعد آپ راجہ چنور اور باداپور کے دسمکہ ہا جنا (جنہوں نے تعلقدار ایلگندل، ورنگل و میدک کے ساتھ بغاوت اختیار کی تھی) کی سرکوبی کے لئے حسب الحکم نواب ارسطوجاہ بہادر روانہ ہوے۔ اور انکی خاطر خواہ گوشمالی کرکے اس بغاوت کو فرو اور انکو راہ راست پر لے آئے۔ جسوقت پیشوائے نواب صاحب ممدوح کو پونہ میں روک رکھا تو آپ ہی انھیں رہا کراکے حیدرآباد واپس لائے۔ اور کھرڈلہ کی جنگ میں بھی حسب الحکم بندگانعالی ٹیپو سلطان سے برسرپیکار رہے اور افواج انگریزی کے ساتھ شریک ہوکر قابل قدر کام انجام دئے۔ چنانچہ اسی جنگ میں جب کہ ٹیپو سلطان اپنی پچاس ہزار فوج جرار (موسوم بہ اسداللّٰہی) کو لیکر برسرپیکار ہوا تو اسوقت قریب تھا کہ افواج انگریزی میدان جدال و قتال و عرصہ کارزار سے منہ پھیر دے اور بری طرح ہزیمت اٹھائے۔ ایسے نازک موقع پر باتباع حکم بندگانعالی انگریزوں کی کمک کے لئے آپ (ہرباجی پنڈت) پہنچکر شجاعت و مردانگی کے وہ جوہر دکھلائے کہ ٹیپو سلطان کو فتح کے بدلے شکست فاش ہوئی اور سلطان کو لال باغ و گنجام کی جانب راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ آپ اپنی جوانمردی بہادری دلیری اور کارہائے نمایاں کے باعث پیشگاہ سلطانی میں روز بروز عزیز و محترم ہوتے گئے اور آپکے مدارج و مراتب میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ خدمت مہتمی توشہ خانہ جواہرخانہ و خطاب مستطاب راجہ نیمونت و عماری و پالکی و گھڑیال و روشن چوکی و نوبت و جاگیرات وغیرہ سے مفتخر و مباہی ہوے راجہ دھرم ونت مذہب کے بڑے پابند تھے اس لئے انکو راجہ دھرم ونت کا خطاب ہوا اسیطرح راجہ نیمونت (نیم بمعنی نشانہ) نشانہ لگانے میں بہت ہوشیار تھے اسلئے

آپکو راجہ نیمونت کے خطاب سے سرفرازی ہوی آپ ۱۲۲۶ھ میں راہی انجہاں ہوے۔
آپ کے دو فرزند (۱) راجہ گوبند راؤ المخاطب بہ راجہ گوبند نارائن بہادر اور (۲) راجہ
گوپال راؤ بہادر (جو اپنے والد کے حین حیات ہی میں فوت ہوگئے)

راجہ گوبند راؤ بہادر آپ راجہ ہرباجی پنڈت نیمونت بہادر کے بڑے فرزند تھے جو اپنے والد کے انتقال کے بعد جاگیرات و اعزازات آبائی
سے سرفرازی پائے۔ آپ راجہ گوبند نارائن بہادر کے خطاب مستطاب سے بھی
سرفراز تھے۔ آپکے تین فرزند (۱) راجہ جنارد ھن راؤ بہادر (۲) راجہ ہری ہر راؤ بہادر
اور (۳) راجہ نارائن راؤ بہادر (جو اپنے والد کے حین حیات ہی میں فوت ہوگئے) تھے

راجہ جنارد ھن راؤ بہادر آپ راجہ گوبند راؤ بہادر المخاطب بہ راجہ گوبند نارائن بہادر کے بڑے فرزند تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے بعد خدمات
موروثی اور اعزازات آبائی سے مفتخر ہوے۔ سنہ ۱۲۴۴ھ میں از راہ الطاف خسروانہ آپ
خطاب مستطاب راجگی سے معزز ہوے۔ علاوہ موروثی خدمات کے داخلہ افواج بیدیات
سررشتہ جات صرفخاص مبارک اور سواروں کا کام بھی آپکے تفویض ہوا۔ آپکی تیراندازی کا شہرہ
ہندوستان کے ناوک افگن طبقہ میں تھا شہسواران ہند آپکی اسپ سواری کو دیکھ کر متحیر اور
اسکی تعریف میں رطب اللسان تھے غرض جسطرح آپ ایک بہترین تیرانداز تھے اسیطرح
ایک اعلیٰ درجہ کے شہسوار بھی تھے۔ آپ سنہ ۱۲۸۴ھ میں سرگباش ہوے اور اپنی یادگار چار
فرزند چھوڑ گئے۔ (۱) راجہ رامراؤ بہادر (آپ علاوہ موروثی خدمات کے خدمت ضلعبندی
یعنے تعلقداری سے بھی سرفراز تھے) (۲) راجہ لچھمن راؤ بہادر (۳) راجہ ہنمنت راؤ بہادر
اور (۴) راجہ سریدھر راؤ بہادر

نوٹ :۔ راجہ جنارد ھن راؤ آنجہانی کے بعد انکے چھوٹے بھائی راجہ ہری ہر راؤ بہادر المخاطب بہ روشن رقم بہادر خدمات موروثی توشک خانہ وجواہر خانہ مبارک سے سرفراز ہوے لیکن بعد میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ حضرت مغفرت مآب کا عتاب آپ پر نازل ہوا اور خدمات بجز جاگیرات واپس لے لئے گئے۔ راجہ ہری ہر راؤ بہادر کو ایک فرزند راجہ کیشو راؤ بہادر (جو لاولد اپنے والد کے حین حیات ہی میں فوت ہو گئے) تھے۔ انکے فرزند آغوشی راجہ جنارد ھن راؤ بہادر فرزند ہمنت راؤ بہادر ہوے۔ جنکے دو فرزند راجہ سرینواس راؤ بہادر اور راجہ ونایک راؤ بہادر ہیں۔ راجہ جنارد ھن راؤ بہادر اولی کے فرزند اکبر راجہ رام راؤ بہادر بگزاشت دو دختران راہی آنجہاں ہوے اور انکے فرزند دوم راجہ لچھمن راؤ بہادر نے لاولد ہونے کی وجہ سے صاحب تذکرہ راجہ گوبند راؤ نیمونت بہادر یعنے اپنے حقیقی بھتیجے کو متبنی لیا۔ فرزند سوم راجہ ہنمنت راؤ بہادر کو دو فرزند تھے (۱) راجہ نرہر راؤ بہادر اور (۲) جنارد ھن راؤ بہادر (یہ کیشو راؤ کے متبنی قرار پائے تھے) فرزند چہارم راجہ سریدھر راؤ بہادر تھے۔ جن کے دو فرزند (۱) راجہ رام راؤ بہادر اور (۲) راجہ شنکر راؤ بہادر (یہ راجہ لچھمن راؤ بہادر کے متبنی ہیں)

راجہ رام راؤ بہادر

آپ راجہ سریدھر راؤ بہادر کے فرزند اکبر تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے بعد جاگیرات آبائی و معاش موروثی سے سرفراز ہوے۔ آپ ایک ہونہار اور فراخ حوصلہ راجہ تھے فارسی میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ انگریزی میں بھی آپ نے اچھی قابلیت حاصل کی تھی۔ مرہٹی کے آپ عالم جیّد تھے۔ آپکی تحریر و تقریر نہایت شستہ اور دلچسپ ہوا کرتی تھی۔ انتظامی اور مالی امور کے مالہٗ و ماعلیہ پر عبور رکھتے تھے۔ قانون سے بھی آپ کو اچھی واقفیت حاصل تھی



رام گوبند رائے یشونت بہادر اپنے محل اور بچوں کے ساتھ

چنانچہ آپ بحیثیت آنریری مجسٹریٹ دیوانی بلدہ سرکار عالی میں کارگزار رہے تھے۔ آپ خاندانی روایات کے حامل، خوش خلق اور ملنسار راجہ تھے۔ علمی شوق و شغف آپ کا لائق صد ستایش تھا۔

راجہ گوبند راؤ نمونت بہادر

آپ راجہ رام راؤ بہادر آنجہانی کے اکلوتے فرزند اور ہر باجی پنڈت راجہ نمونت بہادر کے خاندان کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ رکن اور یادگار ہیں۔ آپ بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوئے۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپکے والد کا سایہ آپکے سر سے اٹھ گیا۔ آپکی تعلیم و تربیت آپ کی شفیق اور تعلیم یافتہ والدہ کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ آپکی والدہ ایک منتظم، سلیقہ شعار ہوشیار اور کاردان رانی ہیں۔ آپکے زیر نگرانی اسٹیٹ کی حالت نہایت اچھی رہی ہے جسپر بارہا محکمہ سرکار (صیغہ مالگزاری) سے اظہار خوشنودی فرمایا گیا ہے۔

آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز مدرسہ عالیہ سے ہوا۔ ذاتی ذوق و شوق کی وجہ آپکی طالب علمی کا زمانہ نہایت خوشگوار گزرا۔ آپ نے امتحان ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کامیاب کرنیکے بعد نظام کالج سے انٹرمیڈیٹ (ایف۔ اے) کامیاب فرمایا اسکے بعد بمبئی یونیورسٹی سے بی۔ اے کی گرانقدر ڈگری حاصل فرمائی۔ آپکی والدہ نے آپکی تعلیم و تربیت کی نگرانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو اسٹیٹ کے کاروبار سے بھی واقف کرایا گیا چنانچہ اسوقت اسٹیٹ کے جملہ انتظامات آپ (صاحب تذکرہ) ہی انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا اسٹیٹ نظم و نسق کے لحاظ سے روز افزوں ترقی پر ہے۔

آپ کی شادی آپ ہی کے اہل قرابت عرب الیشونت راؤ کی صبیہ سے

ہوی جنکا تعلق حیدرآباد کے ایک مشہور اور قدیم خاندان سے ہے جس کے مورث اعلی ایک زمانہ میں نظم جمعیت سرکار عالی میں عرب کے سپہ سالار تھے چنانچہ ابھی تک اس خاندان میں نام کے ساتھ لفظ "عرب" استعمال ہوتا ہے۔ عرب الشونت راؤ کے دو تعلیم یافتہ، ہوشیار فرزند اسوقت ملک و مالک کی خدمت گزاری میں مشغول ہیں (۱) عرب گنپت راؤ صاحب منصف گنگاؤتی ضلع رائچور اور (۲) عرب شیوراج صاحب انجنیر حلقہ اورنگ آباد میں ہمارے صاحب تذکرہ کو دم فرزند ہیں (۱) راجہ جنتیدر راؤ (۲) راجہ نریندر راؤ (۳) راجہ سریندر راؤ اور (۴) راجہ رویندر راؤ۔ انکے علاوہ آپکو دو دختر بھی ہیں (۱) رانی ومیلا صاحبہ اور (۲) رانی پرمیلا صاحبہ ہر دو کمسن دختران اسٹانلی گرلس ہائی اسکول میں زیر تعلیم ہیں اور راجہ جنتیدر راؤ ویدک مہرشی ہائی اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔ بقیہ تینوں راجہ زادگان اپنے تعلیم یافتہ اور شفیق والدین کے زیر نگرانی گھر میں ہی تعلیم پانے میں مشغول ہیں۔

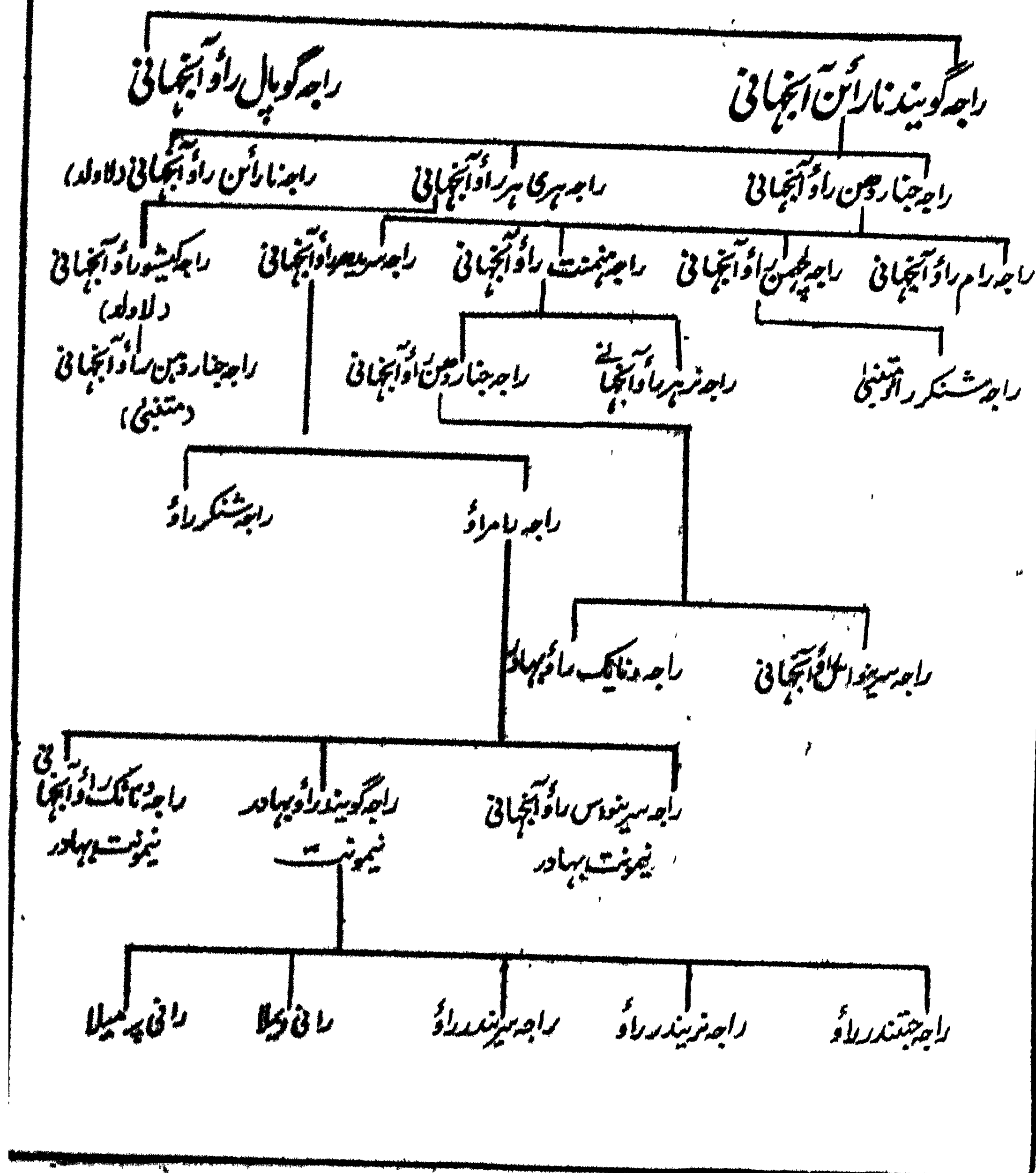
صاحب تذکرہ زیور علم کے ساتھ ساتھ زیور اخلاق سے بھی آراستہ ہیں شگفتہ مزاجی زندہ دلی، راستبازی اور خیر خواہی ملک و مالک آپکا شیوہ ہے۔ امارت و ثروت کے باوجود غرور و تمکنت آپکے نزدیک نہیں پھٹکتے۔ کسی سے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ علمی امور میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ مالی اور انتظامی امور کا آپ میں اچھا مادہ ہے۔ آپ ٹینس عمدہ کھیلتے ہیں اور گھوڑے کی سواری بھی عمدہ کرتے ہیں آپ کو باغبانی کا بہت شوق ہے۔ آرائش و زیبائش سے بھی آپکو گہری دلچسپی ہے۔ علم موسیقی میں آپکو کمال حاصل ہے۔ تعمیر و ترمیم کے بھی بیحد شوقین ہیں چنانچہ حال ہی میں بمقام ملکاجگری ایک عالیشان مکان تعمیر کرایا ہے۔ آپ مذہب کے بہت پابند ہیں۔ اکثر فنون میں آپکو دخل ہے۔ ملک و مالک کی خدمت گزاری کی آپ کو بڑی تمنا ہے۔ چنانچہ آپکی ہر وقت

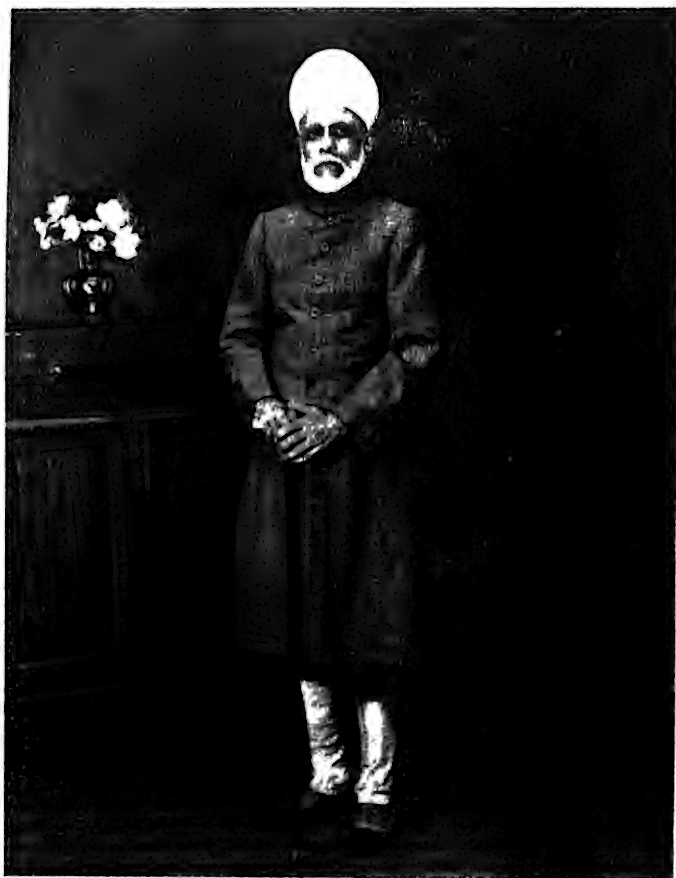
یہ خواہش رہی ہے کہ مثل اپنے آباو اجداد کے اپنے شایان شان ملک و مالک کی
کوئی اعلیٰ خدمت بجالاؤں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ابتک اسکے کوشاں ہیں۔ ہم اپنی مدبر
و سیاست دان گورنمنٹ میں اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہوئے مسرت حاصل کر رہے
ہیں کہ راجہ گوبند رائو نیمونت بہادر جو ایک قدیم، شریف اور دیانتدار ووفاشعار خاندان
سے تعلق رکھتے اور بی۔ اے کامیاب ہیں ہماری گورنمنٹ کا اولین فریضہ ہے کہ وہ
ہمارے ملک کے ایک نونہال اور تعلیم یافتہ راجہ کو مثل انکے اب وجد کے ملک
کی خدمت بجالانے کا موقع عطا فرمائے۔

آپ وعدہ کے سختی کے ساتھ پابند اور بات کے پکے ہیں۔ ورزش سے آپکو دلچسپی
ہے۔ سیر و سیاحت کے بھی بڑے شوقین ہیں چنانچہ آپ نے اکثر ملکوں اور مقامات
کی سیر کی ہے۔ شمالی ہندوستان میں لاہور تک سفر کیا اور اہم مقامات دہلی، آگرہ اور
متھرا وغیرہ دیکھے۔ اجین، اندور، بڑودہ، احمد آباد کے علاوہ صوبہ برار میں اکولا، امراوتی
کھامگاؤں اور ناگپور وغیرہ بھی دیکھے۔ مغربی ہندوستان میں راجمندری کوکناڈا، منگلور
میسور، نلگری (اوٹکمنڈ) بھی دیکھے۔ آپ کو فن فوٹو گرافی میں بھی مہارت ہے۔ ہر جگہ کے
دلچسپ فوٹو آپ نے اتارے ہیں جو آپکے پاس موجود ہیں آپکی رانی صاحبہ کا نام رانی
تائی راجہ ہے اور آپکی دیوڑھی چارکمان کے قریب واقع ہے۔

شجرہ خاندانی

ہرباجی پنڈت راجہ نیمونت بہادر آنجہانی





نواب محمد چراغ علی خاں بہادر

نواب محمد چراغ علی خان بہادر

آپ اپنے والد حکیم میر منصور علی خان المدعو اکبر علی خاں کے انتقال پر قابض جاگیر کی حیثیت سے کارفرما ہوئے آپ نے قدیم زمانہ کی تعلیم میں کافی دستگاہ حاصل فرمائی اور وقفیت کار سررشتہ مال کے تحت امتحان مال میں کامیابی حاصل کی اور مولوی یوسف الدین صاحب اول تعلقدار محبوب نگر کے زمانہ میں تحصیلداری پر مقرر ہوئے چند سال کے عملی تجربات کے بعد آپ نے سبکدوشی حاصل کر لی۔ اور جاگیر کنڈہ پور جو آبائی جاگیرات میں باقی رہگئی تھی اسکی اصلاح و توفیر آمدنی کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور اُس کو انتہائی عروج پر پہنچادیا۔ موصوف کے خاندانی حالات کا مختصراً ذکر ہم تعریف کے لئے ضروری سمجھتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔

آپکے جد امجد حکیم میر رضا علی خاں مرحوم مصنف تذکرۃ الہند موسوم بہ یادگار رضائی تھے جو فن طب یونانی کی بیمثل شاہکار ہے حکیم صاحب مرحوم نے اپنے والد بزرگوار حکیم میر محمود علی خان مرحوم کے سایۂ عاطفت میں مدارج علوم و فنون کی تکمیل کی اور اپنے

فن میں انتہائی کمال اور اقطاع ہند میں وہ شخصیت حاصل فرمائی جو کم کسی کو نصیب ہوی آپ نے ابتداءً نواب شمس الامراء تیغ جنگ بہادر امیر پائیگاہ اور نواب ارسطو جاہ بہادر مدار المہام وقت سے اپنے کو رجوع کیا اور وہ نایاب علاج فرمایا کہ بالآخر حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ نے شرف باریابی بخشا۔ اور سلک ملازمین سرکار میں بمواجب دو صد روپیہ منسلک کر کے سفر شولاپور میں اپنے ہمراہ رکھا۔ اور اس کے بعد مسلسل مورد عنایات شاہانہ رہے۔ اور حضرت غفران منزل سرکار ناصر الدولہ کے عہد میں بھی اسیطرح معرکۃ الآرا معالجوں اور جان نثاریوں کی وجہ خاص رتبہ حاصل رہا اور خطاب خانی بہادری سے مفتخر اور مناصب و جاگیرات کنڈہ پور، بسنتی پور، کنچرلہ و اناپور محال صلی ملعوں سے سرفراز ہوئے (ملاحظہ ہو گلزار آصفیہ) جس میں صرف ایک جاگیر اب ورثاء مرحوم کی پرورشی کے لئے باقی رہگئی ہے۔ آپ کے جد جسطرح اپنے فن کی وجہ ہندوستان کی مایۂ ناز ہستیوں میں تھے۔ اسیطرح آپکا ننھیال بھی اپنی انتہائی جان نثاریوں کی وجہ درجہ کمال رکھتا ہے چنانچہ آپکے نانا برہان الدین خان شہسوار جنگ حضرت غفران مکاں نواب محبوب علی خان نور اللہ مرقدہ کے اتالیق و مہتمم جیب خاص محلات و تصفیہ حسابات و ناظم تپہ و صوبہ داری اورنگ آباد پر مفتخر و ممتاز رہے۔ اور مرحوم کے جد آصف نواز خان شہسوار جنگ معین الدولہ ریاست ابد پائیدار کے ابتدائی نظم و نسق و جان نثاریوں میں وہ رتبہ رکھتے ہیں جو شاذ ہی کسی کو نصیب ہے چنانچہ حیدر جنگ کو بجا طور پر حاکم مقرر کر نیکے سے لئے عوام و خواص اور فوج میں جو شورش برپا تھی اور حضرت غفران مآب نظام علیخاں کی حیات معرض خطر میں پڑ چکی تھی ایسے وقت پر آصف نواز خاں نے اپنے ہتھیار سے دو وار میں حیدر جنگ کا خاتمہ کر کے حضرت غفران مآب نظام علی خاں کو لیکر فرار ہوے اور موضع چرکل و خاندیس پر سے ہوتے ہوے دار السرور پہنچے اور اسکے بعد اپنی تدبیر اور جان نثاری سے مخالفانہ شورش کا خاتمہ کر دیا (ملاحظہ ہو تاریخ حدیقۃ العالم و تزک آصفیہ)



رائے پرمانند داس صاحب اپنے بچے رائے جے سکھ داس صاحب کے ساتھ

رائے پرمانند داس صاحب جاگیردار

آپ رائے واسدیو رائے صاحب آنجہانی جاگیردار نبیسۂ راجہ دسکھہ رام سکینٹھ باشی کے فرزند اور راجہ تیجرائے صاحب آنجہانی سابق میر مجلس پائیگاہ آسمانجاہی کے نواسہ ہیں۔ راجہ دسکھہ رام سکینٹھہ باشی اُن راجگان حیدرآباد دکن کے ایک رکن تھے جن راجاؤں نے ملک و مالک کی بہی خواہی و خیر سگالی میں وفادارانہ و جاں نثارانہ خدمات انجام دیکر عہدہائے جلیلہ و خطابات مستطاب سے سرفرازی پائی ہے اور جنکے زرّین کارناموں سے اکثر معتبر تواریخ بھرے پڑے ہیں۔ آپ رائے بہادر رانگو رام آنجہانی کے فرزند اول جاگیرات سے سرفراز اور خدمت سررشتہ داری منصبداران سے ممتاز اور خطاب راجہ بہادر سے مفتخر و مباہی تھے۔ علاوہ جاگیرات التمغا کے ایک جاگیر موضع اننت وارم بشرط ادائی خدمت درگاہ حضرت پیران شاہ قدس سرہٗ (موقوعہ چنچل گوڑہ حیدرآباد) آپ کو پیشگاہ سلطانی سے عطا فرمائی گئی تھی اس درگاہ شریف کا عرس ہر سال ۱۶ ماہ شوال المکرم کو نہایت دھوم دھام سے ہوا کرتا ہے اور اسمیں صدہا غربا و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے راجہ معزز کو کوئی اولاد از قسم ذکور نہ تھی۔ آپکا انتقال ۱۲۸۰ء میں ہوا۔ آپکے بعد رانی گنگو بائی صاحبہ بیوہ راجہ دسکھہ رام آنجہانی

جاگیرات پر قابض و متصرف ہوئیں اور شرط خدمت کی ادائی نہایت عقیدتمندی سے بہمن ۱۳۱۶ف تک کرکے راہی آنجہانی ہوئیں۔ بعد انتقال رانی صاحبہ اُن کی دختر رانی نرو بائی صاحبہ وارث و قایم مقام ہوکر ۳/ اردی بہشت ۱۳۳۷ف تک اپنے کاروبار جاگیر و خدمت درگاہ شریف نہایت خوبی کے ساتھ چلا کر آنجہانی کی راہ لیں۔ نرو بائی صاحبہ کے انتقال کے بعد اُنکے وارث ہردو فرزندان راجہ واسدیو رائے صاحب آنجہانی اور رائے جیشنکر داس صاحب قرار پائے۔ راجہ واسدیو رائے صاحب ۱۳۴۷ف میں اپنے کمسن اور اکلوتے فرزند رائے پرمانند داس صاحب (ہمارے صاحب تذکرہ) کو اس دار فانی میں چھوڑ کر بعمر ۴۹ سال بیکنٹھہ باشی ہوے۔ راجہ بیکنٹھہ باشی اور اُن کے برادر رائے جیشنکر داس صاحب باوجود امارت و ثروت کے ہر کہ و مہ سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں حاجتمندوں اور غریبوں کی امداد کیلئے خود کو وقف کئے ہوئے ہیں رائے پرمانند داس صاحب اپنے حقیقی اور شفیق چچا رائے جیشنکر داس صاحب کی ولایت سے اپنی آبائی معاش پر قابض ہیں۔ نیز خدمت درگاہ شریف بھی اپنے مورو ثین کے قدم بقدم انجام دے رہے ہیں اور سلسلہ تعلیم عم بزرگوار کے زیر نگرانی جاری ہے۔ آپ نہایت ہردلعزیز خوش خلق اور ملنسار راجہ ہیں۔ بزرگوں کا ادب کرتے ہیں اور اخلاق و مروت میں اپنے ابا و اجداد کا نمونہ ہیں۔

رائے بہادر راگھو رام

راجہ دسکھہ رام ۔ رانی گنگو بائی زوجہ — رانی نرو بائی دختر

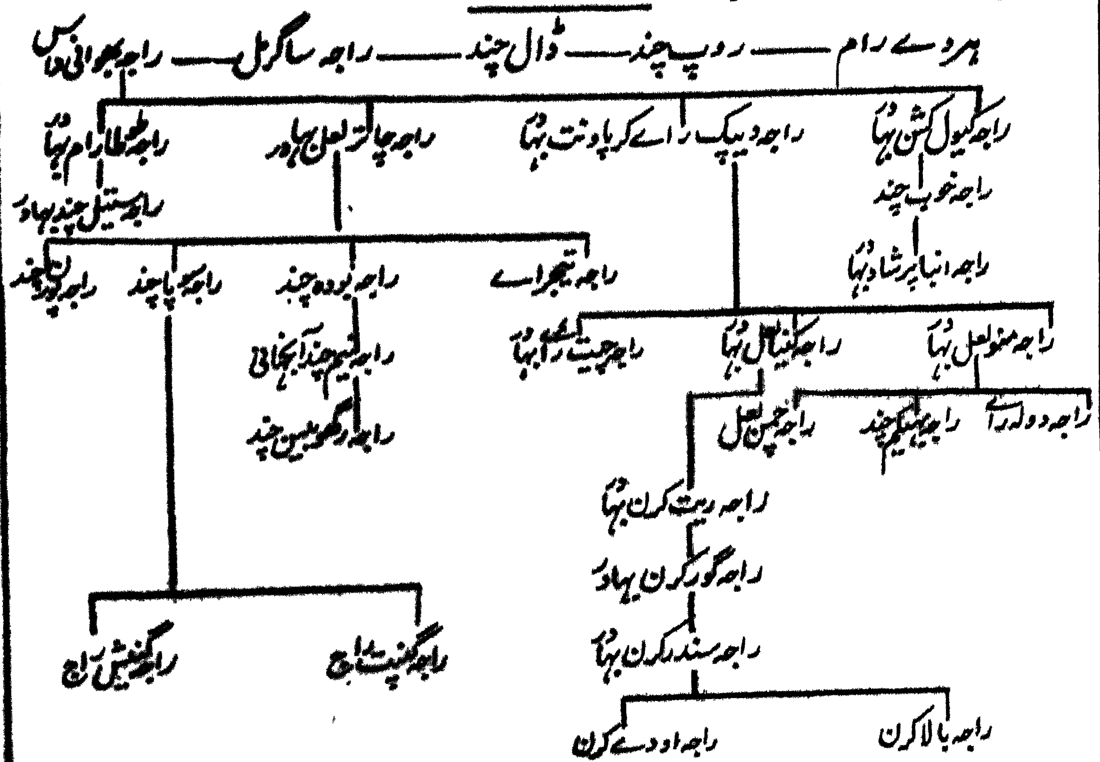
راجہ واسدیو رائے صاحب — رائے جیشنکر داس صاحب

رائے پرمانند داس صاحب — کنور منگلداس صاحب — کنور رام ریدھو صاحب — کنور نند کشور صاحب — کنور موہن لعل — رائے رام لال

راجہ نیم چند آنجہانی

آپکے خاندانی حالات کا ذکر تفصیل سے بضمن تذکرہ راجہ سندر کرن بہادر آصفجاہی تذکرہ ہذا کے صفحہ (۱۷۳) پر کیا جا چکا ہے۔ آپ حیدرآباد دکن کے ایک معزز جاگیردار تھے۔ آپکا خاندانی سلسلہ راجہ رگھناتھ کو پہنچتا ہے راجہ ساگر مل آپکے جداعلیٰ ہوتے تھے۔ اس خاندان کی ابتداء ہرے رام سے ہوئی ہے جو راجہ ساگر مل کے پرداد اہوتے تھے۔ آپ راجہ راجان راجہ شیوراج دھرم ونت آنجہانی سے ہم جدی رشتہ رکھتے تھے راجہ ساگر مل سے دو شاخیں ہوئیں۔ ایک شاخ میں راجہ شیوراج دھرم ونت آنجہانی اور دوسری شاخ میں راجہ نیم چند آنجہانی تھے۔ راجہ نیم چند آنجہانی کے پرداد راجہ بھوانی داس دھرم ونت آنجہانی ۱۷ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ کو دفترمال کے عہدۂ جلیلہ سے سرفرازی پائے اور جاگیرات سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ چنانچہ جاگیرات اور مناصب علی التسلسل راجہ چاتر لعل آنجہانی، راجہ تیجراے بہادر اور راجہ سوبھا چند بہادر پر بحال و برقرار رہے۔ آپ (راجہ نیم چند آنجہانی) ۱۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اردو، سنسکرت تلنگی اور فارسی سے بخوبی واقف تھے۔ سٹی ہائی اسکول سے انٹرنس کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی تھی جاگیرات آبائی و مناصب موروثی سے مفتخر و ممتاز تھے۔ نہایت لائق

و ہوشیار اور ذی علم راجہ تھے۔ آپکی شادی راے لچھمن نرائن صاحب (جنکا ضلع بجنور کے ایک معزز و ممتاز خاندان سے تعلق تھا) کی دختر سے ہوی افسوس کہ ۱۳۲۷ف میں آپ راہی آنجہانی ہوے آپکی بیوی رانی سرتاج کنور صاحبہ ۱۳۲۷ف سے آپکے اسٹیٹ کے کاروبار نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں تعلیم یافتہ رانی ہونیکے ساتھ ساتھ اردو، ہندی اور انگریزی زبان میں اچھی قابلیت رکھتی ہیں۔ وراثت کی کارروائی آپکے اور آپ کی صاحبزادی کے نام حسب فرمان خسروی منظور ہوی۔ آپکے جاگیرات کا محاصل سالانہ تین ہزار ہے۔ آپ پردہ نشین منتظمہ ہوشیار، لائق، رحمدل، ہمدرد اور رعایا پرور رانی ہیں بوجہ سقامت ہنگام سرکار عالی کی تتبع میں آپ نے بھی دو آنہ فی روپیہ محاصل معاف فرماکر رعایا پروری کا ثبوت دیا ہے۔



نواب احمد یاور جنگ بہادر

آپ اُس خاندان کے رکن ہیں جس کے تذکروں سے اکثر تواریخ دکن کے اوراق مزیّن اور اُسکے زرّین کارنامے شرح وبسط کے ساتھ درج ہیں۔ یہاں ہم آپکے خاندانی حالات کا آغاز نواب عبدالقادر خاں المخاطب بہ نواب قادر یار خاں حکیم الحکماء محی الدولہ اول سے کرتے ہیں۔

نواب عبدالقادر خاں المخاطب بہ قادر یار خاں
حکیم الحکماء محی الدولہ اول

آپ مولوی محمد عبدالغفور صاحب مرحوم کے فرزند اکبر تھے جو بندر سورت سے عہدِ حکومت امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر میں واردِ اورنگ آباد خجستہ بنیاد ہوکر تکیۂ محمود شاہ میں مقیم ہوے۔ اور کچھ دنوں یہاں رہنے کے بعد محمد غوث خاں بخشی کی وساطت سے برار جاکر حضرت غفران مآب (جو اُسوقت صوبہ دار برار تھے) کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔ اور خدمت قضاءت لشکر سے سرفراز ہوے

جسوقت حضرت غفران مآب صلابت جنگ بہادر کے دیوان مقرر ہوئے تو آپ خطاب خانی و بہادری سے مفتخر ہوئے۔ جب حضرت غفران مآب سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپکو بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۱۸۲ھ صدارت و احتساب بلدہ کی خدمت جلیلہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ آپ نہایت نیک نفس، حلیم الطبع، خداترس، عالم جید و فاضل متبحر تھے۔ آپکے دو فرزند (۱) محمد علیخان المخاطب بہ قادر یار خاں اور (۲) محمد حسین خان المخاطب بہ قادر نواز خاں تھے۔

نواب محمد جعفر خان المخاطب بہ جعفر یار خاں

حکیم الحکما محی الدولہ ثانی

آپ اپنے بھائی نواب قادر یار خاں حکیم الحکما محی الدولہ اول کے انتقال کے بعد حسب الطلب حضرت مغفرت مآب احمد آباد سے تشریف لائے چونکہ آپ کے دونوں بھتیجے (محمد علیخاں و محمد حسین خاں) نہایت کمسن تھے اس لئے حضرت مغفرت مآب نے خدمت صدارت و احتساب بلدہ مع نصف جاگیرات سے آپکو سرفراز فرمایا اور بقیہ نصف جاگیرات آپکے بھتیجوں کے نام بحال فرمائے۔

۱۷ شوال ۱۱۸۵ھ کو آپ خطاب جعفر یار خاں و حکیم الحکما محی الدولہ ثانی و منصب باصل اضافہ ہفت صدی سے پیشگاہ حضرت مغفرت مآب سے مفتخر و مباہی ہوئے اور ہمیشہ باریابی پیشگاہ سلطانی کی عزت آپکو حاصل رہی۔ عہد حکومت حضرت مغفرت منزل میں آپ بغرض زیارت حرمین الشریفین تشریف لے گئے اور دو سال کے بعد واپس ہوئے۔ چونکہ آپ نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور آپکا تقدس انتہا درجہ پر پہنچ چکا تھا اس لئے حسب الحکم جہاں پناہی نواب سکندر جاہ بہادر کی رسم سالگرہ مبارک آپ ہی کے مقدس ہاتھ سے عمل میں آتا تھا۔ چنانچہ ابتک یہ رسم آپ ہی کی اولاد کے

ہاتھوں انجام پاتا ہے۔ آپکے تین فرزند (۱) عزت یار خاں (۲) فریدالدین خاں اور (۳) غلام محمد خاں تھے۔

نواب عزت یار خاں
حکیم الحکما محی الدولہ ثالث

آپ حکیم محمد جعفر المخاطب بہ نواب جعفر یار خاں حکیم الحکما محی الدولہ ثانی کے خلف اکبر اور مولوی محمد عبدالغفور صاحب مرحوم کے نبیرہ تھے جو اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد اپنی آبائی خدمت صدارت و احتساب بلدہ و خطاب حکیم الحکماء محی الدولہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ اسکے آپکو مصاحبت خاص حضرت مغفرت منزل کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ علوم عقلی و نقلی و ریاضی میں ماہر اور طب یونانی میں ید طولی رکھتے تھے۔ چنانچہ مرشد زادگان و محلات مبارک کے علاج معالجہ کے لئے آپ ہی مختص تھے۔ آپ کو طب میں ید طولی حاصل تھا آپکے ہمعصر حکماء میں کوئی حکیم آپکے بلند پایہ کو نہیں پہنچتا تھا۔ الحاصل ایسی لائق و فائق ہستی پر ۱۲۴۰ھ میں چار پٹھانوں نے حملہ آور ہو کر قریب گلزار حوض جدھر سے قتل کر دیا۔ آپ اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب احمد یار خاں کو چھوڑ گئے۔

نواب احمد یار خاں
حکیم الحکما محی الدولہ رابع

آپ نواب عزت یار خاں حکیم الحکماء محی الدولہ ثالث کے فرزند حکیم جعفر یار خاں حکیم الحکما نواب محی الدولہ ثانی کے پوتے تھے جو اپنے والد کے بعد اپنی آبائی خدمت صدارت و احتساب بلدہ سے سرفراز اور معالج خاص حضرت مغفرت منزل مقرر ہوئے۔ اور شرف حضوری دربار شاہی کی عزت بھی آپکو حاصل ہی لیکن بعد چند روز کے جب مرشد زادی فیروز بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا تو بوجہ رنگ آمیزی مفسدین و معاندین آپ اپنی

موروثی خدمت سے علیحدہ اور خانہ نشین ہو گئے۔ جس وقت ناصر الدولہ بہادر سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپ یاد فرمائے جا کر خدمات و جاگیرات موروثی سے حسب سابق سرفراز اور خطاب محی الدولہ حکیم الحکماء رابع سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ آپکے چار فرزند (۱) نواب محمد یار خاں محی الدولہ حکیم الحکماء خامس (۲) مولوی رحمن خان المعروف بہ رضا علی صاحب (مشائخ آصف نگر) (۳) مولوی نبی یار خاں مرحوم اور (۴) مولوی حبیب یار خاں المعروف بہ حبیب علی شاہؒ تھے۔

نواب رسول یار خان مرحوم
حکیم الحکماء محی الدولہ سادس

آپ مولوی نبی یار خاں مرحوم کے فرزند اور نواب احمد یار خاں کے نبیرہ ہیں اپنے چچا نواب محبوب یار خاں کے لاولد انتقال کر جانے پر خدمات صدارت و احتساب بلدہ و جاگیرات و اعزاز موروثی سے دور حکومت حضرت مغفرت مکان میں سرفراز ہو کر اپنے مفوضہ فرائض نہایت عمدگی و دلدہی و بے لوثی کے ساتھ انجام دیئے اور بعہد حکومت حضرت غفران مکان ۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و حکیم الحکماء محی الدولہ منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ آپ نہایت خلیق، ملنسار، ہوشیار، منکسر المزاج، متدین اور جمیع صفات حسنہ کے حامل تھے۔ بالآخر آپ نے بعارضہ قولنج بگذاشت سہ فرزند (۱) نواب عزت یار خاں حکیم الحکماء محی الدولہ سابع (۲) نواب محبوب یار خان رسول یار جنگ بہادر اور (۳) نواب حیدر یار خاں احمد یاور جنگ بہادر داعی اجل کو لبیک کہا۔

نواب حیدر یار خاں
المخاطب بہ احمد یاور جنگ بہادر

آپ نواب رسول یار خاں حکیم الحکماء محی الدولہ سادس مرحوم کے فرزند سوم اور نواب محبوب یار خاں رسول یار جنگ بہادر

نواب میر زین العابدین خان بہادر امانت خانی

آپ ان معزز و ممتاز اور قدیم جاگیرداروں سے ہیں جن کا خاندان تاریخ مملکت آصفیہ میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔ آپ اس خاندان والا دودمان کے رکن رکین ہیں کہ جس کے اکثر و بیشتر اراکین مقرب بارگاہ شاہان وقت اور بڑے بڑے مناصب مثلاً قلعداری و بخشگیری و دیوانی و خطابات جنگی دودلائی ملکی و جاگیرات وغیرہ سے مفتخر و ممتاز رہے ہیں اور ملک و مالک کے وہ گرانقدر خدمات انجام دئے ہیں کہ جن کے اذکار سے بڑے بڑے مستند و معتبر تواریخ مثلاً ماثر الامراء ۔ تزک جہانگیری ۔ سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر بادشاہ نامہ عالمگیری جلد (۸) قران السعدا۔ حدیقۃ العالم ۔ گلزار آصفیہ ۔ تاریخ دکھن لعل تاریخ رشید الدین خانی تزک آصفیہ وغیرہ وغیرہ مملو ہیں۔ الحاصل یہ کہ آپ اس خاندان کی لائق و فائق فرد ہیں کہ جنکے افراد حضرت آصف جاہ بہادر اول کے ہمراہ دکن آئے اور یہاں بھی انہیں تقرب بارگاہ سلطانی حاصل رہا۔ اس خاندان کے اراکین کے کارہائے نمایاں کے اظہار اور انکے ذکر کے لئے ایک بہت بڑے دفتر کی ضرورت ہے اس لئے

ہم آپکے تذکرہ کا آغاز اجمالی طور پر آپکے جد اعلیٰ میر محی سے کرتے ہیں۔

میر محی آپ کا اصل وطن شہر طوس (خراسان) تھا۔ آپکو کلید برداری روضۂ اقدس شاہ خراسان حضرت امام رضا علیہ السّلام کا شرف حاصل تھا۔ آپ ۹۳۹ھ میں وارد ہندوستان ہوئے۔ اور اپنی زندگی مستعار کے باقی ماندہ ایام نہایت عمدگی سے گزار کر بگزاشت فرزند مسمی میرک حسن راہی روضۂ رضوان ہوئے۔

میرک حسین آپ میر محی کلید بردار روضۂ اقدس شاہ خراسان کے فرزند تھے جو بہ الطاف عرش آشیانی اکبر بادشاہ ۹۶۳ھ میں عمدہ نوکران بادشاہی میں ملازم ہوئے آپ سے وزیر اکبر بادشاہ یعنے خواجہ شمس الدین خوافی کی ہمشیرہ منسوب تھیں اور آپکے فرزند میر کمال الدین حسین تھے۔

میر کمال الدین حسین آپ میرک حسین مرحوم کے فرزند اور میر محی کلید بردار کے نبیرہ تھے۔ آپ بعہد اکبر بادشاہ عمدہ نوکران شاہی میں ملازم اور ۱۰۱۴ھ میں بعہد جہانگیر بادشاہ بہ تعیناتی شاہزادہ خرم مہم رانا پر مامور و عہدۂ بخشیگری کوٹھ گرو دکن پر نوبت بنوبت ممتاز اور سفارت طوران پر با تقاب صحیح النسب و پسندیدہ حسب سرفراز ہوئے۔ آپکے فرزند میرک معین الدین امانت خان اول تھے۔

میرک معین الدین امانت خان اوّل آپ میر کمال الدین حسین کے فرزند اور میرک حسین مرحوم کے نبیرہ تھے۔ آپ ۱۰۴۸ھ میں خدمت بخشیگری و وقائع نویسی صوبہ اجمیر من بعد بہ تعیناتی شاہزادہ دارا شکوہ و عہدۂ جلیلہ دیوانی و بخشیگری صوبہ ملتان (پنجاب) سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ آپکے فرزند اکبر میرک حسین خان ثانی تھے۔

(۵)

میرک حسین امانت خان ثانی آپ میرک معین الدین امانت خان اول کے فرزند اور میر کمال الدین حسین مرحوم کے نبیرہ تھے۔ آپ بعہد اورنگ زیب عالمگیر غازی قلعداری و دیوانی لاہور و ملتان و کابل و کشمیر سے نوبت بہ نوبت سرفراز اور جاگیر التمغہ موضع پیپلیہ سے ممتاز ہوئے۔ و نیز نظر بندی سلطان ابوالحسن تانا شاہ قلعہ دولت آباد تک آپ ہی سے متعلق رہی آپکی اولاد میں علی التسلسل دیوانی دکن چار پشت تک رہی۔ ملاحظہ ہو تاریخ بادشاہ عالمگیری جلد (۸) مصنفہ پروفیسر محمد ذکاء اللہ

میر عبدالقادر دیانت خاں آپ میرک حسین امانت خان ثانی کے فرزند اور میرک معین الدین امانت خان اول کے نبیرہ خطاب دیانت خانی و عہدۂ دیوانی و حکومت بندر سورت سے سرفراز تھے۔

میر عبدالرحمن وزارت خاں آپ میر عبدالقادر دیانت خاں مرحوم کے فرزند دوم اور میرک حسین امانت خان ثانی کے نبیرہ اور عہدۂ جلیلہ آبائی دیوانی مالوہ و بیجاپور سے سرفراز تھے۔

میر محمد کاظم خاں آپ میرک حسین امانت خان ثانی کے فرزند سوم اور میرک معین الدین امانت خان اول کے نبیرہ تھے۔ آپ عہدۂ بخشیگری شاہزادہ معز الدین و دیوانی ملتان اور عین دربار میں سرفرازی عصا سے مفتخر و مباہی ہوئے۔

میر اسمٰعیل قلعدار آپ میر محمد کاظم خاں کے فرزند اور میرک حسین امانت خان ثانی کے نبیرہ ا۔ حراست ضلع اورنگ آباد و قلعداری فتح گڈھ و دہارور سے سرفراز تھے۔

میر خلیل اللہ الدین خاں میر اسحق

آپ میر اسمٰعیل قلعدار کے فرزند اور میر محمد کاظم خان مرحوم کے نبیرہ تھے ۱۱۶۴ھ میں قلعداری شولاپور و جاگیرات سیر حاصل و خطاب مستطاب میر خلیل الدین خان بہادر سے سرفراز و ممتاز ہوے۔

میر حسن علی

آپ میر محمد کاظم خان مرحوم کے فرزند اور میرک حسین خان ثانی کے نبیرہ اور بہ قدر دانی نواب آصف جاہ بہادر خطاب و منصب سے سرفراز تھے۔

میر عبد الرزاق صمصام الدولہ
شاہنواز خان دیوان دکن

آپ میر حسن علی کے فرزند اور میر محمد کاظم خان مرحوم کے نبیرہ تھے ۱۱۶۹ھ میں وکیل مطلق و دیوانی دکن و جاگیرات لکھا روپیہ اور ۱۱۶۸ھ میں بادشاہ دہلی یعنے عالمگیر ثانی کی پیشگاہ سے ماہی مراتب سے سرفراز ہوے۔ ملاحظہ ہو حدیقۃ العالم مولفہ میر عالم بہادر جس میں اس تقریب کا مادۂ تاریخی اسطرح مرقوم ہے "از شاہ ہند آمد ماہی و ہم مراتب" آپ ملک و مالک کے بہی خواہ اور سچے جاں نثار تھے۔ چنانچہ ۱۱۲۸ھ میں آپ نے مع اپنے دو فرزند میر محمد حسین خاں یمین الدولہ و میر عبد الغنی خاں کے شہید ہو کر اس سلطنت ابد مدت پر بمقام اورنگ آباد فرانسیسیوں کے مکر و زور سے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔

میر عبد الحی خان صمصام الملک
دیوان دکن

آپ میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خاں شہید کے فرزند سوم اور میر حسن علی کے نبیرہ تھے اپنے والد ماجد کے بعد خدمت جلیلۂ آبائی (دیوانی دکن) و خطاب مستطاب صمصام الملک سے مفتخر و مباہی ہوے اور ۱۱۹۶ھ میں جبکہ ہمراہ رکاب نواب میر نظام علی خان بہادر سفر میں تھے) بمقام کولاس انتقال فرمایا۔ وہاں سے آپ کا

جنازہ بلدہ آکر آپ ہی کے باغ (واقع زیر تالاب میر جملہ) میں دفن ہوا۔

میر کاظم آپ میر خلیل الدین خان میر اسحاق کے فرزند دوم اور میر اسمٰعیل قلعدار کے نبیرہ تھے۔ آپ نے درانیوں کی لڑائی اور پنڈاروں کے مقابلہ میں وہ کارہائے نمایاں کئے ہیں کہ تاقیام قیامت فراموش نہ ہونگے۔ آپ ہی کے فرزند میر عباس علی خان نظام یار جنگ حسام الدولہ بہادر کلاں تھے۔

میر قاسم علی خاں بہادر آپ میر خلیل الدین خان میر اسحٰق کے خلف اکبر اور میر اسمٰعیل قلعدار کے نبیرہ تھے۔ آپ عہدۂ بخشگیری فوج سرکار و جاگیر کھن پوڑ سے ۱۱۷۰ھ میں سرفراز ہوئے اور ۱۱۷۴ھ میں درانیوں کی لڑائی میں دہلی جاکر مارے گئے اور اپنی جان عزیز ریاست پر فدا کردی۔

میر کمال الدین حسین خاں "کامگار جنگ بہادر" آپ میر قاسم علی خاں بہادر کے فرزند کلاں، میر خلیل الدین خان میر اسحٰق کے نبیرہ اور میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم کے برادر زادہ داماد خطاب مستطاب "کامگار جنگ" وخانی و بہادری سے مفتخر وممتاز خجستہ خصلت و نیک طینت نواب تھے۔

میر حیدر علیخان حیدر نواز جنگ بہادر آپ میر قاسم علی خان کے فرزند خورد اور میر خلیل الدین خان میر اسحٰق کے نبیرہ، میر کمال الدین حسین خاں کامگار جنگ کے بھائی۔ خطاب مستطاب حیدر نواز جنگ بہادر سے مفتخر وممتاز تھے۔ جب ۱۲۱۲ھ میں ٹیپو سلطان کی لڑائی درپیش ہوی اور کمک کے لئے فوج آصفی کو بھی جانا پڑا تو حسب الحکم نواب آصف جاہ بہادر ثانی آپ بھی مع دیگر امرا بسرکردگی میر عالم

بہادر سرنگا پٹم روانہ ہوکر بعد استیصال ٹیپو سلطان مظفر و منصور بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے اور آخر میں خدمت میر منزلی سے بھی ممتاز فرمائے گئے ملاحظہ ہو تاریخ رشید الدین خانی صفحہ (۳۱۵)

میر صفدر علی خان بہادر جاگیردار میر منزل

آپ نواب میر حیدر علیخان حیدر نواز جنگ مرحوم کے فرزند نواب میر قاسم علی خاں مرحوم کے نبیرہ اور منجملہ ان سو منصبداروں کے تھے جن کو نواب ناصر الدولہ بہادر نے قدیم امرا کی اولاد سے منتخب فرمایا تھا۔ آپکے فرزند اکبر میر حیدر علی خان تھے جو لاولد انتقال کر گئے۔

میر باقر علی خان بہادر جاگیردار مرحوم

آپ نواب میر صفدر علی خان مرحوم کے فرزند اور نواب میر حیدر علی خاں حیدر نواز جنگ مرحوم کے نبیرہ اور ہمارے صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے۔ آپکو اوائل میں نواب تراب علی خان سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم نے حضرت غفران مکان کے پلنگ مبارک کی نشست کے منصبداروں میں منتخب فرمایا تھا۔ آپ نہایت خوش خلق ملنسار، متقی و پرہیزگار، پابند مذہب و ملت، رحمدل، ہمدرد، غریب پرور نواب تھے۔

نواب میر زین العابدین خان بہادر جاگیردار

آپ میر باقر علی خاں صاحب جاگیردار مرحوم کے بڑے صاحبزادے اور میر صفدر علی خاں مرحوم میر منزل کے نبیرہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ ہیں۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ کو تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر لائق و فائق اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ ازاں بعد مدرسہ دار العلوم قائم کردہ نواب سر سالار جنگ اعظم اول میں تحصیل علم فرمایا۔ علوم مشرقیہ میں کافی دستگاہ اور فن خوشنویسی میں خاص مہارت و ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اس فن کو آپنے مظفر الدین خاں امیر یاور جنگ مرحوم

استاد حضرت غفرامکان سے حاصل فرمایا۔ آپکو ۱۳۲۸ھ میں حضرت غفرامکان کی بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوا اور ۳۔۴ سال تک باریاب رہکر مورد الطاف خسروانہ ہوئے عطائے قبضۂ شمشیر و شرکت خاصہ و تشریف آوری غریب خانہ بوقت ملاحظہ مسجد اثناعشری وہمنشینی موٹر وغیرہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ آپکا سلسلۂ نسب حضرت امام رضا علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ میر باقر علی خاں مرحوم نبیرہ نواب حیدر نواز جنگ مغفور کے فرزند اکبر و صاحب منتخبہ جاگیرات ہیں۔ آپکی والدہ ماجدہ دختر میر ذوالفقار علیصاحب مرحوم تھیں جس کا سلسلہ رشید الملک میر منشی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپکے خاندان میں تمام سادات اور نجیب الطرفین گزرے ہیں۔ آپکی پہلی شادی بعمر ۱۸ سال ۱۳۹۲ھ میں دختر میر قمر علیصاحب منصبدار سے ہوی جن کے بطن سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں تولد ہوئیں منجملہ انکے اب صرف ایک دختر کتخدا موجود ہے۔ دوسری شادی دختر میر ابوتراب صاحب منصبدار مرحوم نبیرہ وحید الدولہ سے ہوی انکے بطن سے دو لڑکیاں تولد ہویں جن کا انتقال ہوگیا۔ تیسری شادی دختر مرزا محمد رضا بیگ صاحب مرحوم حصہ دار جاگیر ملکھیڑ نبیرۂ بیگلر جنگ مغفور و خواہر حقیقی مولوی مرزا بہادر علی صاحب قبلہ مرحوم سے ہوی۔ جن کے بطن سے ایک دختر اور ایک فرزند تولد ہوے۔ دختر کا انتقال ایام شیرخوارگی ہی میں ہوگیا۔ اب صرف ایک فرزند اقبالمند موجود ہیں جنکا نام میر محمد باقر رضوی ہے۔

آپ نیک نفس، بے لوث، ہمدرد، ملنسار، رحمدل، پابند وضع قدیم، متقی، پرہیزگار مذہب کے شیدا، ملک کے بہی خواہ اور مالک کے جاں نثار نواب ہیں۔

میر محمد باقر صاحب رضوی

آپ ہمارے صاحب تذکرہ نواب میر زین العابدین خان بہادر میر منزل کے اکلوتے فرزند اور نواب میر باقر علی خاں مرحوم

کے نبیرہ ہیں۔ ۱۳۲۷ھ میں تولد ہوئے نارمل اسکول مشتقی سٹی کالج و جاگیردار کالج میں اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اردو، فارسی، عربی و انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ فن ڈرائنگ میں خاص ملکہ رکھتے ہیں اور مددگار مدرسہ فوقانیہ (شعبہ ڈرائنگ) ہیں۔ شاعری کا بھی ذوق سلیم ہے آپکی شادی ۱۳۴۷ھ میں صبیۂ مرضیہ میر ابوتراب صاحب المعروف بہ میر عبدالرحمن صاحب منصبدار مرحوم (جو والدۂ ماجدۂ نواب سالارجنگ بہادر کے حقیقی چچا ہوتے تھے) سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ ان کے بطن سے آپ کو دو لڑکیاں اور چار لڑکے تولد ہوئے۔ جن میں ایک لڑکی اور دو لڑکوں کا صغیر سن ہی میں انتقال ہو گیا اب صرف دو لڑکے (۱) میر محمد صادق رضوی (۲) میر علی نقی رضوی اور ایک لڑکی موجود ہے آپ مثل اپنے والد ماجد کے نہایت ملنسار، وجیہ، ہر لعزیز، خجستہ خصلت، بلند ہمت اور جوان صالح اپنے والد ماجد کے فرمانبردار انکے جمیع صفات حسنہ کے حامل اور چاہتے فرزند ہیں۔



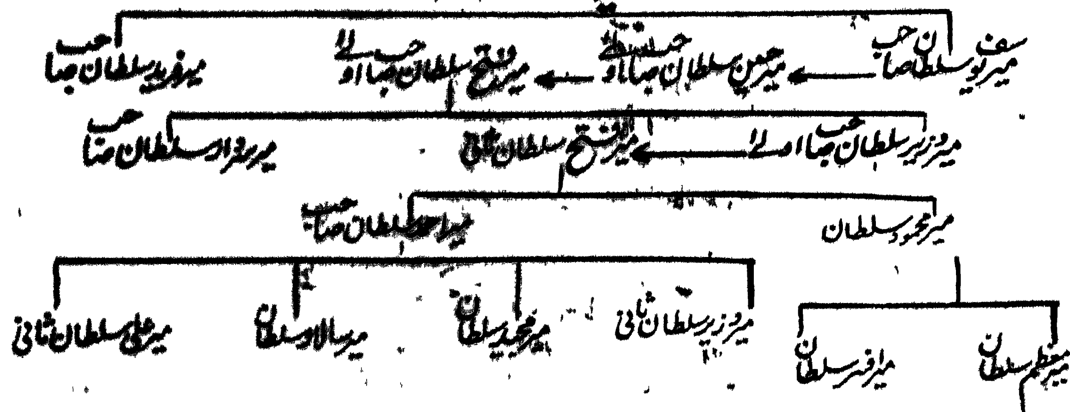
کپتن نواب سر دمع سلطان صاحب جاگیردار

کپتن میر فتح سلطان صاحب جاگیردار

آپ میر وزیر سلطان صاحب مرحوم کے خلف اکبر حیدرآباد دکن کے معزز اور ممتاز خاندان کے رکن ہیں اعلیحضرت نواب آصف جاہ مغفرت مآب علیہ الرحمتہ نے جبکہ دہلی سے دکن کا ارادہ فرمایا تو اپنے ساتھ چھوٹے بڑے جان نثاران و رفقاء کو بھی لائے اور اعزاز و اکرام سے سرفراز فرمایا جسمیں آپکے جد اعلی میر علی سلطان صاحب بھی داخل تھے چنانچہ وہ بھی منصب امتیازی و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی و فیل وغیرہ نوازبات اور جاگیرات سے سرفراز فرمائے گئے اور عرصہ تک راجہ رام چندر رائو والی پائیگاہ وقت کی رفاقت میں متعین کئے گئے جب علاقہ پائیگاہ سرکاری نگرانی میں لے لیا گیا تو میر یوسف سلطان صاحب اپنے والد مرحوم میر علی سلطان صاحب کے قائم مقام بنکر اعلیحضرت غفران مآب کی غلامی و فرمانبرداری میں سرگرم رہے اسکے بعد جب سنہ ۱۱۹۵ء میں نواب شمس الامرا تیغ جنگ ابوالفتح خان بہادر کو ملک پائیگاہ سرفراز ہوا تو میر یوسف سلطان اور اونکے بھائی میر فرید سلطان معہ جاگیرات وغیرہ عطیات شاہی کے ساتھ نواب صاحب ممدوح کے تحت میں دیئے گئے جسکا سلسلہ تعلق نسلاً بعد نسلٍ اسوقت تک قائم ہے

سنہ ۱۲۷۴ فصلی میں آپ تولد ہوے اور جس روز آپ تولد ہوے اوسی روز آپکے نام منصب امتیازی یکصد روپیہ نواب رشید الدینخان شمس الامرا امیر پائیگاہ نے جاری فرمایا۔

۱۲۸۹ف میں آپ مدرسہ عالیہ سرکار عالی میں بہ اجازت نواب سرسالار جنگ مختار الملک مدار المہام سرکار عالی شریک ہوکر تعلیم حاصل فرمائی جو اسوقت امرا کی تعلیم کا خاص ادارہ تہا۔
۱۲۹۳ف میں نواب سر وقار الامرا مرحوم نے خدمت اول تعلقداری و کمانڈنگ افسری فوج علاقہ پائیگاہ سے سرفراز فرمایا۔
۱۳۱۰ف میں نواب عزیز جنگ معتمد پائیگاہ کے علیحدگی کے بعد نواب سر وقار الامراء مرحوم نے آپ کو خدمت معتمدی و صدر تعلقداری و صدر نشینی مجلس عدالت پائیگاہ عطا فرمائی
۱۳۲۲ف میں اعلحضرت بندگانعالی متعالی ظلہ العالی پائیگاہوں کو اپنی نگرانی میں لیکر اوسکا انتظام ذریعہ کنٹرول جنرل سر برین ایجرٹن فرمایا تو آپکو معتمد مجلسی کمیٹی پائیگاہ علاقہ نواب سر وقار الامراء مرحوم سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔
۱۳۲۴ف میں وظیفہ حسن خدمات پر سبکدوش ہوے۔ اسوقت آپکی عمر (۶۷) سال کی ہے آپکے فرزند میر احمد سلطان صاحب جن کو آپ نے بخوبی تعلیم دلوائی ہے۔ جاگیر وغیرہ کے انتظام و دیگر کاروبار میں آپکو مدد فرماتے ہیں اور ہر کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں۔



نواب جہانگیر النساء بیگم صاحبہ

آپ حیدرآباد دکن کے اُس معزز و ممتاز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں کہ جس کے ارا کین ملک و مالک کے لئے اپنے اپنے زمانہ میں گرانقدر او رجاں نثارانہ خدمات بجالا کر مورد الطاف و عنایات شاہان وقت ہوے جن کے زرّین کارناموں کے تذکرے اور خاندانی حالات اکثر و بیشتر تواریخ دکن میں درج ہیں۔ آپ غلام سید خاں بہرام جنگ معین الدولہ ارسطو جاہ مدارالمہام وقت کے خاندان سے ہیں۔ جن کی فراست و دیانت تدبر و سیاست اور علم و فضل کا شہرہ دور دور تک رہا۔ اور جنکا نام نامی شجاعت و مردانگی کی بدولت سلطنت ابد مدت حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے بچہ بچہ کی زبان پر اب تک جاری ہے۔

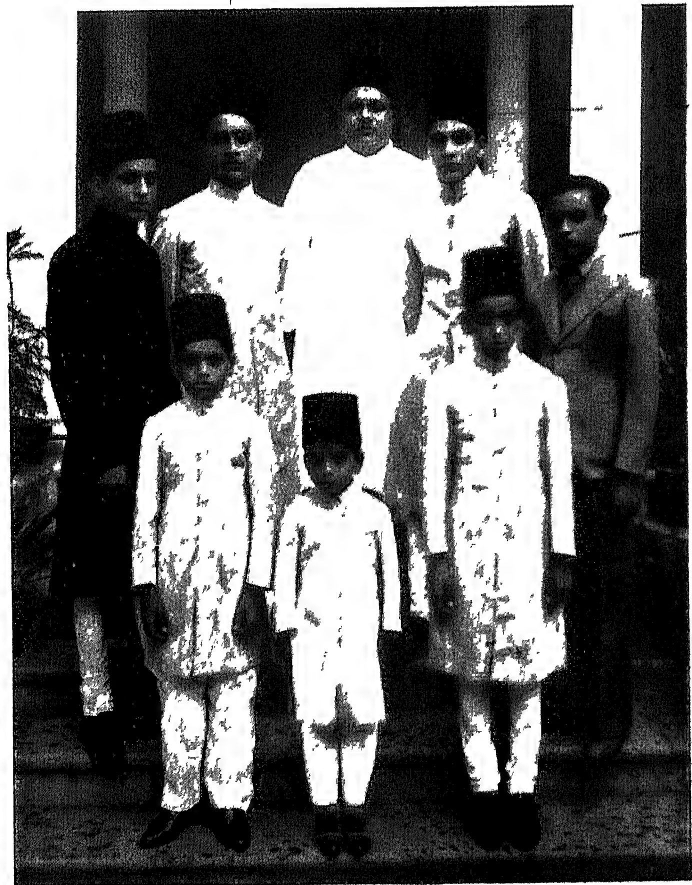
آپ (صاحب تذکرہ) نواب محمد بندہ علی خاں مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی اور نواب محمد بہادر علی خاں مرحوم کی پوتری ہیں۔ نواب محمد بندہ علی خاں مرحوم کے

دوسرے محل یوسف النساء بیگم صاحبہ (جو نواب گھانسی میاں مرحوم کی نواسی تھیں) کے بطن سے آپ ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ کو پیدا ہوئیں۔

آپ کے والد ماجد کا انتقال ۶ شہریور ۱۳۳۴ف م ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ کو ہوا۔ اور آپ کی والدہ ۲۸/ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ کو راہی جنت ہوئیں۔

اپنی والدہ کے انتقال کے بعد سے آپ نے زیرنگرانی کورٹ آف وارڈز سرکار عالی پرورش پائی۔ آپ کے کورٹ آف وارڈز میں داخلہ کے وقت نواب غوث یار جنگ بہادر ناظم کورٹ آف وارڈز تھے۔ نظامت کورٹ سے آپکی تعلیم و تربیت پر ایک یوروپین خاتون مس گریس لینل پرنسپل محبوبیہ گرلس اسکول کو مقرر فرمایا گیا۔ جن کے زیرنگرانی آپ نے اچھی تعلیم و تربیت پائی اور امور خانہ داری سے بھی کماحقہ واقفیت حاصل فرمائی۔ نظامت کورٹ کی خاص توجہ سے آپکے حصہ کی حفاظت اور اسکے انتظامات باحسن الوجوہ عمل میں آئے۔

۱۷/ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ کو حسب فرمان خسروی آپکا عقد آپکے ایک لایق اور نوجوان رشتہ دار نواب میر عابد علی خاں صاحب بی۔ اے (ریاضی) جامعہ عثمانیہ افسر حیدرآباد اسٹیٹ بنک فرزند نواب میر حسین علی خاں عرف میر فیاض علی خاں مرحوم جاگیردار نبیرۂ نواب سلطان نواز الملک مرحوم (تار بن) کے ساتھ ہوا۔ مراسم عقد جناب رائے ایکناتھ پرشاد صاحب ناظم کورٹ آف وارڈز سرکار عالی کے حسن انتظام سے نہایت شاندار طریقہ پر عمل میں آئے۔ اس تقریب میں ایک پرتکلف عصرانہ بھی دیا گیا جس میں اکثر امراء و معززین اور اراکین کونسل و اعلیٰ عہدہ داران سرکار عالی مدعو تھے۔ نواب سر صدر اعظم بہادر بالقابہم (نواب آف چھتاری) نے سیاہہ نکاح پر اپنی گواہی ثبت فرمائی جو کورٹ آف وارڈز کی تاریخ میں پہلی مثال ہے۔



نواب سید محمود علی خاں بہادر اپنے صاحبزادوں کے ساتھ

نواب میر محمود علی خاں بہادر

خلف نواب انتخاب جنگ مرحوم

آپ اس خاندان رفیع الشان کے رکن ہیں کہ جسکے معزز اراکین نے ملک و مالک کے لئے گرانقدر و نمایاں خدمات انجام دیکر مورد الطاف و عنایات شاہان وقت رہے اور جن کا طرۂ امتیاز ملک کی بہی خواہی اور مالک کی جاں نثاری رہا ہے جن کے زرین کارناموں کا ذکر اکثر تواریخ دکن مثلاً گلمپس آف حیدرآباد و تزک محبوبیہ، دبدبہ نظام و تاریخ نوائط وغیرہ میں شرح و بسط کے ساتھ آیا ہے۔ اس لئے یہاں ہم صرف آپ ہی کے حالات زیب دہ قرطاس کرتے ہیں۔

آپ بتاریخ ۳/ رمضان ۱۳۰۳ھ محلہ مغل پورہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں تولد ہوے ابتدائی تعلیم اولاً آپ نے حسب رواج قدیم اپنے شفیق و مہربان والدین کے زیر نگرانی لائق و فایق اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ اسکے بعد بغرض حصول تعلیم مکتبی مدرسہ عالیہ نظام کالج (جو خاص امراء زادگان حیدرآباد کے لئے نواب

سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم نے قایم فرمایا تھا ایں داخل ہوئے زمانہ تعلیم میں آپکو وہی اسکالرشپ ملتا رہا جو آپ کے والد ماجد نواب انتخاب جنگ مرحوم جن کو حضرت غفرانمکاں کیساتھ مدرسۂ مبارک میں تعلیم پانیکا فخر حاصل تھا۔ اس کے بعد مدرسۂ عالیہ میں شریک کئے گئے جو خاص کر انہیں لڑکوں کیلئے قائم کیا گیا تھا جو حضرت غفرانمکاں کے ساتھ تعلیم پاتے تھے جہاں کہ نواب لایق علی خاں سالار جنگ ثانی، نواب سعادت علیخاں منیر الملک مرحوم، مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت آنجہانی، نواب بہرام الدولہ مرحوم اور نواب فخر الملک مرحوم تعلیم پاتے تھے، وہی اسکالرشپ ابتک آپکے خاندان میں بہ مراحم خسروانہ والطاف شاہانہ یکے بعد دیگرے چلا آرہا ہے۔ چنانچہ اس وقت آپکے فرزند نواب میر مسعود علی خاں (جو بی۔ اے کی تعلیم پارہے ہیں) مستفید ہورہے ہیں۔ علاوہ اسکالرشپ کے آپ کے والد مرحوم نواب انتخاب جنگ کو حضرت غفرانمکاںؒ آصفجاہ سادس نے یکصد روپیہ ماہوار منصب سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ جو اسوقت زیر منظوری اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی ہے۔

آپ بزمانہ ولیعہدی اعلیٰحضرت بندگانعالی خسرو دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کیساتھ کھیلوں میں شریک رہنے کا شرف حاصل کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اسی شرف کے باعث شاہجہاہ نے آپکو نواب یوسف علی خاں سالار جنگ بہادر ثالث کی مدار المہامی کے زمانہ میں نکالے۔ ڈی۔ ٹی مقرر فرما کر آپکی عزت افزائی تھی۔ اسکے بعد آپ خدمت سوم تعلقداری صرف خاص مبارک پر فائز ہوئے۔ زاں بعد مددگار ناظم نظم جمعیت صرف خاص مبارک ہوئے۔ اور چندے نگرانکار ناظم بھی رہے۔ اسکے بعد سررشتہ مال میں تقریباً پندرہ سال تک بحیثیت دوم تعلقدار ممالک مالک کی خدمت نہایت

خوش اسلوبی و بے لوثی سے انجام دیکر اپنے صاحبزادے اور صاحبزادیوں کی تعلیمی نگرانی اور خانگی کاروبار کی خاطر قبل از پچپن سال ملازمت سے اپنی رضامندی سے سبکدوش ہونیکی درخواست فرمادی اور گورنمنٹ کی اس فیاض پالیسی سے جو کہ پچیس سالہ مدت ملازمت ہی پر نصف تنخواہ کا وظیفہ دیا جانا تجویز فرمائی تھی۔ آپ نصف وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوکر اپنے صاحبزادے و صاحبزادیونکی تعلیمی نگرانی میں مصروف ہیں۔

آپکی شادی آپکے حقیقی عم بزرگوار (تایا) نواب صولت جنگ مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ نہایت تزک و احتشام سے ہوئی۔ جن کے بطن سے بفضلہ تعالیٰ آپ کو سات صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔

آپ کے صاحبزادہ (۱) معتبر خاں صاحب (۲) خلیل اللہ خانصاحب (۳) بشیر الدین احمد خانصاحب مدرسۂ عالیہ نظام کالج اور گرامر اسکول میں تعلیم پانیکے بعد بغرض حصول تعلیم اعلیٰ یورپ تشریف لیجاکر وہاں سے بعد انفراغ تعلیم بہ حصول ڈپلوما وطن واپس ہوکر ملک و مالک کی خدمتگزاری میں مصروف ہیں۔ چنانچہ صاحبزادۂ اول دفتر دیوانی و ملکی میں ماموروکارگذار ہیں۔ صاحبزادۂ دوم خدمت تحصیلداری پر فائز اور صاحبزادہ سوم مددگار مہتمم تعمیرات ہیں۔ (۴) میر عابد علی خاں صاحب بی۔ اے عثمانیہ (۵) میر مسعود علی خاں صاحب مدراس یونیورسٹی کے ایف۔ اے نظام کالج میں بی۔ اے کی تعلیم پا رہے ہیں (۶) میر مقصود علی خانصاحب گرامر اسکول میں سینیر کیمبرج میں ہیں اور (۷) میر حافظ علی خاں صاحب سکنڈ فارم یعنی جماعت ششم میں تعلیم پارہے ہیں۔

آپ کی چار صاحبزادیوں کی شادی آپ ہی کے خاندان کے لڑکوں سے

ہو چکی ہے جو مختلف خدمات پر مامور ہیں۔ پانچویں اور چھٹی صاحبزادی محبوبیہ گرلز اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔

آپ وقت کی بہت قدر کرتے ہیں کوئی لمحہ بیکار جانے نہیں دیتے مطالعہ کتب بینی آپ کی تنہائی کا مشغلہ ہے۔ ورزشی کھیلوں اور پبلک تعلیمی کانفرنسوں سے آپ کو بڑی دلچسپی ہے۔ چنانچہ نظام کلب یونیورسٹی کلب کے آپ ایک زمانہ سے ممبر اور ابتدائے قیام حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے دوامی رکن ہیں۔

آپ نہایت ملنسار، وسیع الاخلاق، صوم وصلواۃ کے پابند، ملک کے بہی خواہ، مالک کے سچے جان نثار اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے نواب ہیں۔



نواب میر ناصر علی خان بہادر و نواب سید حسن علی خان بہادر



نواب میر ناصر علی خاں بہادر و نواب محمد حسن علی خاں بہادر

نواب میر مخدوم علی خان بہادر (حاذر مجلس اکرام الملک)

ابن نواب میر حافظ علی خاں المخاطب بہ انتخاب جنگ بہادر ابن حضرت میر ناصر علی خاں قبلہ ابن حضرت سید شاہ محمد حسن المعروف بہ ڈونگی شاہ صاحب قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب قدس سرہٗ ابن مولانا حافظ محمد درویش ابن حاجی محمد عبد القادر المخاطب بہ معتبر خاں بہادر ابن حضرت سید حاجی محمد مخدوم رحمتہ اللہ علیہ۔

عہد علی عادل شاہ سلطان بیجاپور

حضرت سید حاجی محمد مخدوم رحمتہ اللہ علیہ آپ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ کی ذات بابرکات سے علی عادل شاہ کو خاص عقیدت تھی

آپ کا سلسلہ نسب قریشی و ہاشمی عربوں سے ملتا ہے۔ آپکے جد اعلیٰ خلیل عرب پہلے شخص تھے جو بصرہ سے کوکن آے۔ آپکے آبا و اجداد اس ملک کے مختلف حصوں میں رہے

آخر میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں بیجاپور جا بسے۔

عہد شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب خلد مکان و محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ خلد منزل

حاجی محمد عبدالقادر المخاطب معتبر خاں بہادر	ابن سالک مسالک طریقت حضرت سید حاجی محمد مخدوم رحمۃ اللہ علیہ آپ ملا احمد نایطی وزیر اعظم بیجاپور کے

حقیقی بھانجے، داماد اور ہم جد تھے۔ ریاست بیجاپور میں دار الانشاء ملکی کے عہدہ اعلیٰ افسری سے ممتاز تھے۔ شہنشاہ عالمگیر نے فتح بیجاپور کے بعد آپ کو اپنے ہمراہ دہلی لیجا کر خطاب معتبر خاں و منصب ہفت ہزاری سے ممتاز اور شہزادہ محمد معظم کی اتالیقی پر مامور فرمایا اور آپ کو فوجداری کوکن عنایت ہوی تو آپ نے خوش انتظامی کی وجہ سے نام پیدا کیا اور مورد الطاف شہنشاہی ہوے۔ آپکی نسبت شہنشاہ عالمگیر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "مثل معتبر خاں نوکری باید" دیوانی کا عہدہ بھی چندے آپکے تفویض رہا۔ آپنے حضرت ناصر علی سرہندی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ معصوم صاحبزادہ حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں تربیت پائی تھی۔ جب شہنشاہ عالمگیر خلد مکاں ہونیکے بعد انکے جانشین شہزادہ معظم شاہ عالم بہادر شاہ ہوے تو معتبر خاں کو اپنا قلمدان وزارت دینا چاہا۔ انہوں نے حج کیلئے مکہ معظمہ جانے کی اجازت چاہی۔ بحصول اجازت جاکر حجاز میں چار سال تک رہکر حج و زیارت متبرکہ سے بہرہ مند ہو کر ہندوستان واپس آئے تو راستہ میں بندر سورت پر شاہ عالم کے موت کی خبر سنی اسلئے وہ دہلی نہیں گئے اور دکن میں آکر کرنول میں مقام کیا اور وہاں حضرت سید شاہ حبیب اللہ ثانی صبغۃ اللٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ اجازت و خلافت طریقہ قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ و شطاریہ حاصل کئے اور وہیں وفات پائی۔

عہد حضرت مغفرت مآب نواب نظام الملک آصفجاہ اول

مولانا حافظ محمد درویش ابن حاجی محمد عبدالقادر معتبر خاں۔ آپ بڑے متقی و زاہد و عالم متبحر و حافظ قرآن و خوشنویس و عزلت نشین و قناعت گزین تھے۔ آپکو اپنے پدر بزرگوار سے سلسلہ خلافت حاصل تھا۔ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ اول سے آپکو شرف باریابی کا موقع ملا تو نواب ممدوح نے فرمایا کہ اسوقت دہلی کی سلطنت آپکے شہزادوں کے ہاتھہ میں ہے اسلئے مناسب ہوگا کہ آپ اپنے شہزادوں کے پاس دہلی چلے جائیں یا میرے پاس اورنگ آباد میں رہیں۔ چونکہ آپ فقیرانہ مشرب اور قناعت پیشہ تھے اسلئے دونوں امر سے انکار کردئے۔ پھر حضرت آصفجاہ مغفرت مآب نے اپنی قدردانی سے انکے نام ایک معقول رقم کا وظیفہ ماہوار تعلقہ الپور (عالم پور) پر مقرر فرمادیا۔ پس آپ اپنی آخر عمر تک وہیں رہے۔ اور ۱۱۶۱ھ میں وہیں وفات پائی۔ آپ کے سال وفات کا یہہ ایک مشہور مادہ تاریخ ہے "ہے حافظ کلام اللہ"۔ آپ شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے چار پوتے یعنی جہاندارشاہ و عظیم الشان و رفیع الشان و جہاندارشاہ ان چار شہزادگان محمد معظم شاہ عالم کے ہم مکتب و ہم درس تھے۔ شاہزادگان موصوفین کے ساتھ رہکر تعلیم پاے تھے۔ انکے نام کا یہہ سجع "اے کریم حافظا درویش باش" محمد معظم شاہ کا لکھا ہوا ہے۔

عہد امیر الامرا نواب بسالت جنگ بہادر خلف آصفجاہ مغفرت مآب

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ابن مولانا حافظ محمد درویش، آپ بڑے عالم متبحر علامہ دوران و حافظ قرآن و نہایت خوشنویس و خوش قلم اور زہد و تقوی میں بے نظیر تھے۔ آپ کی بہترین یادگار تین تصانیف ذیل بزبان فارسی موجود ہیں (۱) آئینہ توجہ فی شرح تنبیہ (فقہ شافعی) (۲) رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ (فقہ مذاہب

اربعہ) (۳) الشہب محرقہ یا شہاب ثاقب (ورد مذہب مہدویہ)

جب قلعہ امتیاز گڈھ عرف ادھونی کے والی نواب امیر الامرا بسالت جنگ بہادر ہوئے تو شرافت خاندانی و عالی نسبی و لیاقت ذاتی کی وجہ سے آپکو صدر الصدور شہر ادھونی کی معزز خدمت پر مامور فرمایا اور فیما بین نواب امیر الامرا بسالت جنگ بہادر و نواب نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی جو باہم دونوں بھائی تھے آپ وکیل مقرر ہوئے آپکی سفارت و حسن سعی کی وجہ سے وہ سب پیچیدگیاں صاف ہوگئیں جو نوابین موصوفین کے تعلقات باہمی میں پیدا ہوگئی تھیں۔ اور آپ ہی کی حسن سفارت سے نواب امیر الامراء بسالت جنگ بہادر کے فرزندوں کو نواب نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی کی صاحبزادیاں منسوب ہوئیں۔ بسالت جنگ بہادر کی رحلت کے بعد ان کے فرزند کلاں دارا جاہ بہادر نے نہایت قدردانی کے ساتھ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ صاحب موصوف کو اپنے پاس رکھ لئے تھے۔ آپ تا آخر عمر دارا جاہ بہادر کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں گئے۔ اور ۱۲۲۲ھ میں وفات پائی آپکا مزار شریف قصبۂ الپور (عالمپور) تعلقہ مذکور ضلع رائچور میں ہے۔ آپکے سال وفات کی تاریخ یہہ مشہور ہے: " فاضل بے ریا حبیب اللہ " آپکو سلوک طریقہ ہائے متذکرۂ بالا میں اپنے والد ماجد مولانا حافظ محمد درویش مغفور سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ آپکو خط نستعلیق کی خوشنویسی میں ید طولیٰ تھا۔ ایک جلد قرآن مجید سالم خط نستعلیق سے نہایت عمدہ خوشخط لکھکر حضرت نواب نظام علی خاں بہادر غفران مآب کو نذر گذرانے تھے۔ جس کے معائنہ سے غفران مآب نہایت محظوظ و مسرور ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ قرآن مجید اب بھی سرکار آصفیہ کے شاہی کوٹھہ جات میں کہیں نہ کہیں ضرور دھرا ہوا ہوگا۔

عہد حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع

حضرت سید شاہ محمد حسن عرف ڈولچی شاہ صاحب قدس سرہٗ

آپ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب مرحوم کے خلفا ارشد میں عہد صدر میں قصبہ الپور (عالمپور) تعلقہ مذکور ضلع رائچور سی بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن تشریف لاکر اقامت کی۔ آپ تارک الدنیا صایم الدہر قایم اللیل وذکر و شغل و تقویٰ و ریاضت میں فرد فرید تھے۔ حضرت غفرانمنزل نواب ناصر الدولہ بہادر آپکے نہایت معتقد تھے اور ہمیشہ اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر آصفجاہ خامس نے بھی آپ سے فیض پایا ہے ہر دو والیان ریاست نور اللہ مرقدہما آپکو اپنی سلطنت کا اور اپنی جان کا محافظ خیال کرتے تھے۔ جہاں کہیں بادشاہی سواری جاتی تھی کسی نہ کسی پیرایہ میں اخفا کے ساتھ لشکر شاہی میں آپ شریک رہتے تھے۔ جب کبھی بادشاہ کو اسکی خبر ہوتی تو تلاش پر بھی آپکا پتہ نہ ملتا تھا۔ مدت العمر آپ نے فقیرانہ طریقہ پر زندگی بسر کی اگرچہ سامان تمول بہت کچھہ حاصل تھا۔ مگر کچھہ اسکی پروا نہیں کی۔ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے اسی غرض سے ہمیشہ چرمی ڈولچی پانی سے بھری ہوی اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اسی ڈولچی کی وجہ سے عامہ خلایق نے آپکو ڈولچی شاہ سے مشہور کیا۔ آپ کے خرق عادات اور کشف و کرامات کے چشم دید واقعات اب بھی مشہور ہیں۔ چنانچہ یہہ قصہ مشہور ہے کہ جب آپ عالمپور سے تشریف لانے لگے تو اثناء سفر میں نماز کیلئے ایک نالہ پر ٹھیرے۔ جہاں دفعتاً ایک صحرائی شیر سے مقابلہ ہوا تو آپ نے پانی بھری ہوئی ڈولچی کو شیر پر دے مارا۔ اور فرمایا کہ تیرا خوف وہی لوگ کرتے ہیں جو تیری حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ خداوند کریم کی شان ہے کہ آپکو اس درندہ سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ وہ واپس لوٹ گیا۔ ۱۹ ماہ صفر ۱۲۸۴ھ میں بمقام حیدرآباد آپکا وصال ہوا۔ ناپملی میں آپ کا مزار شریف ہے۔ احاطۂ مقبرہ پر نور برستا ہے۔ مزار مبارک

پر سنگ مرمر کی چار دیواری قایم ہے جس پر چاروں جانب آپکے رحلت کی تواریخ کا نقش الحجر کا لطف دکھلاتی ہیں۔ آپ کے خلف الرشید میر ناصر علی خاں نے آپکی رحلت کی تاریخ فارسی زبان میں کیا خوب لکھی ہے۔

روح پاک پیر و مرشد قبلۂ دین شہ حسن		بر مقدس منزل لاہوت رفت از جسم پاک
از سروش غیب سال وصل او شد منکشف		شد برون از دلو جسمی آفتاب جان پاک

آپکی رحلت کی اطلاع جب بارگاہ حضرت افضل الدولہ میں پہونچی تو بہت اظہار رنج فرمایا۔ اور یکصد روپیہ ماہوار کا جو وظیفہ آپ کے حین حیات سرکاری خزانہ سے مقرر تھا اس کو اس طرح تبدیل فرما دیا کہ چالیس روپیہ ماہوار آپ کے اخراجات عود و گل کے لئے اور ساڑھے چار سو روپیہ سالانہ آپکے عرس شریف کے اخراجات کیلئے مقرر فرمائے آپ اپنے عصر کے قطب تھے۔

عہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان آصفجاہ خامس

نواب میر ناصر علیخاں بہادر دلوائی لقب

آپ حضرت سید شاہ محمد حسن عرف ڈوپچی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے خلف الرشید ہیں۔ آپ ایک جید عالم اور فارسی و عربی کے شاعر اور بڑے خوشنویس تھے شاعر اپنا تخلص رکھتے تھے۔ آپکی تصنیف دریاے مصادر علم لغت میں عمدہ کتاب ہے۔ آپ کا فارسی دیوان بہارستان شاعر سے موسوم ہے جس سے مصنف کی قابلیت اور عشق رسول اکرم کا پتہ چلتا ہے۔ آپ بڑے متشرع و متقی اور نہایت منکسر المزاج اور سخی و کریم النفس تھے بدینوجہ کہ آپکے والد ماجد کے ساتھ رئیس وقت حضرت مغفرت منزل نواب ناصر الدولہ بہادر نور اللہ مرقدہٗ کو عقیدت خاص تھی حضرت ممدوح نے آپکو اور آپ کے چھوٹے

بھائی میر احمد علی خاں کو مرشدزادہ بلند اقبال (نواب افضل الدولہ بہادر) کی اتالیقی کے لئے منتخب فرمایا۔ جب نواب ممدوح سریر آرائے سلطنت ہوے تو میر احمد علی خاں کو خانی اور بہادری کے ساتھہ صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا اور دونوں بھائیوں کو خدمات خاص کے ساتھ ماہوارات جلیلہ اور جاگیری معاش سے سرفرازی بخشی۔
ہرچند حضرت آصفجاہ خامس نے میر ناصر علی خاں کو بھی خطاب سرفراز فرمانے کیلئے اصرار فرمایا۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کی طرح فقیر منش تھے حقیقت میں انکی سادگی اور کشادہ دلی نے ان لوگوں کے دلوں میں جگہ کرلی تھی جنہیں اُن سے نیاز حاصل تھا۔ اور انہیں انکا دوست بنا لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ نواب افضل الدولہ بہادر نے انہیں اپنا خاص مصاحب بنا لیا تھا۔ اُن کے بہت الطاف و عنایات ان کے حال پر مبذول تھے۔ ان کو ان کی ذات پر بڑا اعتماد و بھروسہ تھا نواب افضل الدولہ بہادر اور سرسالار جنگ بہادر مختار الملک اولی مدار المہام سلطنت کے درمیان تمام پوشیدہ اور ضروری معاملات سلطنت انہیں کے ذریعہ سے طے ہوتے تھے۔ حضور اور دیوان کے درمیان یہہ وکیل تھے۔ ان خدمات خاص اور ماہوارات جلیلہ و جاگیری معاش کے علاوہ بہت سی عزتوں سے انہیں سرفراز فرمایا گیا تھا۔ علی غول اور سواران رسالہ خاص کی بخشی گیری اور حضوری سلاح خانہ مغلائی اور پالکی خانہ کی بھی اہم خدمات کا اعزاز دیا گیا تھا۔ سوا اس کے حضوری بخت اضافہ و معمولی نیازات و اعراض نذرگان واقربایان حضور پرنور اور تقسیم تنخواہ عود و گل درگاہ جات اور خزانہ اور تعلقداری چند مواضعات صرفخاص سے سرفراز و ممتاز تھے۔ ان کو گھوڑوں کا بہت شوق تھا یہہ بڑے مشہور شہسوار تھے۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم نے اپنے خاصہ کے دو گھوڑے

ان کو عطا فرمائے تھے وعلاوہ اس کے ان کے ذاتی سواری کے بیس گھوڑے اور دو زنجیر فیل کی چندی یعنے اخراجات نورا کی خزانہ شاہی سے ان کو عطا ہوتے تھے اس طرح ان کی ذاتی آمدنی جاگیری معاش اور مختلف مدات سے ان کی وفات کے وقت بیشمار تھی۔ میر ناصر علی خاں کی وفات بروز عرفہ ۹/ذیحجہ ۱۲۹۷ھ حالت نماز میں فرض نماز فجر کی رکعت آخر کے سجدہ میں بہ مرض فالج ہوئی۔ تام پلی میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد حسن عرف ڈوپچی شاہ صاحبؒ کی مزار مبارک کے پائین میں دفن ہوئے یہہ دو مادۂ تاریخ سال وفات کے ہیں :۔

بہ فردوس ناصر علی شد مقیم ۱۲۹۷ھ در ذکر جلالہ الہ جان دادہ

جو لوگ اس سال بلدہ حیدرآباد سے حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک غیبی آواز کی بناء پر میر ناصر علی صاحب کی نماز جنازہ میدان عرفات پر ادا کی گئی۔ اس سے مرحوم کے درجات کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو طریق سلوک میں بیعت و اجازت اپنے والد ماجد سے تھی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ بڑے نواب میر عابد علی خاں المخاطب صولت جنگ بہادر ثانی چھوٹے نواب میر حافظ علی خاں انتخاب جنگ بہادر۔ ان دونوں فرزندوں کو طریق سلوک میں بیعت و اجازت آپ سے تھی اور آپ کے انتقال پر ان دونوں فرزندوں کو پیشگاہ سرکار سے پرسہ کی شال عنایت ہوئیں تھیں۔

عہد اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر غفران مکانؒ آصفجاہ سادس

اعلیحضرت حضور پرنور سلطان العلوم سلطان الشعراء نواب میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ سابع شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب میر حافظ علیخان المخاطب انتخاب جنگ بہادر "دلوائی لقب"	آپ نواب میر ناصر علی خاں بہادر

کے خلف الرشید اور نواب صولت جنگ بہادر اول کے برادرزادہ اور نواب صولت جنگ بہادر ثانی کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ ۲۶/رجب ۱۲۸۱ھ کو تولد ہوئے تھے۔ آپکی تاریخ تولد "نیک اختر ۱۲۸۱ھ" "کوکب اقبال حافظ علی" مولف تاریخ و بدبۂ نظام نے نکالی ہے۔ مدرسۂ مبارک میں آپ حضور نظام آصفجاہ سادس کے ہم سبق تھے۔ جس میں آپ سات برس کی عمر میں داخل ہوئے اور وہیں آپ نے انگریزی، فارسی اور اُردو میں تعلیم حاصل کی اور سات برس کے عرصہ تک حضور نظام آصفجاہ سادس کی مصاحبت میں سواری بھی سیکھی۔ چودہ برس کی عمر میں آپ مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ جہاں آپنے انگریزی تکمیل کو پہنچائی اور اس کا انعام پایا یہاں آپکے ہم سبق اور ہم صحبت سر سالار جنگ ثانی و نیر الملک و مہاراجہ سرکشن پرشاد و راجہ مرلی منوہر وغیرہ تھے۔ جب آپ مدرسۂ مبارک سے مدرسہ عالیہ (جوان لڑکوں کے لئے پہلے پہل قایم کیا گیا تھا جو مدرسہ مبارک سے منتقل ہو رہے تھے) میں منتقل ہوئے تو دیگر منتقل شدہ لڑکوں کیساتھ آپکے نام بھی حسب الحکم جہاں پناہی یکصد روپیہ چلنی ماہوار منصب سعادت رکاب اور پچیس روپیہ ماہوار اخراجات دوات و قلم کے عنوان سے جاری و سرفراز فرمائے گئے جب حضور نظام ۱۳۰۱ھ میں تخت نشین ہوئے تو آپکو اعلیحضرت حضور نظام سادس نے اپنے اسٹاف میں داخل فرمالیا۔ انگریزی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ فارسی و اُردو میں خوب دستگاہ تھی اور عربی میں بھی ٹھیک ٹھیک دخل تھا۔ سیر و شکار میں آپ کا قدم بہت بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ سواری، نشانہ اور نیزہ بازی میں حضور نظام سادس کی مصاحبت میں نہایت پختہ تعلیم حاصل کی تھی اور نہایت قد آور، مضبوط اور وجیہ تھے۔ شکار میں ہر وقت اعلیحضرت حضور نظام سادس کے ہمراہ رکاب رہا کرتے اور تحسین و داد حاصل کیا کرتے۔ بلدہ حیدرآباد میں وقتاً فوقتاً بہت سی معرکوں میں آپنے کئی ایک انعام اعلیحضرت حضور نظام کے دست مبارک سے حاصل کئے تھے۔ جب

ہز رایل ہائینس ڈیوک آف کناٹ (شہزادہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ) حیدرآباد تشریف لائے ہوئے تھے تو نواب انتخاب جنگ بہادر نے فنون سپہ گری میں ڈیوک موصوف اور اعلیحضرت حضور نظام کے روبرو وہ تیزی و کرتب دکھائے کہ بڑے بڑے تجربہ کار بلکہ استادوں کو حیرت میں ڈالدیا اعلیحضرت حضور نظام نے اس موقع پر آپکو ایک نہایت قیمتی تلوار عطا فرمائی۔ لارڈ ڈفرن وائسرائے کی تشریف آوری کے موقعوں پر بھی آپکے کمال نے ان کے خیال کو اس طرف رجوع کرایا تھا۔ اسی فن خاص اور فنون سپہ گری سے دلچسپی و نیز کمسنی کے زمانہ سے مصاحبت کی بدولت نواب انتخاب جنگ بہادر اپنے آقائے ولی نعمت کی بارگاہ میں مورد تحسین اور عطایائے خاص سے کامیاب ہوچکے تھے۔ اور حضرت ہی کے مراحم خسروانہ سے یہہ اور ان کے بڑے بھائی نواب میر عابد علیخاں صولت جنگ بہادر ثانی خطابات سے ممتاز تھے۔ ان اعزازات کے سوا علاقہ صرفخاص مبارک کے خدمات و ماہوارات آبائی اور معاش جاگیری سے یہہ دونوں بھائی سرفراز تھے۔ نواب انتخاب جنگ بہادر کو علاوہ بخشی گیری و سرکردگی فوج پیدل علی غول اور سواران بیعا خاص رسالہ خاص اور مہتم سلح خانہ منگلائی و مہتم پالکی خانہ مبارک کے ۱۱ ماہ شوال ۱۳۱۸ھ کو خدمت مددگار مال محکمہ معتمدی صرفخاص مبارک و پیشی خداوندی اعلیحضرت حضور نظام ساوس کے مخصوص فرمان مبارک سے سرفراز ہوئی جسکی تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار انکو جدا ملتی تھی۔ اور اسی زمانہ میں مقطعہ کا ٹے دہن بھی عطا ہوا۔ آپ بڑے عقلمند اور مہذب اور شایستہ خیال روشن دماغ و منصف مزاج و ذی اخلاق اپنے قول کے پابند اور راستباز اور نہایت جفاکش و محنتی و دیانتدار اور ملک و مالک کے خیر خواہ و جان نثار تھے اور اس کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ بسبب ان اوصاف کے وہ شہر میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ کے اخلاق و فروتنی کی صفت قابل تعریف تھی اسی وجہ سے بنظر قدردانی و پرورشی بہ لحاظ نمکخواری و جان نثاری موروثی اعلیحضرت جلالت الملک سلطان

دکن و برار آصفجاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتے ہی نواب انتخاب جنگ بہادر کو یکے بعد دیگرے خدمات سے مفتخر و سرفراز فرمایا۔ چنانچہ مہتمی سلح خانہ انگریزی بگی خانہ مبارک، کوٹھیات اور گارڈنان کے علاوہ ۱۳۲۲ف میں مہتمی اصطبل مبارک بمشاہرہ دوسو پچاس روپیہ ہوا سرفراز فرمائی گئی۔ اور غرۂ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ کو ہردو شہزادگان والاشان ہزہائنس پرنس آف برار میجر جنرل نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد و سپہ سالار افواج آصفی بالقابہم اور والاشان میجر جنرل نواب معظم جاہ بہادر برادر حقیقی ولیعہد بہادر بالقابہم کی اتالیقی کی اہم و جلیل خدمت کیلئے آپکا انتخاب از راہ قدر پروری و قدردانی فرمایا گیا۔ ہر ڈنر و دربار میں یاد فرما کر عزت افزائی فرمائی اور کمخواب اور شال سرفراز فرما کر غلام نوازی فرمائی۔ پبلک خدمات میں بھی آپکا قدم ہمیشہ آگے رہتا تھا غربا، قوم کیساتھ ہمدردی اور مستحقین کی امداد آپکی اعلیٰ صفت تھی۔ ہر غرۂ رمضان شریف کو پابندی سے ذکوٰۃ نکالا کرتے تھے جو ملک اور خاندان کے بہت سے محتاجوں میں تقسیم ہوتی تھی حجاز ریلوے کی تعمیر کے وقت ملا عبدالقیوم صاحب کی اپیل اور طغیانی رود موسیٰ کے وقت حضرت سید محمد عمر حسینی صاحب قبلہ کی اپیل پر سینکڑوں روپیوں اور تھان ہائے پارچہ سے امداد کی۔ عرصہ تک آپ میونسپل بورڈ کے ممبر رہے اور ایک خاص مدت کے لئے وائز پریسیڈنٹ کی خدمات کو سرانجام دیا۔ اور سٹی امپروومنٹ بورڈ میں بھی بحیثیت رکن صرفخاص مبارک حضرت اقدس و اعلیٰ کے فرمان مبارک کے بموجب شریک رہے ۱۳۰۰ھ میں پیشگاہ سلطانی سے خطاب خانی و بہادری و انتخاب جنگ و منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفراز ہوئے

آپکی شادی اپنے ماموں مقیم بیگن پلی کی لڑکی سے بہ مقام بلدہ حیدرآباد بڑی دھوم دھام سے ہوئی اعلیحضرت مرحوم نے سہرا باندھا اور دو رقم جواہرات سرپیچ مرصع جیغہ وار سے سرفراز فرمائے۔ پیشگاہ سلطانی میں خاصہ داخل کرنیکی عزت حاصل ہوئی۔ اور اس موقع پر ملک کے

تمام امراء و مشاہیر شریک ہے۔ آپکی باقیات الصالحات سے اسوقت نواب میر محمود علی خاں
بہادر اور نواب میر مخدوم علی خاں بہادر ہیں۔ اے بقید حیات ہیں جو آپکے فرزندان
ہونیکے علاوہ والد بزرگوار کی اعلیٰ یادگار بھی رہیں۔ نواب میر محمود علی خاں بہادر کو تقریباً برس تک
بعہد مرشدزادگی نیز تخت پر جلوہ افروز ہونیکے بعد بھی حضرت اقدس و اعلیٰ آصفجاہ سابع کی
مصاحبت کا شرف حاصل رہ چکا ہے اور دونوں بھائیوں کو اب بھی شرف باریابی حاصل ہے۔
نواب انتخاب جنگ بہادر کو خاندانی سلسلہ طریقت میں اپنے والد محترم سے بیعت
واجازت ہونیکے علاوہ وہ اپنے جد امجد حضرت سید شاہ محمد حسن عرف ڈولچی شاہ صاحب
قدس سرہٗ کی درگاہ شریف واقع نام پلی موسومہ آخرت منزل کے متولی اور سجادہ نشین بھی
تھے۔ چنانچہ جو سرکاری معمول عود و گل و اخراجات عرس شریف بعد رحلت حضرت موصوف
اجرا ہوئے تھے۔ میر ناصر علی صاحب قبلہ کے بعد بہ حیثیت ان کے سجادہ نشین کے نوابصاحب
موصوف کو ہی ملا کرتے تھے۔ جو انکی صوابدید پر خرچ اور مراسم عود و گل و عرس شریف ادا ہوتے
تھے۔ درگاہ شریف مذکور کا تمام انتظام اور اجازت دفن تادم آخر نوابصاحب ہی کے سپرد
رہا۔ اپنے دادا اور ماں و باپ جو ان کے مرشد بھی تھے کی فاتحہ نہایت ادب و عقیدت
سے وسیع اخراجات برداشت فرما کر بڑے پیمانہ پر اپنے آخر وقت تک ادا فرماتے تھے۔ ہر
موقع پر تمام مشائخین و علمائے کرام شریک رہتے تھے۔ شریعت و طریقت کے سختی کیساتھ پابند تھے
اس طرح دین و دنیاوی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے والد کے پچاس سال بعد مختصر علالت
کے بعد ۴/ شعبان ۱۳۴۷ھ کو راہی ملک عدم ہوے۔ اپنے ماں باپ کے مزار واقع درگاہ حضرت
سید شاہ محمد حسن عرف ڈولچی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے بازو میں دفن ہوے مزار ۔۔۔ کی تختی پر یہ تاریخ کندہ ہے
گفتا کہ بود نیک عمل انتخاب جنگ۔ ۱۳۴۷ھ۔ الشد نبی حامی حافظ سے

نواب میر مخدوم علیخان بہادر یم۔ اے
دلوائی لقب

ابن نواب میر حافظ علی خاں انتخاب جنگ بہادر
آپ قوم نایط کی اس شاخ کے فرد فرید ہیں جس
کے افراد سادات بنی فاطمہ علیہا کہلاتے ہیں۔ چنانچہ
آپ کا سلسلہ نسب خلیل عرب کے توسط سے سلسلہ بہ سلسلہ سیدنا اسمٰعیل بن جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔ آپکی ولادت ۲۷ نومبر ۱۹۱۱ء کو ہوئی ہے۔ ابتداء سے آپ نے اپنی موروثی درسگاہ مدرسۂ عالیہ میں تعلیم پا کر ۱۹۲۷ء میں یہاں ہی سے میٹرک کامیاب کیا۔ جب تک مدرسہ اور بورڈنگ میں رہے۔ کے۔ برنٹ پرنسپل اور پی یف ڈیورانڈ ہاؤس ماسٹر آپکو اپنے اچھے طالب علموں میں شمار کرتے تھے اور قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے تھے میٹرک کامیاب ہونیکے بعد آپ کلیہ جامعہ عثمانیہ میں داخل ہوے۔ جہاں چھ سال تعلیم پانیکے بعد ۱۹۳۴ء میں یم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی دوران میں آپکی شادی بھی ہوئی اور آپ کے والد بزرگوار کا انتقال بھی ہوا۔ لیکن نوابصاحب نے کسی وجہ کو حایل ہونے نہ دیا۔ بلکہ اپنی تعلیم تا تکمیل جاری رکھی۔ آپ شعبۂ تاریخ میں یم۔ اے کی ڈگری حاصل فرماے ہیں جسمیں تاریخ یورپ اور سیاسیات بین الاقوامی بھی شریک تھے۔ آپ نے نواب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی کے عہد میں کمپنی سے جو تعلقات تھے وہ زیر عنوان ”عہد معاونت اور حیدرآباد“ بشکل مقالہ لکھکر اپنی طیلسان حاصل فرمایا ہے۔ پروفیسر حبیب صدر شعبہ کلیہ جامعہ اسلامیہ علی گڑھ نے بہ حیثیت ممتحن نواب صاحب کے اس مقالہ کو بہت پسند فرمایا تھا۔ اب بھی تعلیمی مواقع پر دیگر مقالوں کے ساتھ نواب صاحب کے اس مقالہ کی نمایش ہوتی ہے دوران تعلیم مدرسہ عالیہ میں بھی نواب صاحب موصوف نے متعدد تعلیمی انعامات حاصل فرماے خصوصاً انگریزی میں اپنے والد کی طرح انہیں بھی خاص مہارت حاصل ہے۔ جس کا امتیازی انعام میٹرک تک ہر کلاس میں

وہ مدرسہ میں حاصل کرتے رہے کھیل وغیرہ میں انہیں شوق اور کافی دخل ہے۔ دوران تعلیم مدرسہ اور کالج میں اور اب نظام کلب میں اکثر کھیلوں میں بھی حصہ لیتے ہیں ٹینس اچھی کھیلتے ہیں گھوڑے کی سواری کا بھی شوق ہے۔ اور اچھے تیراک ہیں۔ جب تک کالج میں رہے وہاں کی انجمنوں کے رکن رہے اور مجلہ عثمانیہ میں مضامین دیتے رہے۔ طالب علمی کے زمانے میں اور اب بھی تاریخ کی تحقیقات کے سلسلہ میں تمام ہندوستان کا دورہ کر چکے ہیں اور ہندوستان کے باہر بھی تشریف لے گئے ہیں جب سے کہ تعلیم سے فارغ ہوئے ہیں اپنے اسٹیٹ کی سنبھال میں بذات خود مشغول ہیں جس کی وجہ الحمدللہ اس میں روزافزوں ترقی ہو رہی ہے۔ ہمارے سوال پر کہ باوجود اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونیکے سلک ملازمت میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ نواب صاحب نے کیا خوب فرمایا کہ ان کی ملازمت کا تعلق اللہ اور ظل اللہ کی مرضی پر موقوف ہے جب اللہ کی مرضی ہوگی اور ظل اللہ یاد فرمائیں گے حاضر ہو جائیں گے۔ نواب صاحب کے صفات کے متعلق صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر سختی سے گامزن ہیں۔ مذہب کی پابندی اور ملک و مالک کیلئے فدائیت اُن کا مشرب ہے۔ جس سے ان کا موروثی جذبہ جان نثاری و خیر خواہی ظاہر ہے۔ انہی صفات کے بموجب مدرسہ، کالج، کلب ہر جگہ ہر دلعزیز رہے جس کو وہ خدا کا فضل سمجھتے ہیں چونکہ ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جہاں امارت کیساتھ فقیری بھی پائی جاتی ہے۔ نوابصاحب موصوف بھی ثانی الذکر صفت کے حامل ہیں زندگی بہت سادگی اور خاموشی سے گذارنیکے عادی ہیں۔ طبیعت میں قدامت پسندی زیادہ پائی جاتی ہے چنانچہ باوجود نئے نئے محلوں میں متعدد بنگلے رکھتے ہیں جو جدید وضع کے حامل ہیں۔ لیکن آپ قدیم موروثی دیوڑھی واقع مغلپورہ جو آپکی ملکیت میں ہے اور جس کو آپ نے بیشتر توڑ کرنئے سرے سے بنایا ہے اُس میں فروکش ہیں اور اسکا نام "منظر جمال" رکھا ہے۔ ہمیشہ گاڑی گھوڑے

کے ہی استعمال کو روا رکھا ہے شکل اور لباس کو بھی اُب قدیم وضع کا پابند کرلئے ہیں جس سے آپکی عظمت اور مرتبہ عیاں ہے۔ جاہ و ثروت اور عزت و منصب اور ہر موروثی دنیوی اعزاز آپ کو حاصل رہنے کے علاوہ طریق سلوک میں بیعت و اجازت آپ کو اپنے تایا نواب میر عابد علی خاں صولت جنگ بہادر ثانی اور سجادہ نشینی اور تولیت درگاہ حضرت سید شاہ محمد حسن عرف حضرت ڈوچی شاہ صاحب قبلہ اپنے والد نواب میر حافظ علی خاں انتخاب جنگ بہادر سے حاصل ہوئی ہے۔ نوابصاحب موصوف مثل اپنے باپ کے اپنے جد امجد مذکور الصدر اور ماں باپ اور دادا دادی وغیرہ کی اعراس و فاتحہ وسیع اخراجات برداشت فرماکر نہایت عقیدت کیساتھ ادا فرماتے ہیں جس میں افراد خاندان اور حضرات مشائخین وغیرہ شریک رہتے ہیں۔ نیز تعمیر و ترمیم مذکورہ درگاہ شریف الموسوم بہ "آخرت منزل" اور دیگر انتظامات بھی آپ سے متعلق ہیں جس کے اخراجات بھی آپ اپنے جیب سے برداشت فرماتے ہیں۔ اس طرح یہہ دولت اور سعادت آپکو نصیب ہونیکے علاوہ دیگر دو درگاہوں کی تولیت بھی آپ کو اپنے والد بزرگوار سے وراثتاً ملی ہے۔ آپ نعمت اولاد سے بھی سرفراز ہیں خدا کے فضل و کرم سے آپ کو دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے جن کا نام نواب میر ناصر علی خان بہادر ہے مدرسہ عالیہ میں زیر تعلیم ہیں اور چھوٹے صاحبزادہ جن کا نام نواب میر حسن علی خاں بہادر ہے۔ مدرسۂ شاہی مکہ مسجد اور گھر پر حفظ کلام پاک فرما رہے ہیں۔ جس کے بعد انشاءاللہ السنہ شرقیہ کی طرف رجوع کئے جائیں گے۔ بڑی صاحبزادی امیر النساء بیگم صاحبہ محبوبیہ گرل اسکول میں زیر تعلیم ہیں اور منجھلی صاحبزادی نذیر النساء بیگم صاحبہ گھر پر حفظ کلام پاک فرمارہی ہیں اور دو صاحبزادیاں وزیر النساء بیگم صاحبہ اور فقیر النساء بیگم صاحبہ ابھی کمسن ہیں اس سے بھی پتہ چلتا ہے

کہ جو اعلیٰ صفات اور خصوصیات اس خاندان میں ہیں وہ سب کے سب صاحب تذکرہ کی ذات ستودہ صفات میں ایک جا جمع ہیں کہ نواب صاحب نے اپنے بچوں کو حفظ وغیرہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیونکہ ان کے خاندان میں کئی ایک جید حفاظ و عالم گذرے ہیں۔ اپنے بچوں کے ناموں میں بھی نواب صاحب نے امیری اور فقیری کا خوب امتزاج کیا ہے۔ ان اعلیٰ یادگاروں کے علاوہ مادی یادگار بطور نواب صاحب نے محکمۂ بلدیہ کے اشتراک سے محلہ کرماگوڑہ سمت اول بیرون کے متصل ایک نیا محلہ اپنے نام سے آباد کیا ہے۔ بہرحال نواب صاحب موصوف اپنے خاندان کی ایک اہم اور مضبوط کڑی ہیں۔ ہم ان کے اس تذکرہ کو انہی کے بیان پر ختم کرتے ہیں کہ "میں کچھ نہیں ہوں میرا سلسلہ خدا کے فضل و کرم سے بہت زبردست ہے۔ میری بزرگی اور نجات اسی میں ہے کہ جو اہم دینی و دنیوی امانتیں اپنے بزرگوں کی طرف سے مجھے سپرد کی گئی ہیں وہ میں اپنی اولاد کو بلا خیانت یعنی احسن طریقہ پر پہنچا دوں۔ خدا انہیں میری مدد فرمائے۔"

نوٹ:۔ تذکرہ ہذا ماثر الامرا، گلزار آصفیہ۔ تاریخ النوائط۔ تاریخ قلم و نظام۔ توزک محبوبیہ۔ و ہدیۂ نظام، اور شکار نامۂ نظام وغیرہ جیسی مستند کتب و تواریخ سے اخذ کیا گیا ہے۔

نواب میر قدرت علیخان بہادر

نواب صاحب موصوف نواب میر عابد علی خاں المخاطب بہ صولت جنگ بہادر ثانی کے فرزند ارجمند اور نواب میر ناصر علی خاں کے پوتے ہیں۔ انکے جد امجد حضرت سید حسن علیشاہ عرف ڈوپچی شاہ صاحب قبلہ ایک پایہ کے بزرگ تھے جن کا سلسلہ نسب قریشی و ہاشمی عربوں سے ملتا ہے۔ اسی خاندان ذیشان سے خلیل عرب پہلے شخص ہیں جو بصرہ سے بہ سلسلہ تجارت ہندوستان تشریف لائے۔ ان کے بعد صاحب تذکرہ کے آبا، و اجداد ہندوستان کے مختلف حصوں میں رہے اور آخر میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں بیجاپور میں جا بسے۔ حاجی عبدالقادر خاں المخاطب بہ معتبر خاں بیجاپور میں محکمہ سیاسیات کے افسر اعلیٰ تھے۔ جب اورنگ زیب نے بیجاپور کو فتح کیا تو معتبر خاں کو دہلی لیجا کر مذکورہ بالا خطاب اور شہزادہ معظم کی اتالیقی سے سرفراز فرمایا۔ شہزادہ معظم کی تخت نشینی کے بعد معتبر خاں بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور واپسی میں شہزادہ موصوف کی رحلت کی خبر سنی تو بجائے دہلی کے دکن کی طرف آئے اور قصبہ عالم پور ضلع کرنول میں مقام کیا۔ حاجی عبدالقادر معتبر خاں ملا احمد وزیر اعظم بیجاپور کے داماد شیخ محمد علی

خلف حضرت درویش ثانی جد امجد نواب سالار جنگ بہادر کے ہم زلف تھے آپکے فرزند اور پوتے حافظ محمد درویش اور حافظ محمد حبیب اللہ صاحب
بڑے جید حفاظ تھے۔ حافظ درویش رحمۃ کو انکی حفظ کی کاملیت کیوجہ حافظ بڑے (بڑے حافظ) کہتے تھے۔ انکا ایک واقعہ بھی مشہور ہے کہ
ایک تاریک شب میں حافظ صاحب موصوف کلام اللہ پڑھتے ہوئے ایک گھنے جنگل سے گذر رہے تھے کہ راہ میں جن آملا اور کہا کہ کلام اللہ غلط پڑھ رہے ہو
اسپر حافظ صاحب اور جن میں بہت سخت مناظرہ ہوا۔ آخر حافظ صاحب کی جیت ہوئی جن نے اپنی ہار کی توثیق میں بطور ثبوت کا لینے کو کہا جو اب بھی
صاحب تذکرہ کے پاس محفوظ ہے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ جن حافظ صاحب کی اور انکی اولاد کی خدمت تا آخر کرتا رہیگا چنانچہ صاحب تذکرہ کے عم محترم
نواب میر حافظ علیخاں انتخاب جنگ مرحوم کی خدمت جو کیا تھا وہ اکثر نواب صاحب موصوف کے متعلقین کا چشم دید ہے۔ موجودہ زمانہ میں صاحب تذکرہ
اس صفت کے حامل ہیں۔ حضرت دولہے شاہ صاحب جو حافظ حبیب اللہ صاحب کے فرزند تھے حضرت غفران منزل کے زمانہ میں عالم پوری اور فرخندہ بنیاد دو بلیہ بنے زمانہ
کے قطب تھے۔ پادشاہ وقت کے جان و مال کے محافظ سمجھے جاتے تھے اور حضرت غفران منزل کو انسے خاص عقیدت تھی کہ سرکار نے انکے لئے یکصد روپے ماہوار مقرر
فرمایا تھا انکے فرزند ارجمند نواب میر ناصر علیخاں ایک جید عالم تھے۔ فارسی، عربی کے شاعر بہت بڑے متشرع اور نہایت منکسر المزاج تھے۔ یہ حضرت غفران
مکان کے خاص مصاحب تھے۔ سرکار مرحوم کو ان پر خاص اعتماد تھا اکثر سرکاری احکام و کاروبار انہی کی وساطت سے پاتے تھے حتی کہ حضرت غفران مکان
اور سر سالار جنگ اعظم کے درمیان تمام پوشیدہ اور ضروری معاملات انہی کے ذریعہ سے طے پاتے تھے اور نواب میر ناصر علیخاں بہت سی عزت و
منصب و جاگیر سے سرفراز تھے انکے دو فرزند تھے۔ (۱) نواب میر عابد علیخاں صولت جنگ ثانی مرحوم (جو صاحب تذکرہ کے والد ہیں) اور (۲) نواب
میر حافظ علیخاں انتخاب جنگ مرحوم (جو صاحب تذکرہ کے عم محترم ہیں) نواب صولت جنگ ثانی جاگیردار و منصبدار ہونیکے علاوہ فراش خانہ مبارک
کے مہتمم اور صرفخاص کی افواج بیقاعدہ کے بخشی بھی تھے۔ حضرت اقدس اعلیٰ نے آپکو سب سے پہلے حضرت ولیعہد بہادر حضرت معظم جاہ بہادر کا
اتالیق خاص مقرر فرمایا تھا اسی عہد سلطنت اعلیٰ کے دوران میں آپکا انتقال بتاریخ ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو ہوا۔ نواب صاحب مرحوم بڑے خوش
اخلاق، بلند ہمت اور غریب نواز تھے انکے چشم و چراغ نواب میر قدرت علیخاں بہادر کی ولادت ۱۳ شوال ۱۳۳۱ھ کو ہوئی ابھی آپ ہوش سنبھالنے نہیں
تھے کہ آپکے والد بزرگوار کا سایہ بتاریخ مذکور الصدر آپکے سر سے اٹھ گیا اپنے عم محترم کی نگرانی میں گرامر اسکول میں انگریزی کی تکمیل کی اور انگلش بورڈنگ
ہاؤس میں رہکر انگریزی آداب سیکھے یہاں سے فارغ ہوکر مختلف اساتذہ سے عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم پائی طبیعت میں خوش خلقی،
رحمدلی اور غریب پروری آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہے مزاج عارفانہ رکھتے ہیں اور تصوف سے بہت زیادہ دلچسپی ہے بزرگان دین سے آپکو خاص عقیدت ہے
اپنی زندگی انکے نقش قدم پر گزارنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں باوجود کہ خدا نے آپکو صاحب ثروت بنایا ہے جاگیر اور منصب سے سرفراز ہیں نہایت منکسر المزاج ہیں
آپکی شادی ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ کو ہوئی ہے۔

سمتان

باب سوم

گدوال

اسٹیٹ گدوال رود تنگبھدرا اور کرشنا کے درمیان جسکو دوآبہ رائچور کہا جاتا ہے واقع ہے۔ اسکا رقبہ تقریباً (۱۲۰۰) مربع میل ہے اور آبادی بروئے مردم شماری گذشتہ تقریباً (۱۰۰،۰۰۰) ہے۔ اسٹیٹ گدوال کا ایک حصہ تعلقات رائچور اور عالم پور کے درمیان واقع ہے۔ اسکی ابتدار قدامت میں فراموش ہو گئی ہے۔ بالفاظ سر مالکم ہیلے جو اسوقت پنجاب کے گورنر ہیں۔ گدوال کو اپنی تاریخ کا حال بہت کم معلوم ہے۔ آج کا گدوال بننے میں جو اجزاء شامل تھے اُنکی ابتداء مختلف تھی۔ اور اُنکی توسیع و ترقی تقریباً متواتر متغیر ہونیوالی تھی۔ اور ممکن ہے کہ اُس کے یہاں ابتداء کی بابتہ قابل اعتبار ریکارڈ کی بنیاد قایم کرنیکے لئے زیادہ صحیح مواد موجود نہ ہو گا۔ اس سمستان کی ابتداء ہم ۱۲۹۰ء میں دیکھتے ہیں جس سنہ میں کہ پرتاب رود راد یو۔ بادشاہ وقت ورنگل نے بکا پولوی ریڈی کو چھ پرگنوں پر "سرناڈ گوڈ" کی حیثیت عطا فرمائی۔ اس بادشاہ کا ذکر کرنول مینا نیول کے صفحہ (۲۲) اور گربلس ہسٹری آف دی دکن والیوم (۱) کے تمہیدی صفحہ

(۷) پر ہے اسلئے یہہ بیان بر صفحہ ۴۳ کرنول میانیول کہ راجہ گدوال نے "ناڑا در نارگور" کے حقوق کو سرکار بیجاپور کے عہد حکمرانی میں حاصل کرلیا تھا صحیح نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۹۰ء میں سرنارگوڑ ہوچکے تھے۔ جبکہ اُن کو پرتاب رودرادیو کی جانب سے (جیساکہ قدیم تلنگی سند سے ظاہر ہے) سرنارگوڑ کی حیثیت عطاکی گئی تھی اور نہ یہہ بیان صحیح ہے کہ مغل ملک کو فتح کرنے کے بعد حقوق تاڑا ور نارگوڑ تلف ہوگئے۔ جیساکہ آگے ظاہر ہوگا

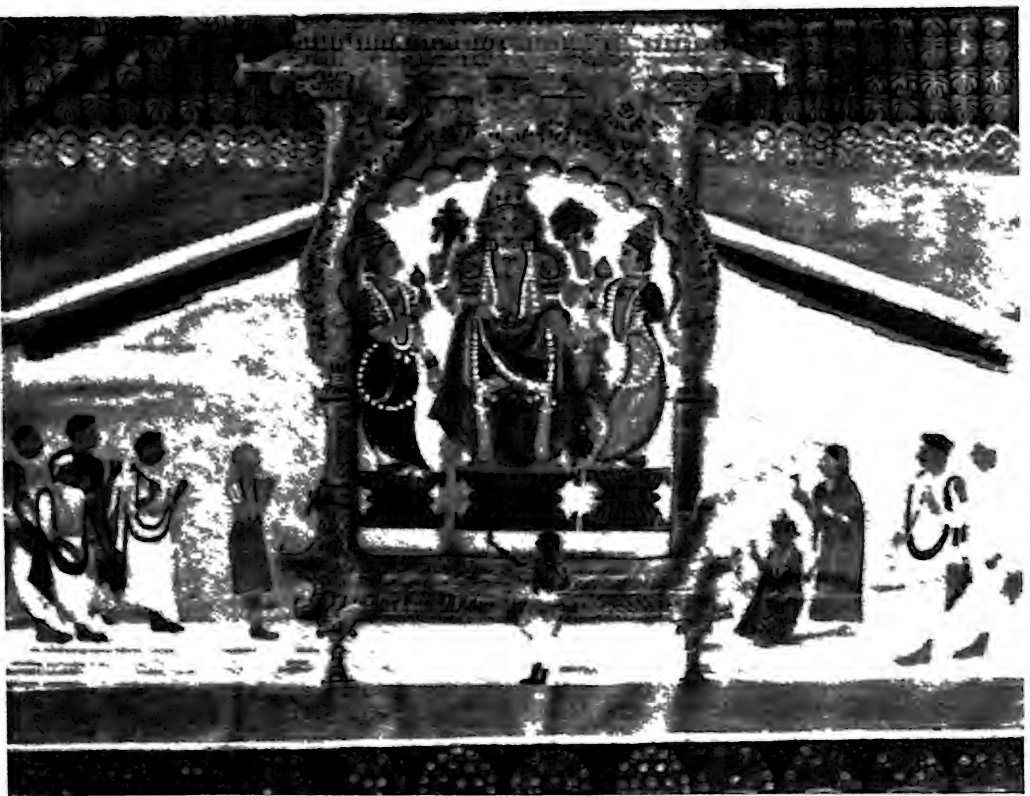
چودھویں صدی کے آغاز میں ورنگل کے آندھرا خاندان شاہی کا زوال ہونے پر معلوم ہوتا ہے کہ گدوال نے خود کو جدید بہمنی راج کے زیر اطاعت منتقل کرلیا (کرنول میانیول صفحہ ۲۳۔ یلفنٹس انڈیا جلد دوم صفحہ ۴۶) جب گلبرگہ کی بہمنی بادشاہت کا تجزیہ مختلف خود مختار مسلم سلطنتوں کی شکل میں رونما ہوا تو گدوال نے خود کو انمیں کی سب سے زیادہ طاقتور سلطنت یعنی سلطنت عادل شاہی کے ساتھ منسلک کرلیا لیکن سلطنت وجیانگر کی ترقی کے ساتھ ساتھ گدوال کا سلطنت مابعدالذکر کے زیر اثر آجانا ظاہر ہوتا ہے اور ایک اہم وجہ تکرار اولاً مابین سلطنت بہمنی گلبرگہ اور سلطنت وجیانگر اور من بعد بیجاپور اور وجیانگر سلطنتوں کے مابین قبضہ دوآبہ رائچور کی معلوم ہوتی ہے (گربلس ہسٹری آف دی دکن جلد اول صفحات ۴۸ و ۶۲ و ۱۰۲ و ۱۸۹) سولھویں صدی کے وسط تک البتہ دوآبہ فی الحقیقت وجیانگر کا جزو ہوگیا تھا۔ (گربلس ہسٹری آف دی دکن جلد اول صفحہ ۱۸۹)

سنہ ۱۵۶۴ء میں تلی کوٹہ کی لڑائی میں سلطنت وجیانگر کے زوال کے ساتھ گدوال کی اطاعت و فرمانبرداری سلطنت بیجاپور کی جانب لازمی ہوئی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ جس سے یہہ معلوم ہو کہ گدوال کبھی بھی گولکنڈہ کا فرمانبردار رہا ہو۔ جیساکہ ہمارا کرنل



سدھے جا نب سے دا ئیں جا نب

(۱) را جہ بلا سو بھا دا در (۲) را جہ پیدا سو ما بھو پا را و (۳) را جہ نرعل بھو پا ل را و
(۴) را جہ را ما را و پھو ما ل ۵ را جہ را بھو پا ل را و (۶) را جہ سدا را م بھو پا ل -



راد، وللت لسمما گا ی سدر ا ا و ر ح ہ لد حه را م بهودال للوات بهاد ر

اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ آف ہیچ ہیچ دی نظامس ڈومینین مصنفۂ سید حسین بلگرامی و ویلمٹ
کے صفحہ (۱۸۹) پر بیان کیا گیا ہے۔
عبارت حسب ذیل ہے:۔
تقریباً سترھویں صدی کے وسط میں جبکہ حکومت بیجاپور کمزور ہو گئی تھی۔
پالیگاڑ جو ایک کثیر التعداد مسلح اشخاص کے خدمات اپنے زیر حکومت لا سکتا تھا اپنی
خود مختاری کو قایم کرنا شروع کیا۔ اسمیں اُس (شہنشاہ اورنگ زیب جو اسوقت بیجاپور
کے وابستگان میں غدر اور ناموافقتی پیدا کرنے میں مصروف تھے) کی جانب سے
حوصلہ افزائی ہوئی شہنشاہ سے پالیگاڑ نے سند حاصل کر لی جو اسوقت تک اُسکی اولاد
کے یہاں موجود ہے۔ پالیگاڑ کے غدر کے بعد ایک چھوٹی سی جمعیت بیجاپور جو اسکے
(یعنے پالیگاڑ کے) قلعہ ڈرور پر حملہ کرنے روانہ کی گئی شکست پائی اور اس کے جھنڈے
چھین لئے گئے۔ ایک جھنڈا جس کا رنگ سبز ہے اور جسپر طلائی ہاتھوں کا جڑاو ہے
ابتک راجہ کی قابل فخر ملکیت میں داخل ہے۔ (فقرہ ۱۹۔ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری)
اس خصوص میں یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سمستان کے قبضہ میں ایک بڑا ڈھول
بھی ہے جس کو راجہ نے بوقت حملہ قلعہ درور چھین لیا تھا۔
اس خاندانی تاریخ کے بموجب جو گدوال میں رائج ہے پدا ویرا ریڈی۔ پدنا بھو پال
سرگا ریڈی۔ ویرا ریڈی اور کمار ویرا ریڈی ۱۵۸۲ء اور ۱۷۰۴ء کی درمیانی مدت میں
حکمران تھے۔
اسٹیٹ گدوال نے بوقت فتح بیجاپور و گولکنڈہ شہنشاہ اورنگ زیب کو جو مدد دی
تھی اسکے صلہ میں شہنشاہِ مذکور نے بنظر قدردانی و بسفارش پدنام سردار و وایسرائے ذوالفقار

علی خاں راجہ وقت پالیگاڑ گدوال کو ناڑگوڑگی سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔

کماراویرا ریڈی

یہہ سند ۲/ صفر ۱۱۱۶ھ م ۱۵/ جون ۱۷۰۴ء کی ہے۔ وہ حصہ ملک جسپر اس حیثیت (ناڑگوڑا کو تسلیم کیا تھا مشتمل بر شش محلات تھا جسکے بعض تعلقات و مواضعات موجودہ ضلع کرنول صوبہ مدراس و نیز تعلقہ رائچور ممالک محروسہ سرکار عالی و دیگر علاقہ جات نبگان پلی جو اسوقت صوبہ مدراس کے زیر نگرانی دیسی ریاست ہے) میں بھی شامل تھے (فقرہ ۲۹ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری) ناڑگوڑا اور اسکے رتبہ اور متعلقہ اعزاز کی تعریف کیلئے فقرہ ۴۵ مرتبہ دفتر مالگذاری ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

کماراویرا ریڈی کے جانشین انکی بیوہ لنگما اور الاتم داماد رمنیا (۱۷۱۱ء تا ۱۷۱۵ء) انکی دختر بچما کے شوہر تھے) ہوے۔ بتاریخ ۲۵/ نومبر ۱۷۱۱ء آدونی (امتیاز گڈھ، جو اسوقت ضلع بلاری صوبہ مدراس کا ایک تعلقہ ہے) کی سرناڑگوڑگی سے بھی رمنیا سرفراز فرمائے گئے۔ لنگما اور رمنیا کے جانشین ثانی الذکر کے فرزند سومنا (۱۷۱۶ء تا ۱۷۱۹ء) ہوئے جن کو گدوال کے راج میں لوبھنڈاری کہا جاتا ہے ۱۷۱۶ء میں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مغلیہ شہنشاہ کو پیشکش ادا کیا۔ یہہ ایک جنگجو اور بہادر آدمی تھے۔ ان خطوط کی عبارت جو ۱۷۱۹ء میں محمد شاہ نے مغلیہ شہنشاہ وقت کی جانب سے انکے یہاں روانہ کئے تھے بہت ہی مشفقانہ اور دوستانہ طریقہ پر ہے جسکے ذریعہ انکو مغلیہ شہنشاہ کی دوستی پر راغب اور اسکے مفاد پر زور دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی اطمینان دلایا گیا ہے کہ انکی امداد کبھی بھی فراموش نہیں کیجائیگی اور اسکا انہیں موزوں طریقہ پر صلہ دیا جائیگا۔ منجملہ ان خطوط کے ایک میں تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ وہ جو امداد دینگے اسکے صلہ میں انہیں پورا کرناٹک دیدیا جائے گا۔ بندیال اور

کرنول کی سرنارگوڑگی اس راجہ پر بحال رکھی گئی۔ اس لئے یہہ بیان بر صفحہ ۹۹ اہسٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ آف ہیج۔ ہیج دی نظامس ڈومنینس "کہ یہ والی ایک زمانہ میں اسٹیٹ کرنول سے خراج حاصل کیا کرتے تھے بالکل صحیح ہے"
سنہ ۱۷۲۳ء میں نظام الملک نے اپنی خود مختاری کا اعلان فرمایا۔ حیدرآباد دہلی کے صوبہ جات میں سے ایک ہونیکے بجائے ایک خود مختار سلطنت زیر حکومت خاندان آصفجاہی المخاطب نظام دارالسلطنت ہوا۔

سومنّا کے بعد انکے بیوگان امکا اور لنگما انکے جانشین ہوے اور سنہ ۱۷۲۷ء سے سنہ ۱۷۴۰ء تک نہایت ناموری کیساتھہ کاروبار انجام دئیے۔ یہہ عورتیں نظام الملک اعظم کی ہمعصر تھیں۔ چنانچہ انکے عہد حکومت میں اکثر اوقات بذریعہ جمعیت امداد کا مطالبہ ہوتا رہا اور انسے یہہ کہا گیا کہ انکے فرزند کو جنگی قوت مشہور رہے روانہ کیا جائے۔ منجملہ اور خطوط کے ایک سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۷۳۵ء میں نظام الملک نظام اول کو پیشکش ادا کی گئی اس طرح والیان گدوال کی فرمانبرداری بہ حیثیت وابستگان شہنشاہان مغلیہ جو تھی وہ خاندان آصفجاہی کے حق میں منتقل ہوگئی۔

ان دونوں عورتوں کے بعد ان کا فرزند گدی نشین ہوا جسکا نام ترمل راؤ تھا اسکے حق میں ماہ جون سنہ ۱۷۴۰ء میں سند حسب معمول عطا فرمائی گئی۔ اسکا زمانہ حکومت بالکل مختصر سنہ ۱۷۴۰ء لغایۃ سنہ ۱۷۴۲ء دو سال رہا۔ اس راجہ سے بھی نظام الملک (جو آصفجاہی خاندان کے رکن اولی تھے) انے مدد چاہی۔

انکے بعد انکے بیوگان لنگما اور چوکما (سنہ ۱۷۴۲ء میں) گدی نشین ہوئیں۔ انکی حکومت سنہ ۱۷۴۷ء تک رہی۔ ان کے بعد ترمل راؤ کا بھائی پدا راما راؤ (جس کو راما رائڑو بھی کہا جاتا

تھا۔ گدی نشین ہوا۔ انکی مدت حکومت ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۱ء تک رہی۔ یہہ وہی زمیندار رہیں جن کا حوالہ کرنول میانیول صفحہ ۴۳ پر راما نائیڈو "ہمسایہ زمیندار گدوال" کے نام سے دیا گیا ہے (راما نائیڈو بظاہر راما رائٹرو کی غلط طباعت ہے) ان کو راجہ کا خطاب ۱۷۵۴ء میں صلابت جاہ نظام چہارم کے دور حکومت میں عطا فرمایا گیا اور یہہ راجہ امرؤ کہلائے جانے لگے۔ عبارت مندرجہ صفحہ ۴۳ کرنول میانیول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں راجگان گدوال طاقتور والیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔

راما رائٹرو کے بعد اُن کا بھتیجا سومنا عرف سوم بھوپال اول، ابن ترل راؤ متذکرہ صدر حکمران گدوال ہوے۔ جو جنگجو، ہوشیار اور سیاست داں آدمی تھے۔ (فقرہ ۴۴ نوٹ دفتر مالگذاری) ۱۷۴۷ء میں اس راجہ نے سرکار نظام سے ان خدمات کے صلہ میں جو بذریعہ جمعیت سوار و پیدل ادا کی گئی تھی ا لعہ دو ہزار روپیہ کا انعام حاصل کیا یہہ رقم بقدر ا لعہ پیشکش کی رقم میں سے منہا کرنے کا حکم دیا گیا۔ انکا زمانہ حکومت بھی بہت اہم گذرا ہے ۱۷۵۴ء میں یعنی قبل اس کے کہ وہ حقیقی حکمراں ہوے تھے راما رائٹرو کے زمانہ ہی میں سومنا کرنول کے سرناڑ گوڑ بذریعہ رن مست خان ہوے تھے۔ اس حکمران کے زمانہ میں بھی کرنول سے خراج وصول کیا جاتا تھا۔ سید حسین بلگرامی اور ویلماٹ کے بیان کے مطابق یہہ اسوقت بند ہوا جبکہ کرنول کو برٹش کے حوالہ منجانب نظام بذریعہ صلحنامہ بابتہ ۱۸۰۱ء کیا گیا (ایچیسن کے صلحنامجات اور اقرار نامجات اور سند جلد نہم صفحہ ۷۶ فقرہ ۱۵ سال ۱۷۶۱ء میں نواب صلابت جاہ بہادر نے اس راجہ کے حق میں سرناڑ گوڑگی اور سرناڑ گوڑگی بہ تعلق (۱۷) محلات یعنے (۲) محلات در کرنول و آدونی اور (۱۵) محلات نندیال میں۔ اس زمانہ میں سرناڑ گوڑ کیلئے تمام لوازمات شاہی تھے۔ مثلاً چتر، چنور، اخذ خراج

نذرانہ وغیرہ (فقرہ ۴۵ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری) انکے عہد میں جانب جنوب سے تنگبھدرا۔ جانب شمال سے کرشنا حدود سمستان میں شامل تھے۔ آصفجاہ خامس کے دور حکومت میں بعض مواضعات سمستان امرچنتہ نے بہ حیثیت فوجی جاگیرات مشروط بہ ادائی خدمت فوجی حاصل کرلئے۔ نیز ۱۷۶۵ء میں انہوں نے راجولی پر جو ایک ہمسایہ پرگنہ تھا قبضہ کرکے اس کو شریک اسٹیٹ کرلیا۔ یہہ وہ زمانہ تھا جبکہ دکن میں مرہٹوں نے عروج حاصل کرلیا تھا اور رقم مالگذاری پر انکے چوتھ ۲۵ فیصدی قایم کرنا شروع کردیا تھا۔ اور اس حصہ ملک میں ایسا عمل پیدا ہو گیا جس کو دو عملی یا دوہرا حکومت نظام اور مرہٹوں سے موسوم ہوا۔ ملاحظہ ہو (گربلس مین تاریخ دکن جلد دوم صفحہ ۸۴ و ۱۲۶) ساتھ ہی ساتھ ملاحظہ ہو نوٹ مرتبہ مالگزاری کا فقرہ ۲۶ معلوم ہوتا ہے کہ اس راجہ نے نظام اور مرہٹے دونوں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑا کرکے اپنے رتبہ کو مستحکم کرلیا۔ پیشوا مادہوراؤ کے زمانہ کی ڈائری میں گدوال کے متواتر حوالہ جات دکھائی دیتے ہیں۔ یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیشواؤں نے علاوہ چوتھ کے خراج کو بھی قایم کردیا۔ نیز یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ رقم پیشکش بقدر للغہ بے ہو حکومت نظام کو ادا کیجاتی تھی۔ دس ہزار بطریق تحریر دیوانی یا نذر دیوانی ادا کئے جانے شروع ہوئے اس راجہ نے مادی امداد امیرالامرا، کو انکے اور راجہ شورا پور کے مقابلہ کے حملوں میں دی تھی اس راجہ سے نظام بیحد خوش رہتے اور انکے ذمہ بہت سے کام سپرد فرمادئے تھے متعدد اہالیان پرگنہ جات مثلاً رائچور، بلاری وغیرہ کے نام پروانہ جات ان ہدایات کے ساتھہ کہ راجہ سوم بھوپال کے احکام کی تکمیل کریں اجرا فرمائے اور اس امر سے اتفاق کرتے ہوئے کہ وہ ان صلحنامجات یا اقرارنامجات کے پابند ہیں جن کی تکمیل متذکرہ صدر راجہ اُن علاقہ جات سے کریں۔

۱۷۸۶ء یا اس کے قریب میں نظام اور مرہٹوں کے مابین بمقام یادگیر جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے کا اسٹیشن ہے ایک راز کی صلح تکمیل پائی جس کے نہایت اہم شرائط میں ایک یہ تھی کہ سمستانات سے متعلق کوئی امر بھی ہو اسکی تکمیل باتفاق آرا، ہر دو حکومت ہونی چاہیے ملاحظہ ہو صلحنامجات۔ اقرارنامجات اور اسناد بزبان مرہٹی مصنفہ ماؤجی اور پراسنس اور جس کی اشاعت باجازت گورنمنٹ بمبئی ہوئی ہے۔ فقرہ ۲۶ و ۳۶ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری میں صلحنامہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو "ہسٹری آف دی مرہٹاز"، مصنفہ گرانڈ ڈف جلد دوم صفحہ ۴۷۰۔ اس صلحنامہ کے بعد گدوال پر پابندی کیساتھ مرہٹے خراج قایم کرتے رہے جیساکہ مرہٹوں کے خطوط موسومہ گدوال من ابتدا ۱۷۸۶ء لغایتہ ۱۷۸۹ء سے معلوم ہوتا ہے۔ راجہ سوم بھوپال کا انتقال سال ۱۷۹۴ء میں ہوا۔ انکے بعد ان کے فرزند راجہ رام بھوپال اول وارث ہوئے (۱۷۹۴ء لغایتہ ۱۸۰۰ء) انکی گدی نشینی کی توریث باتفاق ہر دو حکومت نظام اور مرہٹہ عمل میں آئی (ملاحظہ ہو فقرہ ۳۶ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری یہہ وہ وقت تھا جبکہ حکومت عظمت مدار اس امر پر مصر تھی کہ نظام اپنی فرانسیسی جمعیت کو برخواست کر دیں۔ ایک خوشگوار موقع بطور خود ایسا ہاتھ آیا کہ نظام اور مرہٹوں کی دو عملی حکومت سے فائدہ اُٹھاکر باجگذار والیان نے باوجود پیہم مطالبات کے اپنی فرقگی رقم خراج کی ادائی نہیں کی۔ چونکہ نظام انکو تابع نہیں کر سکتے تھے۔ اسلئے حکومت عظمت مدار سے امداد کی خواہش کی۔ اُس نے اس واجبی عذر کو پیش کیا کہ حکومت عظمت مدار دونوں یعنی نظام اور مرہٹوں کی دوست ہے۔ اور والیان سمستانات بھی ہر دو حکومتوں کے خراج گزار ہیں اسلئے وہ ایں سے کسی ایک سرکش والی کو بغیر کسی دوسرے کے احساس کو ٹھیس لگائے کوئی امداد نہیں کر سکتی۔ علاوہ بریں حکومت عظمت مدار بذریعہ صلحنامہ بابتہ

سنہ ۱۷۹۸ء ایسا کرنیسے باز رکھی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو ایچیسن ٹریٹیز وغیرہ۔ فقرہ ۵ صفحہ ۳ ۵ گربلس ہسٹری آف دی دکن جلد دوم صفحہ ۱۲۱۔ زمینداروں میں سب سے پہلے شوراپور اور گدوال کے زمینداروں کے مقابلہ کیلئے نظام کو برطانیہ کی فوجی امداد کی ضرورت تھی۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ کے مابین جو مراسلت ہوئی ہے اور جسکی اشاعت بطور ضمیمہ برگس نظام ہوئی ہے۔ اس سے ان مباحث کا پتہ صاف اور مختصر طور پر چلتا ہے۔ ملاحظہ ہو برگس نظام جلد دوم صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۳۰ و ۳۳۲ (بطور خاص خط مارکوئیس آف ویلسلی موسومہ رزیڈنٹ بمقام حیدرآباد مورخہ ۱۵/جون سنہ ۱۸۰۰ء) ان مراسلات کے نتیجہ کے طور پر ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ صلحنامہ سنہ ۱۸۰۰ء کے فقرہ ۱۷ میں اس امر کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے کہ اگر زمیندار شوراپور یا گدوال سرکاری مطالبات کو روک لیں تو امدادی جمعیت ہز ہائنس کی ذاتی جمعیت کیساتھ متفق ہوکر انکو مطیع کرنیکے لئے تیار رہیگی (ایچیسن ٹریٹیز وغیرہ صفحہ ۷۲) بالآخر نظام کیجانب سے فرانسیسی جمعیت کو برخواست کردیا گیا۔ اسی سال نظام علیخان کیجانب سے راجہ رام بھوپال راؤ کو مقررہ خطابات راجہ بھوپال اور بہادر وغیرہ کیساتھ تسلیم کرلیا گیا اسی راجہ کے عہد حکومت میں وہ رقم خراج جو منجانب کرنول داخل ہوا کرتی تھی بند کردی گئی اور گدوال کے روپیوں کی شکل میں حکومت عظمت مدار کو ادا کیجانے لگی۔ (ملاحظہ ہو کرنول مینوئل صفحہ ۳۸) راجہ رام بھوپال کا انتقال سنہ ۱۸۰۷ء میں ہوا اور انکے الاتم داماد راجہ سیتارام بھوپال دوم سنہ ۱۸۰۷ء لغایتہ سنہ ۱۸۴۰ء جو انکی دختر لنگما کے شوہر تھے انکے جانشین ہوئے۔ ذریعہ سند دستخطی میر عالم وزیر اعظم وقت بعہد حکومت سکندر جاہ نظام ششم بتاریخ ۸/جولائی سنہ ۱۸۰۷ء انکو تسلیم کرلیا گیا۔ ان کے عہد حکومت میں مرہٹوں کی قوت نیست و نابود کردیگئی تھی اور بذریعہ صلحنامہ بابتہ سنہ ۱۸۲۲ء حکومت عظمت مدار نے ممالک نظام پر کے خراج کو معاف کردیا (ملاحظہ ہو ایچیسن ٹریٹیز فقرہ ۱۲) خراج کی رقم جو منجانب نظام مرہٹوں کو ادا ہوا کرتی تھی اسکا مطالبہ حکومت نظام کیجانب سے ہوا راجہ کی حجت یہ تھی کہ چونکہ حکومت عظمت مدار پیشواؤں کی

قایم مقام ٹھیری تھی۔ اسلئے اس حصہ رقم خراج کو بغیر رضامندی حکومت عظمت مدار ادا نہیں کرسکتا بالآخر راجہ چندولال وزیر وقت نے حسب الحکم نظام بتاریخ ۱۶/ فروری سنہ ۱۸۲۴ء ایک خط راجہ کو لکھا کہ گدوال سے خراج کا مطالبہ حکومت عظمت مدار کریگی صورتمیں حکومت نظام راجہ کے نزدیک ذمہ دار رہیگی (ملاحظہ ہو فقرہ ۲۷ نوٹ مرتبہ دفتر مالگذاری) اور یہ کہ اسکے بعد حیدرآباد کو داخل شدنی رقم سابقہ کی مقدار للعہ ۴ نظام شمول ۶۰۰ واجب الادا مرہٹہ بطریق چوتھ اور کھنڈنی اس طرح جملہ علعہ ا ہوگی اور سنہ ۱۸۲۶ء میں رقم بقدر عہ ا جسکی ادائی علیحدہ بطریق تحریر دیوانی بشمول مزید ضمہ ۵ واجب الادا بطریق تحریر پیشکاری پیشکش میں شامل کیگئی اس طرح جملہ مقدار رقم عہ علعہ ہوئی راجہ سیتارام بھوپال کا انتقال سنہ ۱۸۴۰ء میں ہوا۔ انکے بعد انکی زوجہ ثانی وینکٹ لچھما بتاریخ ۱۹/ فروری سنہ ۱۸۴۰ء انکی جانشین ہوئیں (جنکا دور حکومت ۱۹/ فروری سنہ ۱۸۴۰ء لغایتہ ۲/ جولائی سنہ ۱۸۴۰ء رہا) راجہ کے انتقال کے تھوڑے عرصہ بعد حکومت نظام نے ایک خط بتاریخ ۲۴/ مارچ سنہ ۱۸۴۰ء انکی بیوہ کو لکھا جسکے ذریعہ ان کو یہہ اطمینان دلایا کہ جس وقت تک کہ وہ (یعنی رانی وینکٹ لچھما) حکومت نظام کیساتھ صادق و وفادار رہیگی حکومت سمستان کی تائید کرنے پر تیار رہیگی۔ سوم بھوپال دوم (سنہ ۱۸۴۰ء لغایتہ ۱۸۴۴ء) جسکو رانی وینکٹ لچھما نے متبنی لیا تھا سنہ ۱۸۴۰ء میں گدی نشین ہوے اور حکومت نظام نے ان کو جائز حکمران تسلیم کیا۔ مقررہ خطابات، خلعت، اور ہاتھی وغیرہ سے انکی گدی نشینی کے موقع پر نواب ناصر الدولہ بہادر نظام ہفتم نے انہیں سرفراز فرمایا۔ چونکہ یہہ راجہ زناکاری و شرابخواری کا عادی اور فرایض حکومت سے لاپرواہ تھا اس لئے رعایا کی ہمدردی سے محروم رہا اسکے دور میں جمعیت کی تنخواہیں چڑھنے لگیں اور یہہ اپنے ہمسایہ سمستان شورا پور کے بینڈروں کو بلا بلا کر ملازم رکھنا شروع کردیا تھا۔ ان تمام کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جمعیت نے بغاوت اختیار کرکے عین دربار کے موقع پر بتاریخ ۲۶/ ستمبر سنہ ۱۸۴۴ء اس کو گولی کا نشانہ بنادیا (ملاحظہ



راجہ سیتا رام بھوپال بہادر
فرزند دوم راجہ سومیشور راؤ بہادر (راجہ دوم کنڈہ)
مہاراجہ سیتا رام بھوپال بلونت بہادر آنجہانی
کے دوسرے نواسے۔



راجہ بھرت رام بھوپال بہادر
فرزند سوم راجہ سومیشور راؤ بہادر
(راجہ دوم کنندہ) مہاراجہ سبھا رام بھوپال
بلونت بہادر آنجہانی کے تیسرے
نواسے۔

ہو کرنل میڈوز ٹیلر "اسٹوری آف رلیف" اشاعت بابتہ سنہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۶۴)۔

راجہ سوم بھوپال دوم کے قتل ہونیکے بعد اسکی تبنیت گیرندہ وینکٹ لچھما مادر حکومت کے کاروبار پھر اپنے ہاتھ میں لیکر (۲۷/۹ سنہ ۱۸۴۴ء تا ۲۲/۱۱ سنہ ۱۸۴۵ء) چلاتی رہیں۔ اسکے بعد رانی موصوفہ نے اپنے بھتیجے رام بھوپال دوم کو متبنی لیا یہہ راجہ ۲۳/نومبر سنہ ۱۸۴۵ء کو گدی نشین ہوا اس کا دور حکومت ۲۳/نومبر سنہ ۱۸۴۵ء تا ۳۱/مارچ سنہ ۱۹۰۱ء رہا) اسکو حکومت نظام نے بعہد حکومت نواب ناصر الدولہ بہادر و بدور وزارت راجہ رام بخش وزیر وقت بذریعہ خط تسلیم کرلیا۔ اسی راجہ کے زمانہ میں رائچور کے دوآبہ کو حکومت عظمت مدار کے لئے مخصوص کردیا گیا اور اسکے ساتھ پیشکش گدوال بھی بذریعہ صلحنامہ بابتہ سنہ ۱۸۵۵ء (ملاحظہ ہو ایچیسن ٹریٹیز وغیرہ صفحہ ۹۳)

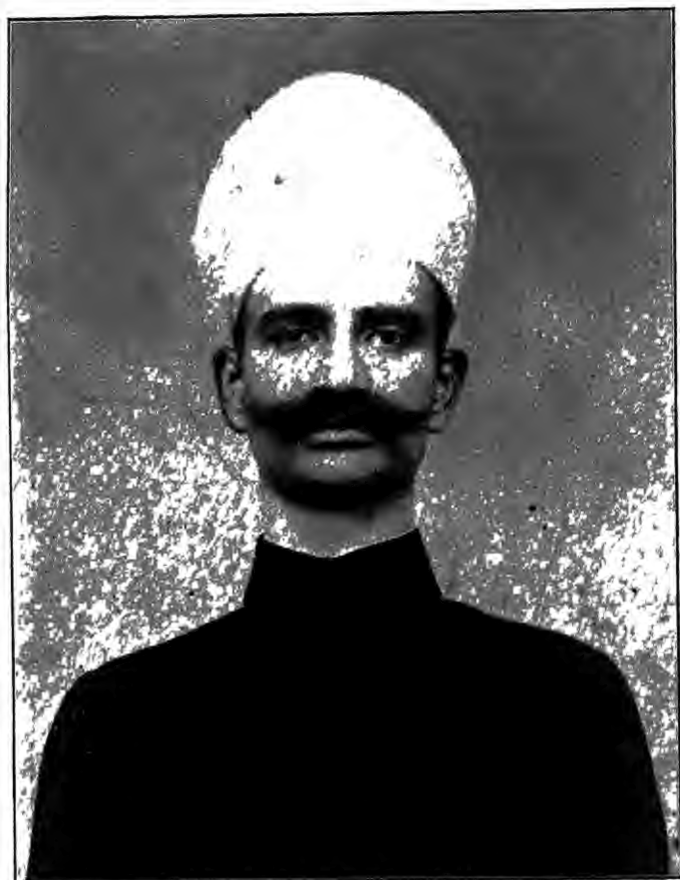
سنہ ۱۸۵۶ء میں بزمانہ قبضہ عظمت مدار سمستان کی جانب سے استعمال اقتدارات کوتوالی کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا اور گورنمنٹ آف انڈیا کے مشورہ کرنیکے بعد مسٹر بشی ریذیڈنٹ وقت نے راجہ کو اطلاع دی کہ سمستان کی کوتوالی اور انتظام سمستان خود راجہ ہی کے ذمہ ہیں جس طرح کہ عظمت مدار کے حق میں مخصوص کرنیکے قبل تھے سنہ ۱۸۵۷ء میں جبکہ دی گریٹ انڈین میوٹنی" (غدر عظیم ہندوستان) وقوع پذیر ہوا اسوقت یہہ راجہ کمسن تھا رانی وینکٹ لچھما کی قابل حکمرانی کی بدولت گدوال اپنے ہمسایہ سمستان شورا پور کے اس نقش قدم پر نہ چلا جو کہ سمستان شورا پور کے حق میں نہایت مضرت رساں ثابت ہوا سنہ ۱۸۶۰ء میں دوآبہ رائچور نظام کو واپس کردیا گیا اور رقم پیشکش گدوال بھی انہیں سے مختص کردی گئی سنہ ۱۸۶۴ء میں راجہ کے اقتدارات عدالتی کا مسئلہ اٹھایا گیا جس کا تصفیہ بحوالہ عملدرآمد سابقہ یہہ کیا گیا کہ راجہ کو بغیر کسی دست اندازی کے کامل اقتدارات دیوانی و فوجداری حاصل تھے (حالانکہ یہہ کہنا بیجا نہو گا کہ زمانہ ما بعد میں ان حقوق میں مختلف طریقوں سے دست اندازی کی گئی) اب بھی ہیں گے سنہ ۱۸۶۷ء میں تختہ جات طلب کرتے ہوئے منجانب عہدہ داران ضلع نے گدوال کے انتظامات مال میں دست اندازی کی کوشش کی لیکن جب یہہ معاملہ نواب سالار جنگ اول کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فوراً راجہ کو یہہ اطمینان دلایا کہ

اُنہیں (یعنی راجہ کو) حکومت نظام کے مقاصد کے متعلق کوئی خوف کرنیکی ضرورت نہیں جبتک کہ پیشکش کی رقم برابر ادا ہوتی رہیگی حکومت کو کسی اور چیز سے تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح استعمال اقتدارات عدالتی کے متعلق اسی سال یہ تصفیہ کیا گیا کہ حکومت نظام کے عہدہ داروں کو معاملات عدالتی متعلقہ سمستان گدوال میں بجز اسکے کہ بطریق تحریک یا مشورہ کے دست اندازی نہ کرنی چاہئے۔ راجہ کے دور حکومت میں اسٹیٹ شاداب و دولتمند ہو گیا لیکن قدیم حقوق کو کم کرنے میں حکومت نظام ایک حد تک کامیاب رہی۔ راجہ کی شادی تاڑی کنڈہ کی رانی لکشمی دیو ما سے ہوئی لیکن اُنہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی جسکی وجہ انہوں نے اپنے حقیقی بھتیجے وینکٹ (۱) ماریڈی کو متبنیٰ لیا جسکی تبنیت حکومت نظام سے بعہد حکومت نواب میر محبوب علیخان آصفجاہ سادس سنہ ۱۸۹۶ء میں زمانہ وزارت سر آسمانجاہ مرحوم منظور ہوئی اور اُن کے حق جانشینی کو تسلیم کرتے ہوئے خلعت و زیورات و لوازمات مقررہ سے مفتخر و ممتاز فرمایا گیا۔ راجہ رام بھوپال ثانی بتاریخ ۳۱/ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء راہی آنجہانی ہوئے۔ انکے بعد انکا جانشین انکا متبنیٰ فرزند راجہ سیتارام بھوپال راؤ ثانی (سنہ ۱۹۰۱ء تا سنہ ۱۹۲۴ء) ہوا۔ انکے زمانہ نابالغی میں اسٹیٹ کو زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز سرکار عالی لکشمی دیو ما کو ولی یا ایجنٹ قرار دیکر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں اسٹیٹ واگزاشت اور راجہ کے سپرد کر دیا گیا۔ اسی سال انہوں نے آدی لکشمی دیو ما (جو موضع انجال ضلع کرنول کے ایک مشہور و معزز خاندان کی لڑکی تھیں) سے کرلی۔ ہز اگزالٹیڈ ہائنس میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے انہیں "مہاراجہ" کے خطاب سے سرفرازی بخشی

مہاراجہ سیتارام بھوپال راؤ ثانی بتاریخ ۲/ مئی سنہ ۱۹۲۴ء بیگذاشت بیوہ مہارانی آدی لکشمی دیو ما اور دو دختر (۱) ورالکشمی دیو ما اور (۲) سری لکشمی دیو ما راہی آنجہانی ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں سمستان کورٹ آف وارڈز کی نگرانی سے واگذاشت ہوا (جو مہاراجہ آنجہانی کے انتقال کے بعد قائم ہوئی تھی) لیکن سرشتہ مال کی سرسری نگرانی پانچ سال کیلئے قایم تھی۔ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء میں ہز اگزالٹیڈ ہائنس نے اس نگرانی کو بھی برخاست فرمادیا اور مہارانی کے حق میں اپنے اسٹیٹ کے انتظام کیلئے کامل اختیارات عطا فرمائے۔



دیول کیشو سوامی
سمستان گدوال کی یہ مشہور و معروف دیول ہے۔
یہاں کی جاترا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوا کرتی ہے دور دراز
مقامات سے لوگ آکر شریک جاترا ہوا کرتے ہیں (صمصام شیرازی)



راحہ وحعاانارا ؤبہادر
راحہ سمسان پالوبحہ



راجہ پرتاب اپا راؤ صاحب
فرزند راجہ وجیا اپا راؤ بہادر
راجہ سمستان پالونچہ

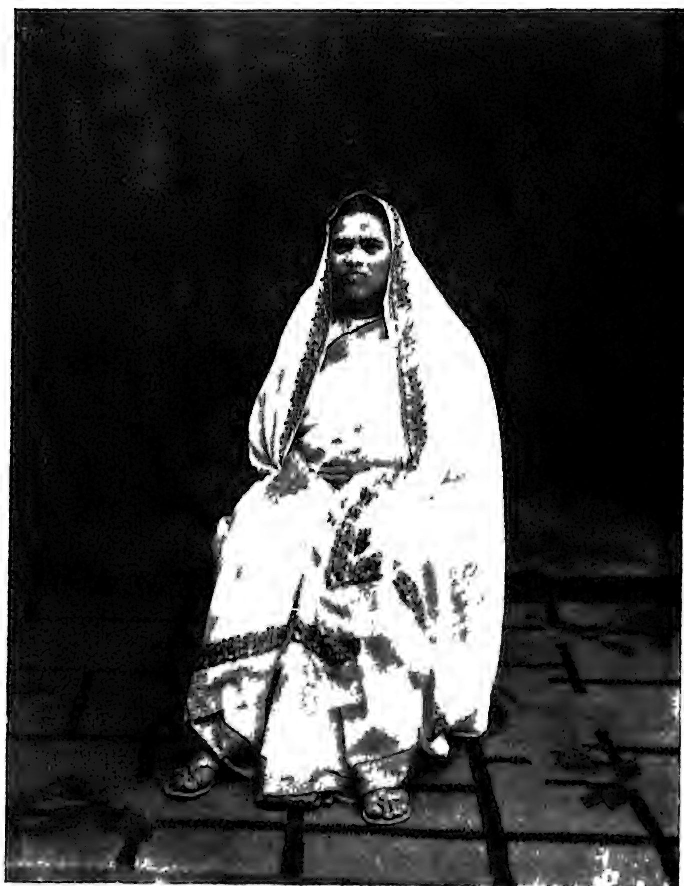
پالونچہ

یہہ سمستان اپنی تاریخی حیثیت کے لحاظ سے مملکت آصفیہ دکن میں ایک قدیم نوعیت رکھتا ہے۔ جس کی عام شہرت اسکی نمایاں خصوصیات کی وجہ سلطنت دکن کے ہر حصہ میں تاحال جس روشن طریقہ پر ہے اس کا انکشاف کرنا آفتاب کو شمع دکھاتا ہے۔ اس کے والی سمستان کے مورث اعلیٰ اپنا ایشورا و آنجہانی تھے۔ جن کو سند جاگیری سنہ ۱۳۲۴ھ میں امیر تیمور لنگ کی جانب سے عطا کیا جانا سٹلمنٹ رپورٹ اپر گوداوری علاقہ ناگپور بابتہ ۱۸۶۸ء مرتبہ کپتان گلاسفرڈس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس رپورٹ میں کپتان موصوف کا یہہ بیان بھی لکھا ہے کہ اس سابقہ اسناد وغیرہ ظفر الدولہ کی گردی میں مفقود ہوگئے۔ یہہ سمستان ہندو سلطنت ورنگل کے زمانہ سے قایم ہے جو والی سمستان کو سواری اسپ کے صلہ میں عطا ہوا تھا۔ من بعد میر نظام علی خاں آصفجاہ ثانی غفران مآب نے سنہ ۱۲۰۴ھ میں وینکٹ رام نرسہواں ایشوررا و کو اس کی سند جاگیری بشرط پانصد پیادہ عطا فرمائی۔ بعد ازیں بعہد وزارت نواب تراب علی خاں سر سالار جنگ مرحوم اول ہر دو اسناد سابقہ کے

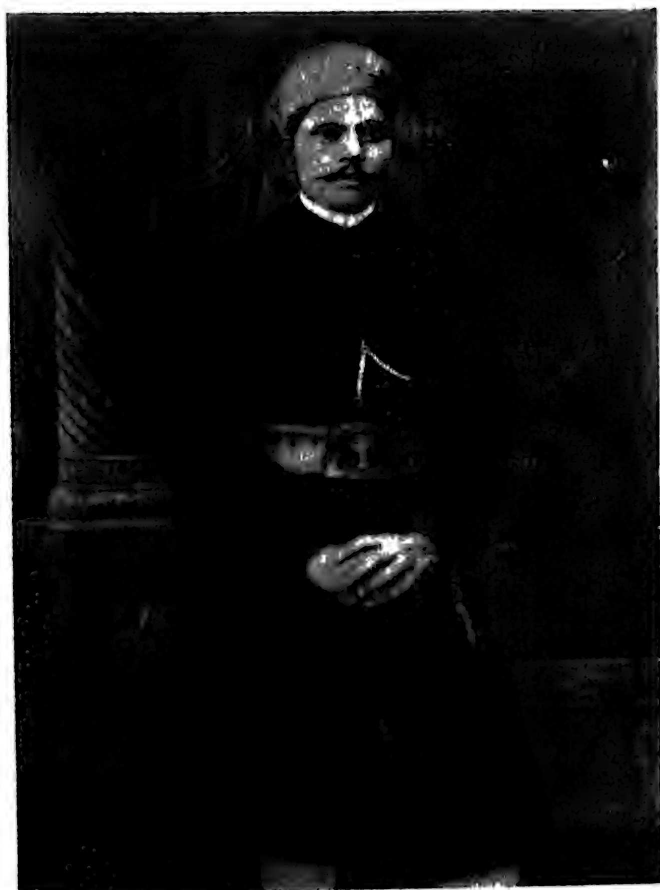
سلسلہ میں انکی نوعیت کی تبدیلی کے بعد اس خانوادہ کے ایک اعلیٰ رکن راجہ سیتارام چندر رائیشور راؤ بہادر کو بہ قرار داد پیشکش ؏ ۲ روپیہ سالانہ ۱۲۷۵ھ میں بطور مقطوعہ دائمی سند عطا فرمائی گئی۔ راجہ سیتارام چندر رائیشور راؤ بہادر سند حاصل کرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مقروض ہو کر اپنی معاش راما نجم مدلیار ساہو کے پاس رہن کر کے راہی انجہاں ہو گئے۔ اس کے بعد اُن کی والدہ وامرہ پہپی نرسمار اؤ بہادر قابض سمستان ہوئیں اسی زمانہ ۱۲۸۰ھ میں سرکار عظمت مدار و سرکار آصفیہ کے مابین تصفیہ حدود ہونے پر پٹیات بھدراچل دریک پلی سرکار انگلشیہ کے حوالے کئے گئے۔ چونکہ راجہ سیتارام چندر ائیشور راؤ بہادر کا قرضہ چھہ لاکھ روپیہ قرار پایا تھا۔ اس لئے اس کے دو حصے کئے گئے۔ ایک حصہ قرضہ یعنے تین لاکھ روپیہ کے معاوضہ میں سمستان ہذا کے دو پٹیات موسوم بہ پٹی طور و راما نجورم ۱۲۹۳ھ میں بعہد وزارت نواب سر سالار جنگ مرحوم اولیٰ بقرار داد پیشکش ؏ روپیہ دائمی طور پر بحقوق دیسمکھی بطور مقطعہ راما نجم مدلیار ساہو کے حق میں منتقل کئے گئے اور بقیہ تین لاکھ کی رقم خزانہ شاھی سے نقد ادا کر کے اسکی ادائی کے لئے باقیماندہ پٹیات نگرانی سرکار میں لے لی گئیں۔ رانی وامرہ پہپی نرسمار اؤ بہادر ۱۲۹۲ھ میں راہی آنجہاں ہوئیں رانی صاحبہ نے اپنی حین حیات میں نواسے کو اپنا جانشین کر کے اسکی منظوری بھی سرکار سے حاصل کرلی تھی راجہ پاردھا سارد ھی اپا راؤ بہادر نواسہ رانی صاحبہ آنجہانی جنکی جانشینی اپنی نانی کے زمانہ حیات ہی میں سرکار نے تسلیم کرلی تھی رانی صاحبہ کی وفات کے بعد خواہان وراثت ہوے تو سرکار عالی نے یہہ وعدہ فرمایا کہ سرکاری بقایا رقم جو سمستان کی جانب واجب الایصال ہے ادا کر دی جائے تو سمستان واگزاشت کر دیا جائیگا۔ چنانچہ بموجب اس تصفیہ کے راجہ صاحب موصوف نے سرکاری قرضہ ادا کر کے اوائل ۱۳۰۳ ف میں

سمستان پر قبضہ حاصل کرلیا۔ راجہ پادھا ساردھی اپاراؤ سوائی ایشور راؤ بہادر نے ابتداءً
جب بمقام قلعہ گولکنڈہ پیشگاہ حضرت غفرانمکاںؒ میں باریابی کا شرف حاصل کیا تو آپ خلعت
فاخرہ سے ممتاز فرمائے گئے تھے اور من بعد بتقریب چہل سالہ سالگرہ مبارک حضرت غفرانمکاںؒ
(محبوب سرفرازونت) کے معزز خطاب سے بھی آپکی قدرافزائی فرمائی گئی۔ راجہ محبوب
سرفرازونت کے دو صاحبزادے (۱) راجہ ناریا اپاراؤ (۲) راجہ وینکٹ رامیا اپاراؤ
تھے۔ راجہ وینکٹ رامیا اپاراؤ جو کہ آپ کے فرزند خورد تھے لاولد فوت ہوئے اور راجہ
ناریا اپاراؤ فرزند کلاں کے تین صاحبزادے (۱) راجہ وجیا اپاراؤ (۲) راجہ پرتاب اپا
راؤ (۳) راجہ وینکٹ نرسہوان اپاراؤ اور ایک دختر تھی۔ صاحبزادگان اول و دوم اپنے
والد کے حین حیات ہی میں راہی آنجہاں ہوے اور راجہ محبوب سرفرازونت بہادر
۳۹ سال کی حکومت کے بعد ۷۳ سال کی عمر میں ۱۳۴۲ف کے آخر کو بگزاشت سہ
نبیرگان و یک نبیری راہی آنجہاں ہوے۔ راجہ محبوب سرفرازونت آنجہانی کے
بعد اُنکے نبیروں میں سے نبیرہ کلاں اسوقت سمستان مذکور پر قابض و متصرف ہیں اور نبیرۂ
ثانی کو حسب ضرورت و قاعدہ قدیم دوسرے خاندان لاولد میں متبنیٰ لیا گیا ہے و نیز نبیرۂ
ثالث بموجب تختہ ضمیمہ (ب) مصدقہ محکمہ نظامت عطیات گذارہ یاب ہیں حالیہ قابض سمستان
کا نام نامی راجہ وجیا اپاراؤ سواعی ایشور راؤ بہادر ہے۔ اس وقت آپکی عمر (۲۲) سال کی
ہے۔ آپ اُردو و تلنگی اور انگریزی سے بخوبی واقف ہیں انتظامی مادّہ آپ میں بدرجۂ اتم
موجود ہے۔ آپ اپنے سمستان کے کاروبار کو باحسن الوجوہ انجام دیتے ہیں۔ آپکو ایک فرزند
اور ایک دختر ہے۔ آپکے فرزند کا نام راجہ پرتاب اپاراؤ ہے جو اسوقت بارہ سال کی
عمر رکھتے ہیں اور جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ اس سمستان کو شعبہ عدالت کے لحاظ سے ضلع کے اختیارات

بھی حاصل ہیں اور مثل ملک سرکار عالی کے یہ سمستان بھی اپنی تنظیم و تشکیل میں دفاتر عدالت، مال، لوکلفنڈ، محبس، کوتوالی، جنگلات، تعلیمات، طبابت و تعمیرات پر مشتمل ہے۔ اس سمستان کا کل رقبہ تقریباً (۱۶۰۰) مربع میل ہے۔ جس کا موجودہ محاصل بشمول جنگلات وغیرہ تخمیناً ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہے یہاں کی مردم شماری (۶۵۰۰۰) ہے اور سی لیویل (۳۰۰) یا (۳۵۰) فٹ کے درمیان ہے۔ یہاں پالونچہ و ایشوراؤپیٹھ مشہور مقامات ہیں۔ چنانچہ اس مقام سے قریب ہی ملوخر دمیں بمقام بھدراچل سری رام چندرجی کا میلہ بھرتا ہے اس موقع پر ہزاروں زائرین دیگر ممالک و دور دراز سے بھی آیا کرتے ہیں ذرائع آبپاشی میں تالاب تلی پاک مشہور ہے یہاں سرکار عالی کی جانب سے کھمم۔ ایشوراؤپیٹھ، یلند و تابورگم پہاڑ پختہ سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں۔ ان نو تعمیر شدہ سڑکوں پر موٹر بس بھی جاری کر دیگئی ہے۔ پالونچہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ریلوے اسٹیشن بھدراچل روڈ کے نام سے موسوم و قایم ہے جسکی وجہ آمد و رفت میں بہت بڑی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے صاحب تذکرہ راجہ وجیا بارا ؤ صاحب موجودہ والی سمستان پالونچہ نہایت مدبر، سیاس، صاحب فراست، حلیم الطبع، غربا پرور اور شریف شناس واقع ہوے ہیں۔ آپکی سادہ مزاجی سے مملکت دکن کا ہر کہ و مہ اچھی طرح واقف ہے۔ غرضکہ آپکی ذات والا صفات ہمہ گیر خوبیوں کی دارا ہے۔



رانی رنگ دا لکما صاحبہ (سمسداں گوپال لٹھہ)



راجہ جگدال راؤ صاحب آدھیاپی (سابق راجہ سمستان گدوال [illegible])

گوپال پیٹھ

یہہ سمستان ضلع محبوب نگر کے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے جو آج تین سو سال پیشتر یعنے ۱۲۱۰ف میں راجہ زنگا ریڈی صاحب کو عطا ہوا یہہ سمستان مستثنی پیشکش گزار ہے۔ اس کے (۳۶) دیہات تعلقہ ناگر کرنول میں اور (۳) دیہات مقطعہ جات تعلقہ کلواکرتی میں ہیں۔ اس کا دار الحکومت قصبۂ گوپال پیٹھ ہے۔ پہلے اس کا نام لیاٹہ ولی تھا بعد میں راجہ گوپال راؤ بہادر نے اس کو آباد کر کے اپنے نام نامی سے موسوم کیا۔ اس سمستان کے مشرق میں سمستان جٹپول و سمستان ونپرتی مغرب میں سمستان ونپرتی و سڑک کرنول شمال میں سرحد تعلقہ ناگر کرنول اور جنوب میں سمستان جٹپول واقع ہے۔ اس کا رقبہ (۱۶۹) میل مردم شماری (۲۱۴۶۶) نفوس اور محاصل تقریباً سوا لاکھ روپیہ ہے۔ اس میں کوئی بڑی ندی نہیں ہے۔ البتہ تین بڑے نالے ہیں۔ (۱) توم کنٹہ واگو (۲) تاٹ پرتی واگو اور (۳) رائن پلی واگو۔ یہہ تینوں نالے دریائے کرشنا میں جا ملتے ہیں۔ توم کنٹہ واگو سے ایک نالہ تالاب

تو م کنٹہ میں پانی جانیکی غرض سے نکالا گیا ہے۔ جس کو (۵۰) فٹ مرتفع پہاڑ پر ڈھائی میل تک چڑھا دیا گیا ہے۔ اسکو دیکھنے والا زمانہ قدیم کے فن تعمیر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا علاوہ ان نالوں کے (۶۰) تالاب (۱۰۲) کنٹے اور (۷۹۲) باؤلیاں واقع ہیں۔ جاترائے کیسم پیٹھا کو نڈا اور راماسوامی کے علاوہ سری وینکٹ ایشورا سوامی کی جاترا بھی موضع دیول ترملا پور میں ہوتی ہے جسمیں تقریباً دس ہزار روپیہ کی تجارت ہوتی ہے۔ ماہرین صنعت وحرفت و کاریگران مختلف النوع وفن داں افراد اس سمستان میں موجود ہیں۔ یہاں ریشمی و سوتی پارچہ جات اور بہترین کمبل۔ زیورات طلائی و نقروی ظروف مسی و نقروی تیار ہوتے ہیں۔

راجہ رنگا ریڈی صاحب کے بعد سلسلہ بہ سلسلہ آرینا ویسائی و ہنمنت ریڈی و راجہ وبسب راؤ وسوائی ہنمنت ریڈی و راجہ دیورا ؤ بہادر و راجہ گوپال راؤ و راجہ نرسنگ راؤ و راجہ رام کرشنا راؤ و راجہ رامچندر راؤ اور راجہ لچھما راؤ اس سمستان کے حکمراں رہے راجہ لچھما راؤ آنجہانی کے بعد اُن کی زوجہ رانی کیسائی حکمراں رہیں۔

رانی کیسائی صاحبہ آپ نے اپنے دور حکومت میں موضع بجر پلی (کیسم پیٹھا) کو اپنے نام نامی سے موسوم کرکے وہاں ایک دیول "سری وینو گوپالا سوامی" تعمیر کرائی جس کی جاترا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہر سال ماہ چیت میں ہوا کرتی ہے اس جاترا میں خزانہ سمستان سے صدہا روپیہ خیرات دیجاتی ہے۔ اس دیول کا خرچ سالانہ صدہا روپیہ ہے اور جاترا میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی تجارت ہوتی ہے۔ دور دراز مقامات سے زائرین و تجار آتے ہیں۔ ان لوگوں کے آرام و آسایش کے لئے ایک وسیع اور پختہ باؤلی کی بھی تعمیر ہوئی ہے۔ رانی کیسائی صاحبہ نہایت مخیر اور نیک صفات

کی حامل تھیں۔ ان کے متبنیٰ فرزند راجہ وینکٹ گوپال راؤ تھے۔

راجہ رامیشور راؤ اولی سمستان ونپرتی نے اس سمستان پر بتاریخ ۲۱/ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۹ھ چڑھائی کی اور تمام ملک و املاک و اسنادات غارت کئے ان کو اور ان کے فرزند وینکٹ گوپال راؤ کو مقید کر رکھا اور سمستان کو اپنے قبضہ میں لے لیا اس اثناء میں رانی صاحبہ نے انتقال کیا اور بعد دریافت و تحقیقات مقدمہ کا انفصال عمل میں آیا اور حسب الحکم نواب سر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک مرحوم سمستان بحق راجہ وینکٹ گوپال راؤ بہادر مسترد کرا دیا گیا اور سنہ ۱۲۶۶ف م سنہ ۱۲۷۴ھ میں سند جدید عطا ہوئی

راجہ وینکٹ گوپال راؤ

آپ بہت دلاور اور سیّاح تھے۔ زمام حکومت ہاتھ میں لئے ہوئے ابھی چار پانچ سال بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ پیک اجل آ پہنچا۔ آپکے انتقال کے بعد آپکی زوجہ رانی لچھمی زرسائی بہ منظوری سرکار حکمراں ہوئیں۔

رانی لچھمی زرسائی

آپ نہایت مخیر، رحمدل اور غربا پرور رانی تھیں۔ آپکے زمانہ میں سخت قحط رونما ہوا تو آپنے غرباکی پرورش کے لئے کارہائے تعمیر کا اجرا فرمادیا۔ حاملہ عورتوں کو دوھری مزدوری تقسیم کروائی۔ غلہ دیگر مقامات سے فراہم کر کے معذوروں اور محتاجوں میں مفت تقسیم کرایا۔ اپنے قیام کیلئے بیرون آبادی ایک بنگلہ تعمیر کرایا۔ تالابوں کی توسیع کرائی۔ الحاصل یہہ کہ کارہائے تعمیرات میں رفاہ عام کو پیش نظر تقریباً ایک لاکہہ روپیہ صرف کیا۔ تالاب تاڑپرتی کو اپنے نام نامی پر "لچھمی سمندرم" سے موسوم کیا اور تالاب جگت پلی کو اپنے متبنیٰ فرزند راجہ جگپال راؤ بہادر کے نام نامی "جگپال سمندرم" سے موسوم فرمایا۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۹۶ھ میں ہوا تو سمستان راجہ جگپال راؤ بہادر کے نام وراثتاً منظور رہا۔

راجہ جگپال راؤ بہادر

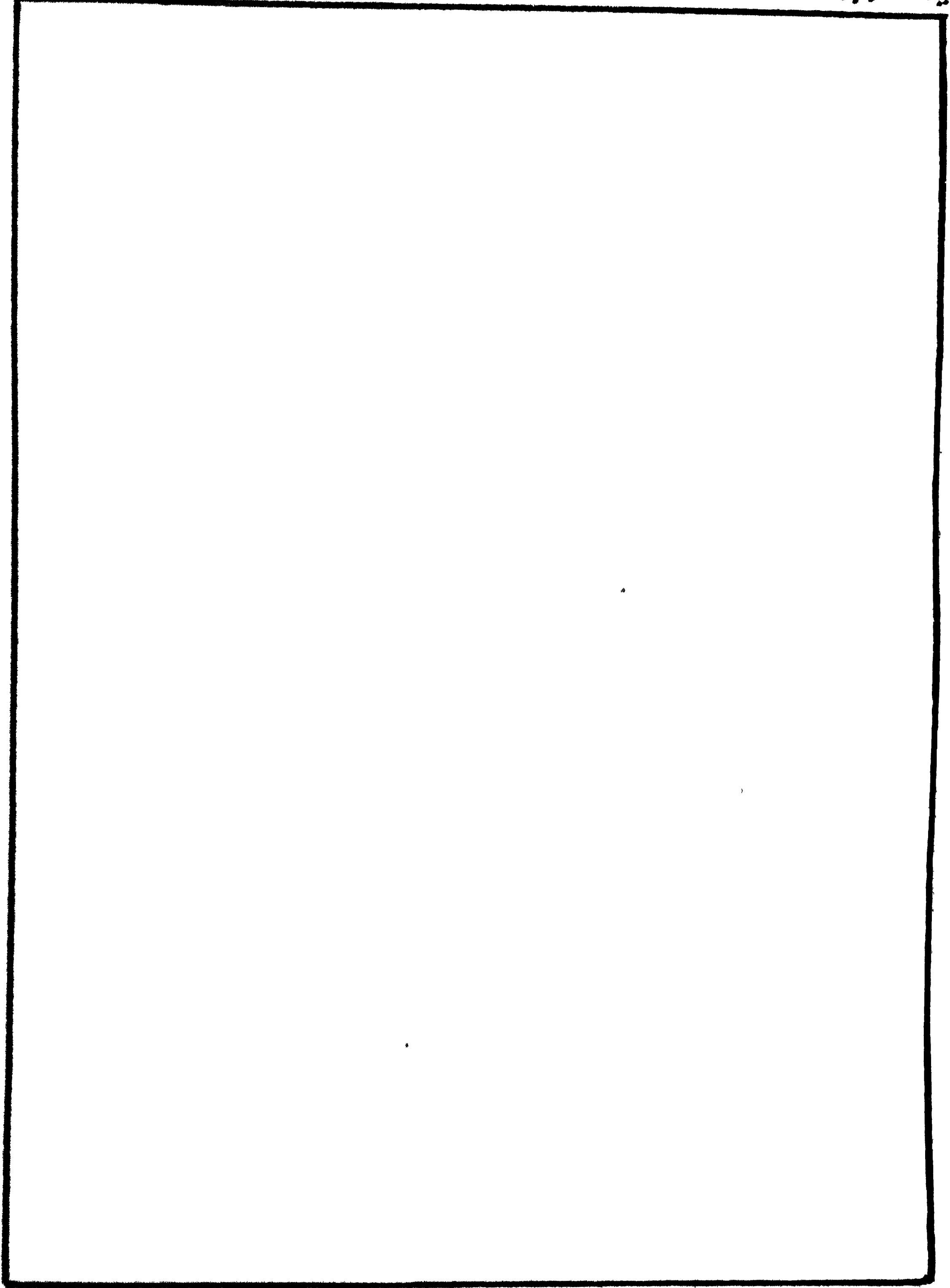
آپ بعمر سہ سالگی رانی لچھمی نرسائی زوجہ وینکٹ گوپال راؤکی تبنیت میں لئے گئے۔ آپکی تعلیم و تربیت لایق اتالیقوں سے ہوئی۔ تلنگی اور اُردو کے علاوہ فارسی میں بھی ممتاز تھے۔ آپ کی شادی رانی نائکما سے ہوئی فصل و خصومات کا کام آپ اپنی ذات سے کرتے تھے۔ اور بڑے خداترس روشن خیال، بے تعصب و مخیر و فیاض راجہ تھے۔ آپ کے در دولت پر ہر وقت فقرا، و مساکین کا مجمع رہتا تھا۔ کوئی حاجتمند آپ کی آستان فیض رسان سے نیل و مرام واپس نہیں ہوتا تھا۔ آپکی رحمدلی اور ہمدردی کا یہہ عالم تھا کہ اگر آپکی رعایا یا ملازمین میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اسکی ہردم خبر گیری کرتے اور ضروری امداد پہنچاتے ہمیشہ بنی نوع انسان کی ہمدردی کو اپنا فرض عین سمجھتے۔ ہر سال ہزاروں غربا، کو بلا امتیاز مذہب و ملت بہ ادائے نیازات کھانا کھلایا کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں بمقام گوپال پیٹھ جامع مسجد تعمیر کرائی گئی۔

آپنے تقریباً (۴۵) سال کی عمر میں بعد وصیت بعلالت ضیق النفس بتاریخ ۱۵/ اردی بہشت ۱۳۲۱ف داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپکے بعد آپکی اہلیہ رانی رنگ نائکما صاحبہ (موجودہ والیہ سمستان) کے نام پیشگاہ خسروی سے وراثتاً سمستان بحال و منظور رہا۔

رانی رنگ نائکما صاحبہ

آپ اپنی زبان مادری (تلنگی) کی نوشت و خواند میں کافی مہارت رکھتی ہیں۔ انتظام سمستان بذات خود فرماتی ہیں بلا ناغہ روزانہ دربار کرکے رعایا کی شکایت خود سماعت فرما کر انکی داد کو پہنچتی ہیں۔ بیحد رحمدل، سخی اور بے تعصب رانی ہیں۔ بلا امتیاز مذہب و ملت آپکے در دولت پر حاجتمندوں کا ہجوم رہتا ہے۔ انتظامی امور سے فارغ ہونیکے بعد ہمیشہ پوجا پاٹ میں

مصروف رہتی ہیں۔ علاوہ روزمرہ کی خیر خیرات کے ہر موسم گرما میں اپنے مستقر پر ایک محتاج خانہ بھی قایم فرماتی ہیں جسمیں غربا و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ آپ نے اخراجات عرس درگاہ سید شاہ شریف و یوسف شاہ شریف کیلئے سالانہ (لعہ) روپیہ کا معمول مقرر فرمایا ہے۔ جامع مسجد گوپال پیٹھ کا انتظام اور موذن کا تقرر آپنے فرمایا۔ غریب رعایا کے شیر خوار بچوں کے لئے دودھ اور مسکہ کی تقسیم کا انتظام بھی آپنے بطور خاص فرمایا ہے لاکھوں روپیے آبپاشی اور تعمیرات پر صرف کئے ہیں۔ سڑکیں بنوائی ہیں۔ دواخانہ اور مدرسہ کی عمارتیں بصرفہ (عسہ) ہزار نیز دھرم سالہ و ڈاک بنگلہ تعمیر کرایا ہے۔ کیسم پیٹھ میں مسافرین کے آرام و آسایش کیلئے ایک دھرم سالہ اور پختہ باؤلی تعمیر کرائی ہے مستقر گوپال پیٹھ میں تین وسیع اور خوبصورت باغ لگوائے ہیں جنمیں انواع و اقسام کے پھل اور پھول کے درخت ہیں اور اُن سے عوام الناس فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک گرنی چاول کی بھی آپنے قایم فرمائی ہے تاکہ رعایا کو عمدہ چاول بسہولت مل سکیں آپکے پیش نظر ہر وقت رعایا کی فلاح و بہبودی رہتی ہے۔ آپ ایک خدا ترس، غریب پرور، ہر دلعزیز، خوش خصلت، بلند ہمت، ملک کی بہی خواہ اور مالک کی وفادار ہیں مستقر گوپال پیٹھ میں آپ نے دیول سری کو دنڈراما سوامی قایم فرمایا جس کی جاترا اور اوچھو کے اخراجات ایک طرف برداشت کرتی ہیں تو دوسری طرف جامع مسجد گوپال پیٹھ کی روشنی کا خرچ۔ اپنے سمستان کا بندوبست بھی سرکار سے کرایا ہے اور ریلاورم میں ایک پراجکٹ تیار فرمایا ہے جسکے تحت سینکڑوں ایکر خشکی تری ہوتی ہے مختصر یہ کہ آپ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک رعایا نواز اور غربا پرور رانی میں ہونی چاہئیں۔





راحہ کنورد ولب سنگہ بہاد را ںھا ی

راحہ سمسداں کولاس



راجہ کنور رتن سنگھ بہادر آنجہانی
برادر راجہ کنور دولت سنگھ بہادر آنجہانی
راجہ سمسداں کولاس

کولاس

راجہ دولت سنگھہ گوڑ ان کے سلسلہ نسب اور خاندانی حالات اگر بالتفصیل قلمبند کئے جائیں تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب بن جائیگی اس لئے ہم نہایت اختصار کیساتھ انکا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں ان کے اسلاف عالی وقار نے اگر ایک طرف شاہان مغلیہ اور شاہزادگان شاہجہاں کے باہمی محاربوں اور مجادلوں میں اپنی تلوار کے جوہر دکھلائے اور داد شجاعت و مردانگی حاصل فرمائی ہے تو دوسری طرف تقریباً اسی زمانہ میں اسکی دوسری شاخوں نے حضرت آصفجاہ اوّل کے ہمرکاب رہکر دکن میں فتح کا ڈنکہ بجایا ہے۔ جن کے زرّین کارنامے اکثر تواریخ ہند مثلاً مآثرالامرا، پادشاہ نامہ و تاریخ ہند مولفہ شمس العلماء ذکاءاللہ وغیرہ میں درج ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سرزمین ماڑواڑا اور میواڑا اقوام راٹھور اور سسودہ کے قبض و اقتدار میں آنے سے قبل راجہ بہتلداس کے خاندان میں تھی۔ مگران اقوام کے غاب

آنیکے بعد بعض پرگنے باقی رہ گئے۔ راجہ بہٹلداس کے والد راجہ گوپال داس ۱۰۳۷ھ میں قلعداری آسیر سے سرفراز تھے اور بعد تخت نشینی شاہجہاں منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار و خطاب راجگی و علم و اسپ و زین نقرہ و فیل و نقد تیس ہزار سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ ان کے چھہ فرزند (۱) بہٹلداس (۲) بلرام (۳) منوہرداس (۴) اجے چند (۵) گردھرداس اور (۶) بھرویش جی تھے۔

راجہ بھٹلداس ۱۰۳۸ھ تا ۱۰۴۴ھ راجہ ججھار سنگھ بندیلہ کی گوشمالی۔ خان جہاں لودہی کا تعاقب۔ ملک نظام الملک کی تخریب اور حوالی دھولپور کی معرکہ آرائی کے صلہ میں باضافہ پانصد سوار و نقارہ سرفراز ہوئے۔ مگر یہہ ہمیشہ قلعداری سے سرفراز ہونیکے آرزومند تھے کیونکہ بغیر اس کے راجپوتوں میں راجگی کی عزت نہیں سمجھی جاتی۔ چنانچہ آپکی اس ذاتی محنت، جانفشانی و جفاکشی کے سبب جو جنگ حوالی دھولپور میں ظاہر ہوئی بارگاہ شاہجہاں سے بتاریخ ۲۲ رمضان ۱۰۴۰ھ قلعداری رنتھبور (جو ہندوستان کا ایک زبردست قلعہ مانا جاتا ہے) سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ بارگاہ خسروی کے بندگان معتبر سے تھے۔ عید الفطر ۱۰۴۲ھ میں فوجداری اجمیر سے سرفراز ہوئے زاں بعد قلعدار اکبرآباد ہوئے۔ نیز ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۹ھ ان تمام معرکوں میں شریک رہے۔ بلخ و بدخشان کی مہم۔ ساہوجی سے مقابلہ۔ قزلباشوں کے مقابلہ میں قلعہ قندھار کا محاصرہ اور وہ جنگ جو مہاراجہ جسونت سنگھ اور سلطان محمد اورنگزیب کے درمیان ۱۰۶۹ھ میں بمقام اجین ہوئی۔ آپکے تین فرزند راجہ انرودہ، ارجن و بھیم کو دربار شاہجہاں کی حضوری کا شرف حاصل تھا اور چوتھے ہرجس (جو ہرداس کے نام سے بھی مشہور تھے) عہد عالمگیری میں اعزاز و مناصب سے سرفراز تھے۔ ان کے علاوہ گردھرداس اور خرد

راجہ بہتلداس بھی عنایات شاہانہ سے ممتاز رہے ہیں چنانچہ سنہ ۱۰۴۴ھ میں جھبار سنگھ بندیلہ کے قتل ہونے اور قلعہ جھانسی کی تسخیر کے بعد آپ وہاں کی قلعداری سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۰۵۷ھ سنہ جلوس ۲۲ میں اضافہ منصب سے سرفراز اور عہد عالمگیری میں سرگرم خدمات رہے ہیں۔

راجہ انرودھ سلیمان شکوہ کی ہمراہی میں شجاع کیساتھ جنگ میں شریک ہو کر سخت زخمی ہوئے اور سنہ ۱۰۶۱ھ سنہ جلوس ۱۶ شاہجہاں میں اصل و اضافہ منصب ہزاری و پانصدی و ہزار سوار سے اور سنہ جلوس ۲۴ میں علم اور اپنے والد کی وفات کے بعد قلعداری رنتھمبور سے سرفراز ہوئے اور ساتھ ہی اورنگ زیب عالمگیر کی ہمراہی میں مہم قندھار پر روانہ ہوئے۔ جب سلطان سلیمان شکوہ شجاع کے مقابلہ میں بھیجے گئے تو منصب سہ ہزاری و پانصدی، سہ ہزار سوار، دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفراز ہو کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ایک بھائی ارجن ۲۲/رجب سنہ ۱۰۶۸ھ کے اس معرکہ میں جو راجہ جسونت سنگھ اور اورنگ زیب کے درمیان ہوا تھا کام آئے اور دوسرے بھائی بھیم معہ شیورام ۷/رمضان سنہ ۱۰۶۸ھ کے اس معرکہ میں جو اورنگ زیب اور دارا شکوہ کے مابین اکبر آباد سے دس کروہ کے فاصلہ پر بمقام راجپور ہوا تھا کام آئے ان ہردو کے تذکروں سے تواریخ کے صفحات مملو ہیں لیکن ہم نے اجمالی طور پر ان کے واقعات کا ذکر کیا ہے۔ الحاصل یہ کہ برٹش انڈیا میں آجتک بھی اس خاندان میں اگلے کے اعزاز اور جاگیرات (مثلاً راج گڈھ وغیرہ) بحال ہیں۔

اس مختصر سے تذکرہ کے بعد اب ہم راجہ صاحب کولاس کے ان مورثان سلف کے تذکرہ کا آغاز کرتے ہیں جو تقریباً انہی دنوں دکن میں اپنے کارہائے نمایاں کیوجہ سرفراز

ہوے اور وابستگان خاص کا مرتبہ حاصل کیا (لیکن تحقیقات وراثت کولاس میں فریقین نے بوجہ نزاع باہمی ایک دوسرے کو گلے لگا نیسے انکار کرکے اس سلسلہ کو مہمل بنا دیا ہے)۔ چنانچہ دکن کے ان صدہا معرکوں میں جو حضرت آصفجاہ اول کے استحکام سلطنت کیلئے ضروری تھے راجہ گوپال سنگھ بہادر گوڑ حضرت ممدوح کے ہمراہ بہ حیثیت فاتح وارد دکن ہوے۔ اپنے خونی جوش اور خاندانی شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ یہاں تک کہ ۱۱۳۷ھ میں دکن پر خود مختارانہ پرچم آصفی لہرا دیا۔ اور نواح برہان پور میں امیر الامرا کی فوج کو شکست دی۔ اس کے بعد عالم علی خاں نائب دکن کو زیر کیا۔ جب آصفجاہ اول دکن واپس ہورہے تھے تو مبارز خاں کو جو آپ کا نائب تھا بمقام شکر کھیڑا اس کی بدعہدی کا مزہ چکھایا۔ اور اس کے صلہ میں قلعداری قندھار۔ کولاس و ماہور سے سرفراز ہوے قلعہ کولاس بزمانہ فرمانروائی جمشید قلی قطب شاہ بہ مشورہ جگدیو راؤ نایک واڑی ۹۵۱ھ و ۹۵۲ھ کے درمیان صرف ایک سال میں تعمیر ہوا ہے۔ اب دور عثمانی کے فیوض و برکات سے یہ مقام لب سڑک آگیا ہے جو دار السلطنت حیدرآباد سے شمال مغربی جانب ۱۱۰ میل کے فاصلہ پر سلسلہ بالا گھاٹ سے ملحق بہ حالت کس مپرسی بے یار و مددگار کھڑا ہے۔

راجہ اجے چند گوڑ اپنے والد راجہ گوپال سنگھ کے بعد بعہد نواب نظام علی خاں آصفجاہ ثانی بمقابلہ افواج مرہٹہ بہت سے کارنمایاں کرکے مورد الطاف شاہانہ ہوے۔ چنانچہ ۱۱۷۷ھ کے آخری معرکہ راکس بھون میں بوجہ طغیانی (گنگا) جبکہ فوج شاہی کے دو ٹکڑے ہوگئے تھے اور اعلیحضرت نواب نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی ایک حصۂ فوج کیساتھ دریا عبور فرما چکے تھے۔ راگھو راؤ پیشوا نے



راجہ کنور شیودان سنگھ صاحب
فرزند اکبر راجہ کنور دولت سنگھ بہادر آنجہانی
راجہ سمستان کولاس



راجہ کنور جگت سنگھ صاحب
فرزند اصغر راجہ کنور دولت سنگھ بہادر راٹھہائی
راجہ سمستان نولاس

اسّی ہزار دلاوران مرہٹہ کی سرکردگی میں راجہ کی فوج پر بڑی بے جگری سے ٹوٹ پڑا حضرت آصفجاہ ثانی دریا کے اُس پار کھڑے حالت جنگ ملاحظہ فرمارہے تھے۔ (چونکہ دریا طغیانی پر تھا اس لئے کوئی مدد نہ فرما سکتے تھے۔) راجہ اجے چند نے اپنی قلیل التعداد فوج سے حملہ آور کی فوج میں وہ ہلچل مچادی کہ تاریخ دکن اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ راجہ جوش شجاعت میں اندھا ہو رہا تھا۔ لیکن افسوس کہ اسقدر عزم راسخ کے باوجود فتح کا ڈنکا نہ بجا سکا اور بالآخر میدان جنگ میں دونوں ہاتھوں میں تلوار لئے لڑتے ہوے کام آیا۔

تاریخ ہندوستان۔ مولفہ گردھاری لعل مطبوعہ ۱۸۵۱ء میں اس واقعہ کو منظوم کرکے سراہا گیا ہے جس کے چند اشعار ذیل میں بغرض تفنن طبع ناظرین درج کئے جاتے ہیں۔

سر راجپوتان شہامت نشان		قلعدار قندھار گوپال سنگ
بسے فرق کف ریر باد داد		پس آنگہ فتادہ بمیدان جنگ
بہ پہلوے راجہ بہادر بفور		چناں ضرب آمد بہ تیر و تفنگ
کہ جان را بکار خدا و ند خویش		سپردہ بجان آفرین بے درنگ
ہمہ فوج و بنگاہ تاراج شد		زراکس بھون تا بمیدان جنگ
ز طوفان باد حوادث برفت		بسا کشتی عمر در بحر گنگ
بسا نیکہ از جان امان یافتند		بجستند بیروں ز کام نہنگ

اس معرکہ میں راجہ پرتاب ونت بہادر بھی گولی کے صدمے سے ہلاک ہوے اور اُنکا بھتیجا نانکداس بھی کام آیا۔ تاریخ کولاس مولفہ سردار رام سنگھ جو مطبع ہذا میں زیر طبع ہے اس علو ہمتی کی نسبت جو راجہ اجے چند گوڑ نے ثابت کر دکھائی یہ مرقوم ہے کہ "اگر راجپوتوں

میں مردانہ قوت مرنیوالوں کا ماتم رواج پذیر ہوتا تو تعداد مقتولین کے دیکھنے سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس میں ایک ہی روز دردانگیز کہرام نہ مچتا۔

راجہ پدم سنگھہ گوڑ اپنے والد راجہ اجے چند گوڑ بہادر کے معرکہ راکس بھون میں کام آنیکے بعد تمام خدم و حشم، علم و نقارہ کے علاوہ پرگنہ احمد پور کے دیہات سے بھی سرفراز ہوے اور لشکر شاہی میں شریک رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہان سلف کو اس خاندان کے جان نثاروں پر اس قدر بھروسہ تھا کہ طلایہ اور ہر قسم کا حزم و احتیاط اور فوج شاہی کی کامل نگرانی بھی انہیں کے سپرد تھی چنانچہ نواب نظام علیخاں بہادر نے آپکے باپ دادا کی جان نثاریوں اور خود آپکی بہادرانہ کارگذاریوں کے صلہ میں جو آپنے معرکہ ہائے باداجی سرپرنگ پٹن۔ قلعہ ہاے جگتیال، نرمل و کھڑلہ میں دکھلائیں تھیں قلعداری و جاگیرداری کو لاس سے مفتخر فرمایا۔

۱۱۸۸ھ کے اس معرکہ میں جو راگھو راؤ کے دوسرے حملہ سے متعلق ہے آپ نے راگھو راؤ کو متواتر ایک سال کی جانفشانیوں کے بعد شکست فاش دیکر ایک طرف تو اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا تو دوسری طرف یہہ ثابت کر دکھایا کہ اُن سا جان نثار آج تاج آصفی میں دوسرا نہیں (اس معرکہ میں لعل کبیری سنگہ راجہ قندھار بھی شریک تھے) ہر دو راجگان فتح و نصرت کا ڈنکہ بجاتے ہوے واپس ہو کر فتحیابی کی نذریں گذرانیں۔ سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت فرما کر بندگانعالی نے گھر جانیکی اجازت دی۔ بعد واپسی وطن راجہ پدم سنگھ گوڑ نے قلعہ کی مرمت کرائی اور اپنے لئے ایک عالیشان محل تعمیر کرایا جو آج بھی اپنی بیکسی پر نالاں اور مٹنے والوں کا مرثیہ پڑھتا دکھائی دیتا ہے۔

قلعہ کی شرقی اور غربی گھاٹیوں کو شکارگاہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ چنانچہ ۱۱۹۵ھ میں

جب بندگانعالی کو اس شکارگاہ اور اس کی پر فضا سینری کا علم ہوا تو خود بدولت نے راجہ کو اپنے رونق افروز کولاس ہونیکی اطلاع دی۔ راجہ نے شانتاپور کی گھاٹیوں میں شکار کا معقول انتظام کیا۔ بعد سیر و شکار راجہ نے اقربا کی نذریں گذرانیں جو قبول فرمائی گئیں اور بوقت مراجعت رانی کو ایک دستبند عطا فرمایا گیا۔ اس پر فضا سینری سے بندگانعالی کچھہ ایسے محظوظ ہوے کہ دوسرے سال ہی یعنے ۱۱۹۶ھ میں دوبارہ رونق بخش کولاس ہوے راجہ نے اس مرتبہ بھی نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے انتظام کیا۔

کنور نرندھر سنگھہ المخاطب راجہ سوائی پدم سنگھہ

بعد انتقال راجہ پدم سنگہ ان کے فرزند کنور نریندر سنگہ اپنے باپ کے جانشین ہوے۔ قلعہ بادامی کی تسخیر میں وہ جان توڑ معرکہ آرائی کی کہ ان کی دلیرانہ صلاحیت سے محظوظ ہوکر بندگانعالی نے ان کو بہ نظر تبسم ملاحظہ فرمایا اور راجہ پدم سنگہ سے مخاطب ہوکر فرمایا "پدم سنگہ تمہارا بیٹا تم سے سوائی ہے۔ آج سے اس کو سوائی پدم کہنا چاہئے۔" راجہ نے سرفرازی خطاب کی نذر گذرانی جو قبول ہوئی اور پاندان خلعت مرحمت ہوا۔

راجہ نین سنگھہ

راجہ سوائی پدم سنگہ بعہد حضرت آصفجاہ رابع راہی آنجہاں ہوے تو ان کے فرزند کنور لچھمن سنگہ مسند نشین ہوے لیکن بہت جلد انہوں نے بھی اس دار فانی کو خیرباد کہا چونکہ یہہ لاولد تھے اس لئے ان کے چھوٹے بھائی ان کے قایم مقام ہوے۔ انہوں نے قلعہ قندھار پر حملہ کیا اور بزمانہ وزارت نواب سراج الملک بہادر قصبہ بیرور پر جان ہنگلس سے مقابلہ کرکے اس کو شکست فاش دی اور ایک قلیل مدت تک راج کرکے داعی اجل کو لبیک کہا۔

راجہ دیپ سنگھہ

اپنے والد راجہ نین سنگہ کے انتقال کے بعد بعہد حضرت آصفجاہ خامس آپ مسند نشین ہوے اور حسب دستور رواج خاندانی وبموجب اسناد عطیہ سرکار جاگیرات ذات ومشروط احتشام قلعہ کولاس سے سرفرازی پائے تلوار کے دھنی ہونیکے علاوہ آپ بڑے علم دوست تھے۔ باتباع فرمان سرکار آپ نے قصبہ رنجنی کا محاصرہ کیا اور کوڑنگل پر روہیلوں کا مقابلہ کرکے یہہ مقامات انسے واپس لے لئے۔ علاوہ بریں اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائیوں میں نام پیدا کیا۔ بالآخر مواد بلغمی کے فساد سے اوائل ۱۲۸۵ھ راہی کیلاش ہوے۔

راجہ درجن سنگھہ

راجہ دیپ سنگھہ کے راہی آنجہاں ہونیکے بعد ان کے فرزند راجہ درجن سنگھہ آن کے جانشین ہوے اور صرف ۱۶ ماہ راج کرکے لاولد فوت ہوے۔ آپکی شجاعت وجوانمردی کی نسبت کولاس میں آج بھی یہہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ انہوں نے شانتاپور کی گنڈی میں ایک شیر کے اچانک حملہ کا نہایت بے باکی سے اس طرح حملہ کیا کہ لمحہ بھر ہی میں وہ شیر فرش خاک پر تڑپتا ہوا نظر آیا۔ راجہ درجن سنگہ نے اپنے پسماندوں میں ایک بیوہ رانی سونکنور بائی اور ایک برادر خرد راجہ جگت سنگہ کو چھوڑا۔

رانی سونکنور بائی
آخر والیہ کولاس

راجہ درجن سنگہ کے انتقال کے بعد اُن کے بھائی راجہ جگت سنگہ خواہان وراثت ہوے لیکن نواب مختار الملک سر سالار جنگ اولی نے اپنے حکم مورخہ ۲۵ ذیحجہ ۱۲۸۶ھ میں راجہ جگت سنگھہ کی اولاد صحیح النسب کو مستحق وراثت قرار دیکر اس طرح تصفیہ فرمایا کہ:۔

" مناسب ہمین است کہ سمستان بنام سونکنور بائی "
" اجرا شود کہ حق تبنیت بہ جگت سنگھہ نمی رسد۔ تا اگر آنند "

"بہ جگت سنگہ از زوجہ شادی اولاد شدہ۔ البتہ
حقدار تبنیت خواہد شد سرکار قبول خواہند داشت"

چنانچہ حضرت آصفجاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں بہادر و آصفجاہ سابع اعلیحضرت سلطان العلوم شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے دور حکومت میں رانی سونکنور بائی نے جو ایک نیک خیال اور مخیر عورت تھیں راج کے کاروبار باحسن الوجوہ انجام دیکر بالآخر ۷/ آذر ۱۳۱۴ف کو اس دار فنا سے کنارہ کیا۔ اس کے بعد اس خاندان میں نزاع شروع ہوگئی اور تحقیقات وراثت کا آغاز محکمہ اول تعلقداری ضلع نظام آباد میں ہوا۔

رائے اول تعلقدار صاحب ضلع نظام آباد

تعلقدار صاحب ضلع نظام آباد نے کنور دولت سنگہ کے علاوہ دوسرے دعویداروں کے دعوی خارج کرکے کنور دولت سنگہ کے نام حسب ذیل تختہ وراثت مرتب کرکے محکمہ صوبہ داری میں روانہ کیا کہ شہادت سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ کنور دولت سنگہ جگت سنگہ کے فرزند اور راجہ درجن سنگہ راجہ دیپ سنگہ کے فرزندان صحیح النسب ہیں۔ رانی سونکنور بائی نے اپنے مرحوم شوہر کے کریا کرم بھی راجہ جگت سنگہ سے ادا کرائے اور ان کو قایم مقام قرار دیکر سرکار میں اطلاع دی و نیز رانی صاحبہ کے اقربا اور سمستان کے قدیم ملازمین بالاتفاق اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ خاندان کو لاس میں وراثت کے جملہ حقوق بجز کنور دولت سنگہ کے اور کسی کو نہیں پہنچتے چنانچہ مختار الملک مرحوم اول نے رانی صاحبہ کے مقابلہ میں یہ طے فرمادیا کہ راجہ جگت سنگہ کو جو لڑکا شادی کی عورت کے بطن سے پیدا ہوگا وہ تبنیت کے لئے قبول کیا جائیگا اور وارث سمستان بنایا جائیگا۔ ایسی حالت میں مدارالمہام بہادر

کے اُس تحریری وعدہ اور مسلمات کو جو شاہی حکم کی وقعت رکھتے ہیں دیگر دعویداروں کے اعتراضات کی بناء پر کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ علی الخصوص ایسی حالت میں کہ دولت سنگھ کے حقوق وراثت دیگر دعویداروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحکم و مرجح ثابت ہوتے ہیں یہہ تخنتہ وراثت بغرض منظوری ضلع نظام آباد سے محکمہ صوبہ داری میدک میں روانہ ہوا تو صوبہ دار صاحب نے یہہ طے فرمایا کہ دولت سنگھ کے مقابلہ میں دوسرے دعویداروں کی حجت بے اصل ہے۔ چنانچہ ایک عرصہ قبل نواب مقتدر الدولہ بہادر صوبہ دار وقت نے اپنی تحریرات نشان (۱۵۶) مورخہ ۵/اسفندار ۱۲۹۹ف ونشان (۳۰۱) واقع ۱۶/بہمن ۱۳۰۱ف میں دولت سنگھ کو مستحق سمستان قرار دیا تھا اور خود سرکار نے ایک مرتبہ ذریعہ مراسلہ نشان (۱۰۱) مورخہ ۱۱/ذیحجہ ۱۲۸۸ھ رانی سونکنور بائی کی درخواست پر صاف حکم دیا تھا کہ جگت سنگھ کو کوئی اولاد صحیح النسب ہو تو متبنیٰ لیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اپنی رائے میں سمستان کو لاس کا وارث احق بجز کنور دولت سنگھ کے اور کسی کو قرار نہ دیکر تخنتہ وراثت محکمہ معتمدی مالگذاری میں روانہ فرمادیا۔

رائے شریک معتمد مال

شریک معتمد صاحب مال نے بعد سماعت بحث و عذرات فریقین یہہ تجویز فرمائی کہ اگرچیکہ نواب مختار الملک اولی کے احکام اس مقدمہ میں قطعی ہیں۔ تاہم جگت سنگھ کو اولاد ہونیکے بعد رانی سونکنور بائی نے اسکو متبنیٰ لینے کی خواہش سے انکار کیا ہے اور اپنے بھائی کو متبنیٰ لینے کی خواہش ظاہر کی تھی جو نامنظور ہوئی اور جب نواب منیر الملک بہادر نے سرکار میں گذارش پیش کی کہ رانی صاحبہ کو متبنیٰ لینے کی اجازت بدیں شرط دیجائے کہ متبنیٰ

شونده راجہ کا ہم جد اور قرابتدار ہو تو بارگاہ خسروی سے اسکی منظوری صادر ہوتی چنانچہ ان حالات میں سمستان کا شریک خالصہ کرلیا جانا مناسب ہے۔ موصوف کی یہہ رائے جب صدر ناظم مال مسٹر ویکفیلڈ کے اجلاس پر پیش ہوی تو انہوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور دولت سنگہ کے نام صما، روپیہ ماہانہ منصب کی سفارش کی۔ اس کے بعد یہہ کارروائی بجنسہ مع کاغذات متعلقہ باجلاس مسٹر گلانسی معتمد فینانس بغرض منظوری پیش ہوی اور مشیر قانونی کے اجلاس پر سر علی امام جیسے ذی اثر و ذی ہوش بیرسٹر کی بحث کے بعد پیشگاہ خسروی میں ذریعہ عرضداشت یہہ عرض کیا گیا کہ عرضداشت مذکور کے دو تنقیحات مقرر کئے گئے ہیں۔

"اول یہ کہ سمستان رعایتی طور پر بنام کنور دولت سنگہ بحال فرمایا جاے دوم بہ لحاظ گنجائش سمستان معقول ترین منصب کی سفارش فرمائی جاے"

بربنا، تحریک معتمدی فینانس پیشگاہ خسروی سے ذریعہ فرمان مبارک مرخہ ۱۰/ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ یہ ارشاد ہمایونی شرفصدور لایا کہ:۔

"سمستان کولاس کے جملہ مواضعات سیریات و سیتبند شریک خالصہ کرلئے جائیں اور دعویدار دولت سنگہ کے نام الـ ... روپیہ ماہوار منصب جاری کیجائے جو موروثی نہوگی اور جس میں ہر وراثت کے وقت ۲۵ فیصدی وضعات کا عمل ہوگا۔ اور دوسرے دعویداروں کے نام بھی ماہوارات حسب تحریک جاری

"کئے جائیں جو حین حیات ہوں گے"

لہذا بذریعہ مراسلہ محکمۂ فینانس نشان (۹۴۷) واقع ۲۵/۲۰ اردی بہشت ۱۳۲۵ ف فرمان صدر کی تعمیل فرمائی جا کر مثل وراثت سمستان کو لاس ختم اور داخل دفتر کردی گئی۔

اس کے بعد کنور دولت سنگھ نے رانی صاحبہ متوفیہ کو لاس کی ذاتی جائداد کیلئے درخواست پیش کی تو پیشگاہ خسروی سے ذریعہ فرمان مبارک مترشدہ ۱۵/ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ یہہ ارشاد ہوا کہ خانگی جائداد و املاک رانی صاحبہ کے تصفیہ کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے اور اُس کی تحقیقات کیلئے سررشتہ عدالت سے ایک رکن نواب حیدر حیون بیگ اور دوسرے رکن سررشتہ مال سے مولوی فصیح الدین صاحب معتمد مال مقرر ہوئے۔ کمیشن نے بعد تحقیقات ضابطہ پیشگاہ خداوندی میں جو گذارش پیش کی اسکی تفصیل ہمارے مطمح نظر کی حدود سے باہر ہے اس لئے کہ عطیہ شاہی میں سرکار کو بالکلیہ اختیار ہے یہہ رپورٹ جب بغرض منظوری پیشگاہ خداوندی میں پیش ہوئی تو راجہ دولت سنگھ صاحب کو شرف باریابی بخشا گیا۔ مگر قسمت نے یاوری نہ کی اور بعد ملاحظہ رپورٹ کمیشن ذریعہ فرمان مرزینہ ۱۶/ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ یہہ حکم شرف صدور لایا کہ:۔

"کمیشن کی رائے جس سے صدر المہام اور صدر اعظم کو اتفاق"
"ہے اُس کے مطابق راجہ ودہن سنگھ کی ذاتی املاک جو"
"اُسکی بیوہ کے قبضہ میں تھی ودہن سنگھ کے برادر زادگان"
"کنور دولت سنگھ و نین سنگھ و پدم سنگھ و عمزاد برادر"
"تخت سنگھ میں علی السویہ تقسیم کردیجائے"



رائے ناظم صاحب عطیات

مذکورہ فرمان مبارک خسروی کے شرف صدور پانیکے بعد کنور دولت سنگھ نے اپنے حقوق پر غور مکرر کے لئے درخواستوں کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع کردیا۔ بالآخر نظامت عطیات سے صدر المہامی مال میں حق پسندی اور قدما نوازی کا لحاظ کرکے یہہ رائے ظاہر کی کہ کنور دولت سنگھ کی درخواست نامنظور کرنے کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی خصوصاً اس لئے بھی کہ اسی سمستان میں مسلمان عورتوں کے بطن سے بھی جو اولاد ہوئی وہ بھی اپنے موروثی جاگیرات اور خطابات سے سرفراز ہوئی ہے (تمثیلاً عمر یار خاں شرف یار خاں کا ذکر آیا ہے جن کے نام اننت پلی اور مرزا پور جاگیر تاحال بحال ہیں) چنانچہ ان حقائق کی موجودگی میں موصوف نے بارگاہ خسروی میں احقاق حق کیلئے سفارش ضروری سمجھی اور اپنی رائے کرنل سر رچرڈ شنوکس ٹرنچ صدر المہام مال کے ملاحظہ میں روانہ فرمادی۔

تجویز کرنل ٹرنچ

کرنل سر رچرڈ شنوکس ٹرنچ صدر المہام مال نے بعد ملاحظہ رپورٹ اس مقدمہ کی پوری چھان بین کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ قدیم خاندانوں کے حقوق محض ضابطہ کے پابند نہ کئے جائیں بلکہ ہمدردی کے نظر کرتے ہوے ان کو جانچا جائے کہ جو فیاض سلوک کنور دولت سنگھ کے پیشروؤں کے حق میں ہوا ہے وہ تائید کرتا ہے کہ دولت سنگھ کو بھی اُسی طرح مستحق قرار دیا جاسے۔ جس طرح کہ اُن کے بزرگ مستفید ہوسے ہیں۔

موصوف کی یہہ رائے معزز اراکین باب حکومت و صدر اعظم بہادر کو پڑھکر سنائی گئی اور بعد مشورہ باہمی و باتفاق رائے یہہ طے فرمایا کہ کرنل صدر المہام بہادر کی رائے درست ہے۔ بارگاہِ جلالت پناہ میں عرضداشت گذرانی جائے۔

چنانچہ پیشگاہ خداوندی سے بعد ملاحظہ عرضداشت بذریعہ فرمان مورخہ ۳۰/ ذیحجہ ۱۳۵۰ھ یہہ حکم محکم شرف صدور لایا کہ:-

"ایک تصفیہ شدہ معاملہ کو جو داخل دفتر ہو چکا ہے اتنی مدت کے بعد تازہ کیا جائے تو اس کی نظیر میں اس قسم کے بہت سے مقدمات تازہ کرنے کی درخواستیں پیش ہوں گی لہذا اس مقدمہ میں مزید تحقیقات کی اجازت نہیں دیجاسکتی۔ کارروائی داخل دفتر کیجائے"

رائے مہاراجہ بہادر

فرمان مندرجہ بالا کی نظر ثانی کے طور پر مہاراجہ یمین السلطنت صدر اعظم بہادر باب حکومت نے مکرر عرضداشت بدیں مضمون مرتب کی کہ پیشگاہ خسروی میں اس گذارش کو میں گئے واقعات متعلقہ اور ان کی اصلی ہیئت اور صحیح روشنی میں پیش کیا ہے اگر ان واقعات کا ملاحظہ حضرت اقدس و اعلیٰ میں گذرانا نامناسب تصور فرمایا جائے تو مجھے اب بھی امید ہے کہ تحریک مندرجہ عرضداشت ۲۵/ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ کو حضرت بندگانعالی بنظر لطف و کرم ملاحظہ فرمائینگے۔ بعد گشت باب حکومت اجلاس

کونسل منعقدہ ۲۵/ فروری ۱۳۴۳ف یہہ طے پایا کہ فرمان مبارک مصدرہ ۳۰/ ذیحجہ ۱۳۵۰ھ کی تجویز ثانی پیش کرنے کے لئے بارگاہ خسروی میں ذریعہ عرضداشت کوشش کیجائے اور اگر یہہ عطا جاری رکھی جائے تو اس کو عطاے جدید سمجھا جائے اور جو شرائط مناسب معلوم ہوں عائد کئے جائیں آئندہ اس بارے میں جو حکم خسروی جہاں پناہی شرف صدور پائے وہی شایان تعمیل ہے۔

اس عرضداشت کے جواب میں پیشگاہ خداوندی سے ذریعہ فرمان ۷/ صفر ۱۳۴۶ھ یہہ حکم ہوا کہ:-

"مجھہ کو سابقہ رائے کے بدلنے پر مجبور کرتے ہیں
میں اس مقدمہ میں جو کچھ رائے سابق میں لکھا
ہوں وہ ریاست کی پالیسی اور آئندہ کی پیچیدگیوں
کے مدنظر بہ حیثیت رئیس کے تصفیہ کیا ہوں
اب وہ بدل نہیں سکتا"

اس کے بعد راجہ دولت سنگھ صاحب نے بتقریب جشن سلور جوبلی مبارک اعلیحضرت سلطان العلوم بتاریخ ۲۹/ فروری ۱۳۴۶ف ایک معروضہ اس مضمون کا گذراننے کی عزت حاصل کی کہ تحقیقات وراثت و کمیشن میں بمقابلہ وکیل سرکار بعد ملاحظہ اسناد شاہی نہایت صراحت کیساتھہ اس خانہ زاد موروثی کو وارث شاستری قرار دیا گیا ہے کہ جسکی منظوری بذریعہ فرمان ۱۶/ شوال ۱۳۴۶ھ ہو چکی ہے اور اسی فرمان ہمایونی کے تحت کونسل نے بحالی سمستان کے استجازت کی استدعا کی تھی جو کسی وجہ سے بھی طبع ہمایونی کو نہ بھیج نہ سکی۔ اب جبکہ اس مبارک تقریب میں ملک کا گوشہ گوشہ اور گہوارۂ وطن کا بچہ بچہ مسرت

وشادمانی میں جھوم رہا ہے۔ یہہ خانہ زاد موروثی حضرت جہاں پناہی کے لطف وکرم خاص سے محروم نہیں رہسکتا۔ اور اس معروضہ کی ایک ایک کاپی صدرالمہام بہادر مال و صدر اعظم بہادر باب حکومت کی خدمت میں بارگاہ خسروی میں گذراننے کی غرض سے پیش کی۔

اس کے بعد راجہ صاحب موصوف کچھہ ایسے پیچیدہ امراض میں مبتلا ہوے کہ ان سے جانبری ممکن نہ ہوئی۔ اور بالآخر ۲/۴ آبان ۱۳۴۹ف کو اس جہان فانی سے بعالم یاس وحسرت کوچ کر گئے۔

اپنے پسماندوں میں ایک برادر خورد کنور نین سنگھ (بتاریخ ۴/۱ اسفندار ۱۳۵۲ف ۶ بجے شام جن کا انتقال ہو گیا) اور دو فرزند کنور شیودان سنگھہ و کنور جگت سنگھ اور ایک دختر شانتا کماری کے علاوہ ایک وسیع کنبہ جو راجہ صاحب آنجہانی کے زیر پرورش تھا، چھوڑے۔

بعد انتقال راجہ دولت سنگھ ان کی وراثت ان کے ہر دو فرزندان کنور شیودان سنگھ و کنور جگت سنگھ کے نام بقید ولایت برادر خرد راجہ نین سنگھ آنجہانی منظور ہوئی اور آصب رائے کرنل ٹرینچ صدرالمہام سابق اضافہ منصب وعلم وضعات ومعافی سیریات وغیرہ کے مقدمات محکمہ صدرالمہامی مال میں زیر تصفیہ ہیں۔ حکام عالیمقام سرکار اس وابستہ دامان خاندان آصفجاہی کی اس آخری شعاع کو محفوظ وبرقرار رکھنے میں اگر اب بھی روایات آصفی کو ملحوظ خاطر نہ رکھیں تو ہمیں افسوس کیساتہہ کہنا پڑیگا کہ ایک دو پشت میں ہی اس جان نثار اور وفاشعار خاندان کے پسماندگان کاسئہ گدائی لئے پھرتے نظر آئیں گے۔ آخر میں ہم راجہ صاحب آنجہانی کی سوانح حیات کو یہہ لکھہ کر مکمل کر دینا چاہتے ہیں کہ موصوف نے تحریر یروی سمستان کے اپنی زندگی میں کبھی سکون نہیں پایا اور نہ آپ کو کسی سیر وتفریح کا موقع نصیب ہوا۔ آپکا دسترخوان بقول آپ کے "بادل جیسی روٹی اور دریا جیسی دال" ہمیشہ کشادہ رہا۔ آپ

نہایت حلیم و خلیق، مردم شناس، منکسر المزاج و ملنسار واقع ہوئے تھے۔

جوگی جی

گوپال داس — گوپال سنگھ گوڑ — بجے سنگھ

بہتلداس — بلرام — منوہرداس — لبھے چند — گردھرداس — بہرولیس جی

انرودھ — درجن سنگھ — بھیم — ہرجس عرف ہرداس

خاندان کولاس

راج سنگھ — انارام

راجہ مہندر سنگھ — تیج سنگھ — راجہ پدم سنگھ

پرتھی سنگھ — اودیہہ سنگھ

راجہ سوائی پدم سنگھ — راجہ روپ سنگھ — شرف یار خاں (از مذہب)

کیسر سنگھ

راجہ نین سنگھ — راجہ چمن سنگھ — عمر یار خاں

تارا سنگھ — سجان سنگھ

راجہ دیپ سنگھ — راجہ بینی سنگھ — صاحب سند ۱۲ ربیع الاول ۲۳

مرلی سنگھ — انت پلی۔ مرزاپور

چمن سنگھ

کنور ہیرا سنگھ — راجہ درجن سنگھ — راجہ جگت سنگھ

پہپر سنگھ — بھیم سنگھ

راجہ دولت سنگھ — کنور نین سنگھ لاولد

ہیمنی سنگھ — گلاب سنگھ

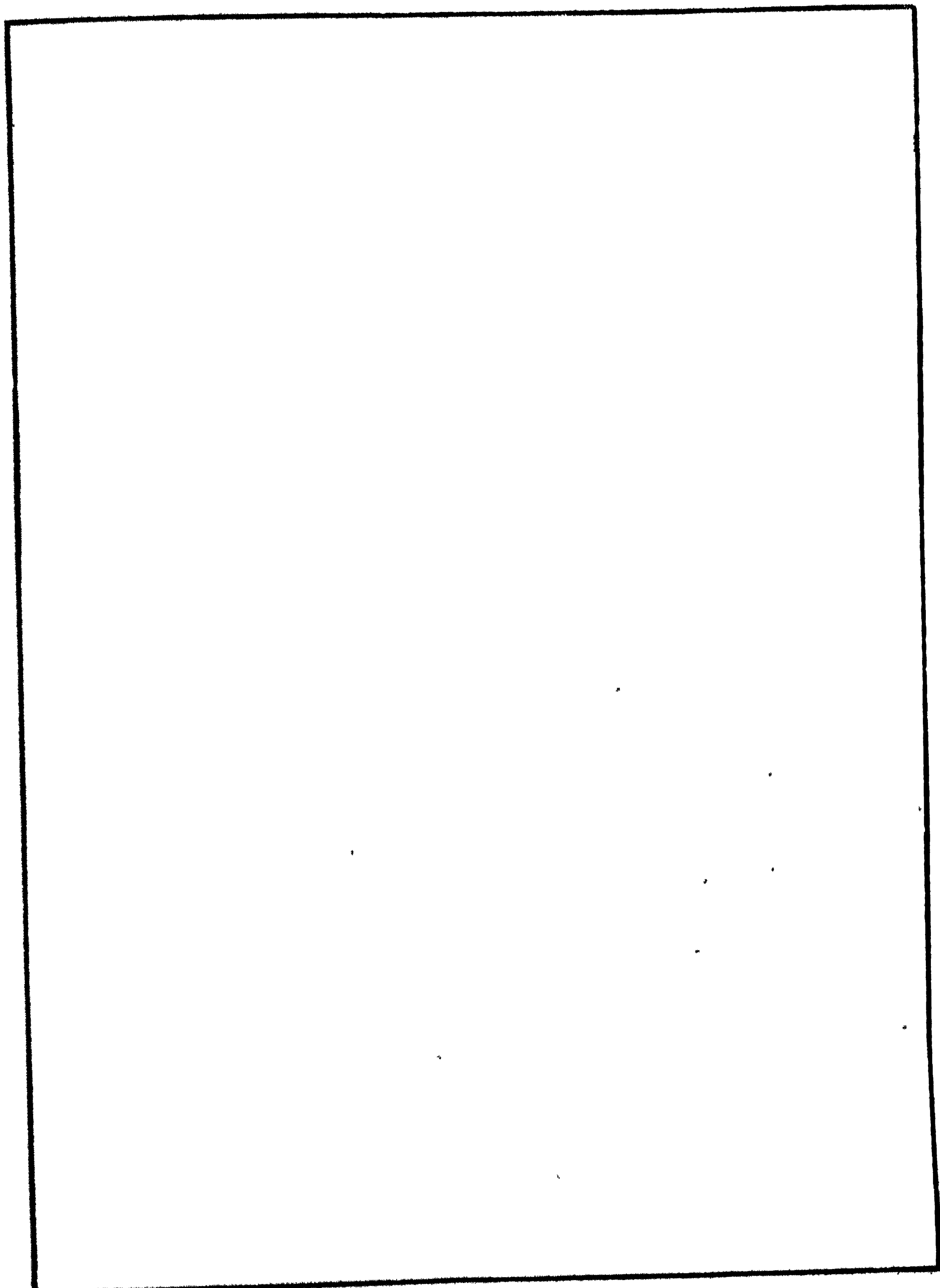
کنور شیودان سنگھ — کنور جگت سنگھ — شانتا کماری

سوبیر سنگھ — پرتھی سنگھ عرف کنور روپ سنگھ

ختم

متبنیٰ رانی سونکنور بائی آخر والیہ کولاس

نوٹ:۔ شجرۂ مندرجہ صدر کا ایک حصہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ بابتہ ۱۸۹۰ء کا مطبوعہ ہے جس میں اکثر اختلافات ہیں۔





راجہ کشتپا نائک بہادر

راجہ سمستان سوراپور



راجہ کشتیا نائک بحری

شوراپور

راجگان شوراپورا کا خاندان اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت قدیم ہے۔ اس معزز خاندان کا تعلق ایک نہ ایک طرح راجایان بیجانگر شاہان بہمنی، سلاطین قطب شاہی و شاہنشاہان مغلیہ و ٹیپو سلطان، سلاطین آصفیہ و سرکار عظمت مدار سے مسلسل رہا ہے۔ دکن پر مسلمانوں کے ابتدائی حملہ کے وقت اور بزمانہ قیام سلطنت بہمنی جن سپہ سالاروں نے اپنے آقاؤں اور راجاؤں کی معیت میں ازراہ وفاشعاری دشمنوں کا مقابلہ کیا منجملہ ان کے اس معزز خاندان کی وفاکیش اور قابل عزت ہستیاں بھی ہیں۔ راجگان بیجانگر، شاہان بہمنی و بیجاپور کے درمیان جو معرکہ آرائیاں ہوئیں ان میں اس خاندان کے بزرگوں نے وہ نمایاں حصہ لیا ہے کہ جن کا ذکر ہمیشہ کے لئے تاریخ عالم کے صفحات کی زینت بنا رہے گا۔

راجہ کلیا نایک ایک مدت تک قلعہ مدگل و نلدرگ کے قلعہ دار رہے اور سلطنت بیجانگر کے زوال کے بعد راجگان شوراپور کے بزرگوں نے بعد کشاکشی بسیار عادل شاہی حکومت کی ماتحتی قبول کر لی۔ اور اس کے بعد رفتہ رفتہ کچھ تو فوجی خدمات کے ذریعہ اور کچھ قوت بازو سے دریائے کرشنا کے شمالی حصہ ملک کو

اپنے تسلط میں لے آئے۔ احمد شاہ عادل کے دور حکومت میں شاہزادہ اورنگ زیب جو دکن کا صوبہ دار تھا قلعہ گولکنڈہ اور عادل شاہی حکومت پر حملہ آور ہوا تو اس وقت ان دونوں مملکتوں کے سرحدی مقامات ملکھیڑ سے لیکر گلبرگہ و بیدر و کلیانی کے تحفظ کے لئے راجہ گڈی پڈنایک نے بیجاپور کی طرف سے مغلیہ فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ سمستان شوراپور کی بنیاد اسی راجہ (گڈی پڈنایک) نے ڈالی۔

راجہ گڈی پڈنایک بانی سمستان شوراپور پر من ابتدائے سنہ ۱۶۳۸ء لغایتہ سنہ ۱۶۶۶ء جملہ (۲۸) سال تک حکمراں رہے۔

راجہ پام نایک بحری فرزند راجہ گڈی پڈنایک سنہ ۱۶۶۶ء میں اپنے والد ماجد کے وارث و جانشین ہوئے اور بائیس سال یعنی سنہ ۱۶۸۸ء تک سمستان ان کے زیر حکومت رہا۔ انہی کے زمانہ میں شہنشاہ اورنگ زیب کے مشہور سپہ سالار دلیر خاں نے بیجاپور کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اپنے فرزند پڈنایک کو معہ فوج اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ یہ فوج دن میں تو محاربہ و مجادلہ میں مشغول رہتی اور شب کے وقت قلعہ کے اندر رسد پہنچایا کرتی تھی۔ جب سپہ سالار مذکور کو فتح سے بالکل مایوسی ہوگئی تو اس نے قلعہ سے منہ موڑ کر بیرون قلعہ مملکت کی لوٹ مار شروع کردی اور معہ اپنی فوج کے گوگی پر مقام کرکے یہ چاہتا تھا کہ اولاً راجہ پام نایک کا خاتمہ کرے اور بعد ازاں بیجاپور کی خبر لے چنانچہ دلیر خاں نے چند روز آرام لیکر اور تازہ دم ہوکر قلعہ شاہ پور (جو کہ راجہ پام نایک کا اُس وقت قیام گاہ تھا) پر چڑھائی کی۔ مسلسل دو روز تک سخت اور غضب کی معرکہ آرائی کے بعد تیسرے روز راجہ پام نایک نے قلعہ سے نکل کر شوراپور کے چٹیل میدان میں مقابلہ کرکے اُس کو شکست فاش دی۔ چونکہ دلیر خاں کی بہت ساری فوج میدان کارزار میں کام آچکی



عکس فرمان شاہی

اس فرمان کے ذریعہ راجہ جگ بانک بہادر (جو موجودہ راجہ شمشاد بانک بہادر کے جد امجد تھے) کو ہزاری لقب اور خطاب رعب جنگ مشہور الدولہ بدر الملک بلوت بحری سرفراز فرمایا امید کہ بہت جلد بارگاہ جہاں پناہی سے راجہ کشن بانک بہادر بھی اپنے آبائی خطاب سے سرفراز پائینگے (صمصام سرداری)



راجہ ویکنٹپا نائک موندّے

تھی اس لئے رہی سہی فوج کی بھی ہمت ٹوٹ گئی اور راہ فرار اختیار کی۔ بالآخر دلیر خاں کو نہایت مایوسی کی حالت میں واپس ہونا پڑا۔ جب یہ خبر اہل بیجاپور کو پہنچی تو خواص خاں نے راجہ پام نایک کی بڑی قدر و منزلت کی۔ اس کے بعد جب شہنشاہ اورنگ زیب نے دکن پر فوج کشی کی اور بیجاپور کا رخ کیا تو راجہ پام نایک نے آخر دم سلطنت علول شاہی کی حفاظت اور مدد کی۔ چنانچہ مشہور مورخ سرجدو ناتھ نے نہایت شاندار الفاظ میں ان کی بہادری کی تعریف و توصیف کی ہے۔

جب سلطنت بیجاپور و گولکنڈہ کو شہنشاہ اورنگ زیب نے فتح کر لیا تو راجہ پام نایک کی باریابی پیشگاہِ سلطانی میں ہوئی شہنشاہ نے بہ مراحم خسروانہ ان کے فرزند راجہ پڈنایک کو منصب پنجہزاری سے سرفرازی بخشی۔ اس اثناء میں یکایک راجہ پام نایک راہی آنجہاں ہو گئے۔

راجہ پڈنایک فرزند راجہ پام نایک سلطنت مغلیہ کی طرف سے تسخیر قلعہ رائچور میں بھی شریک تھے۔ ادھر چونکہ سمستان شوراپور و قلعہ رائچور، شہر حسن آباد، قلعہ یادگیر، قلعہ بیدر و کلیان و اکل کوٹ و شہر بیجاپور و قلعہ مدگل کے معاملات رسوم و دیسمکھی و سردیسمکھی و زمینداری سرناڑگوڑ کے متعلق مغلوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے راجہ پڈنایک رائچور سے واپس اور اورنگ زیب کے خلاف مقابلہ کے لئے تیار ہو کر مرہٹوں کی مدد کرنے لگے۔ اس خبر کے سنتے ہی شہنشاہ نے راجہ پڈنایک کی سرکوبی کے لئے شہزادہ کام بخش کو بمعیت بہرام خاں و نصیر الدین خاں روانہ کیا۔ مسلسل تین ماہ تک لڑائی جاری رکھنے پر بھی شہزادہ کسی طرح کامیاب نہ ہو سکا تو اورنگ زیب نے اس کو واپس طلب کر کے اس کی بجائے روح اللہ خاں کو اس مہم پر روانہ کیا اور ان کی امداد کے لئے سپہ سالار

خضر خاں ثانی اور مصطفےٰ خاں (جو اُس وقت مغلوں کے طرفدار ہو گئے تھے) کو بھی بھیجا۔ اس مرتبہ بڑے زور و شور کی لڑائی ہوئی اور خضر خاں ثانی کا اسی لڑائی میں خاتمہ ہو گیا۔ باقی ماندہ مغل سردار بھی تاب مقاومت نہ لا سکے۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے ان کو بھی واپس بلا لیا اور شہزادہ اعظم کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ لیکن وہ بھی راجہ پڈ نایک بحری پر فتح نہ پا سکے۔ اسی زمانہ میں راجہ رام نامی ایک مرتبہ راجہ قلعہ جنجی سے نکل کر مرہٹواڑی پہنچا اور شہنشاہ اورنگ زیب کے خلاف جب کہ شہنشاہ کا کیمپ دریائے بھیما کے کنارے اسلام پور پر تھا شورش برپا کر دی۔ شہنشاہ نے قلعہ جنجی پر فوج کشی کی۔ اور اس پر فتح پانے کے بعد ۱۷۰۵ء میں خود راجہ پڈ نایک کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطنت دہلی کی تمام شاہی فوج (جو تعداد میں اسی ہزار تھی) قلعہ واگن گیرہ کے سامنے دیور پور کے میدان میں معہ کیمپ شاہی اقامت اختیار کی۔ راجہ پڈ نایک نے بھی اپنی ستر ہزار کی فوج کو ہمراہ لیکر میدان میں صف آرائی کی۔ مسلسل تین ماہ تک بازار مجادلہ و مقاتلہ گرم رہا۔ محاصرین کی یہہ حالت تھی کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی محصور سمجھنے لگے تھے۔ تین ماہ گذرنے کے بعد راجہ پڈ نایک نے مرہٹوں کے مشورہ سے گفتگوئے صلح کی اور قلعہ خالی کر کے مع اپنی تمام فوج کے کرشنا ندی کے پار نکل گیا۔ اس صورت حال کے پیش آتے ہی قلعہ واگن گیرہ پر مغلوں نے قبضہ کر لیا اور اس پر شاہی عملدار بھی مقرر کر دیے گئے۔ اس انتظام سے مطمئن ہو کر شہنشاہ اورنگ آباد کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے روانہ ہوتے ہی راجہ پڈ نایک معہ اپنی جرار فوج کے آکر قلعہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور ایک طویل عرصہ تک حکمرانی کر کے ۱۷۲۶ء میں انتقال کیا۔

راجہ پام نایک فرزند دوم راجہ پڈ نایک نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد سے



راجہ وینکٹپا نائک بہادر

آخری والی سمستان شوراپور



راجہ بہادر وینکٹپا نائک انجہانی
برادر آخری والی سمستان شوراپور

سنہ ۱۷۴۱ء تک حکمرانی کی۔

راجہ وینکٹپا نایک راجہ پام نایک کے بعد ان کے جانشین ہوئے جب کہ دکن میں ایک طرف نواب نظام الملک بہادر اور دوسری طرف پیشوا کی حکومت کے دور دورہ کا آغاز ہوا تھا۔ اس اثناء میں نواب نظام الملک بہادر نے وفات پائی۔ اس کے بعد ناصر جنگ بہادر اور نواب مظفر جنگ میں نزاعات پیدا ہوگئیں۔

نواب ارکاٹ چندہ صاحب اور مظفر جنگ (جن کی مدد پر فرانسیسی تھے) ایک طرف ہو گئے۔ دوسری طرف ناصر جنگ بہادر (جن کے معین انگریز تھے) جب ان ہر دو میں بمقام اہور لڑائی ہوئی تو راجہ وینکٹپا نایک نے ناصر جنگ بہادر کی بڑی مدد اور مع اپنی فوج کے میدان داری کی اور جوہر مردی و جوانمردی دکھلائے کہ جس کے صلہ میں (مملکت نظام میں) بیڈر تنقیح واری کی رسوم عطا ہونے کے علاوہ رعب جنگ متھور الدولہ ببر الملک کے خطابات سے سرفراز ہوئے اور سن ابتدائے سنہ ۱۷۵۲ء لغایتہ سنہ ۱۷۶۰ء اپنی راجدھانی پر حکمراں رہ کر انتقال کر گئے۔

راجہ پام نایک نے اپنے والد راجہ وینکٹپا نایک آنجہانی کے انتقال کے بعد زمام حکومت سمستان اپنے ہاتھ میں لی اُس وقت سمستان شورا پور حکومت نظام، پیشوا و حیدر علی ٹیپو سلطان کے درمیان ما بہ النزاع تھا۔ اور راجگان شورا پور برائے نام پیشوا کے کہلائے جاتے تھے۔ لیکن دراصل کبھی بھی انہوں نے پیشوا کی ماتحتی قبول نہیں کی۔ بلکہ راجگان شورا پور کے رسوم دیسکھی وغیرہ کی وصولی میں مداخلت ہوتی ہوئی دیکھتے تو پیشوا کے ملک کو لوٹ لیتے تھے۔ و نیز سرکار نظام کے ساتھ بھی قریب قریب اسی قسم کا تعلق تھا۔ راجہ پام نایک بڑے علم دوست تھے۔ سمستان شورا پور سنہ ۱۷۷۳ء تک ان کے زیر حکومت رہا۔

راجہ وینکٹپا نایک بعد اپنے والد ماجد راجہ پام نایک آنجہانی کے وارث و جانشین ہوئے اسی زمانے میں پیشوا اور نظام ہر دو ٹیپو سلطان پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے اور جب قلعہ یادگیر کو پہنچے تو ان ہر دو میں یہ عہد نامہ ہوا کہ سمستان شوراپور کا خاتمہ کر دینے میں ایک دوسرے کے شریک رہیں۔ چنانچہ اس عہد نامہ کے پایہ تکمیل کو پہونچنے کے بعد لڑائی کا آغاز ہوا۔ اور راجہ وینکٹپا نایک نے بھی نہایت دلیری سے ہر دو کا مقابلہ کیا بالآخر فریقین میں ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ راجہ شوراپور پیشوا کا چوتھائی حصہ قبول و ادا کرے اور پیشوا کے مقبوضات میں سر دیشمکھی و سر سر دیشمکھی رسوم وغیرہ حسب سابق وصول کیا کرے۔ اسی طرح سرکار نظام کو بھی خراج ادا اور یہاں بھی رسوم سر دیشمکھی وغیرہ حاصل کیا کرے۔ اس زمانہ میں سمستان شوراپور بام عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ اس کی آمدنی بیس اور تیس لاکھ کے درمیان تھی۔ چنانچہ کرنل میڈوز ہٹلر صاحب نے اس کا ذکر یوں کیا ہے کہ

"یوروپین افسروں کے تحت تربیت یافتہ باقاعدہ
فوج کی دو ٹکڑیاں اس راجہ کے تحت تھیں اس کے
علاوہ کئی ہزار پیادے اور سواروں کی فوج بھی راجہ
کے پاس تھی اور اس کی ایسی قوت سمجھی جاتی تھی کہ
ٹیپو سلطان نے گوگنگا وتی اور کنگ گرے تک فوج کشی
کی مگر کبھی اس نے شوراپور پر حملہ کرنے کا خفیف سا ارادہ
بھی نہیں کیا۔ کیونکہ اس وقت اس راجہ کا مقابلہ کرنا
آسان کام نہ تھا"

راجہ وینکٹپا نایک بڑے دلیر اور مدبر و علم دوست گذرے ہیں چنانچہ ان کے دو

میں شوراپور مخزن علم مانا جاتا تھا۔ انہوں نے ۱۸۰۲ء میں اس دارفانی کو خیرباد کہا ان کے انتقال کے بعد سے شوراپور کی شان وشوکت میں تنزل آنے لگا۔ ایک طرف تو پیشوا کی جانب سے چوتھائی کی رقم کثیر کا مطالبہ شروع ہوگیا۔ دوسری طرف سرکار نظام نے دریائے بہیما کے شمالی حصہ ملک کو شریک خالصہ کرلیا۔

راجہ پڈنایک راجہ وینکٹپانایک کے بعد ان کے وارث وجانشین ہوئے اور سولہ سال تک حکومت کرکے ۱۸۱۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

راجہ وینکٹپانایک راجہ پڈنایک کے انتقال کے بعد ان کے وارث وجانشین ہوئے ۱۸۲۸ء تک سمستان ان کے زیر حکومت رہا۔ اس عرض مدت دس سال میں حکومت پیشوا کا خاتمہ ہوچکا اور اس کی سلطنت پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ اُس وقت بہ قدر بقایا چوتھائی پیشوا کے ملک کی سردیسکھی و رسوم وغیرہ کا کثیر حصہ مسدود ہوگیا اور انہوں نے ۱۸۲۸ء میں دنیا سے کوچ کیا۔

راجہ کشٹپانایک راجہ وینکٹپانایک کے بعد ان کے وارث وجانشین ہوئے تو راجہ ہمپانایک جوان کے علاتی بھائی تھے سرکار نظام سے پناہ لی یہہ وہ زمانہ تھا کہ نظام گورنمنٹ نے راجہ کشٹپانایک پر نذرانہ کی ایک کثیر رقم عاید کرکے اس کی وصولی کے لئے کنٹنجنٹ فوج کا ایک دستہ مقرر فرمادیا تھا چونکہ بوجوہ چند در چند سمستان شوراپور کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی تھی۔ اس لئے راجہ کشٹپانایک کو اس صدمہ نے جانبر نہ ہونے دیا بالآخر انہوں نے ۱۸۴۲ء میں راہ آنجہانی اختیار کی۔

راجہ وینکٹپانایک اپنے والد کشٹپانایک کے بعد ان کے وارث وجانشین ہوئے چونکہ یہہ ابھی کمسن تھے۔ اس لئے بامداد کرنل میڈوز ٹیلر ان کے چچا راجہ پڈنایک کاروبار

سمستان انجام دیا گئے۔ کرنل موصوف کے صرف دس سالہ قیام شوراپور میں سمستان
کی حالت بہت کچھ سدھر گئی اور اس نابالغ راجہ کی تعلیم و تربیت بھی خاص انہیں
کے زیر نگرانی ہوئی۔ راجہ کے سن بلوغ پر پہونچنے کے بعد سمستان اُن کے حوالے
کردیا گیا۔ زمام حکومت سمستان ان کے ہاتھ میں آئے ہوے چار پانچ سال
بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ ہندوستان بھر کی رعایا نے انگریزوں کے خلاف
شورش برپا کردی۔ اور شوراپور میں اِدھر اُدھر کے آوارہ لوگوں نے اجتماع کیا
بوجہ کمسنی و ناتجربہ کاری ان کی سنبھال ان کے لئے مشکل ہو گئی۔ جب یہہ صورت
حال پیدا ہوئی تو حضور نظام کی ملاقات کی غرض سے یہہ حیدرآباد روانہ ہوے
حالانکہ ان کا ارادہ انگریزوں سے جنگ کرنے کا تھا اور نہ انہوں نے کوئی جنگ کی
تیاری کی تھی پھر بھی ان پر غدر کا الزام لگا کر اثنائے راہ میں گرفتار کرلیا گیا اور بعد
تحقیقات کورٹ مارشل نے ان کے حق میں پھانسی کی سزاء تجویز کی اور رزیڈنٹ وقت
نے قید مادام الحیات کی رائے دی۔ لیکن گورنر جنرل نے یہہ تجویز صادر کی کہ ان کو
تین سال تک قلعہ جنگل پیٹھ میں نظربند رکھ کر بعد تین سال کے سمستان شوراپور ان کو
واپس دیدیا جائے۔ بنا ءً علیہ راجہ کی سواری جنگل پیٹھ کی طرف روانہ ہوئی اور
بغرض ناشتہ عنبر پیٹھ میں انہوں نے مقام کیا ہی تھا کہ یکایک پیک اجل آپہونچا
مشہور ہو گیا کہ راجہ نے خودکشی کرلی۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ ٹیلر صاحب
کی رائے میں یہہ ایک اتفاقی موت تھی جو واقع ہوئی۔ سمستان شوراپور پر دو سال
تک انگریز قابض رہے ازروئے تہہ نامہ ۱۸۵۰ء بقایا تنخواہ فوج کنٹنجنٹ کے معاوضہ
میں ضلع رائچور اور عثمان آباد بھی ان کے تصرف میں آگئے۔ جن پر دس سال تک



راجہ پدنائک صاحب
فرزند راجہ کشتپا نائک بہادر
راجہ سمستان شوراپور



راجہ وینکٹپا نائک صاحب بہادر
فرزند راجہ کشتپا نائک بہادر
راجہ سوراپور

قبضہ رہا۔ اس کے بعد ایک جدید تہہ نامہ ۱۸۶۱ء میں ہوا۔ جس کی رو سے ہر دو اضلاع مذکور سرکار نظام کو واپس کر دئے گئے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سمستان شوراپور بھی چند شرایط پر سرکار مذکور کے تفویض کر دیا گیا۔ یہہ سمستان مسلسل تیرہ پشت یعنی ۱۶۳۸ء سے ۱۸۶۰ء تک بحال و برقرار رہا ہے۔

راجہ کشٹپا نایک (موجودہ راجہ سمستان) آخری راجہ وینکٹپا نایک کے برادر عمزاد کے فرزند اور راجہ پڈ نایک (جو وینکٹپا نایک کے ولی اور چچا تھے) کے خاص پوترے ہیں۔ آپ کو خداوند کریم نے دو لایق و فایق فرزند عطا فرمائے ہیں۔ ایک راجہ پڈ نایک اور دوسرا وینکٹپا نایک۔

اول الذکر علیگڈھ میں زیر تعلیم ہیں اور ثانی الذکر انگلستان جاکر بعد حصول اعلی تعلیم وکالت واپس آئے ہیں۔ راجہ کشٹپا نایک نہایت خوش خلق ملنسار اعلی تعلیم یافتہ علم دوست اور غریب پرور راجہ ہیں۔ باوجود امارت غرور آپ میں نام کو نہیں ہر کس و ناکس سے بہ کشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ الغرض جو جو خوبیاں ایک راجہ میں ہونی چاہیئے وہ سب آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

آپ کو اعلحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی سے دلی عقیدت ہے۔ ملک اور مالک کے وفادار ہیں۔ ہمیشہ حضرت اقدس و اعلی کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں آپ کے خاندانی اعزاز اور آپ کی وفاشعاری کا لحاظ کرتے ہوے ہمیں امید قوی ہے کہ آپ بہت جلد خطابات مستطاب خاندانی سے سرفراز فرمائے جائینگے

راجہ پڈ نایک بلونت بحری بہادر

- راجہ وینکٹپا نایک
  - کشٹپا نایک
    - وینکٹپا نایک آخری والی سمستان
      - رانی زنگما (اول) — لاولد
      - رانی چنما
        - رانی وینکٹ لچھما
          - راجہ وینکٹ چلراج ۔ رانی زنگما زوجہ
            - راجہ زنگپا راج
      - رانی بھنگارما — لاولد
      - رانی اشورما — لاولد
      - رانی لچھما — لاولد
      - رانی زنگما ششم — لاولد
  - پڈ نایک
    - راجہ کشٹپا نایک — لاولد
    - راجہ وینکٹپا نایک
      - راجہ کشٹپا نایک بہادر
        - راجہ پڈ نایک صاحب
        - راجہ وینکٹپا نایک صاحب
    - راجہ پڈ نایک
  - پام نایک
    - واسدیو نایک
  - واسدیو نایک
    - وینکٹپا نایک
      - رانی زنگما
    - پڈ نایک
      - ہنمپا نایک لاولد
    - پام نایک
      - وینکٹپا نایک
        - باپو نایک
    - سیتارام نایک
      - کشٹپا نایک
        - رانی تمما
    - کشٹپا نایک
      - پڈ نایک
        - رانی زنگما
  - سرنیواس نایک
- راجہ سیتارام نایک
- راجہ ناتھ وینکٹپا نایک



مہاراج بہ بوداس دوا صاحب راجہ سمستھان دیں

پٹن

سری ایکناتھ مہاراج کی مختصر تاریخی حالات دیکھنے کے لئے نظامت کورٹ آف وارڈز سے ارشاد ہوا ہے اس لئے اُن کے ابتدائی مورث اعلیٰ سے حالات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان کا خاندانی لقب گوسائی ہے۔

۱۳۰۷ء میں بھانوداس مہاراج ایک مشہور خداپرست برہمن پٹن میں ہوئے وہ پنڈھرپور کی وٹھوبا مورت کے معتقد تھے اور ہر سال اشاڑھی کیادس کو پنڈھرپور جایا کرتے تھے۔ ایک سال اتفاق یہہ ہوا کہ ویدیانگر (ویجانگر) کے مشہور راجہ رام دیوراؤ نے پنڈھرپور سے وٹھہ باکی مورت اپنے گھر پوجا کرنے کے لئے لائے جاترہ میں جب سب معتقدین پنڈھرپور جمع ہوئے اُس وقت مندر میں وٹھوباکی مورت نہیں تھی۔ اس لئے سب پریشان ہو گئے بعد دریافت معلوم ہوا کہ راجہ ویجانگر نے مورت کو اپنے گھر لے گیا سب معتقدین ل کر آپس میں بات چیت و

مشورہ کرکے زیادہ خداپرست جو اُس وقت مانے جاتے تھے۔ بھانوداس مہاراج کو کہے کہ وہ مورت کو راجہ وجیانگر کے پاس جاکر لائیں۔ اس پر بھانوداس مہاراج وجیانگر گئے۔ جہاں پنڈھرپور کی مورت رکھی گئی تھی۔ اُس مندر میں موقع دیکھ کر مورت کا درشن لیکر معذرت کی اور چلنے کی ترکیب بتلاکر اپنی خداپرستی کے زور پر مورت کو پنڈھرپور واپس لائے۔ سب لوگ خوش ہوے اور خود مورت بھی خوش ہوئی اور کچھ مانگنے کے لئے حکم فرمایا اس پر بھانوداس مہاراج نے اپنے خاندان میں اوتار لینے کی استدعا کی جو منظور ہوئی۔ اس کے بعد بھانوداس مہاراج کے فرزند چکرپانی اور اُن کے فرزند سوریہ کانت ہوے اور اُن سے یہہ مشہور و معروف سری ایکناتھ مہاراج کی ہستی ۱۴۵۵ء میں تولد ہوئی۔ ان کے بچپن میں والدین کا انتقال ہوگیا۔ یہہ بھی بہت خداپرست اور وحدانیت کے بہت قایل تھے نیز ادھر ہی رجوع تھے ایک دن مہادیو کے مندر میں پوتھی سن رہے تھے اور اُن کی یہہ خواہش تھی کہ کوئی گرو ملنا چاہئے اس پر قدرتی طور پر الہام ہوا کہ دولت آباد میں جناردھن مہاراج ہیں وہ تمہارے لئے گرو بننے کی موزونیت رکھتے ہیں۔ اس پر اعتقاد کرکے ایکناتھ مہاراج دولت آباد گئے۔ دادا چکرپانی معہ دادی صاحبہ کو پیٹن چھوڑ دئے۔

دولت آباد اُس وقت مقام دارالسلطنت تھا اور اُس کے وزیر اعظم جناردھن مہاراج وزارت کا کام کرکے خداپرستی بھی بہت اعتقاد سے کرتے تھے اور ان کی خداپرستی پر سری دتاتری مہاراج کا اُن کو داسن ہوا اور وہ اس دیو کے چیلے بھی بن گئے تھے سری ایکناتھ مہاراج وہاں جاپڑ انہوں نے جناردھن مہاراج کی بہت خدمت کی اور اس سلسلہ میں دتاتری دیو کی کرپا اُن پر ہوئی اور وہ بھی اسی وجہ سے سادھو کے درجہ کو پہونچ گئے وہ نہ صرف سادھو

تھے۔ بلکہ جملہ کام دینوی سے بخوبی واقف ہو کر اُس میں مہارت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ دولت آباد پر کسی دشمن نے حملہ کرنا چاہا اور وہ بڑی تیاری سے وہاں پہنچا اُس وقت جنار دھن مہاراج پوجا میں مصروف تھے۔ پوجا کرتے وقت وہ کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے۔ وقت نازک جان کر جنار دھن مہاراج کے لباس میں ایکناتھ مہاراج نے دیگر فوجی لوگوں کے ساتھ رہ کر اُس دشمن کو پسپا کر کے بھگا دیا۔ بعد فراغ پوجا وغیرہ یہہ خبر جنار دھن مہاراج کو معلوم ہونے پر نہایت خوش ہوئے جس طرح سپہ سالار کا کام کیا گیا۔ اُسی طرح حسابی کام بھی ایکناتھ مہاراج اچھی طرح جانتے تھے۔ چنانچہ سلطنت دولت آباد میں حساب میں کچھ غلطی ہوئی اُس کی تلاش میں شب کے وقت سری ایکناتھ مہاراج مصروف رہے۔ جنار دھن مہاراج شب میں اُٹھ کر ایکناتھ مہاراج کیا کر رہے ہیں دیکھ رہے تھے کہ اُس وقت وہ غلطی ظاہر ہو کر ملی۔ بجائے خوش ہونے کے جنار دھن سوامی نے ایکناتھ مہاراج سے کہا کہ اس طرح اگر پرماتما کے طرف رجوع ہوتے تو اُن کا درشن ہو کر اس سے بڑھ کر خوشی اور بھی انند ہوتا تھا۔ اس پر انہوں نے سب کام کو چھوڑ کر صرف خدا کی طرف رجوع ہوئے اور گرو مہاراج کی ہدایت و نصیحت پر تیرتھ جاترا کے لئے چلے گئے اُن کے دادا چکرپانی اپنے پوتے کی تلاش میں دولت آباد پہونچے۔ جنار دھن مہاراج سے مل کر کل حالات بیان کئے۔ اس حالات کو سُن کر جنار دھن مہاراج نے ایکناتھ مہاراج کے نام چٹھی لکھ کر دادا کے حوالہ کی کہ تیرتھ کرتے پٹن آئیں گے اُس کو دیدیجائے۔ چکرپانی تلاش میں رہے ایک روز ایسا آیا کہ ایکناتھ مہاراج پٹن آئے یہ خبر پاکر چکرپانی اُن کے پاس گئے۔ گرو مہاراج کی چٹھی بتلائے اُس کو دیکھ کر اُس کے بموجب تیرتھ جاترہ ختم کر کے اپنی بقیہ عمر وہیں گذاری یعنی

پٹن ہیں ہی رہے۔ یہہ وہی مقام ہے جہاں کہ اس وقت پٹن میں ایکناتھہ مہاراج کا اندرون آبادی مندر واقع ہے۔ اُس وقت سے ایکناتھہ مہاراج نے وہاں گھر کئے اور اپنے وحدانیت اور خدا پرستی کی بنا پر جو نیکنامی اُن کو حاصل ہوئی وہ اُن کی شہرت اب تک ہے

ایکناتھہ مہاراج کو جناردھن سوامی کا اوپدیش یعنی گرو منتر پھاگن (۶) بدی کا ہوا۔ اسی متی کو دتاتری کا درشن ہوا۔ اور اسی متی کو جناردھن سوامی کا انتقال ہوا لہذا ایکناتھہ مہاراج اس دن کو بہت مقدس مان کر اس متی یعنی تاریخ کو اوچھاو کرتے تھے اور اس تاریخ کو ایکناتھہ مہاراج نے بھی اس دنیا سے جدائی کی ہے لہذا اُن کے زمانے سے اور اُن کے وفات سے اس متی کو قصبۂ پٹن میں بہت بڑی جاترہ ہوتی ہے۔ آج تک یہہ جاترہ لاکھوں زائرین تک پہونچ گئی ہے۔ جس کے لئے ہمارے قدر قدرت سلطان وقت سے بذریعہ عہدہ داران مقامی و ضلع نہایت ہی عمدہ انتظامات ہوکر کل اوچھاو نہایت ہی اچھی طرح منایا جاتا ہے۔

پٹن میں رہنے کے بعد تھوڑے عرصہ میں شادی ہوئی اور ایک فرزند مسمی ہری پنڈت اور دو دختر مسماۃ گنگا بائی و گودا بائی تھے۔ ہری پنڈت سنسکرت میں بہت ہی عالم و فاضل اور شاستر میں مہارت رکھتے تھے۔ مذہب کی پابندی نقطہ بہ نقطہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی پابند بنانے کا بھی خیال تھا۔ ان کا زمانہ بھی اچھی طرح گذرا مگر ایکناتھہ مہاراج کے جیسے اچھے تعلیم یافتہ ہوتے ہوئے بھی شہرت حاصل نہیں ہوئی اور نہ اس درجہ تک یہہ پہونچ سکے۔ اُن کے بعد جو اُن کی اولاد ہوئی اُن سب کا شجرۂ ابتدائی بھانوداس مہاراج سے اس وقت تک اس کے ساتھہ دیا گیا ہے۔ اس وقت ان کے خاندان کے آٹھہ گھر ہیں۔ ایکناتھہ مہاراج نے اپنی حیات میں حسب تفصیل حاشیہ کتابیں

(۱) ایکناتھی بھاگوت (۲) بہادارتھہ رامائن (۳) ہستاملک (۴) انندلہری (۵) سواتم سکھنہ (۶) سکاسُنک (۷) چھتو سلوکی بھاگوت (۸) چپیر نجوید (۹) ابھنگ وغیرہ (۱۰) دنیانیشوری کی ترمیم کرکے شائع کی

مرہٹی بنائیں۔ ان کے خاندان میں چھیاپو اصاحب ومیابو اصاحب بہت جرد وہی بہت نامور ہوئے اور فن موسیقی میں شہرت رکھتے تھے۔

اور جیساکہ کہا جاتا ہے کہ دیپ راگ گانے کے وقت خود بخود چراغ روشن ہوتے تھے۔

اُسی طرح ہر ایک راگ کا جو وقت مقرر ہوتا ہے وہ راگ اُس وقت گایا جاتا ہے تو اُس وقت اُس کے فوایدا ور اُس کا عمل ہوتا تھا انہوں نے اس فن پر بہت سی دولت کمائی اور ناتھہ مہاراج کے اوچھاؤ و جاترہ شمشٹی کے بدستور جاری رکھے

اُن کے بعد اُن کے خاندان میں ایک دو ہستی ایسی ہوئی کہ انہوں نے اوچھاؤ وغیرہ کے لئے راجگان وقت اور بادشاہ وقت سے متعدد مواضعات جاگیری و نقدی معاش ویومیہ وغیرہ حاصل کئے۔ جس کے منجملہ علاقہ سرکار عالی ہیں (۷) مواضعات جاگیری ذریعۂ منتخب بحال و برقرار ہے۔ اُسی طرح ریاست بڑودہ و علاقہ سرکار عظمت مدار و ریاست ہائے دیواس دو ہار میں بھی مواضعات جاگیری و نقدی معاش بحال و برقرار ہے۔ اُس زمانے سے سمستان کو مستقل آمدنی ہوئی چنانچہ اسناوات عطیہ راجگان وقت و عطیہ شاہی و عظمت مدار و دیگر ریاست ہائے ہندسو اس کا پتہ چلتا ہے اور اب تک اس سمستان میں مواضعات جاگیری علاقہ سرکار عالی میں حسب تفصیل ذیل ہیں اور علاوہ نقدی معاش ویومیہ وانعامات وغیرہ بھی بہت کچھ ہیں۔

(۱) بی پلی واڑی جاگیر تعلقہ پٹن (۲) تونڈولی جاگیری تعلقہ پٹن (۳) کرنج

گانوں جاگیر تعلقہ ویجاپور (۴) سامن گاؤں جاگیر تعلقہ جالنہ (۵) پاشنہ جاگیر تعلقہ جالنہ (۶) ناگرگاؤں تعلقہ پاتودہ (۷) مالاپوری جاگیر تعلقہ بیڑ۔

یہہ جملہ معاش ادائی خدمت سری ایکناتہہ مہاراج واوچھاو شسٹی وجنم اشٹمی وبھانوداس چبوترو ستی وسدابرت، نقار خانہ وآن چبترو پوجا روزانہ وغیرہ کے لئے راجگان وشاہان وقت سے جاگیرات ومعاش وانعامات وغیرہ پیدا کئے اور شرط ادائی جاری ہے اور حال کے مہاراج بھانوداس بوا صاحب کے والد نارائن بوا صاحب کے نام وہ معاش بہ حیثیت مالک ومتولی سمستان بحال رہی۔ ان کا انتقال کم عمری میں ہوا اُن کے بعد اُن کی زوجہ رانی لکشمی بائی صاحبہ مالک سمستان بہ حیثیت وارث ہوئیں۔ لکشمی بائی صاحبہ نے حسب اجازت شوہری مہاراج بھانوداس بوا صاحب جو کہ انہیں خاندان کے کیشو بوا صاحب کے فرزند ہیں متبنیٰ لیا اور اجازت تبنیت اور منتقلی معاش کی کل کارروائی کی تکمیل کے بعد سنہ ۱۳۳۴ میں مالک سمستان ہوئے۔ آپ جب سے کہ مالک سمستان ہوئے اُس وقت سے اپنی ذاتی نگرانی میں سمستان کے کاروبار چلائے۔ اور لکشمی بائی صاحبہ کے زمانے کا کل قرضہ جو تقریباً اسی ہزار روپیہ تھا جملہ ان سب کا تصفیہ کرادیکر بموجب تصفیہ اُن کی کامل ادائی کردی۔

حیدرآباد کے منصبدار کشن راؤ صاحب ساکن شاہ علی بنڈہ نے اپنی دختر بھانوداس بوا صاحب سے بیاہی اور اُن سے دو فرزند اور ایک دختر ہوئی۔

بھانوداس بوا صاحب بالکل خدا پرست ہیں اور اُن کے روزانہ کام وقت پر ہوتے ہیں آپ اپنے مذہبی فرایض کی ادائی کے خوب پابند ہیں۔ روزانہ

علی الصباح چار بجے اوٹھہ کر دس نبجے تک پوجا پاٹ میں پابندی سے مصروف رہتے
ہیں۔ کتھا، کرتن، بھجن ، زبان سنسکرت اور گانے بجانے سے بخوبی واقف ہیں
آپ سمستان کا کل کاروبار بذات خود کرتے تھے۔ آپ کو دو لڑکے ہونے پر
جہانداری کو ترک کرنے کا مصمم ارادہ کر کے اس کا اظہار اپنی بی بی سے
ایک مرتبہ کیا تھا۔ اُس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی بی بی کا انتقال ہوا آپ
اُس وقت سے ترک جہانداری کی طرف زیادہ متوجہ ہوے ۔ بالآخر ۱۳۲۹ف
میں دیوالی کا تہوار قریب الختم تھا کہ اپنے دوست احباب وغیرہ سب سے ملاقات
کر کے برہمن فقراء، گدا پیشہ لوگوں کو خیرات کرتے ہوئے پٹن سے اس بہانہ سے
کہ جناب نواب صوبہ دار صاحب اورنگ آباد سے ملاقات کرنا ہے رخصت ہوئے
آپ کے جاتے وقت کسی کو بھی آپ کی ترک جہانداری کی اطلاع نہ ہوسکی۔ اورنگ
آباد جانے کے بعد جناب صوبہ دار صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے
مگر صوبہ دار صاحب کلب گئے تھے۔ اس لئے ان کے مکان پر کارڈ ملاقاتی چھوڑ کر
منماڑ چلے گئے، اور خدمتگار ترمبک نامی برہمن آپ کے ساتھ تھا اُس کو کسی بہانہ
سے اورنگ آباد روانہ کردئے ۔ ایک سال کی اجازت سرکار سے حاصل فرمائی
اور وہاں سے اب تک غائب ہیں۔ بعض بعض مقامات سے لوگ پتہ دیتے ہیں کہ
انہوں نے مہاراج بھانوداس بوا صاحب کو دیکھا ہے۔ بعض بعض خبر ولیہ
اطمینان ہوتا ہے بعض پر نہیں۔ بھانوداس مہاراج کے غیاب میں آپ کے
حقیقی بھائی ونایک بوا صاحب اُن کے کارپرداز اور مختار کی حیثیت سے
سمستان کا کاروبار چلاتے رہے۔ ایک سال کی اجازت کے ختم ہونیکے بعد مزید

(۱۲) سال کی اجازت کے حصول کی درخواست روانہ کی جس میں اپنے غیاب میں اپنے برادر ونایک بوا صاحب کے نام کاروبار انجام دینے کی استدعا، کی جس کو مہاراجہ صدر اعظم بہادر نے منظور فرمایا اور وہ کاروبار کو انجام دیرہے تھے کہ اُن کا انتقال اسفندار ۱۳۴۱ ف میں ہوگیا۔ جن کے انتقال کے بعد مولوی وقارالدین صاحب نے اسٹیٹ کو کورٹ آف وارڈز کرنے کی راست تحریک کی جو اُن کے دوسرے بھائی وشوامبر کیشو بوا صاحب کی درخواست پر نامنظور ہوئی۔ اور کاروبار وشوامبر بوا صاحب انجام دیرہے تھے۔ مگر اُن کی کم عمری کی وجہ سے جناب نواب رضا نواز جنگ بہادر صوبہ دار وقت نے مہاراجہ بھانوداس بوا صاحب کی کل جائداد کا انتظام کمیٹی کے زیر نگرانی کرنے کی تحریک محکمۂ سرکار میں کی جو سرکار سے منظور ہو کر ۲۸/ آبان ۱۳۴۱ ف سے کاروبار سمستان زیر نگرانی کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی کے صدر یعنی میر مجلس تحصیلدار تعلقہ پٹن اور تین ممبران وشوامبر بوا صاحب۔ بلونت راؤ صاحب وکیل۔ مولوی محمد قمر علی صاحب وکیل اپنی نگرانی میں سمستان کا انتظام چلا رہے ہیں۔ مہاراج بھانوداس بوا صاحب کو دو فرزند کا ہونا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اُن میں سے چھوٹے فرزند وینو مادھو عرف سردار صاحب کا انتقال اُن کے غیاب میں ہوا اور بڑے فرزند نگناتھ بوا صاحب عرف بھیا صاحب اس وقت موجود ہیں جو زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز بلدہ میں تعلیم پارہے ہیں۔ ایک دختر موجود ہے۔ قندھار شریف کے سمستان سادھو مہاراج کے سیتارام مہاراج سے بیاہی گئی ہے۔ اس وقت بھانوداس بوا صاحب کی اولاد صرف ایک فرزند نگناتھ بوا صاحب عرف بھیا صاحب اور ایک دختر مدھومالتی

بائی صاحبہ عرف چھو بائی صاحبہ موجود ہیں۔ ان کی کم عمری میں مہاراج بھانو داس بوا صاحب ان کو چھوڑ کر زیارات کے لئے چلے گئے۔ اُن کی نانی صاحبہ نے بچپن میں اُن کی پرورش کی اور اس درجہ کی عمر تک انہیں کی دیکھ بھال نے اُن کو پہنچایا

مہاراج بھانو داس بوا صاحب تیرتھہ وغیرہ کے لئے جا کر اب تک بارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اُن کے فرزندان اور عزیز اور جملہ باشندگان پٹن کی دلی خواہش یہہ ہے کہ مہاراج بھانو داس بوا صاحب اپنے مذہبی کام ختم کر کے جلد تشریف لائیں اور ان کا درشن کر کے مسرور و شاد ہوں۔ اس کے بعد مہاراج بھانو داس بوا صاحب کی عمر، خداپرستی، تیرتھہ، جاترہ، انوشٹھان وغیرہ مذہبی خدمت اور اُن کی آل و اولاد کی عمر و دولت میں ترقی کے آرزو مند نہ صرف آپ کے متعلقین بلکہ باشندگان پٹن بھی ہیں۔

سب سے آخر میں جس بادشاہ قوی شوکت قدر قدرت کے سایہ عاطفت میں رعایائے سمستان مہاراج بھانو داس بوا صاحب و رنگناتھہ بوا صاحب عرف بھیا صاحب خوشحالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور دیگر ممالک سے زیادہ آرام نصیب ہے اُس بادشاہ نظام الملک کی عمر و دولت و آل و اولاد میں دن دونی رات چوگنی ترقی پروردگار عالم عطا فرماے (آمین)

سری بھانو وان بوا

چکرپانی ← سوریاکانت بوا ← سری ایکناتھ مہاراج ← ہری پنڈت

پرلاد بوا — میکھشام بوا — راگھو بوا

زنگو بوا ← رام جی بوا ← بابا جی بوا ← دادا بوا — شاباجی بوا — نارائن بوا — کرشنا جی بوا

پانڈورنگ بوا — رام چندر بوا

میابوا — چھیابوا

بالاجی بوا — کوشابوا — نارائن بوا ← ایکناتھ بوا

گوویند بوا — رام چندر بوا

بالکرشن بوا ← زنگناتھ بوا عرف بھیا صاحب — سری رام بوا — کاشی بوا

ہری ہر بوا — ویٹھو بوا — مادھو بوا — دواجی بوا

نارائن بوا — متبنی (گود)
بھانوداس بوا — متبنی گودی
زنگناتھ بوا عرف بھیا صاحب

ناتھ رام بوا عرف تاتا بوا — شاہ بوا — پانڈورنگ بوا — نارائن بوا متبنی

داموور بوا — جنارون بوا — سادا شیو بوا

پانڈورنگ — وناتری بوا عرف بھیا صاحب

بھانوداس بوا — ونو بوا متبنی — پانڈورنگ بوا — ہری چندر بوا — گنپت بوا

پرلاد بوا — وشنو بوا — گنگادھر بوا — گنپت بوا — دگمبر بوا

بابو بوا — ویٹھو بوا ← ایکناتھ بوا — تربنک بوا — ناگو بوا

رام کرشن بوا — داسو دیو بوا — جنارون بوا
وشنو بوا — کرشنا بوا — بھانوداس بوا

زنگناتھ بوا — ونو بوا — ایکناتھ بوا — بھاگوت بوا

ایکناتھ بوا — ہری ہر بوا — سوریاکانت بوا

تربنک بوا — گجانن بوا — مدھوکر بوا

بالاجی بوا — ایکناتھ بوا — تربنک بوا — سوریاکانت بوا

نارائن بوا — کرشنا بوا

آناگندی

یہ سمستان اُس قدیم عظیم الشان سلطنت وجیانگر کی یادگار ہے جو کسی زمانے میں کل دکن پر حکمران تھی۔ سنہ ۱۵۶۵ء میں جب سلطنت وجیانگر پر تباہی آئی اور اُس کو زوال ہوا تو اُس کے بعد بھی دو سو سال سے زاید عرصہ تک رود تنگبھدرا کے دونوں جانب کا ملک موسومہ آناگندی راجگان وجیانگر کے قبضہ میں رہا جس کا محاصل تخمیناً سات لاکھ روپیہ تھا۔

سنہ ۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے سرکار عالی کے ملک پر حملہ کر کے سمستان پر بھی قبضہ کر لیا اور والی سمستان کی ماہانہ دو ہزار روپیہ تنخواہ مقرر کر دی۔ سنہ ۱۷۹۰ء میں مابین سرکار عالی و سرکار عظمت مدار اور میسور ایک تہہ نامہ ہوا کہ جس میں منجملہ اور شرایط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ راجہ آناگندی کو اُس کے قدیم مقبوضات پر قبضہ دلایا جائے جنگ سرینگاپٹم میں راجہ آناگندی نے بھی اپنی فوج کے ساتھ شریک ہو کر جان نثاری کے جوہر دکھلائے جنگ کے ختم ہونے پر وہ تمام ملک جو راجہ آناگندی کے قبضہ میں تھا

قلم و سرکار عالی میں شریک کیا گیا۔ لیکن سنہ ۱۸۰۱ء کے تہہ نامہ کی بناء پر سمستان آناگندی کا دو ثلث حصہ سرکار عالی نے سرکار عظمت مدار کے تفویض کر دیا۔ منجملہ ایک ثلث حصہ کے اس خاندان کے بسر برد کے لئے موجودہ سمستان، سرکار عالی نے راجہ آناگندی کو عطا فرمایا۔ جس کا محاصل ٹیپو سلطان کے مقرر کردہ نقد تنخواہ کے مساوی تھا۔

سنہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۴/دے سنہ ۱۲۹۷ف یہہ سمستان موجودہ والی سمستان سرمنیت رانی کپما صاحبہ زوجہ راجہ کشن دیو رایلو کے نام بہ ادائی پیشکش دس ہزار روپیہ پادشاہ وقت حضرت غفران مکان رح نے بحال فرمایا اور ممدوحہ معظمہ کو اپنے بھائی کی تبنیت کی اجازت عطا فرمائی۔ تاریخ بحالی سمستان سے موجودہ والیہ سمستان سرمنیت رانی کپما صاحبہ ہی حکمراں ہیں۔ موجودہ سمستان کے لئے متعدد تاریخ مرتب ہوئی ہیں۔ ملاحظہ ہو فرگاٹن اسپاں مرتبہ رابرٹ سول و تاریخ بیجانگر مرتبہ مولوی بشیر الدین صاحب وغیرہ۔

یہہ سمستان قدیم اور سلطنت وجیانگر کی یادگار ہونے سے اس کو قایم رکھا جس سے شاہان دکن کی شان و شوکت رحمدلی و فیاضی کا پتہ چلتا ہے۔

اس سمستان کا رقبہ [illegible] ایکڑ ہے۔

سمستان کا سالانہ محاصل [illegible] ہے

سمستان آناگندی ایک تاریخی مقام ہے۔ اہل ہنود اس کو کشکندہ بھی کہتے ہیں۔ ہندوستان کے دور و دراز مقامات سے جاترہ کے لئے لوگ یہاں آتے ہیں۔ پمپا سرور اور انجنی گوٹہ اور رنگناتھ مندر یہہ مقدس مقامات پائے جاتے ہیں۔

آثار قدیمہ سے گگن محل واردت کال منڈپ وادیپا کا مٹھ و گنیش مندر و میاگوٹہ و دیگر چھوٹے چھوٹے عمارات موجود ہیں۔ جن کے نقش و نگار و فن تعمیر کی قدیم صنعت بیازری

کو دیکھنے کے واسطے اب بھی قدرداں سیّاح یورپ سے آتے رہتے ہیں ۔
خاص مستقر آنا گندی ہیں دیول زنگنا تھہ کا جاترہ ہوتا ہے ۔
موجودہ جاگیردار کا نام سرمینت رانی کوپما صاحبہ والیہ سمستان زوجہ راجہ کشن دیو رائلو صاحب ۔
موجودہ والیہ سمستان کے زمانہ میں رعایا کے لئے بڑی سہولتیں پیدا کی گئیں ۔ علاوہ اس کے انمی کٹ و تالاب و سڑکوں کی درستی عمل میں آئی ۔
موجودہ والیہ سمستان نے بہ منظوری پادشاہِ وقت حضرت غفران مکان رحمۃ اللہ علیہ اپنے چھوٹے بھائی کو متبنیٰ لیا ۔ متبنیٰ موصوف بتاریخ ۶ / بہمن ۱۳۲۸ف کو انتقال کیا ۔ جن کے تین فرزند راجہ کشن دیو رائلو و ترل دیو رایلو و ویرونیکٹ پٹی رائیلو موجود ہیں ۔

چنچوڑ

یہہ سمستان نہایت قدیم اور منجملہ مشہور سمستانات مملکت سرکار عالی کے ایک ہے جس کے معزز وممتاز اور شریف الخاندان والیوں کے وفاشعارانہ اور جاں نثارانہ خدمات وزرّین کارنامے ناقابل فراموش اور آئندہ نسلوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دینے والے ہیں۔ اس سمستان کے صاحب سند اور پیدا کنندۂ معاش راجہ سیوا ریڈی صاحب سند عطیہ سُلطان عبداللہ قطب شاہ (جن کو زمانۂ حکومت سلاطین قطب شاہیہ میں معاش دیسمکھی ومقطعہ جات عطا ہوے تھے) ہیں۔ اس کے بعد ان اسناد کی تجدید شاہان آصفیہ کے عہد حکومت میں ہوتی گئی۔ اور اب تک یہہ معاش راجہ صاحب موصوف ہی کے خاندان میں سلسلہ بسلسلہ چلی آرہی ہے۔

(۱۰۰) مواضعات کی دیسمکھی ونارگوڑی مع رسوم ویسری ہر ایک موضع کے علاوہ (۸) مواضع بالمقطعہ پر یہہ خاندان قابض ومتصرف ہے۔

زمانۂ سابق (جب کہ سرکار عالی کی پولیس مقرر نہ تھی) میں ان ایک سو مواضع کے سارقین کی گرفتاری اور بدمعاشوں کی سرکوبی کا انتظام اسی خاندان کے تفویض تھا۔ جس کے حُسن انتظام کی بدولت رعایا بخوف و خطر سفر کیا کرتی تھی۔ اگر سرقہ کی کوئی واردات وقوع میں آتی تو اس جانفشانی و دلسوزی سے سارقین کا پتہ چلا کر انہیں گرفتار کر لیا جاتا اور اُن کی گرفتاری کا ایسا معقول انتظام کیا جاتا کہ کوئی واقعہ پوشیدہ و عدم سراغ میں نہ رہتا۔ بہرحال ضلعبندی تک یہ انتظام زمینداروں ہی کے ہاتھ میں رہا۔

اس خاندان کے اراکین نے اگرچیکہ بہت سے کارہائے نمایاں ملک و مالک کے لئے کئے ہیں۔ منجملہ ان کے یہاں ہم صرف دو واقعات کا ذکر کرتے ہیں

دور حکومت حضرت آصفجاہ خامس نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ مغفرت منزل میں ایک سرخیل بدمعاشان مسمی طرہ باز خاں نے بہت سر اُٹھایا تھا اور ظلم و ستم قتل و غارت کا بازار گرم یہاں تک کہ اپنی بدمعاش گروہ کو لے کر زمانہ غدر رزیڈنسی حیدرآباد پر بھی حملہ کر دیا۔ جب سرکار کو اس ظالم لٹیرے کی سرکوبی اور اُس کی ٹکڑی کی گرفتاری کی فکر ہوئی تو راجہ اننت ریڈی صاحب والی سمستان چنچوڑ نے بارگاہِ جہاں پناہی میں معروضہ پیش کیا کہ اگر حکم ہو تو یہ فدوی جان نثار اپنی جمعیت کو لیکر طرہ باز خاں اور اُس کی بدمعاش گروہ کو گرفتار کر کے حاضر دربار کرتا ہے۔ اس معروضہ کو شرف قبولیت بخشا گیا۔ اور انہوں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر طرہ باز خاں کو معہ اُس کے ساتھیوں کے گرفتار کر کے حاضر دربار کیا۔ اس حُسن کارگذاری و دلیری و جوانمردی کے صلہ میں بارگاہ

جہاں پناہی سے نقد انعام دینے کا منشاء ظاہر فرمایا گیا۔ اس پر راجہ صاحب موصوف نے بذریعہ معروضہ درخواست کی کہ بجائے نقد انعام کے فدوی کے مقطعہ جات کے مقررہ پن میں کمی کا فرمان شرف صدور لائے تو مناسب ہوگا۔ ان کی یہہ درخواست منظور ہوئی اور ایک ہزار دو سو ایک روپیہ سالانہ ان کے مقطعہ جات کے پن سے بدیں الفاظ دوامًا کم کردینے کے لئے ذریعہ سند مورخہ ۱۸ ربیع صفر ۱۲۱۰ھ حکم شرف صدور لایا گیا :۔

"درصلۂ انعام گرفتاری طرہ باز خاں مفسد مبلغ ۱۲۰۱ روپیہ زمیندار کے پن مقطعہ جات سے دوام کے لئے معاف کیا جاتا ہے"۔

چنانچہ منتخب انعام میں بھی یہہ عبارت درج کردیگئی اور اس وقت تک یہی عمل جاری ہے۔

دوسرا واقعہ :۔ بزمانہ غدر ہندوستان ۱۸۵۷ء راجہ اننت ریڈی صاحب آنجہانی نے کوین وکٹوریہ قیصر ہند کی خدمت میں ایک درخواست بدیں مضمون روانہ کی کہ میرے پاس کئی ہزار دیہاتی فوج سیت سندھی وغیرہ نہایت دلیر و شجیع و مسلح تیار ہے۔ مجھے کوئی مقام بتلایا جائے تو میں اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہونچکر بدمعاشوں کی سرکوبی کرتا ہوں۔ اس کا جواب رزیڈنٹ حیدرآباد کے توسط سے یہہ عنایت فرمایا کہ :۔

"ہم تمہاری ہمدردی و خیرخواہی کی قدر کرتے ہیں"۔
"اب ضرورت باقی نہیں ہے۔ آئندہ ضرورت"

ہوگی تو اطلاع دیجائے گی"

اس کے ساتھ ہی ساتھ منجانب گورنمنٹ ہند اس خیر خواہی کے صلہ میں ایک قبضہ تلوار جس پر قیصر ہند کی تحریر کندہ ہے راجہ صاحب کو عطا ہوئی (جو اس وقت ان کے خاندان میں موجود ہے) نیز یہہ اجازت بھی مرحمت فرمائی گئی کہ اننت ریڈی صاحب کو ہر جگہ ہتھیار رکھنے کی اجازت ہے۔

خاندان راجگان سمستان چنچوڑ کے اکثر و بیشتر اراکین اعلیٰ عہدہ ہائے سرکار عالی پر مامور رہکر ملک و مالک کے خدمات بجالائے اور اب بھی بجالا رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) نرسہواں ریڈی صاحب ولد اننت ریڈی صاحب دیسمکھہ خدمت مہتممی پولیس ضلع محبوب نگر پر سرکار سے بہ نظر قدردانی مامور و کارگذار رہے اور اپنے فرایض منصبی نہایت عمدگی سے انجام دئیے۔

(۲) کنڈہ ریڈی صاحب ولد رنگا ریڈی صاحب دیسمکھہ عہدۂ جلیلہ مہتممی پولیس سے سرفراز اور تمام اضلاع سرکار عالی میں کارگذار رہے۔ بالآخر محکمۂ نظامت کوتوالی اضلاع کی مددگاری پر سرفراز اور منصرم نائب ناظم بھی رہے آپ مجسم اخلاق، نیک مزاج، خیر خواہ سرکار، علم دوست بے تعصب راجہ ہیں اس وقت وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش اور محلہ کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن میں مقیم ہیں۔

(۳) گوپال ریڈی صاحب فرزند رنگا ریڈی صاحب دیسمکھہ و زمیندار چنچوڑ دادا راجہ صاحب سمستان ونپرتی اس وقت معتمدی سمستان گوپال پیٹھہ کی خدمت پر مامور

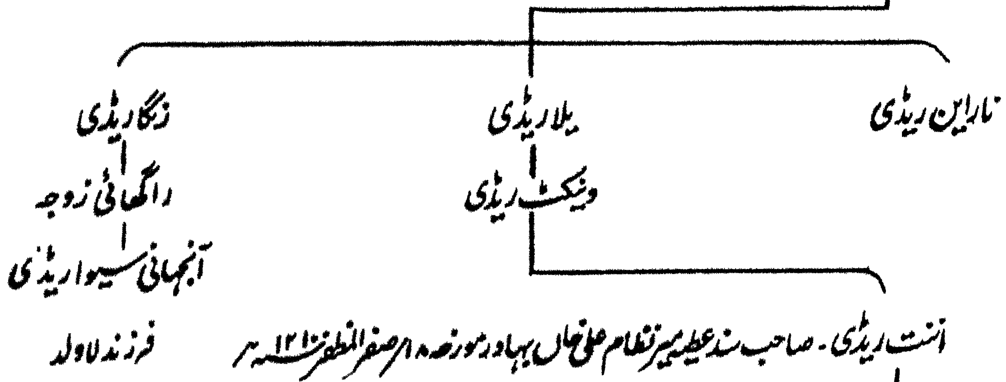


راجہ سریدھر ریڈی صاحب برادر راجہ سی گوپال ریڈی صاحب
جو اس وقت ولایت میں زیر تعلیم ہیں

و کارگزار قریب بلا وسٹہ محلہ خیریت آباد میں مقیم ہیں ۔
آپ کے تین فرزند (۱) سریدھر ریڈی (مہاراجہ صاحب ونپرتی کے نواسے) انگلینڈ میں بغرض حصول اعلیٰ تعلیم تشریف فرما ہیں ۔ جن کو مہاراجہ صاحب ونپرتی نے اپنے اسٹیٹ سے ماہانہ (صماء) روپیہ اخراجات منظور فرما کر انگلستان روانہ فرمایا ہے ۔ (۲) جگدیشور ریڈی صاحب ہنوز خرد سال اور گرامر اسکول میں زیر تعلیم ہیں اور (۳) ہریشچندر ریڈی خرد سال اور گرامر اسکول میں تعلیم پا رہے ہیں ۔
(۴) داموودھر ریڈی صاحب ولد کونڈہ ریڈی صاحب انگلینڈ ریٹرن ہیں آپ نے ولایت میں اعلیٰ تعلیم پائی ہے ان کو سرکار عالی نے بہ لحاظ قابلیت عہدۂ جلیلہ مددگاری محکمۂ فینانس پر مامور ہے ۔ جس پر اس وقت تک کارگزار اور اپنے فرایض نہایت دلدہی سے انجام دے رہے ہیں ۔ آپ کی قابلیت علمی بی ۔ اے آنرز انکارپوریٹڈ اکونٹ لندن ہے ۔

شجرۂ خاندان

سیوا ریڈی ۔ صاحب سند عطیۂ سلطان عبداللہ قطب شاہ مورخہ غرۂ رمضان المبارک ۱۰۵۵ھ

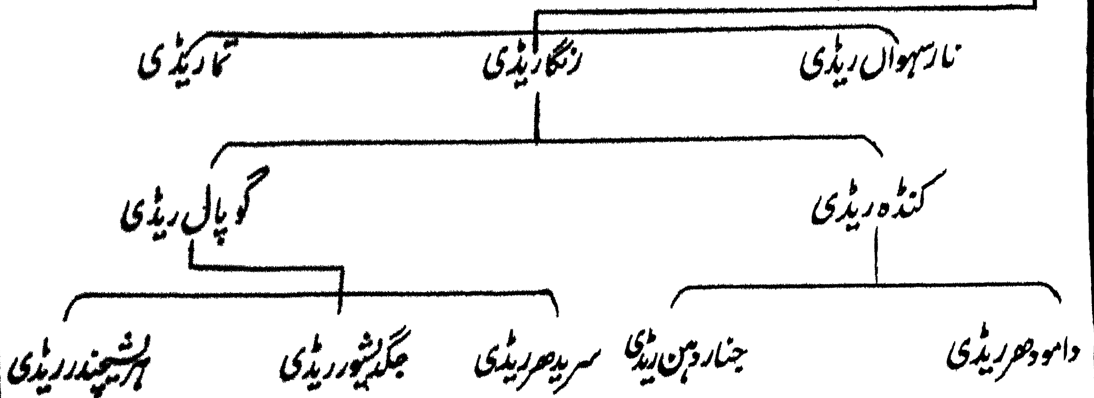


انت ریڈی ۔ صاحب سند عطیۂ میر نظام علی خاں بہادر مورخہ ۱۰ صفر المظفر ۱۲۱۰ھ

منکا ریڈی

کنڈہ ریڈی

اننتا ریڈی ۔ صاحب سند عطیۂ راجہ چندو لعل بہادر ۔ ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۶ھ و سند خاص دیوانی مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ و حسب منتخبہ معاش عطیۂ دیوانی ۔ نشان منتخب (۷۰۰) بابتہ ۱۲۹۸ف ونشان منتخب (۲۸۰۲) بابتہ ۱۲۹۵ھ و منتخب نشان (۳۵۷۲) بابتہ ۱۲۹۵ھ ۔



لنگاپور

ممالک محروسۂ سرکار عالی میں جو سمستان ہیں اُن کو اس سلطنت ابد مدت میں ایک ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے اور مثل بعض دیسی باجگزار ریاستوں کے ہماری سرکار ابد قرار کے زیر سایہ ان سمستانوں کو وسیع اختیارات حاصل رہے ہیں ۔ چنانچہ ہر زبان کی مشہور و معروف تواریخ میں ان سمستانوں کا بطور خاص ذکر آیا ہے ۔ منجملہ دیگر سمستانوں کے بہ لحاظ قدامت اس سمستان لنگاپور کو بھی خاص وقعت حاصل ہے ۔ یہہ سمستان صدہا سال سے نیکنامی میں مشہور و معروف معزز و ممتاز چلا آرہا ہے اس لحاظ سے اس سمستان کو جو وقعت اور اہمیت حاصل ہے وہ شاید ہی کسی دوسرے سمستان کو حاصل ہو ۔ یہہ سمستان ہندو سلطنت ورنگل کے زمانہ کی یادگار ہے راجہ پرتاب رور تاجدار ورنگل نے اس سمستان کو بہ صلہ خدمات جلیلہ موجودہ راجہ صاحب کے مورث اعلیٰ راجہ کنڈم نائٹرو آنجہانی کو عطا فرمایا تھا ۔

یہ سمستان تعلقہ جگتیال ضلع کریم نگر میں واقع ہے۔ اس کے (۲۰) مواضع ہیں اور اس کی آبادی تقریباً اٹھارہ ہزار اور امکنہ کی تعداد چار ہزار چار سو چوبیس ہے۔

یہاں کے مشہور مقامات دیول کنڈہ سوامی دیول کنتہ سوامی کشن باغ مندر گوپال سوامی ہیں۔ اس سمستان کے موجودہ راجہ اننت کشن راؤ بہادر ہیں آپ کے مورث اعلیٰ راجہ کنڈم نائیڑو ہیں جنہوں نے اس سمستان کی بناء ڈالی ہے۔ راجہ کنڈم نائیڑو دریائے کرشنا کے اُس پار رہتے تھے۔ اپنے وقت کے سورما، بہادر اور بڑے جنگجو تھے۔ بعہد حکومت راجہ پرتاب رور وارد سلطنت ورنگل ہو کر اپنی خداداد ذہانت و قابلیت اور جوانمردی کی بدولت بہت جلد دربار میں عزت اور راجہ کی نظروں میں جگہ پیدا کر لی۔ یہاں تک کہ حکومت کے ممتاز اور جلیل القدر عہدہ پر فائز ہو کر ملک کے گرانقدر خدمات انجام دیتے رہے بالآخر آپ کی جاں فشاں کارگزاریوں کے مدنظر الطاف و عنایات شاہانہ آپ پر مبذول ہوئے اور بصلۂ حسن کارگذاری و وفاداری آپ نے ہزاروں بیگہ کی جاگیرات سے سرفرازی پائی اور کامل اختیارات کے ساتھ عطائے سلطانی پر قابض و متصرف رہے۔ سربستہ دیسکھی کے اختیارات بھی آپ کو حاصل تھے۔ جو مدتوں آپ کی نسل میں جاری رہے۔

راجہ کنڈم نائیڑو بہادر جنگجو ہونے کے ساتھ ساتھ فیاض سیر چشم اور رعیت پرور راجہ تھے۔ اپنی جوانمردی اور بہادری کی داد وقتاً فوقتاً حکومت سے حاصل کرتے رہے۔ آپ نے اپنے عہد میں سمستان کے مقبوضہ علاقہ جات کے بیچراغ دیہات اور بنجر زمینات کو اس طرح سرسبز و شاداب و آباد کیا کہ اس کی نظیر مشکل سے دوسرے

سمستانوں میں ملے گی۔ اپنے ملک اور مالک کے ساتھ اُن کی وفاداری خیر سگالی اور جان نثاری مشہور رہی۔ انہوں نے ملک و مالک کے لئے اکثر معرکوں میں اپنی جان عزیز کو خطرے میں ڈال کر خراج تحسین اور آفریں کا خود کو مستحق بنایا اور مورد الطاف شاہانہ ہوے۔ اس خاندان کا شجرہ درج ذیل ہے:۔

راجہ اننت نرسنگ راؤ آپ سمستان کے معزز اور ہردلعزیز رکن تھے آپ نے اپنے عہد میں اکثر و بیشتر اصلاحائیں اور سمستان کی تاریخ میں آپ کا نام بھی خصوصیت کے ساتھ آتا ہے آپ نے اپنے آبا و اجداد کی طرح دربار آصفیہ میں بڑی عزت اور وقعت حاصل کی۔ آپ کے پیش نظر ہمیشہ اپنی عزیز رعایا کی فلاح و بہبودی رہی۔ آپ نے اپنی اصلاحات سے سمستان کی مالی و انتظامی حالت بہتر سے بہتر بنا کر اس کے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی اور اس کو بڑے سے بڑے سمستان کے مقابل میں مالی اور انتظامی امور کے مدنظر کھڑا کر دیا۔ آپ اپنے تین یادگار اس دار ناپائیدار میں چھوڑ کر بیکنٹھ باش ہوے۔

(۱) راجہ سری رنگ راؤ۔

(۲) راجہ اننت کرشنا راؤ۔

(۳) رانی اننتکا۔

راجہ سری رنگ راؤ آپ راجہ اننت نرسنگ راؤ آنجہانی کے فرزند اکبر تھے۔ اپنے والد راجہ اننت نرسنگ راؤ کے بیکنٹھ باش ہونے کے بعد والی سمستان اور تمام اعزاز و مناصب خاندانی سے مفتخر

وممتاز ہوے۔ عنان سمستان کو اپنے ہاتھ میں سے کر آپ نے بھی سمستان کی فلاح و بہبودی کے مدنظر بہت کچھ اصلاحات کیں۔ غرض اپنے والد کی طرح سمستان کو ترقی دینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ مگر افسوس کہ ایک قلیل عرصہ کے بعد لاولد سرگباش ہوے۔ آپ کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی راجہ اننت کشن راؤ والی سمستان ہوے۔

راجہ اننت کشن راؤ آپ راجہ اننت نرسنگ راؤ آنجہانی کے فرزند اصغر اور راجہ سری رنگ راؤ کے چھوٹے بھائی تھے اپنے بڑے بھائی کے راہی آنجہاں ہونے کے بعد سمستان کے والی اور مختار ہوے اپنے بڑے بھائی اور والد ماجد کی طرح آپ کو بھی اپنے سمستان کی اصلاح کا خیال رہا آپ نے سمستان کی اصلاح اور ترقی میں اپنی مقدور بھر کوشش کی۔ سنتے ہیں کہ آپ کے عہد میں سمستان کی خاص طور پر اصلاح ہوئی۔ مگر افسوس کہ آپ بھی لاولد دنیا سے راہی آنجہاں ہوے۔

آپ کے بعد آپ کے بھانجے راجہ راجیشور راؤ والی سمستان ہوے۔

راجہ راجیشور راؤ آپ راجہ سری رنگ راؤ اور راجہ اننت کشن راؤ آنجہانی کے بھانجے اور راجہ اننت نرسنگ راؤ آنجہانی کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام رانی اننتکا تھا۔ اپنے چھوٹے ماموں راجہ اننت کشن راؤ کے سرگباش ہونے کے بعد والی سمستان ہوے۔ اپنے نانا اور ماموؤں کی طرح آپ کو بھی سمستان کی اصلاح اور اُس کی فلاح و بہبود کا خیال رہا۔ آپ نے بھی سمستان کے انتظامات کی اصلاح میں بڑی جانفشانی سے کام لیا اور اپنے

عمدہ و مفید اصلاحات سے سمستان کو بیحد فائدہ پہونچایا۔ افسوس کہ آپ بھی ایک قلیل عرصہ میں لاولد راہی آنجہاں ہو گئے۔

آپ کے بعد آپ کی بیوی رانی رام لچھما بائی آنجہانی والیہ سمستان ہوئیں۔

رانی رام لچھما بائی آنجہانی

آپ راجہ راجیشور راؤ سابق والی سمستان لنگاپور کی بیوی تھیں۔ اپنے شوہر راجہ راجیشور راؤ کے راہی آنجہاں ہونے کے بعد والیہ سمستان مقرر ہو کر سمستان کے انتظامی امور کو بحسن خوش اسلوبی و جانفشانی سے انجام دیا اور اپنی اعلیٰ انتظامی قابلیت کو ثابت کر دکھایا اُس کے خود مقامی حکام اور عہدہ داران مالگذاری سرکار عالی معترف رہے ہیں۔ آپ کے امور خیر و کارہائے رفاہ عام قابل ستائش و یادگار رہے۔ آپ کو اپنے سمستان کی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت تھی۔ اس لئے آپ رعایا پروری میں بہت مشہور تھیں۔ اپنی رعایا سے محبت اور ہمدردی کرنا آپ اپنا فرض اولین سمجھتی تھیں۔ آپ کے حسن انتظام و تدبر و فراست کا شہرہ بہت دور دور تک تھا۔ نہایت ہی خوش خلق غربا پرور رعایا نواز اور منصف مزاج رانی تھیں۔ آپ نے اپنے عہد میں روزانہ سدا برت ہر آنیوالے کو خیر و خیرات دینے میں مشہور تھیں۔ ایسی خوبیوں کی رانی ۹/ آذر ۱۳۴۱ف کو اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے راہی آنجہاں ہوئیں۔

آپ کے سرگباش ہونے کے بعد راجہ اننت کشن راؤ والی سمستان مقرر ہوئے جن کو آنجہانی رانی صاحبہ نے باجازت شوہر و منظوری سرکار اپنا متبنیٰ فرزند بنایا تھا۔

راجہ اننت کشن راؤ بہادر

آپ رانی رام لچھما بائی آنجہانی کے متبنیٰ فرزند ہیں آپ کی تبنیت حسب وصیت راجہ راجیشور راؤ آنجہانی سرکار سے منظور ہوئی۔ آپ اپنی ماں رانی رام لچھما بائی آنجہانی کے بعد قابض اسٹیٹ ہوے۔

آپ کو اُردو و تلنگی میں اچھی مہارت ہے۔ قانونی اور مالی امور میں بھی اچھا دخل رکھتے ہیں۔ انتظامی مادہ بھی آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ اپنی واجب التعظیم، قابل قدر، شفیق و مہربان والدہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں روایات قدیم کو پیش نظر رکھتے ہوے موجودہ دور کے لحاظ سے اپنے سمستان کی عزیز رعایا کی فلاح و بہبود کی فکر میں رہتے اور ان کی خوشحالی کے لئے ہمیشہ مفید نتایج کے متلاشی رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے دہ سالہ عہد میں ہزار ہا روپیہ ذرائع آبپاشی میں صرف فرما کر سمستان کی اقتصادی حالت کو بدل دیا ہے۔ اور اس سے دوگنا روپیہ آپ نے نل اندازی الکٹرک سٹی قیام مدرسہ، دواخانہ و تعمیر سڑک وغیرہ پر صرف فرمایا ہے۔ سینکڑوں ایکڑ اراضی خشکی کو آپ نے قابل کاشت تری بنایا ہے۔ آپ کے حسن انتظام سے سمستان میں قابل قدر اور نمایاں ترقی وقوع میں آئی۔ آپ اکثر جدید طریقوں اور ذرائع کی فکر میں رہتے ہیں۔

آپ کو فن تعمیر سے بھی خاص دلچسپی ہے۔ ہر سال متعدد بار دیہات سمستان کا دورہ فرماتے ہیں۔ اور رعایا کی ضروریات کو محسوس کر کے ان کی شکایات تا امکان دور فرماتے ہیں۔ اور ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانے سے دریغ نہیں فرماتے

سمستان کی صفائی کا خاص اہتمام ہے۔ رعایا کو قرضہ و تقاوی بھی خزانہ سمستان سے ایصال فرماتے ہیں۔ رعایا کی دادرسی کے لئے آپ کا دروازہ ہروقت کھلا رہتا ہے۔ آپ کا علمی شغف لایق صد ستایش و قابل ذکر ہے۔ آپ اپنے سمستان کے غریب و ہونہار طالب علموں کو خزانہ سمستان سے وظایف وغیرہ دیکر اُن کے شوق کو زیادہ کرتے اور علم کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ کئی ایک طالب علم آپ ہی کی بدولت تعلیم حاصل کر کے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں بی۔ اے کی جماعت میں اول آے۔ آپ کا سلوک اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بھی برابر کا رہتا ہے۔ دامے درمے اُن کی امداد کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ آپ نے تو اکثروں کو بڑی بڑی رقم دیکر صاحب جائداد بنادیا۔

آپ کو بارگاہ اقدس و اعلیٰ میں ہر تقریب کے موقع پر باریاب ہوکر پیش کشی نذر کی عزت حاصل ہے۔

باوجود امارت و ثروت غرور آپ میں نام کو نہیں۔ ہر کسی سے بخندہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ دوسروں کی طرح آپ نے اپنی ملاقات کے لئے کسی ایک وقت کا تعین نہیں فرمایا۔ ہمیشہ اپنے ملنے والوں کے لئے خود کو وقف کر رکھا ہے آپ نہایت سادگی پسند ہیں۔ سادہ مزاجی آپ کی ہر کس و ناکس کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

آپ اپنے آبا و اجداد کی طرح بے تعصب سیر چشم دریا دل، غریب پرور اور عالی ہمت واقع ہوے ہیں۔ امور خیر کے علاوہ سقامت ہنگام کے موقع پر مقررہ مالگذاری میں ایک معتد بہ رقم کی معافی وغیرہ کئے ہیں جن کا فیض سمستان

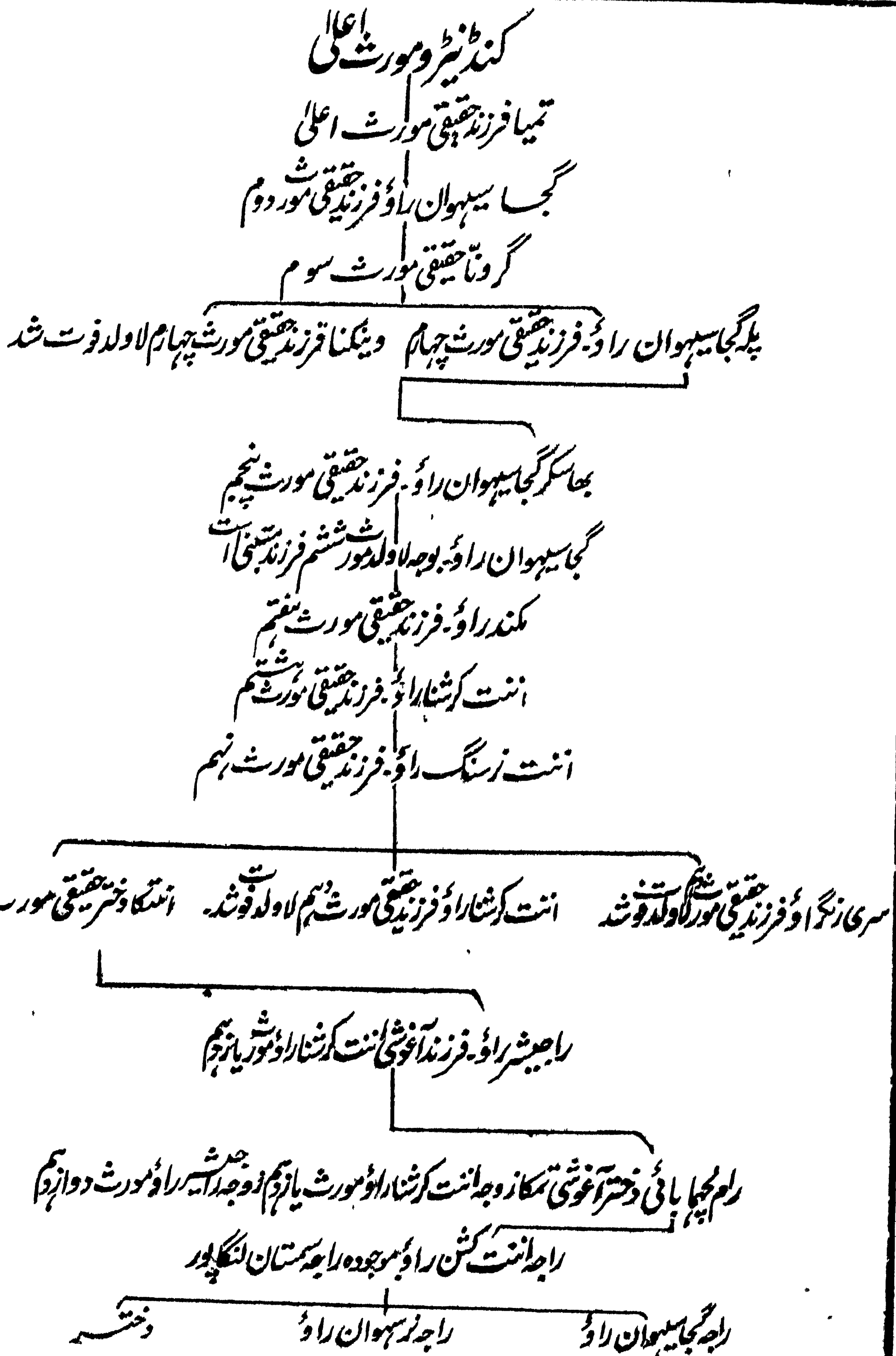
کی رعایا پر زمانہ دراز تک جاری رہیگا۔
آپ کی شادی آپ کے ماموں صاحب وینکٹیشر راؤ دیسکھہ مہ وتمد اسٹیٹ کی دختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو فرزند اور ایک دختر ہے۔
آپ کے فرزند اول راجہ کچاسہواں راؤ صاحب اور فرزند دوم راجہ نرسہواں راؤ صاحب ہیں۔ جو اپنے تعلیم یافتہ اور مہربان والد کے زیر نگرانی حصول علم میں مشغول و مصروف ہیں۔ یہہ ہر دو راجہ زادگان پتا پر پوت کے مصداق ہیں۔ رفتار و گفتار میں اپنے باپ ہی باپ ہیں۔ ان ہر دو کے چہروں سے آثار امارت و متانت بردباری و اقبال مندی ہویدا ہے فطرتاً ذہین و طباع واقع ہوے ہیں۔ اپنے بزرگوں سے بعزت اور ہم عمروں سے بہ محبت پیش آتے ہیں مثل اپنے والد ماجد کے ان ہر دو میں غرور و تمکنت برائے نام بھی نہیں الحاصل یہہ کہ یہہ ہر دو ہر دلعزیز باپ کے ہر دلعزیز بیٹے ہیں امید قوی ہے کہ یہہ ہر دو بعد انفراغ تحصیل علم ملک و مالک کے گرانقدر خدمات انجام دیکر اپنے آب و جد سے بھی زیادہ نام آوری پیدا کریں گے۔

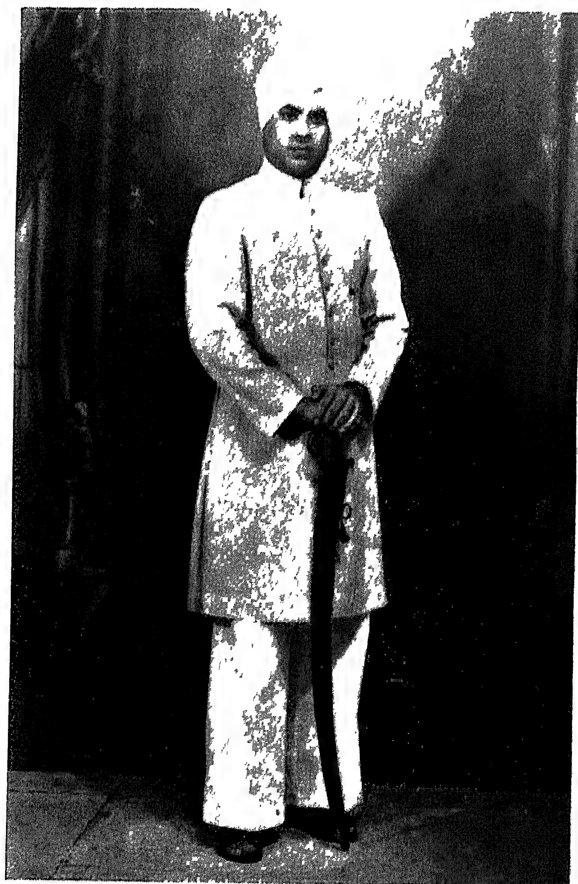


راجہ گدھا سہوان راو صاحب (بدنہ للگا پور)

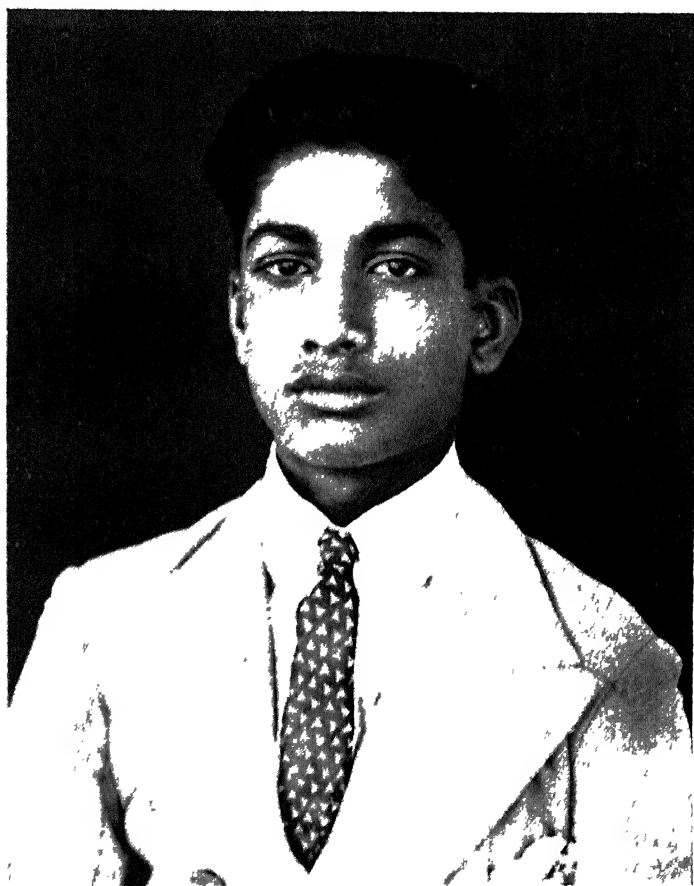


راجہ برسہوان راو صاحب (اندہ لنگا پور)


کنڈیڑو مورث اعلیٰ
تمیا فرزند حقیقی مورث اعلیٰ
گجا سیہوان راؤ فرزند حقیقی مورث دوم
گرونا حقیقی مورث سوم
پلہ گجا سیہوان راؤ۔ فرزند حقیقی مورث چہارم
وینکنا فرزند حقیقی مورث چہارم لاولد فوت شد
بھاسکر گجا سیہوان راؤ۔ فرزند حقیقی مورث پنجم
گجا سیہوان راؤ۔ بوجہ لاولد مورث ششم فرزند متبنیٰ اٰت
مکند راؤ۔ فرزند حقیقی مورث ہفتم
اننت کرشنا راؤ۔ فرزند حقیقی مورث ہشتم
اننت نرسنگ راؤ۔ فرزند حقیقی مورث نہم
سری رنگا راؤ فرزند حقیقی مورث نہم لاولد فوت شد
اننت کرشنا راؤ فرزند حقیقی مورث نہم لاولد فوت شد۔
اننتکا دختر حقیقی مورث دہم
راجیشر راؤ۔ فرزند آغوشی اننت کرشنا راؤ مورث یازدہم
رام لچھما بائی دختر آغوشی تمکا زوجہ اننت کرشنا راؤ مورث یازدہم زوجہ راجیشر راؤ مورث دوازدہم
راجہ اننت کشن راؤ موجودہ راجہ سمستان لنگا پور
راجہ گجا سیہوان راؤ
راجہ نرسہوان راؤ
دختر



راجه ونکت بهوما پتی صاحب (ارمور)



راجہ ونکٹ سرینواس ریڈی صاحب
فرزند راجہ ونکٹ لچھما ریڈی صاحب (۱۹۰۱ء)

آرمور

دولت عالیہ آصفیہ کے زیر حکومت اس وقت جو سمستان ہیں ان میں سمستان آرمور بھی ایک قدیم سمستان ہے جو سالہائے سال سے نیکنامی میں مشہور ومعروف اور معزز وممتاز چلا آرہا ہے۔ اس سمستان کی تاریخ کا پتہ اُس نوٹ سے چلتا ہے جس کو والی سمستان نے ۱۲۹۴ف میں سمستان کے کاغذات میں محفوظ کیا تھا اور یہ یادداشت نواب پرورش علی خاں مکرم جنگ مکرم الدولہ مرحوم کے ملاحظہ میں ۱۲۶۵ف میں پیش کی گئی تھی جو اس وقت بھی سمستان میں محفوظ ہے۔ جس کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اس سمستان کے مورث اعلیٰ یعنی بانی ملا ریڈی صاحب دیسکھہ تقریباً ۹۰۰ف میں دریائے کرشنا کی جانب سے وارد سرزمین دکن ہوے اور اپنی ذاتی رقم زاید از تین لاکھ روپیہ سے مواضعات آباد کرکے اپنے ہم قوم (ریڈی) وطندار و کاشتکاران کو پرگنہ بالکنڈہ سرکار ناندیڑ صوبہ محمد آباد بیدر میں بسائے۔ اس وقت اس پرگنہ میں گھنا

جنگل مثل اڈنور اور قوال تھا۔ پرگنہ ویران و غیر آباد تھا۔ ملا ریڈی صاحب کی سعی و کوشش سے پرگنہ بہت جلد آباد ہو گیا۔ ملا ریڈی صاحب کے بعد کے حالات کا تفصیلی پتہ نہیں چلتا۔ البتہ یہ پتہ چلتا ہے کہ ملا ریڈی صاحب کے نبیرہ (پوتر) ملا ریڈی صاحب ثانی وراثتاً قابض معاش ہوے اور حسب ذیل مواضعات کے وہ دیسمکھ رہے۔

(۱) قصبۂ آرمور (۲) موضع انکاپور (۳) موضع رام پور (۴) موضع گنگوپلی (۵) موضع ننتھنی (۶) موضع دیگاؤں (۷) موضع سری رام پور (۸) موضع مکن پلی آرمور (۹) موضع نوت پلی (۱۰) موضع پھردی پور (۱۱) موضع انارم (۱۲) موضع گنگا سمندر (۱۳) موضع چکران پلی (۱۴) موضع کوٹھارمور (۱۵) موضع جے پور (۱۶) موضع لکھورہ (۱۷) موضع پوچم پلی (۱۸) موضع بھٹاپور (۱۹) موضع ایرگٹلہ (۲۰) موضع ونچرال (۲۱) موضع تالارام پور (۲۲) موضع تمر پلی (۲۳) موضع دھونکیسر (۲۴) مقطعہ سینکٹ۔ (۲۵) مقطعہ آلور نصف طرف آرمور (۲۶) مقطعہ بازار کنور۔ (۲۷) قصبۂ مورتاڑ (۲۸) وپلور مع مزرعہ ناگاپور (۲۹) ہرکڑ (۳۰) ویلبور (۳۱) سیتارام پیٹھ (۳۲) جنگل (۳۳) چوٹ پلی (۳۴) توری کنڈہ (۳۵) برہمن پلی (۳۶) ارگل (۳۷) دونکل (۳۸) جلال پور (۳۹) عیسیٰ پلی (۴۰) لکاپور (۴۱) سرپور (۴۲) سرپرزل (۴۳) دونپال (۴۴) تلوده (۴۵) مڑوسے پلی (۴۶) اٹزباکمل (۴۷) موکھ (۴۸) مامڑپلی (۴۹) روڈ ارمعافی مقطعہ (۵۰) مکن پلی وبلپور۔

ملا ریڈی صاحب ثانی کی دو بیویاں تھیں (۱) ونکما (۲) اسلما۔ ملا ریڈی صاحب ثانی کے بعد ان کی جائداد بہ حصہ مساوی دونوں بیویوں پر منقسم ہو گئی۔

ونکما نے بوجہ لاولدی کشٹا ریڈی اور مسلما نے راما ریڈی کو متبنیٰ لیا۔ یہہ ہر دو متبنیٰ فرزند حقیقی بھائی تھے اور یہہ دونوں بھائی موضع توانی کنڈہ تعلقہ آرمور کے باشندے تھے۔ زوجہ کلاں ونکما صاحبہ عرف ماچما کی شاخ سے خاندان طرف آرمور اور زوجہ خرد مسلما صاحبہ کی شاخ سے خاندان طرف موڑتاڑ۔

ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ سنہ ۹ھ سے سنہ ۱۲۶۸ھ تک کے تفصیلی حالات کا کوئی صحیح پتہ یا مواد موجود ہے اور نہ کسی تاریخ سے چل رہا ہے۔ البتہ یہہ معلوم ہوسکا ہے اس درمیان میں خاندان کے افراد توفیر زراعت، استواری اراضیات وآبادی دیہات میں حتی المقدور کوشاں رہے۔ اور ان کی کوششوں سے زراعت اور آبادی میں اچھی خاصی ترقی ہوئی۔ جس کے صلہ میں بسلسلہ سابق (۵۰) دیہات کی دیسمکھی وسردیسمکھی کے نقد رسوم کے علاوہ مقطعہ جات کی بحالی کے اسناد بھی دربار شاہان آصفیہ سے سرفراز ہوے۔

شاخ اول الذکر طرف آرمور کی سند وطن سردیسمکھی مرقومہ سیزدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۶۸ھ از پیشگاہ فضل وکرم نواب سراج الملک بہادر موسومہ گڈم رکھما ریڈی صاحب ثالث دیسمکھہ عطا فرمائی گئی۔ اس کے تقریباً (۵) سال بعد سند دیسمکھی وسردیسمکھی مصدرہ نہم ماہ رجب سنہ ۱۲۷۳ھ موسومہ گڈم رکھما ریڈی صاحب رابع متبنیٰ فرزند راجو بائی صاحبہ اولیٰ زوجہ رکھما ریڈی ثالث آنجہانی پیشگاہ نیابت دیوانی سے عطا فرمائی گئی۔ یہاں پر اس کا اظہار ضروری تصور کرتے ہیں کہ قبل از ضلعبندی ممالک محروسہ سرکار عالی کا انتظام مالگذاری وسیاست وغیرہ منجانب سرکار عالی اکثر زمینداروں کے تفویض تھا۔ اس خاندان دیسمکھی وسردیسمکھی کو بھی سرکار عالی

کی جانب سے انتظام مالگذاری و سربندی وغیرہ کا اعزاز حاصل رہا۔ سرکار عالی کی خیر خواہی، وفاداری اور خیر سگالی اس خاندان کے ہمیشہ پیش نظر رہی۔ چنانچہ توفیر زراعت و آمدنی کی ترقی کے مدنظر مواضعات طرف آرمور ضلع اندور حال نظام آباد کا تعہد انہیں پیشگاہ سرکار عالی سے عطا فرمایا گیا جس کی وضاحت قولنامہ مندرجہ ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

آصف جاہ بہادر سنہ ۱۳۱۹ ہجری
مُہر نیابت دیوانی نظام الملک

قولنامہ باسم کڈم رکما ریڈی سر دیسمکھہ و دیسمکھہ طرف آرمور پرگنہ بالکنڈہ سرکار ناندیڑ صوبہ محمد آباد بیدر آنکہ حسب الدرخواست ایشاں طرف مذکور پرگنہ مزبور سرکار و صوبہ مسطور برقم مبلغ یک لک پنجاہ و یک ہزار دو روپیہ معہ مال و سایر و کلالی و محترفہ و سرورختی و باغات وغیرہ و بڈ و تہری ہنڈاون معہ سہ بندی و صادر و رسومداران و شاشن داران سوای دیہہ صادر وغیرہ اخراجات محال بعنوان سستہ ثمن ابتدائے ۱۲۶۵ ف لغایۃ ۱۲۶۷ ف قول سہ سالہ از سرکار مرحمت گشتہ باید کہ بخاطر جمعی تمام رعایائے قدیم و جدید را فراہم آوردہ طرف مزبور را آباد داشتہ ترد و کشتکار قرار واقعی نمودہ از سرکار فصل بہ فصل سال بہ سال داخل سرکار نمودہ رسیدات حاصل نمودہ مے نمودہ باشد از رقم مرقوم الصدر رایزاد درخواست نخواہد شدہ کمی ہم بعمل نخواہد آمد دریں باب قول معتبر شناسند۔

للہ صہ ۱۱۱ عفا

در ۱۲۶۵ف　　　　در ۱۲۶۶ف　　　　در ۱۲۶۷ف

صہ ۱۱۱ للعہ　　　　صہ ۱۱۱ للعہ　　　　صہ ۱۱۱ للعہ

تحریر فی التاریخ سیزدہم رجب المرجب ۱۲۷۳ ہجری

اس خاندان کی جانب سے قدیم الایام میں بڑے بڑے تالاب وکنٹہ جات بہ صرفہ ذاتی تعمیر ہوے جو اب تک موجود ہیں۔ منجملہ ان کے چند کے نام یہہ ہیں۔ ملاریڈی تالاب و ریڈی تالاب موقوعہ قصبہ و تعلقہ آرمور۔ مسلما تالاب موقوعہ قصبۂ موڑتاڑ (تعلقہ آرمور) جن کے تحت صدہا ایکڑ تری کاشت ہوکر ہماری سرکار فیض آثار کو کثیر محاصل مالگذاری وصول ہورہی ہے۔ رکما ریڈی صاحب رابع ۱۲۷۳ ہجری سے تقریباً تیس سال اسٹیٹ کے کاروبار انجام دیتے ہوے ۱۳۰۳ھ میں یہہ راہی آنجہاں ہونے کے وقت انکے ورثا میں دو زوجگان لکشما بائی صاحبہ اور راجو بائی صاحبہ موجود تھیں۔ زوجہ کلاں لکشما بائی صاحبہ کے بطن سے ایک دختر راج پاپا صاحبہ تھیں۔ رکما ریڈی صاحب آنجہانی کی وراثت میں یہہ ہر دو زوجگان رجوع ہوئیں۔ دوران کارروائی میں زوجہ لکشما بائی صاحبہ راہی آنجہاں ہوگئیں۔ زوجہ خرد راجو بائی صاحبہ کے نام بعد تکمیل کارروائی ضابطہ بتاریخ ۸ امرداد ۱۳۰۶ف از پیشگاہ نواب سر وقار الامرا بہادر مرحوم مدارالمہام وقت وراثت منظور فرمائی گئی۔ بعد منظوری وراثت انہوں نے اسٹیٹ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نہایت حسن و خوبی کے ساتھ کاروبار انجام دئیے آپ عقاید سناتن دھرمی اور پوجا پاٹ کی بڑی پابند تھیں۔ آپ کو اپنا مذہب جس

طرح پیارا تھا۔ اسی طرح دیگر مذاہب سے بھی پریم تھا۔ آپ کے عہد میں اوچھوات منائے جانے کے لئے پجاریوں کو ماہانہ امداد دیجاتی تھی۔ اسی طرح عشرہ شریف (محرم) میں بھی مالی امداد دیتی رہی ہیں۔

اپنے علاقہ میں اکثر مندر و عاشورخانہ بنوائی ہیں۔ آپ نے برہمن و بھاٹ محتاجین و معذورین، سادھو سنت فقیر فقراء کے لئے سدابرت جاری رکھا تھا اور ہر حاجتمند کے لئے آپ کا دروازہ کھلا تھا۔ پران وعظ وغیرہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ خاص طور پر ایک پنڈت ملازم تھا جو روزانہ بلاناغہ پوران سنایا کرتا تھا۔ اپنے مواضعات و مقطعہ جات و زمینداری وغیرہ کے طلباء و اہل ہنود و اسلام کو کھانا کھلا کر بلا تفریق مذہب و ملت مفت تعلیم دلوائی ہیں اور طلباء کی ہمت اور حوصلہ افزائی کے لئے انعامات بھی عطا فرماتی رہی ہیں۔ اپنے علاقہ کی رعایا و ملازمین کے ہر درد دکھ سے متاثر ہو کر اُن کی ممکنہ امداد فرماتی تھیں بہرحال آپ بڑی نیک اور خداترس و غرباء پرور ہمدرد بنی نوع انسان، سخی ترین فرد تھیں۔

کچھ زمانہ گذرنے کے بعد بقائے خاندان کے متعلق راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب او، بی۔ ای سابق کوتوال بلدہ کے مشورہ سے اپنے نواسے (فرزند راج پاپا صاحبہ) وینکٹ بھوما ریڈی صاحب (حال والی اسٹیٹ) کے نام کارروائی تبنیت بذریعہ پنڈت گرراؤ صاحب وکیل ہائی کورٹ (راجہ بہادر پنڈت گرراؤ رکن ہائی کورٹ) محکمہ سرکار میں ۱۳۱۷ف میں آغاز فرمائیں۔ بربنا درخواست محکمہ سرکار سے اول تعلقدار صاحب ضلع نظام آباد کو کارروائی ضابطہ کے لئے

تحریک کی گئی۔ بزمانہ نواب لیاقت جنگ بہادر اول تعلقدار تختہ جات تہنیت بغرض منظوری محکمہ سرکار میں پیش ہونے پر مسٹر اے جی ڈنلاپ معتمد مالگذاری کی رائے کے مطابق باخذ نذرانہ محاصل یکسالہ پیشگاہِ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ مدار المہام سرکار عالی بتاریخ ۶ ؍ شعبان ۱۳۲۸ھ شرف منظوری بخشی گئی۔ حسب منظوری سرکار بتاریخ ۲۶ ؍ مہر ۱۳۱۹ف بمقام قصبۂ آرمور بہ تکمیل تحریر تہنیت نامہ باادائی مراسم شاستری وخاندانی بموجودگی حکام مقامی وراجہ رامیشور ریڈی صاحب سردیسمکھ والی طرف مورتاڑ ومختار صاحبان سمستان سرناپلی ونلگاپور ومعززین وو طنداران عزیز واقارب وغیرہ متبنیٰ لیا۔ اور تہنیت نامہ میں اپنے فرزند متبنیٰ کو حسب ذیل تحریری ہدایت فرمائی ہے:-

"تم کو چاہئے کہ ہماری سرکار ابد پائیدار کے لئے ہمیشہ وفادار وخیر خواہ رہیں اور اپنے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی اور آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال کے ترقی جاہ وحشمت عمر واقبال کے لئے دست بدعا رہیں اور اپنی آنیوالی نسل کے لئے یہی وصیت کرتے رہیں"

جی وینکٹ بھوما ریڈی صاحب

آپ ۱۳۰۹ف میں بہ مقام قصبۂ آرمور اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے آپکی صغرسنی میں آپ کی والدہ صاحبہ (راج پاپما) بیکنٹھ باشی ہو جانے کی وجہ

آپ کی پرورش تعلیم و تربیت قابل اساتذہ کی نگرانی میں آپ کی نانی راجو بائی صاحبہ آنجہانی (مادرعرفی) نے فرمائی۔ آپ کی تبنیت ۱۳۱۹ف میں بمنظوری سرکار عمل میں آئی۔ اور آپ کی شادی آپ کی مادر عرفی راجو بائی صاحبہ کی زندگی میں ۱۳۲۱ف میں بمقام چکران پلی (تعلقہ آرمور) وینکٹ ریڈی صاحب کی دختر نیک اختر سوبھاگیہ وتی یمنا بائی صاحبہ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ جس میں تعلقہ آرمور کے اکثر معزز دیسمکھہ و دیسپانڈیہ صاحبان وطنداران و غریب و غرباء شریک تھے۔ ان کے علاوہ حکام مقامی و راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی او۔بی۔ای سابق کوتوال بلدہ و راجہ بہادر گرراؤ بیکنٹھہ باش رکن ہائیکورٹ وغیرہ ممتاز و مایہ ناز مہمان مدعو تھے۔ اختتام شادی تک ہزارہا غریب غرباء، برہمنان و فقراء وغیرہ کو کھانا کھلایا گیا دان دکشنا دیا گیا۔

وینکٹ ریڈی صاحب چکران پلی نے اپنے داماد (وینکٹ بھوما ریڈی صاحب دیسمکھہ) کو وردکشنا میں کثیر المقدار زر و زیور دینے کے علاوہ ایک زنجیر فیل (ہاتھی) برائے سواری پیش کر کے ایک بےمثل شہرت حاصل کی۔ اس مبارک تقریب کے بعد ایک عرصہ تک آپ کی مادر محترمہ راجو بائی صاحبہ امن و چین سے اپنے اسٹیٹ کے کاروبار انجام دیتی رہیں۔ بالآخر مختصر ایام کی علالت کے بعد بتاریخ ۱۲/ اسفندار ۱۳۳۰ف سورگ باش ہوئیں۔ راجو بائی صاحبہ کے سرگباش ہونے کے بعد اس کارروائی وراثت میں جس طرح راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی سابق کوتوال بلدہ نے بوقت تبنیت بقائے

خاندان کی پیروی میں اعانت و امداد فرمائی تھی۔ اُسی طرح آپ کے فرزند اکبر مسٹر وینکٹ لکشمن ریڈی بیرسٹرایٹ لا (حال رکن ہائیکورٹ نے) بہ حیثیت بیرسٹر بہترین پیروی فرمائی۔ مختصر یہہ کہ راجو بائی صاحبہ کی وراثت حال والی اسٹیٹ (جی وینکٹ بھوما ریڈی صاحب سر دیسمکھہ کے نام سرکار عالی سے ۱۳۳۳ف میں منظور فرمائی گئی۔ طرف اول آرمور کی حسب ذیل معاش خاندان دیسمکی پر آپ (جی وینکٹ بھوما ریڈی صاحب) قابض و متصرف ہیں۔ (۲۶) مواضعات تعلقہ آرمور ضلع نظام آباد کا رسوم دیسمکی بحیثیت مجموعی بہ حساب فی صد پانچ روپیہ سبیل بندی (۱۲/۹/۱۳ ۱۶۱۳) دو ہزار ایک سو چھہ روپیہ تیرہ آنہ نو پائی سالانہ سرکار سے ملتا ہے۔

تفصیل مواضعات دیسمکی طرف اول آرمور

۱۔ قصبۂ آرمور	۲۔ موضع انکاپور	۳۔ موضع رام پور
۴۔ موضع گنگو پلی	۵۔ موضع منتھنی	۶۔ موضع دیگاؤں
۷۔ موضع سری رام پور	۸۔ موضع مکن پلی آرمور	۹۔ موضع نوت پلی
۱۰۔ موضع بھرڈی پور	۱۱۔ موضع انارم	۱۲۔ موضع گنگا سمندر
۱۳۔ موضع چکران پلی	۱۴۔ کوٹھار پور	۱۵۔ چے پور
۱۶۔ لکھورہ	۱۷۔ پوچم پلی	۱۸۔ بھٹا پور
۱۹۔ ایرگٹلہ	۲۰۔ ونچرال	۲۱۔ تالا رام پور
۲۲۔ کمر پلی	۲۳۔ ڈھونکیشر	۲۴۔ مقطعہ سنکٹ
۲۵۔ آلور نصف طرف آرمور۔		۲۶۔ بازار کتور

حق دسیکھہ بحساب فی صد (حصہ) روپیہ - ۱۴ / ۹ / ۱ ماء یے

خاندان دیسکھی طرف اول آرمور کے مقطعہ جات میں ۴ ½ ساڑھے چار مواضع تھے۔ بوقت تحقیقات انعامی ۱۳۰۸ف میں موضع رام پور و کنکوپلی شریک خالصہ ہو چکے ہیں ما بقی ڈھائی مقطعہ جات یعنی آکور نصف اور موضع سنکٹ و بازار کنتور سالم بحال ہیں۔ جس کا پن مقررہ سمٹ تین ہزار آٹھ سو روپیہ سالانہ داخل سرکار ہوتا ہے۔

اخلاق حمیدہ آپ صاحب تذکرہ نہایت خوش اخلاق، سادہ مزاج، رحمدل، ہمدرد، ملنسار، خوددار، بامروت، فیاض، مہمان نواز، شرفاشناس عالی ہمت، غربا پرور، علم دوست اور نیک ہستی ہیں۔ آپ بلا امتیاز مذہب و ملت حسب روایات قدیم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اوچھاہات ومعمولات عشرہ شریف وغیرہ سالانہ ادا فرماتے ہیں۔ اپنے ماتحتین و مساکین ومحتاجین کی امداد فرماتے ہیں۔ متدین ملازمین کی خاص طور پر قدر کرتے ہیں اپنے علاقہ کی رعایا سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ ان کی فلاح وبہبود کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ آپ کو خداوند کریم کے فضل و کرم سے (۳) فرزند اور (۲) دختر ہیں جن کو اعلی پیمانہ پر تعلیم دیجا رہی ہے۔ آپ کے فرزند اکبر جی وینکٹ سرینواس ریڈی صاحب جو آئندہ آپ کے جانشین ہونگے، نظام کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم پا رہے ہیں۔ جن کا سن اسوقت سولہ سالہ ہے۔ مابقی ہر دو فرزند گرامر اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ اس خاندان کی پانزدہم پشت کے والی و وارث ہیں آپ کی عمر اس وقت (۱۴) سال کی ہے۔ آپ کو اپنے مالک مجازی جلالت الملک



مر رىدا ں و د حىرا ں را حہ و ىلكت ىهو ما
رىڈى صا حب (ا رمور)

خسرو دکن و برار اعلحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کی بارگاہ سے بیمثال عقیدت ہے۔ اپنے بزرگوں کی طرح شیوہ وفاداری و جاں نثاری کو باعث عزت خیال کرتے ہیں

شجرۂ خاندانی جی وینکٹ بھوما ریڈی صاحب صنائر و نسمکھ آرمور

ملا ریڈی جد اعلیٰ

کشٹا ریڈی

ملا ریڈی ثانی ← ملما زوجہ خرد۔ شاخ موڑ تاڑ خرد ← راما ریڈی فرزند متبنیٰ

ونکما زوجہ کلاں۔ شاخ آرمور کلاں ← کشٹا ریڈی فرزند متبنیٰ ← تما ریڈی ← رکھما ریڈی اولیٰ

پچھی بائی زوجہ

جنگی رکھما ریڈی ثانی فرزند متبنیٰ

نمبا بائی زوجہ کلاں — راجو بائی زوجہ خرد

رکھما ریڈی ثالث عرف پاپا فرزند متبنیٰ صاحب سند

راجو بائی زوجہ

رکھما ریڈی رابع صاحب منتخب فرزند متبنیٰ

لچھما بائی زوجہ کلاں — راجو بائی زوجہ خرد

راج پاپما دختر

وینکٹ بھوما ریڈی فرزند متبنیٰ راجو بائی — وینکٹ بھوما ریڈی فرزند متبنیٰ والی اسٹیٹ

وینکٹ سرنواس ریڈی فرزند اکبر — وینکٹ واسدیو ریڈی — وینکٹ منموہن ریڈی — وسنت کماری دختر — چندن کماری دختر



مهاس د درام دهاردی صاحب سمسداں ـ٠ہر (٭اھر دگرہ)

سمستھان (ماہور گڑھ)

یہ سمستان ماہور گڑھ تعلقہ کنوٹ ضلع عادل آباد میں واقع ہے یہ پہاڑ دتاتری جی کا جلوہ گاہ ہے اور سیو پاندری پروت کے نام سے پران دت مہاتمہ میں مذکور ہے۔ یہاں پر دیول موسومہ دتاتریہ و دیول انسویا ماتا وغیرہ واقع ہیں۔ ان دیولوں کی پوجا پاٹ و سدابرت کے لئے ضلع عادل آباد میں (۷) مواضع، ناندیڑ میں ایک موضع، اس طرح جملہ (۸) مواضع علاقہ سرکار عالی میں اور (۱۱) مواضع صوبہ برار علاقہ عظمت مدار میں واقع ہیں۔ علیٰ ہذا کچھ انعامات وغیرہ بھی مقرر ہیں۔

اس دیو دتاتری کے اوتار کا ذکر پرانوں میں یوں مذکور ہے کہ اُتری مہامنی کی بیوی انسویا ماتا پتی ورتا دھرم میں یکتا تھیں۔ جن کے آزمانے کے لئے برہما۔ وشنو و مہیشور آئے اور اُن کی آزمایش کی جس میں وہ سچی پتی ورتا ثابت ہوئیں۔ جس کی وجہ تری مورتی کا اوتار دتاتریہ کے نام سے

انسویا ماتا (جن کا یہہ قیام گاہ ہے) کے بطن سے ملے۔

یہاں مارگیسری سدی ایکادشی سے پورنما تک پروت جینتی کا اوچھو منایا جاتا ہے جو بھاری اور مشہور اوچھو ہے۔ علاوہ اس کے ہر پورنمہ اور دیگر تہواروں میں یہاں مراسم مذہبی ادا کئے جاتے اور سدا برت جاری رہتی ہے۔

شام سندر بھارتی عرف سدھ مہاراج

آپ نہایت ضعیف العمر اور خدا رسیدہ گوسائیں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ (۵۰۰) سال سے اس پہاڑ (ماہور گڑھ) پر قروکش تھے۔ من مکند بھارتی مہنت (جو ہمارے صاحب تذکرہ مہنت دترام بھارتی کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں) نے آپ سے یہاں ملاقات کی تو آپ نے اس دیول کو ان کے تفویض فرمادیا۔ آپ کا زمانہ سنہ ۱۴۴ف تا سنہ ۱۴۴۶ف تھا۔

من مکند بھارتی

آپ شام سندر بھارتی عرف سدھ مہاراج کے چیلے تھے ان کے سرگباش ہونے کے بعد آپ ان کے قائم مقام ہوئے سنہ ۱۱۴۴ف تا سنہ ۱۱۶۵ف آپ کا زمانہ رہا۔

پیر پرمانند بھارتی

آپ من مکند بھارتی کے چیلے تھے ان کے سرگباش ہونے کے بعد آپ ان کے جانشین اور قائم مقام منتخب ہوئے۔ آپ کا زمانہ سنہ ۱۱۶۵ف تا سنہ ۱۱۹۶ف رہا گویا صرف (۳۱) سال رہا۔

مان بھارتی

آپ پیر پرمانند بھارتی کے چیلے تھے ان کے سرگباش ہونے کے بعد آپ ان کے جانشین منتخب ہوئے۔ آپ صرف (۱۳) سال سمستان کے مہنت رہے۔ آپ کا زمانہ سنہ ۱۱۹۶ف تا سنہ ۱۲۰۹ف رہا۔

مہیش بھارتی

آپ مان بھارتی مہنت کے چیلے اور شام سندر بھارتی

سدھ مہاراج سے پانچویں مہنت تھے۔ مان بھارتی مہنت کے سرگباش ہونے کے بعد آپ اُن کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوے۔ آپ کا زمانہ سنہ ۷۵۰ف تا سنہ ۷۹۰ف رہا۔ گویا آپ (۴۰) سال سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

ہری ہر بھارتی

آپ مہیش بھارتی مہنت کے چیلے تھے جو بعد اُن کے اُن کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے چھٹے مہنت تھے۔ جن کا زمانہ سنہ ۷۹۰ف تا سنہ ۸۲۶ف رہا۔ گویا آپ (۳۶) سال سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

گنگا بھارتی

آپ ہری ہر بھارتی مہنت کے چیلے تھے جو ہری ہر بھارتی مہنت کے بیکنٹھہ باش ہونے کے بعد اُن کے جانشین و قایم مقام مقرر ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے ساتویں مہنت تھے جن کا زمانہ سنہ ۸۲۶ف تا سنہ ۸۵۶ف تیس سال رہا۔

پرمانند بھارتی

آپ گنگا بھارتی مہنت (چیلہ ہری ہر بھارتی مہنت) کے چیلے اور شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے آٹھویں مہنت تھے جو گنگا بھارتی مہنت کے سرگباش ہونے کے بعد اُن کے قایم مقام اور جانشین مقرر ہوے۔ جن کا زمانہ سنہ ۸۵۶ف تا سنہ ۹۰۰ف رہا یعنی (۴۴) سال آپ سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

دیو بھارتی

آپ گنگا بھارتی مہنت کے قایم مقام و جانشین پرمانند بھارتی مہنت کے چیلے اور شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے نویں مہنت تھے جو اپنے گرو (پرمانند بھارتی) کے سرگباش ہونے کے

بعد اُن کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوئے جن کا زمانہ سنہ ۹۰۰ ف تا سنہ ۹۳۳ ف رہا یعنی ۳۳ سال آپ سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

وشومیشور بھارتی آپ دیو بھارتی مہنت کے چیلے تھے جو اپنے گرو دیو بھارتی کے سرگباش ہونے کے بعد اُن کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے دسویں مہنت تھے سنہ ۹۳۳ ف تا سنہ ۹۵۸ ف آپ کا زمانہ رہا یعنے ۲۵ سال آپ سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

چنتامنی بھارتی آپ وشومیشور بھارتی مہنت کے چیلے تھے جو اپنے گرو (وشومیشور بھارتی چیلہ دیو بھارتی مہنت) کے سرگباش ہونے کے بعد ان کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے گیارھویں مہنت تھے۔ سنہ ۹۵۸ ف تا سنہ ۹۹۶ ف (۳۸) سال سمستان سکھر کے مہنت رہے۔

سدانند بھارتی آپ چنتامنی بھارتی مہنت کے چیلے شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سمستان سکھر کے بارھویں مہنت تھے جو اپنے گرو چنتامنی بھارتی کے بیکنٹھہ باش ہونے کے بعد ان کے جانشین و قایم مقام مقرر ہوے۔ آپ کے مہنتی کا زمانہ سنہ ۹۹۶ ف تا سنہ ۱۰۱۵ ف (۱۹) سال رہا۔

گھس بھارتی آپ سدانند بھارتی مہنت قایم مقام چنتامنی بھارتی مہنت کے لایق و فایق چیلے) اور شام سندر بھارتی سدھ مہاراج

سے سمستان سکھر کے تیرھویں مہنت تھے جو اپنے گرو (سدانند بھارتی) کے سرگباش ہونے کے بعد ان کے قایم مقام و جانشین ہوے۔ ۱۰۱۵ف تا ۱۰۴۵ف (۳۰) سال آپ مہنت رہے۔

پریاگ بھارتی آپ گھس بھارتی مہنت چیلہ سدانند بھارتی کے قایم مقام و جانشین تھے جو اپنے گرو (گھس بھارتی) کے سرگباش ہونے کے بعد شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے چودھویں مہنت سمستان سکھر گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۰۴۵ف تا ۱۰۶۰ف (۱۵) سال رہا۔

شنکر بھارتی آپ پریاگ بھارتی مہنت (چیلہ گھس بھارتی مہنت) کے سرگباش ہونے کے بعد اُن کے جانشین و قایم مقام مقرر ہوے تھے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سمستان سکھر کے پندرھویں مہنت تھے۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۰۶۰ف تا ۱۰۸۱ف (۲۱) سال رہا۔

کیشو بھارتی آپ شنکر بھارتی مہنت (چیلہ پریاگ بھارتی مہنت) کے قایم مقام و جانشین تھے۔ جو اپنے گرو شنکر بھارتی کے سرگباش ہونے کے بعد شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سولہویں مہنت سمستان سکھر گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۰۸۱ف تا ۱۰۹۲ف (۱۱) سال رہا۔

گوپال بھارتی آپ شنکر بھارتی مہنت کے چیلے (کیشو بھارتی مہنت) کے چیلہ و جانشین و قایم مقام تھے۔ جو اپنے گرو کے سرگباش ہونے کے بعد شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سترہویں مہنت سمستان

سکھر گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ سنہ ۱۰۹۲ف تا سنہ ۱۰۹۸ف (۶) سال رہا۔

وشنو بھارتی آپ مہنت گوپال بھارتی چیلۂ کیشو بھارتی کے قایم مقام و جانشین تھے۔ جو اپنے گرو (گوپال بھارتی) کے بعد علی التسلسل شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے اٹھارہویں مہنت سمستان سکھر گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ سنہ ۱۰۹۸ف تا سنہ ۱۱۰۵ف (۷) سال رہا۔

آنند بھارتی آپ مہنت وشنو بھارتی چیلہ و قایم مقام گوپال بھارتی کے چیلے، قایم مقام و جانشین تھے جو شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سمستان سکھر کے انیسویں مہنت گذرے ہیں آپ کی مہنتی کا زمانہ سنہ ۱۱۰۵ف تا سنہ ۱۱۴۵ف (۴۰) سال رہا۔

کامیشور بھارتی آپ مہنت آنند بھارتی چیلہ و قایم مقام مہنت وشنو بھارتی کے جانشین و قایم مقام تھے جو شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے بیسویں مہنت سمستان سکھر گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ سنہ ۱۱۴۵ تا سنہ ۱۱۸۲ف (۳۷) سال رہا۔

دت بھارتی آپ مہنت کامیشور بھارتی چیلۂ آنند بھارتی کے چیلے اور ان کے سرگباش ہونے کے بعد ان کے جانشین و قایم مقام مقرر ہوے جو شام سندر بھارتی (مہنت اول) سے علی التسلسل اکیسویں مہنت سمستان سکھر تا ہور گڑھ گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ سنہ ۱۱۸۲ف تا ۱۱۹۹ف (۱۷) سال رہا۔

ناگارجن بھارتی آپ مہنت دت بھارتی چیلۂ کامیشور بھارتی کے چیلہ و

قایم مقام و جانشین تھے اپنے گرو وت بھارتی کے بیکنٹھ باش ہونے کے بعد سمستان سکھر کی مہنتی کے لئے آپ مقرر کئے گئے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے بائیسویں مہنت تھے۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۱۹۹ء ف تا ۱۲۳۶ء (۳۷) سال رہا۔

منکرن بھارتی آپ مہنت ناگارجن بھارتی چیلہ و جانشین مہنت وت بھارتی کے سرگباش ہونے کے بعد ان کے قایم مقام و جانشین ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے سلسلہ بسلسلہ سمستان سکھر کے تئیسویں مہنت گذرے ہیں۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۲۳۶ء ف تا ۱۲۴۳ء ف (۷) سال رہا۔

سندر بھارتی آپ مہنت منکرن بھارتی چیلہ و جانشین ناگارجن بھارتی کے بیکنٹھ باش ہونیکے بعد ان کے جانشین و قایم مقام مقرر ہوے۔ آپ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج سے علی التسلسل سمستان سکھر کے چوبیسویں مہنت تھے۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۲۴۳ء ف تا ۱۲۵۷ء ف (۱۴) سال رہا۔

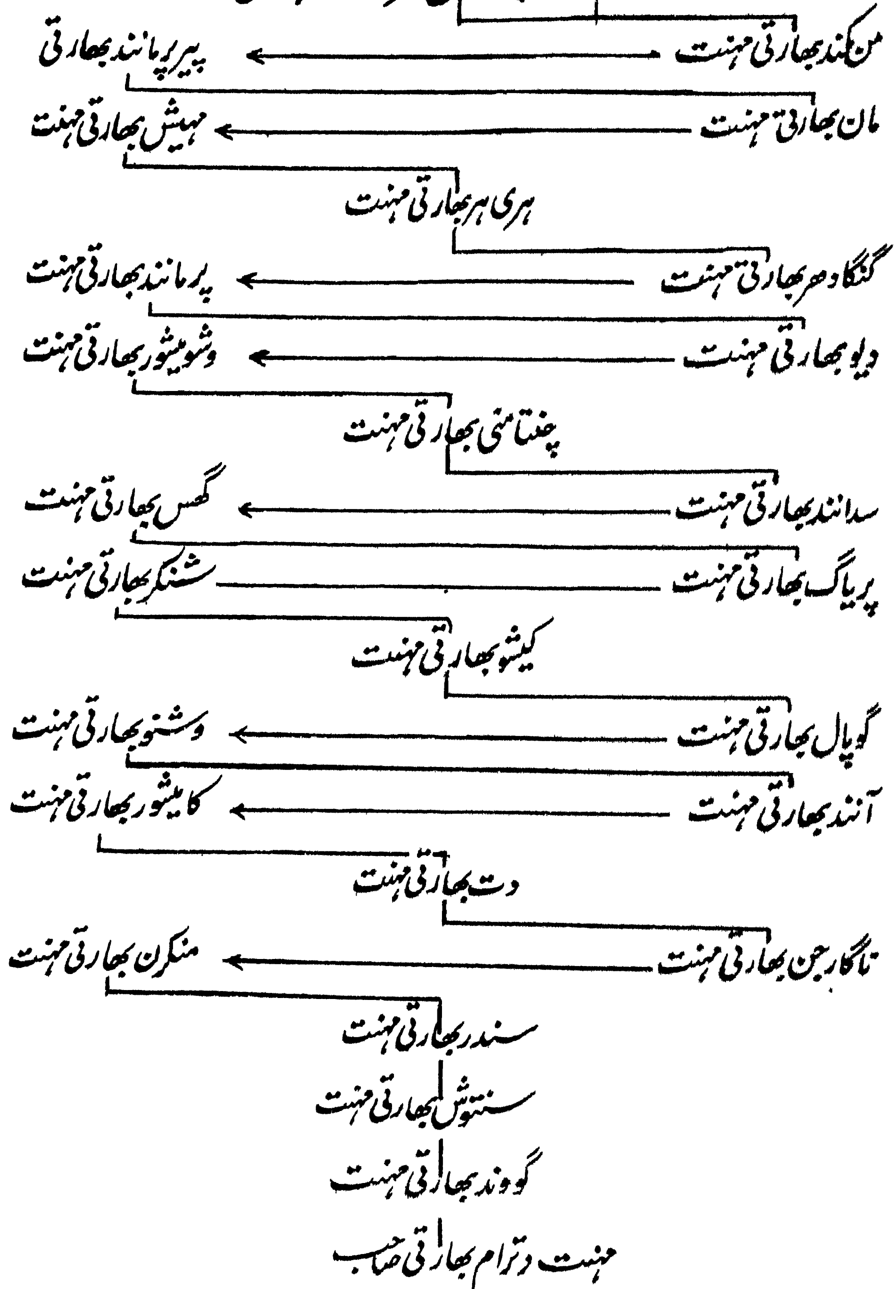
سنتوش بھارتی آپ مہنت سندر بھارتی چیلۂ منکرن بھارتی کے سرگباش ہونے کے بعد ان کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوے۔ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج (مہنت اول) سے علی التسلسل سمستان سکھر کے پچیسویں مہنت تھے۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۲۵۷ء ف تا ۱۳۱۱ء ف (۵۴) سال رہا۔

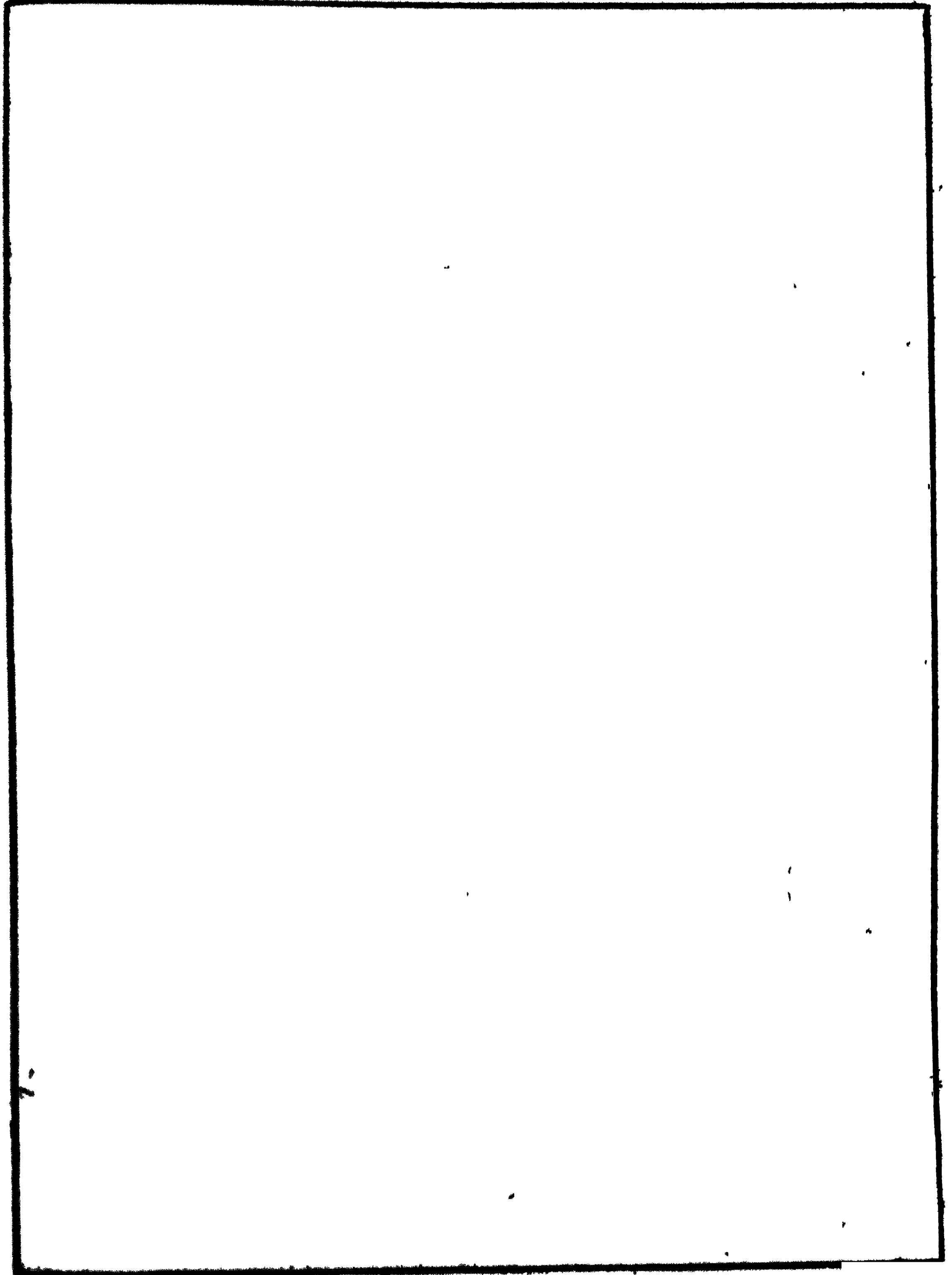
گوبند بھارتی۔ آپ مہنت سنتوش بھارتی چیلۂ سندر بھارتی کے بیکنٹھ باش

ہونے کے بعد ان کے قایم مقام و جانشین مقرر ہوئے۔ شام سندر بھارتی سدھ مہاراج (مہنت اول سمستان سکھر ماہور گڑھ) سے آپ علی التسلسل چھبیسویں مہنت تھے۔ آپ کی مہنتی کا زمانہ ۱۳۱۱ف تا ۱۳۱۷ف (۶) سال رہا۔

مہنت ویرام بھارتی صاحب

آپ مہنت گووند بھارتی (چیلہ و جانشین سنتوش بھارتی) کے چیلے اور قایم مقام ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ من مکند بھارتی ہیں جو ریاست جودھپور (راجپوتانہ) کے قصبۂ سوران کے ایک مٹھ سے منتقل ہو کر وارد سکھر ماہور گڑھ ہوئے اور یہاں مستقل طور پر بود و باش اختیار فرمائی تھی (جس کو ۰۰ سال سے زائد عرصہ گذرا) ۱۳۱۷ف میں جب آپ کے گرو گووند بھارتی سرگباش ہوئے تو آپ کو آپ کی قابلیت، خداشناسی، زہد و اتقا کے پیش نظر چیلہ و جانشین منتخب کیا جا کر اس کی منظوری حسب قاعدہ محکمہ سرکار سے لے لی گئی اُس وقت سے آپ فرایض مہنتی نہایت قابلیت و ہوشیاری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک صاف باطن، وسیع الاخلاق، ہمدرد غربا، اور کریم النفس مہنت ہیں۔ آپ کی ذات میں وہ تمام صفات حمیدہ موجود ہیں جن کا ایک خدا رسیدہ مہنت میں ہونا لازمی ہے۔ تمام مراسم مذہبی آپ کے دور میں نہایت اعلیٰ پیمانے پر منائے جاتے ہیں۔ آپ کے معتقدین بہ کثرت نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی ہی میں بلکہ علاقہ عظمت مدار میں بھی موجود ہیں۔ آپ نہ صرف پیشوائے قوم ہونے کی حیثیت سے اپنی ہی قوم میں عزیز و محترم ہیں بلکہ بہترین صفات کے حامل ہونیکی وجہ سے دیگر اقوام و ملل میں بھی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ جو شخص آپ سے ملتا ہے وہ دوبارہ ملنے کا خواہشمند رہتا ہے۔


شام سندر بھارتی عرف سدھ مہاراج
من کند بھارتی مہنت
پیر پرمانند بھارتی
مان بھارتی مہنت
مہیش بھارتی مہنت
ہری ہر بھارتی مہنت
گنگادھر بھارتی مہنت
پرمانند بھارتی مہنت
دیو بھارتی مہنت
وشویشور بھارتی مہنت
چنتامنی بھارتی مہنت
سدانند بھارتی مہنت
گھس بھارتی مہنت
پریاگ بھارتی مہنت
شنکر بھارتی مہنت
کیشو بھارتی مہنت
گوپال بھارتی مہنت
وشنو بھارتی مہنت
آنند بھارتی مہنت
کامیشور بھارتی مہنت
دت بھارتی مہنت
ناگارجن بھارتی مہنت
منکرن بھارتی مہنت
سندر بھارتی مہنت
سنتوش بھارتی مہنت
گووند بھارتی مہنت
مہنت وترام بھارتی صاحب





راجہ سدھدون راؤ صاحب



راجہ الاسرار صاحب ادھوانی

راجہ سنجیون راؤ صاحب

دیسمکھہ سنجہو راؤ پٹیھ

زمانہ کے تاریخی انقلابات سے یہہ پتہ چلتا ہے کہ دیسمکھہ اور دیسپانڈیہ کے تفویض تعلقہ کی آبادی، انتظام لاؤنی اراضیات و بند وبست دیہات ووصول رقم مالگذاری وغیرہ کے فرایض تھے۔ تعلقہ کے تمام کاروبار انہی دیسمکھہ ودیسپانڈیہ کے ذریعہ انجام پاتے تھے۔ فی زمانہ جس حالت میں تعلقہ جات آباد و زرخیز پائے جاتے ہیں۔ ان کی حالیہ خوبصورت تصویر کا خاکہ انہی معاشداروں نے ایک زمانہ میں کھینچا ہے۔ اس لئے سرکار نے ان معاشداروں کے خدمات کا لحاظ کرتے ہوے ان کو وصول مالگذاری پر فی صد حصہ بطور رسوم وصول لینے کا حق عطا فرمانے کے علاوہ ہر موضع میں انعامی زمینات، مقطعہ جات و جاگیرات، پالکی، عماری و نوبت وغیرہ جملہ

نوازمات اعزازی وخطابات سے بھی سرفراز فرمایا ہے جو تا حال جاری ہے جس کی تصدیق اسنادات قدیم سے ہوتی ہے۔ اس لئے نواب سرسالارجنگ اولی نے ان کے خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے معاش مذکورالصدر دیسمکھ و دیسپانڈیوں کے حق میں دوامًا بحال و برقرار رکھنے کے علاوہ ان لوگوں کو لیاقت حاصل کرنے پر موزوں اعلیٰ خدمات تفویض کرنے کا ارشاد ذریعہ حکم مورخہ ۲۰ ہر صفر ۱۲۷۹ھ فرمایا ہے۔ ان تمام حالات کے تذکرہ کے سلسلہ میں خاندان دیسمکھی تعلقہ ناراین کھیڑہ کے دستیاب شدہ مختصر واقعات حسب ذیل ظاہر کئے جاتے ہیں۔

زمینداری تعلقہ نارائن کھیڑہ کے مورث اعلیٰ لیورس پنڈت بھی ان ہی قدیم معاشداروں کے منجملہ ایک اہم فرد تھے۔ ان کے فرزند ناگرس پنڈت اوران سے گنگادھر پنڈت تولد ہوئے۔ گنگادھر پنڈت کو ایک زمانے تک اولاد نہ ہونے کی وجہ نرسیا پنڈت کو انہوں نے بطور متبنیٰ پرورش فرمایا بعدازاں گنگادھر پنڈت کو دو فرزند صلبی تولد ہوئے۔ جن کے نام ملہار پنڈت اور کاوجی پنڈت رکھے گئے۔ آخرکار گنگادھر پنڈت نے اپنی جملہ معاش دیسمکھی و دیسپانڈیہ گری تعلقہ نارائن کھیڑہ کی خود تقسیم کرکے معاش دیسپانڈیہ گری فرزند متبنیٰ نرسیا پنڈت کو اور معاش دیسمکھی فرزندان صلبی ملہار پنڈت و کاوجی پنڈت کو دیدیئے۔ فی زمانہ دیسپانڈیہ کے خاندان میں پنڈت رام کشن راؤ صاحب و پنڈت گنڈیراؤ صاحب و پنڈت بھیم راؤ صاحب موجود ہیں۔ دیسمکھ طرف کلاں ملہار پنڈت کے خاندان میں جنابہ انتو بائی صاحبہ زوجہ وینکٹ راؤ

صاحب اور دیسمکھہ طرف خرد کاوجی پنڈت کے خاندان میں راجہ سنجیون راؤ صاحب دیسمکھہ موجود ہیں۔ راجہ سنجیون راؤ صاحب دیسمکھہ طرف خرد کے مختصر خاندانی واقعات و حالات کا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے :-

بعد تحقیقات مکمل بموجب احکام سرکاری و بروئے اسناد قدیم معاش دیسمکھی و دیسپانڈیہ گری عطیہ شاہان سلف قرار دی گئی ہے۔ ان معاشوں کی قدامت سے تاریخ کو انکار کرنا محال ہے۔ دیسمکھی طرف خرد کے وثیقہ جات سنین ماضیہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان کی پہلی تقسیم بزمانہ گنگا دھر پنڈت عمل میں آئی جس کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ من بعد ۱۱۲۲ ف میں بزمانہ حکمرانی شہنشاہ فرخ سیر بتوسط بلال خاں فدوی پادشاہ غازی دوبارہ تقسیم عمل میں آئی جس میں معاش کی تفصیل کے علاوہ اس کی قدامت کا بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ وثیقہ جات متعلقہ معاش میں "حسب عملدرآمد قدیم" کے الفاظ موجود ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ معاش شاہان مغلیہ کے روشن زمانے میں بھی قدیم سمجھی جاتی تھی۔ اس کے بعد ۱۹ ربیع الثانی ۳۲ جلوس کی سند ناظم صوبہ بخشی الملک کے زمانہ کی ہے۔ وینکٹ راؤ طرف کلاں اور راجہ اننت راؤ طرف خرد ہر دو دیسمکھان تعلقہ ناراین کھیڑہ کے نام معاش بحال کی گئی ہے۔ سند مذکور سے بھی معاش کی قدامت کا صاف پتہ چلتا ہے بعد ازاں جعفر حسین خاں فدوی پادشاہ غازی محمد شاہ کی ایک سند مورخہ ۱۰ شوال المکرم ۱۱۴۵ھ کو عطا ہوئی ہے۔ جس کی رو سے کاوجی پسر وینکاجی اننت راؤ دیسمکھہ طرف کلاں کو متبنے لینے کی اجازت متوبائی زوجہ سنجیون راؤ اولی دیسمکھہ

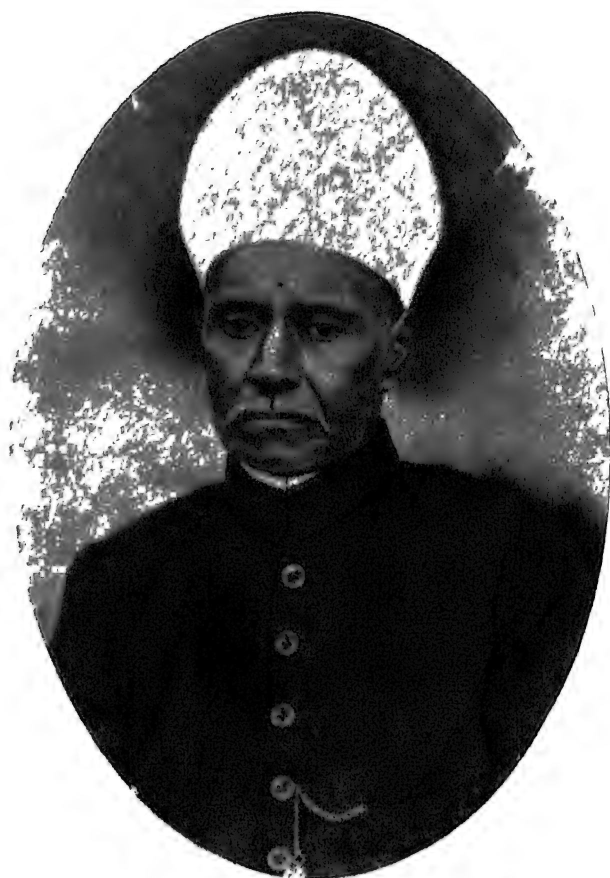
طرف خرد کو دیدی گئی ہے۔ اور کاؤجی پنڈت کو متبنیٰ لیا بھی گیا۔ کاؤجی پنڈت کے فرزند کا نام سنجیون راؤ رکھا گیا۔ من بعد اور ایک سند مورخہ ۲۲/ جلوس ۱۱۹۴ھ کو بزمانہ حکمرانی نواب نظام علی خاں بہادر شاہ دکن سے عطا ہوئی جس میں اننت راؤ ولد وینکٹ راؤ اور سنجیون راؤ ولد کاؤجی پنڈت ثانی ہر دو برادران طرف خرد و کلاں کی حسب شد آمد قدیم از سر نو علی السویہ تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب کہ یہ تعلقہ منجانب شاہ دکن امیر پائیگاہ کو عطا فرمایا گیا تو منجانب پائیگاہ نواب امجد الملک بہادر نے بھی ۱۲۲۴ھ میں سابقہ اسناد کا ذکر فرماتے ہوئے ایک جدید سند استقلالی سنجیون راؤ ولد کاؤجی پنڈت ثانی دیسمکھ طرف خرد کے نام عطا فرمائی۔

منجانب ایسٹ انڈیا کمپنی چند عہدہ داران سرکار عظمت مدار کا انتخاب بغرض بندوبست ملک دکن کیا گیا تھا۔ ان عہدہ داران منتخب شدہ کے منجملہ جے کرنل سٹلینڈ صاحب حالی کمشنر انعامات نے معاش دیسمکھی تعلقہ ناراین کھیڑہ کی تحقیقات فرماکر تمام اسناد ذات قدیم کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور ایک قول بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۳۶ھ سنجیون راؤ کاؤجی ثانی دیسمکھ طرف خرد کے نام عطا فرمایا اور معاش حسبہ بحال رکھی گئی۔

دیسمکھان تعلقہ ناراین کھیڑہ کے ذمہ تعلقہ کا انتظام وصول مالگذاری تفویض تھا۔ جس کو انہوں نے بہ لحاظ اقتضائے وقت بڑی خوبی سے انجام دیا۔ چنانچہ مہاراجہ چندو لعل نے بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ ان معاشداروں کے ملکی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے معاش سابقہ کے علاوہ طرف کلاں کو ریا کل مع



راجہ گوبند راؤ عرف وینکٹ راؤ صاحب الہادی



راجہ لچھمن راؤ عرف اپا صاحب الہ آبادی

مزرعہ اور طرف خرد کو لنگا پور مع مزرعہ کے مقطعہ جات دوامًا عطا فرمائے جو اس وقت تک بحال و برقرار ہیں۔ سنجیون راؤ کاؤجی ثانی کے فرزند لچھمن راؤ کو اولاد ذکور نہ ہونے کی وجہ ان کی زوجہ منی بائی ثانی نے اننت راؤ کو طرف کلاں سے متبنیٰ لیا۔ اور معاش طرف خرد کے علاوہ خلعت معہ سرپیچ بھی ان کو ۱۲۱۸ھ میں امیر پائیگاہ سے سرفراز ہوئی۔ ان تمام سرفرازیوں اور عطائے اسناد شاہان وقت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اس خاندان کے جملہ اراکین اپنے ملک اور مالک کے بہی خواہ وخیر سگال، جان نثار اور وفادار رہے ہیں اور اپنے خدمات نہایت عمدگی سے انجام دئیے ہیں۔

راجہ اننت راؤ صاحب آپ بڑے دھرماتما، رعایا پرور اور خدا ترس واقع ہوئے تھے۔ اپنی عزیز رعایا اور خاندان کی فلاح و بہبود کا آپ کو بڑا خیال تھا۔ اسی زمانہ ۱۲۰۹ف کا مشہور قحط واقع ہوا۔ جس میں آپ نے تمام رعایا اور پڑوسیوں کے لئے نہایت گراں قیمت اور غیر معمولی کوشش کے ساتھ غلہ فراہم کرایا اس لئے آج تک بھی آپ کا نام بڑی عزت و قدر کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ آپ کے دو فرزند (۱) لچھمن راؤ اور (۲) گوبندراؤ اولی تھے گوبند راؤ عرف وینکٹ راؤ طرف کلاں میں متبنیٰ گئے۔

راجہ لچھمن راؤ صاحب المعروف بہ آپا صاحب آپ اپنے خاندان طرف خرد کا بخوبی انتظام کرتے رہے آپ کو ایک فرزند راجہ سنجیون راؤ بتاریخ ۲۹/ شہریور ۱۳۰۶ف تولد ہوئے۔ اننت راؤ صاحب کی وراثت ان کے نام بحکم عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر امیر پائیگاہ منظور ہوئی

ساتھ ہی ساتھ اس کے خلعت سے بھی سرفراز ہوے۔ آپ نہایت فیاض، سخی اور ہمدرد بنی نوع راجہ تھے۔ جس کی وجہ غربا، ومساکین و محتاجین کا جمگھٹا ہر وقت آپ کے اطراف رہا کرتا تھا۔ آپ ہمیشہ خلق خدا کے ساتھہ بلا امتیاز قوم وملت بیحد ہمدردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مگر مذہب کی پوری پابندی کیا کرتے تھے۔

مخفی مبادکہ علاوہ اس سخاوت و فیاضی کے دھرم کے کاروبار میں بھی حد سے زیادہ حصہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے زمانہ میں دیول سری اننت سین یعنی کل دیوتا (جس کو آپ کی والدہ یشودا بائی صاحبہ نے قایم کیا تھا) کی از سرنو تعمیر کرائی اور ساتھہ ہی ساتھہ اس کے کارتک ماس میں سالانہ اوچھاؤ کا آغاز فرمایا۔ جس کی انجام دہی اعلیٰ پیمانے پر ہوا کرتی تھی۔ الحاصل یہہ کہ ایسے نیک صفات راجہ کا انتقال بتاریخ ۲۹/آذر ۱۳۳۳ف ہوگیا۔

راجہ جیون راؤ صاحب ثالث آپ راجہ لچھمن راؤ (عرف اپا راؤ صاحب) کی زندگی ہی سے بعد حصول تعلیم اپنی اعلیٰ ذاتی قابلیت اور خدا داد فہم و فراست سے اپنی معاش کی جملہ پیروی و انتظامات اور خانگی کاروبار میں نہایت دلچسپی کے ساتھ سرگرم و مصروف رہے۔ اپنی چھوٹی سی عمر میں ایک بڑی معاش کے جملہ کامل اختیارات جو آپ کے تفویض تھے ان کا استعمال آپ نہایت احتیاط سے فرمایا کرتے تھے اور انہیں کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جملہ معاش بہ فرمان خداوندی دوامًا بحال ہو کر سرکار عالی سے بتاریخ ۲۵ / مہر ۱۳۵۱ف منتخبہ صاحب موصوف کے نام جاری ہوا۔ آپ کی ماتحت نوازی، رعایا پروری، اعلیٰ دانشمندی، متحمل مزاجی، تدبر



راجہ لچھمن راؤ اپا صاحب



راجہ گوبند راؤ باباصاحب

وہ دور اندیشی و صفات نیک نے آپ کے خاندان کی قدیم شہرت کو چار چاند لگا دیئے
آپ کے دور میں خاندانی رسومات مذہبی بڑے اعتقاد اور صدق دلی کے ساتھ نہایت
شان و شوکت سے ادا کئے جاتے ہیں۔ رعایا کے سود و بہبود کا ہر وقت آپ کو
خیال رہتا ہے۔ علاوہ اسکے کارہائے رفاہ عامہ میں بھی کافی سہولتیں بہم پہنچانے
کی آپ غیر معمولی سعی فرماتے ہیں۔ آپ جملہ عہدہ داران سرکاری اور بزرگان دین
و مذہب کی خدمت سے اپنی فراخدلی اور سعادتمندی کا ثبوت دے رہے
ہیں۔ آپ نے اپنے زرّین کارناموں کی ابتدا، اس طرح کی اور اپنی زندگی کا لائحہ
عمل ان زرّین اصولوں کو بنایا ہے کہ جن سے آپکے بزرگوں کے کارناموں کا حُسن
دوبالا ہو گیا ہے۔ تعلقہ بھر میں آپکی غربا پروری کی شہرت ہے آپ کے حُسن انتظام
کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ موضع سنجھورا ؤ پیٹھ کی آبادی و آرایش ایک وسیع پیمانہ
کے ساتھ جدید تعمیری اصول پر کی گئی ہے۔ آپ ہی کی حُسن کارگذاری کا نتیجہ
ہے کہ نارا ین کھیڑ تک پختہ سڑک تیار ہو کر بس کی آمد و رفت کا انتظام ہو چکا
ہے اور مقطعہ سنجھورا ؤ پیٹھ میں بنظر آسایش رعایا و رفاہ عام ٹپہ خانہ و دواخانہ و
مدرسہ وغیرہ بھی قایم ہو چکے ہیں۔ یہاں زیادہ تر زراعت پیشہ آباد ہیں اس لئے
انکی خوشنودی کی خاطر ہر سال مہاشِوراتری کے موقع پر ملیشور کی جاترہ کا رواج وسیع اور
اعلیٰ پیمانے پر ہے۔ اس جاترہ کے موقع پر کاشتکاران و زارعین و صناع و اہل حرفہ کیلئے
جانوران چوپایہ اور ہمہ اقسام کی دستکاریوں کی ایک بڑی نمایش کرنیکا بھی اہم کام
آپ نے جاری کیا ہے اور نمایش میں قابل قدر اشیاء اور بہترین جانور لانے والوں کی
انعام و اکرام سے حوصلہ افزائی فرمایا کرتے ہیں چونکہ عرصہ دراز سے اس تعلقہ میں ترقی تعلیم و

مشیر عالم پریس

چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

قایم شدہ ۱۹۳۳ء

ہائی کلاس طباعت کے لیے ہندوستان بھر میں مشہور ہے اس میں حسب ذیل کتب نہایت اہتمام کے ساتھ زیر طبع ہیں۔ مشیر عالم ڈائرکٹری ۱۳۵۳ فصلی اور کون کیا ہیں بالتصویر یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ سوم، یادگار سلور جوبلی جلد وکلاء، یادگار سلور جوبلی جلد عہدہ داران، یادگار سلور جوبلی جلد شعراء، یادگار سلور جوبلی جلد اطباء، یادگار سلور جوبلی جلد ساہوکاران

اگر

طبقات مندرجہ بالا کے کسی ایک طبقہ سے آپ کا تعلق ہو تو آپ بھی اس میں تصویر اور حالات خاندانی درج کرواسکتے ہیں

مزید تفصیلات کے لیے مخاطب فرمایئے

دی مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی

چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن

فون نمبر (۲۹۶۲) تار کا پتہ "ڈائرکٹری"

تذکرہ ہذا

(کا)

ترجمہ کئی ایک زبانوں میں کیا جا رہا ہے اس کے جملہ حقوق بحق من مولف و ڈیٹر
مشیر عالم ڈائرکٹری محفوظ ہیں کوئی صاحب اس کا ترجمہ کسی زبان میں فرمائیں اور نہ
جزواً و کلاً اس کی طباعت کا خیال فرما کر بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائیں
جتنی بھی جلدیں مطلوب ہوں بقیمت پچاس روپیہ علاوہ محصولڈاک پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

صمصام شیرازی (سید الاخبار زادہ)

(تذکرہ ہذا کے ملنے کا واحد مرکز)

دی مشیر عالم ڈائرکٹری پبلشنگ کمپنی

(چادر گھاٹ گیٹ حیدرآباد دکن)

مطبوعہ مشیر عالم پریس چادر گھاٹ گیٹ بلدہ حیدرآباد دکن